

اس کتاب کے تمام حق حقوق بموجب ایک نمبر ۳۱۲۳ء ملک چمن الدین کے نام محفوظ ہیں



سلسلہ تصوف نمبر ۹

العشق و الحرق سائو اللہ

احمد رضا کتاب بنظر نظم و شرد لپیڈ ریگڈ سٹہ گلستان یقین حراغ کا شانہ دین

موسوم بہ ثنوی
حکیم العشقین

مع
حکیم العشقین

تصنیف لطیف ساک حق پرست باہر مستقبول باگاہ حضرت علی الصمد سہ

اللہ والے کی قومی کان ملک حسن الدین خلف رشید ملک فضل الدین زنی باجران
منزل نقشبندیہ

بازار کشمیری

کوچہ زین



پارسوم قسطنطنیہ

حاجی نامہ دار - نعتیہ شریف جلیل العالی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حمد نامہ دور و دور و نامہ دور و معبودے رامز است کہ جان عارفان را گلزار عرفان ساخت و شجره طیبہ شریعت
و طریقت را میرواے اصلہا فی الآدمین و فخر عہدہا فی السمآء سر با وج کمال فراخت درو مندانش بہتر تم این

این رباعی پر داختہ رباعی

عشق است کہ آن مضرول و جان من است
رمز کے کہ تو انم ز شنائش گفتن
روح عاشقانش باین ترانہ در ساختہ رباعی

برگ من و عیش من و سامان من است
این است کہ درو من و دربان من است

تے درو ترا ہیچ و واسے خواہم
ماختہ دلاں نہ تو ترامے خواہم
جانش را در ہر ذرہ جلوہ دیگر است و نور ذاتش را ہمہ اشیاء مظہر بیت

ناقص و کامل میں اندر جہاں
مظہرش ہر جزو ہر کئی سے شود

و تجلیات و اخیات و صلوات ذاکیات محمودے را کہ ذات کامل الصفا نش نور الانوار است و بہترین نظار ہر ذرہ
سینہ پاکان از تربیت و ہدایتش نورانی و دل سالکان بتائید ارشادش مخزن اسرار کما ہی و رحمت رضوان حضرت
ایزد مٹان برآل و اصحاب و الا نشانش کہ پروانہ جمال با کمال او بند و متادب با جواب خصال او اما لبتد
میگویند پشت بدیوار زاویہ محمول ضاعت و خاکساری حصول مجمع منقصتہا کے بجد و عد محمد عبد الصمد عفا عنہ
الاحد کہ من شکستہ بال سرگشتہ تعال بدتے مدید و زمانے بعید بمقتضائے این بیت

شوہد ہم پروانہ تا سوختن آموزی
یا سوختگان بیشین شاید کہ تو ہم سوزی
پروانہ شمع دلاں و سوختہ و ادوی طلب درد حاصلان بودم و بندم سینہ بریال و ایے باں در صحرای طلب پویا
و صحبت کیمیا خالصیت بیجا ب دلاں جو یاں تہ دل را ازین کار صبر کے نہ از سائے شیفش
اینگہ گیوش دلم خیر رسید کہ مطلوب تو حاصل نتواند شد الا از افادات و افاقانت ہنہائے سا لیکن قدوة العارفين
مخزن اسرار کما ہی مطلع النوار الہی ہادی منازل طریقت بدرقہ مراحل حقیقت تہا ہیا زاویہ تجرید عنقاسے قاف تفریہ

برگزیده اہل دل بام رہواں بمنزل اہل سرحلقہ عاشقان و نگار حضرت شاہ نامدار کہ اکیر سیاب دلاں بھگی مضطرب
اندورونق بخش سرزمین پنجاب بجز و شنیدن این خبر شوق از عالم بنگے دیگر و شوقم بیشتر از بیشتر گردید و دم بر عزم
جازم شد و در غایت شوق باین قطعہ مترنم قطعہ

عقل آتش بد فتر اندازد	آتش عشق کو کہ از اثرش
مرغ ادراک شہمیر اندازد	کو عقاب جنون کہ از سہمش
واعظان را از منبر اندازد	مستی شور کو کہ نعرہ من
طرح طور قلندر اندازد	دلم از زہد در گذشت کنوں
سر نفس ستمگر اندازد	عمرے کو کہ داد روح دہد
تا بیک کم تگاور اندازد	بشکر آراست نفس کا فر کیش
شور اللہ اکبر اندازد	کو علی تا بقتل این کفار
عقل دستار از سر اندازد	مستی عشق کو کہ از اثرش
کہ و مش جان بہ پیکر اندازد	یارب آن شاہ نامدار کجاست
نعرہ اش قصر قیصر اندازد	نفسے گر جسم مرده دہد
گنبد چرخ اخضر اندازد	نعرہ ہو اگر زندہ دل
بر دل و جان مضطرب اندازد	وقت آن شد کہ از کرم نظرے
نفس روح پرور اندازد	وقت آن شد کہ بر دل مرده
عقل و بس محقر اندازد	واصفی این لے زو کہ در قدس
از تہی مانگی سر اندازد	یعنی این تنگ دست و پایش

الحاصل در راہ آن مطلوب عاشقان دویدم و از حصول خدمت سعادت آبتش بمقصود دل رسیدم از آنجا کہ طبع
من بر شیوہ از خود رسیدگان مستانہ و متوحش از خویش و بیگانہ بود از صحبت خلق تجرد و از یار و اغیار و تفرود محبت
تعلیم و ارشاد باینکے و اندیشہ اخذ بیعت را در دلم بارے بنود آنجناب بوجہ از وجہ در دلم ریختن کہ تعلیم آنچه
وزست چراتے کوشی و از طالبان صداقت کیش ارادت اندیش چشم التفات چہلے پوشی و اشاعت این مزاجش
و بر فیض مبدار فیاض بمقتضای و جوی طاعت امر خود را بکار اہل ارادت مصروف ساختم و طور قلندری و شیوہ
آزادی بر انداختم و خواستم کہ بر لے یاراں و مجاہاں چیزے از آداب طریقت بزبان اُردو و بطرز مثنوی بیان تمام
و بہ تبیین آنچه از ضرورت است اہل شوق را یادگار و اہل شوق را ہمین و دستیار باشد و این مثنوی را
تحفۃ العاشقین نام نہادم و بر لے قبول دست دعا کشادم امید کہ صاحب دلاں معنی بین و بزرگان کرم آئین
چشم بر الفاظ و اقوال نکشایند و نظر عنایت مظهر معنی نمایند و **بِاللّٰهِ التَّوَفِیْقِ وَ بِسَلَامِہٖ اَدْرَمَہٗ**
التَّحْقِیْقِ

آغازِ مثنوی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

<p>تاکہ کوئی دم نہ ہوں تجھ سے جدا آرزو تجھ سے ہی ہے اے خدا ماسوا تیرے یہ دل ہو بے دور جبکہ لوں میں ہو حضورِ دل تمام ہجرت بے کیف مجھ کو اے غفور کون بر لاوے گا میرا مدعا بس یہی ہے مدعا پروردگار</p>	<p>دستگیری کیجواے میرے خدا و مہدم ہوتا ہوں تجھ پر فدا ہوزبان پر ذکرِ دل میں ہو حضور بے حضورِ دل نہ لوں میں تیرا نام ہر گھڑی ہر لحظہ ہو تیرا حضور التجا کس سے کروں تیرے سوا نورِ وحدت کروں مجھ پر آشکار</p>
---	--

بیانِ وحدت و گفتنِ انا و اولیٰ اولیٰ و سلوک

<p>یاں تک ہستی کا رہنا ہو محال پر نہ نکلے لفظ انا زینہار از برائے آل و اصحابِ رسول پھر کہاں اثبات کا اس کو تمیز مدعی یہاں پر نہیں ہوتا کوئی پر نہیں تجھ کو خبر اے بے خبر وہ ہو اولوں جہاں سے نصیب یہ نہیں ہے بات واں کے جوش کی</p>	<p>ماسوا تیرے ہو فانی سب خیال معرفت کا جوش ہو منصور وار اس دُعایِ مست کو کیجئے قبول جس پر ظاہر رازِ گلا ہو اے عزیز بیشک اظہارِ یکی بھی ہے دوئی لاوالا سے بھی ہے نزدیک تر جس نے کی گفتار اس میں اے حبیب کیونکہ ہے یہ خود پسندی ہوش کی</p>
---	---

گر نہیں ہے وہ ہم ہستی اے سپر
 جس کو ہو کچھ وہم ہستی کا گماں
 بلکہ اس میں وہم ہے شرکِ خدا
 وہم ہستی کا ہے بس ایسا حجاب
 مولوی نے بلکہ اس میں یوں لکھا
 وہم کی کیا بات ہے اے پیغمبر
 جملہ معشوق است و عاشق پرودہ
 چاہئے کرنا تجھے یاں پر سکوت
 من سکنت کو دل سے پڑھ تو اے عزیز
 یعنی جس نے بندگی اپنی زبان
 دیکھ کیا فرماتے ہیں عالی جناب
 قول اس کی عقل پر کر اے جوان
 دوسرا فرمان سن اس پاک کا
 جس پہ کھل جانا ہے رازِ حق نہاں
 یاد رکھ اس بات کو اے جان من
 یوں کہو باتوں کو اپنے تم اٹھا
 سر بسر ہر شے میں دیکھو لہر لہر
 نیست تیرے روبرو ہوں اس قدر

پھر انا سے کیا وہ توڑے پیغمبر
 وہ نہیں عارف ہے ہرگز اے جوان
 عین جانے وہم سے ہو کر جدا
 یہ نہ ٹوٹے وارین عالی جناب
 راز مخفی کل وہی سب کو بتا
 مولوی کے قول پر کر تک نظر
 زندہ معشوق است و عاشق مردہ
 یہ حدیث مصطفیٰ سے ہے نبوت
 تجھ کو تار مرہ خفی پر ہو تمیز
 پا گیا اندھوں کے ہاتھوں سے اماں
 یعنی حضرت مصطفیٰ اے فیضیاب
 تانہ ہو وہ رازِ حق سے بدگماں
 مرتبہ ہے جس کے باعث خاک کا
 بند ہو جاتی ہے بس اس کی زبان
 خامشی اس جا پہ ہے گویا سخن
 ماسوا اپنے تو مولا سب مٹا
 دیکھ اس کو سوختہ ہوں مثل طور
 جیسے پیش شمس ہوتا ہے قمر

۱۵ حدیث شریف من سکنت سلمہ و من سلمہ فحما ترجمہ جو چپ رہا وہ سلامت رہا اور جو سلامت رہا اس نے چھٹی پائی +
 ۱۶ ایضا کلہم للناس مما یقرعون و دعوا ما ینکرون ترجمہ اور ان کو کذب اللہ و رسوله ترجمہ لوگوں سے گفتگو ایسی
 چیز دہی کر دکھ جس کو وہ جانتے ہوں اور جبکہ وہ نہ جانتے ہوں جس کے وہ منکر ہوں سے چھوڑ دو کیا تم یہ چاہتے ہو کہ خدا اور رسول کی تکذیب ہو +
 ۱۷ حدیث شریف من عرف رقبہ کل لیساذہ ترجمہ جس نے اپنے رب کو پہچانا اس کی زبان بند ہو جاتی ہے +

نیست تو باقی خدا ہو والسلام
چاہے خاموش رہنا ذی شعور
شنوی میں یعنی مولانا کے روم
ابن سخن کے باور مردم شود
نیست کہستی کو جب ہو باخبر

اس سے زائد تو نہ کیجو کچھ کلام
بھید یہ ہے فہم انسانی سے دور
دیکھ فرماتے ہیں وائے علوم
علم حق و علم صوفی کم شود
راز حق کا گر ہے طالب اسے سپر

در بیان انتشار دل و سوسہ شیطان بازدائش ازو

تا کہ ہووے نفس کا فریاد مال
جیب تلک کے غیر کب ہو وصل پار
روز و شب کھتا ہے حق سے تجھ کو دور
نفس نے ڈالا ہے دل میں کیا ضل
تازہ کروے کشتہ نفس کا فرم
تا ہووے جہنیش و آرام من
دور کر اس کو کتاب لے با صفا
تا کہ حاصل دل کا ہووے مدعا
تو چھڑا ہم کو ہمارے دستگیر
نکرے ہم اس کے کچھ واقف نہیں
اس میں کرتا ہے ہمیں پھر مبتلا
کیا بھلا پھر ہم ہیں اس کے روبرو
ہووے گروہ لاکھ وانا پر پھنسا
کب سچیں جب نکلتا ہووے توفیق

غیر کا دل میں نہ آنے دے خیال
یاد رکھ اس بات کو لے ہوشیار
یہ ہے کافر بلکہ کفر ذی شعور
دیکھ فرماتے ہیں یوں اہل عمل
کاشکے ہرگز نہ زاوے ماورم
کاشکے ہرگز نہ ہووے نام من
غیر بیت ہے سید الوار خدا
یوں کرو ہر وقت حق سے تم دعا
نفس و شیطان سے کیا ہم کو ایسر
سخت تر دشمن ہے شیطان بعین
جس کو ہم جانیں کہ ہے بیشک ملا
یہ ہوا ہے انبیا سے دو بدو
وام سے اس کے نہیں کوئی بچا
کیونکہ ہینگے مکر شیطان کے فتن

کرتو آگہ اس سے ہم کو اے کریم
 گر کریں نیکی تو بدویوں کے ظلم
 جس کا دشمن سخت ایسا ہو یعنی
 یا اللہ العالیین بہر رسول
 گنج وحدت کا یہ مانع ہے یعنی
 خود تماشائی سے یہ پڑے بدگھر
 اس سبب سے نور وحدت ہے چھپا
 کونسا دل ہے کہ جس میں وہ نہیں
 غور سے اس قول پر کرتو نظر

تا سمجھ لیں مگر شیطان الرجیم
 یا کریں کچھ بدتو کرو یوں بھلا
 ماسوا تیرے پناہ اُس کو نہیں
 اس دعا کو کچھو میری قبول
 بند رکھتا ہے یہی چشم یقین
 ماسوا اپنے نہیں کرتا نظر
 ورنہ دیکھو تو وہی ہے جا بجا
 پر نہیں ہے چشم تیری نور میں
 مولوی فرماتے ہیں کیا با اثر

در بیان آیت سخن با قرب

آنچہ تو گم کردہ رہ کر وہ
 پاسبانی دل کی کرتو اس قدر
 غرق بحر وحدت ایسا ہو عزیز
 عارفان حق کی یہ ہے گفتگو
 اس کو کہتے معرفت ہیں عارفان
 سن یہ فرماتے ہیں شاہ ابو علی
 تا توئی کے یار گردو یار تو
 جب تک تو ہے نشان اس کا کہاں
 کرتو پروانہ کی ہمت پر نظر
 ہے یہ پردہ تجھ سے اے محبوب من

ہست اندر تو تو خود را پردہ
 ماسوا حق کے نہ آوے کچھ نظر
 تانہ ہو پھر این و آں کی کچھ تمیز
 جب تک تو ہے نہیں ہے نور ہو
 وہ عیاں ہو تو نہاں ہوںے جوان
 محرم رازِ خفی و ہم حسلی
 چوں نباشی یار باشد یار تو
 نیست کستی کو تا پاؤںے نشان
 واصل جانان ہے جل کر سر بسر
 دور کر خود کو تو دیکھے ذوالمنن

<p>وہ تو ہونے دیکھ تو ہو اس کے دور کیوں پڑے دور ہونے دیکھ تو گرچہ ڈھونڈنے عیش سے لےنا ہیں کیونکہ راہ اس کی ہے عمل میں شکار دیکھ لے کیا لکھتے ہیں یہ بولوی اے کہاں از تیر ہا پر ساختہ سخن اقرب کو نہیں سمجھا مگر عقل ظاہر میں کو کر تو دل سے دور عقل جزوی عقل ظاہر ہے جو ان عقل کلی تھی نبی میں بس تمام</p>	<p>یہ عجب ہے حال تیرا بے شعور دل میں اس کی کر ذرا تو صحت و جو راہ حق دل کے سو پائے نہیں دیکھ تو دل میں ذرا ہے ہوشیار واقف ہر رمز و اسرار خفی صید نر دیکھ ست و در انداختہ اس لئے اس بھید سے ہے خیر دیکھ تو پھر ہر طرف اس کا ظہور عقل کلی عقل باطن بے کہاں دیکھ فرماتے ہیں کیا خیر الا نام</p>
--	--

در بیان حدیث قدسی سَمِعَهُ الذی سَمِعَهُ

<p>بعد فرض واجب اے والا نقا حق نے فرمایا ہے ان کے دست پا یہ مجروح معنی لفظ حدیث</p>	<p>نفل پر جو لوگ کرتے ہیں مدام کان اور چشم و زباں ہو بر ملا کچھ نہیں تاویل اس میں اے نصیبت</p>
---	--

لہ قولہ تعالیٰ - سخن اقرب الیہ من جبل اللوسید ترجمہ ہم انسان کی رگ گردن سے زیادہ قریب ہیں + قل
یہ حدیث قدسی - وما تقرب الی عبدی بشئ أحب الی مما افترضت علیہ وما یزال عبدی یتقرب الی بالنوا
حقی اہلبیتہ فقلت سَمِعَهُ الذی یَسْمَعُ رِبِّہُ وَبَصُرُہُ الذی یرِی بصرہ ویدلہ الذی یتطش بہا رجلہ الذی
یمشی بہا وان سألنی لا اعطیتہ ولکن استعاذت فی لا عبدی + وما ترددت عن شیء انا فاعلہ نردذنی
عن نفس اللومین یکرہ الموت وانا اکرہ مسأوتہ لا یدلہ منہ - دواہ البخاری ترجمہ جن چیزوں کو میں نے اپنے
بندہ پر فرض کیا ہے ان سے بڑھ کر کسی خوب تر چیز سے میری طرف بندہ تقرب نہیں کرتا ہے اور نوافل سے میرا بندہ مدام مقرب ہوتا جاتا ہے
یہاں تک کہ میں اس کو چاہنے لگتا ہوں پس ہوتا ہوں اس کا کان میں وہ سنتا ہے اور آنکھ میں سے وہ دیکھتا ہے اور ہاتھ میں سے وہ پکڑتا ہے اور
پاؤں میں سے وہ چلتا ہے اور اگر مجھ سے کچھ مانگتا ہے تو میں یقیناً اس کو دیتا ہوں اور اگر پناہ چاہتا ہے تو پناہ دیتا ہوں اور مجھ کو کسی امر کے
کرنے میں تردد نہیں ہوتا جتنا مومن کی جان کا تردد ہوتا ہے کہ اس کو موت بری معلوم ہوتی ہے اور اس کی ہرانی مجھ کو بڑی معلوم ہوتی ہے اور موت بھی اس
مذہور ہے +

یہ حدیث مصطفیٰ سے پہنچ لا
 یوں لکھا خاصاً حق نے اس حال
 بحر وحدت میں ترسے جو ہیں جو ان
 لام میں جیسے الف کے پتھر
 یعنی کثرت نیرت بے وحدت بقا
 لام لا الہ الا الف ہے لے جو ان
 لا فناء الا بقا ہے زشت خو
 پر وہ الا ہے لے لے لے خبر
 عین کثرت ہیں کیوں وحدت عیاں
 بس ضمیر لے لے لا معبود وغیر
 لے کے قابل مشرکین لے مرویوں
 اس لئے واقع ہے اللہ کے سپر
 لا کو الا جانتے وہ بے نصیب
 یعنی الا کو کیا لے سے نہاں
 جو کرے الا کو لے لے لے خبر
 جو کریں الا کو لے سے بس نہاں
 ان کی ضد میں جو ہوا کافر ہوا
 فرق حال کافر و معذور کا
 تھا انا فرعون سے لاکی بقا
 دیکھ فرماتے ہیں مولانا بہ راز
 گفت فرعون نے انا الحق کثرت پست

نیست کرتی ہے زونہ کو لے فنا
 فہم کرول میں نہ کر کچھ قبل و قال
 یہ وہ لے لے ویر وحدت بیگیاں
 اس طرح کثرت میں وحدت سرسبر
 بے الف جیسے نہیں ہوتا ہے لا
 لے کثرت وحدت الا بیگیاں
 ہو کے لا پھر دیکھ جاناں سو بسو
 توڑ اس کو دیکھ الا سر بسر
 جس طرح ہوتی ہے گل میں پونہاں
 ہو کے حق میں تو ذرا کرول کی سیر
 ہیں مقرر الا کے مومن بالیقین
 تاکہ ہووے کفر ان سے دور تر
 یہ تھا باعث کفر کا ان کے صیب
 اس قدر تھے محلا وہ بدگماں
 وہ ہے کافرین حق میں سر بسر
 وہ ہیں ذات حق کے عارف بیگیاں
 ان کی ضد میں مومن طاہر ہوا
 ہے ہی فرعون اور منصور کا
 تھا انا منصور سے لاکی فنا
 یعنی حضرت مولو سے پاکباز
 گفت منصور انا الحق او پرست

این انار از رحمت اللہ کے محب
 زانکہ او سنگ سید بود این عقینق
 این انانگفت وز خود آزاد شد
 جیسے پیش مشرکین الا انہما
 جیسے نزد مشرکین لایہ قیام
 لا کو لا جانے ہیں مومن اے فتا
 یعنی الا کا ہے اُن پر یہ اثر
 مولوی نے کیا تاسف سے لکھا
 از چہ مہجوری و دوری اے فلان
 سنگ سے بھی ہے ترا دل سخت تر
 چشم باطن میں نہیں ہے تیرے نو

واں انار العنت اللہ در عقب
 آن عدو سے نور بود و این عشیق
 و آن انانگفت وز خود بر باد شد
 ویسے نزد عارفان الاعیام
 ویسے نزد عارفان لایہ نماں
 لیک الا سے سوالا کا فتا
 غیر الا ہے نہیں اُن کو خبر
 سن کے گر پتھر ہو فتق تو ہے بجا
 آہ از دست تو وارم صد فغان
 پھر بھلا ہو تجھ کو کیا پتھر اثر
 پھر بھلا ہو کس طرح تجھ کو حضور

در بیان رست کردن دل کو چہ بیان اللہ کا نظر الی صورت کند

دل کو کر آراستہ اے مرو دین
 جو عمل ہے دل سے بس بہتر ہے وہ
 گر نہیں دل پڑے دیں کا اثر
 یوں ہوا فرمان حق اے ہوشمند
 جو عمل دل سے نہیں ہیں تے تلف
 بلکہ فرمایا نبی نے اے و عمل

ماسوا اس کے نہیں راہ متین
 گر نہیں دل سے تو بسا بہتر ہے وہ
 کیسے ہوں اعمال ظاہر معتبر
 ماسوا دل کے نہیں ہم کو پسند
 لکھ گئے ہیں اس بیان کو سب سلف
 جس کے دل میں ہے خلل سب میں خلل

ہوتا ہے اور اگر وہ بگڑتا ہے تو تمام جسم بگڑتا ہے اور جان اور وہ بگڑتا ہے

۱۰ حدیث قدسی ان اللہ لا ینظر الی صورتکم ولا اعمالکم و لکن ینظر الی قلوبکم و بیا تکلمت اللہ نہیں کہتا ہے
 تمہاری صورتوں کو اور عملوں کو بلکہ دیکھتا ہے تمہارے دلوں اور نیتوں کو + ۱۰ و ان فی الجسد مضمقة اذا صلحت صلح الجسد
 کلمہ و اذا فسدت فسدت کلمة الا و هي القلب + ۱۰ جسم میں ایک گوشہ کا بگڑنا ہے جب وہ اچھا ہوتا ہے تو تمام جسم اچھا

دیکھ فرماتے ہیں مولانا کے دین
مازباں راننگریم و قال را
دل نہیں جب تک ترا ہوتا صفا
صاف دل کتنے ہیں اُس کو بالکمال
یعنی جو کچھ ہو وہ ہو بہر خدا
پھر کریں جو کچھ کہ وہ رب کو رست
ہر عبادت میں ہو پھر رنگ و گر

مومنوں کو جس سے ہوتا ہے یقین
مادروں راننگریم و حال را
سب عبادت ہے تری بس ناروا
ماسوا حق کے نہ ہو جس میں خیال
غیر سے دل میں نہ ہو چون و چرا
عشق حق سے وہ ہوئے چالاک و حیت
رنگ وہ عالم ہو جس سے بخیر

در بیان ترمیح نماز اہل باطن بر اہل ظاہر

اُن کی دو رکعت ہوں تیری صبراً
کیونکہ تُو ہے اسم خوان و بے بصر
اُن سے کیا نسبت، تجھ کو اے قلیل
تیرا ہمد نفس و شیطان بعین
اُن کا سونا تیری بیداری پس
گر سنہ ہوں وہ تو ہوں جبریل وار
گر ہوں آسودہ تو ہوں شاغل رب
ہیں تیرے ہمیشگی لیکن وہ عزیز
لاکھوں کافر پیشتر اس سے ہوئے
انبیا اور اولیا کو اے پسر
دیکھ کر یہ انبیا کا معجزا
ہو کر امت جب ولی سے اعزیز

بلکہ بہتر اس سے بھی اے نابکار
وہ ہیں بنیائے مسیحا سر بسر
تو انیس نفس وہ حق کے خلیل
اُن کا ہدم نور و وحدت بالیقین
روز و شب کا فرق ہے باہرگر
ہو اگر تو مثل سگ ہو بدشعار
ہو اگر تو سگ ہو اے بے ادب
بے ادب اُس سے ہوا تو بے تمیز
انبیا کو آپ سا جانا کئے
کہتے تھے مجنوں و ساحریہ بتر
کہتے تھے یہ سحر ہے رب بر ملا
سحر جب جانا کئے یہ بے تمیز

عشقِ حق سے منتشر ہو جس کا حال
 راست فرماتے ہیں عالی جناب
 اشقیار اودیدہ بیسنا بنو و
 ہمسریئے انہی سے یہ تباہ
 آب و خور پر ان کے تھان کو خیال
 یعنی جیسے وہ ہیں ویسے ہم ہیں سب
 مغز باطن پر نہ ہے ان کو نظر
 یہ نہ سمجھے دل میں اپنے بے بصر
 کیونکہ علمِ غیب ہے علمِ خدا
 لفظ فضلنا سے غافل یہ ہیں
 عقل کے نزہ و پاک بھی اے محض
 باوجود اس کے شقی و مرتدین
 مثل اپنے جو نہیں جانے جواں
 دیکھ کیا لکھتے ہیں وہ عالی مقام
 کارپاگان را قیاس از خود بگیر
 یعنی صورت میں ہو مثل ہم و گر
 تیرے جو حشرات ہیں اے بے ادب
 یعنی ظالم مقصد تم اے بتر
 بے ادب ہونے سے تم پر یہ بال

یہ کہیں مجنون اُس کو بدخصال
 یعنی حضرت مولوی اے فیضیاب
 دیدنشاں ورنیک و بدکیساں بنو و
 ہو گئے درگاہِ حق سے رو سیاہ
 بالباس ظاہری پر ذی خصال
 پھر کہاں سے آیا ان پر فضلِ رب
 مثل سگ کے استخوان پر کی گذر
 علم باطن سے نہیں ہم کو خبر
 غیر پر ہوتا نہیں ہرگز یہ وا
 ہو گئے افضالِ حق سے بے یقین
 کل کا ہونا ایک سا بس ہے محال
 مثل اپنے ان کو جانیں بالیقین
 یہ شقاوت کا نشان ہے بیگماں
 یعنی حضرت مولوی نیک نام
 گرچہ ماند و زنبشتن شیر و شیر
 فرق ہے اخلاص میں لیکن سپر
 سیئات اُن کے ہیں بیشک رب کے سب
 شائق الخیرات وہ ہیں سرسپر
 یعنی غالب نفس تم پر باکمال

۱۔ قولہ تعالیٰ: فَضَّلْنَا بَعْضُكُم عَلَىٰ بَعْضٍ + تم نے بزرگی دی ہے تم میں سے بعض کو بعض پر +
 ۲۔ قولہ تعالیٰ: فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ + تم میں سے بعض ان میں سے اپنے نفسوں
 پر ظلم کرتے ہیں اور بعضے میانہ روی ہیں اور بعضے امور نیک کی طرف سبقت کرتے ہیں +

سے شرف انسان کو از علم ادب
 کیا نہیں ہے یہ حدیث مصطفیٰ
 نفس نے لیکن کیا تم کو خراب
 دوستی سے اُن کی ہو جنت نصیب
 یوں ہوا فرمان حق اے خوب رو
 دوستی اُن کی ہے جنت کی کلید
 ہمنشیں ہو ایک دم گریا ادب
 بے ادب پر فضل حق ہوتا نہیں
 بے ادب تنہا نہ ہو وے کے بے ادب
 کیا لکھا ہے مولوی نے وعظ و پند
 بے ادب تنہا نہ خوراداشت بد
 از خدا خواہیم توفیق ادب
 ختم کر رہا جز ادب کی گفتگو

بے ادب ہوتے ہیں کب عالی نسب
 ظن مومن کا ہو مومن سے بھلا
 حشر میں دیکھو گئے تم اس کا عذاب
 دشمنی سے اُن کے دوزخ ہو حبیب
 جو لڑا اُن سے وہ مجھ سے زشت
 یہ حدیث مصطفیٰ ہے اے سعید
 دیکھ کیا ہوتا ہے تجھ پر فضل رب
 یاد رکھ اس بات کو لے مرو دیں
 باز رکھے خلق کو از فضل رب
 بے ادب کے حق میں سُن لے ہوشمند
 بلکہ آتش و رہمہ آفاق زو
 بے ادب محروم گشت از فضل رب
 بے ادب سنتا ہے کب لے نیکنو

۱۰ حدیث حبیب الفکر ابو قتادہ الجذنی + تخریج دوستی جنت کی گنج ہے +

در بیان ادب

بے ادب اور با ادب کا ہو ہو
 فرق اس میں سے نکال لے نیکنام
 جانتا ہے میں ہی کرتا ہوں سب
 میں بھی کرتا ہوں او اس کو تمام

اب بیان کر فرق ان دونوں کا تو
 فصل دونوں ایک کرتے ہیں نام
 کیونکہ وہ ہے بے ادب اسکے سبب
 یعنی یہ جو دین کا کرتے ہیں کام

۱۱ حدیث ظنوا المؤمنین خیراً + تفسیر مومن کو اچھا گمان کرو + ۱۲ حدیث قدسی + عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ
 ان الله قال من عادني وليا فقد اذنته الحرب + تفسیر ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 نے کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے جو کوئی کسی دوست میرے سے عداوت کرتا ہے تو میں اس سے لڑائی کرتا ہوں +

یہ نہ سمجھے بے ادب وہ بے بصیر
یعنی جیسے کے مرغن یہ طعام
ایک کھانے تو مرض میں پکے
بلکہ جیسے تخم ہو اچھا بجلا
تخم ہو برباد سخت رائیگاں
بس زمین دل ہے اس سخت تر
یعنی پتھر سے زیادہ سخت ہے
یعنی بہتیں نہریں ہیں ان سے مدام
شوق ہو کر آب ہو ان سے وان
سچ بتا ہوتا ہے دل پر کچھ اثر
دیکھ تو یہ گرتے ہیں کوہ عظیم
کیونکہ وہ ہے خوف واحد پر اثر
خوف حق میں کچھ نہیں ہرگز قصور
سخت دل تیرا ہے یعنی کالج
دیکھ فرماتے یہ حضرت رسول
قلب میں جس کے قساوت ہو سپر
قلب قاسی توڑ لے مرو خدا

کام وہ پر ہم نہیں ویسے بشر
کھانے سے جس کے ہو قوت بن تمام
تخم قاتل تجھ کو ہوا بے خبر
پر زمین سخت میں بودے قتا
پھر شجر کا ذکر کیا ہے نیک وان
دیکھ فرماتے حق ہے بے خبر
دل جو تیرا دیکھ یہ بد سخت ہے
تو بھی ہے کچھ چشم تر ہے نیک نام
خوف حق سے پھر کریں وہ بیگماں
نام حق سنا ہے جب ہے خیر
کیوں نہیں گزتا ہے تو مرو سلیم
پر نہیں تجھ پر اثر کیوں بے خبر
لیک تیرے دل میں ہے بے شعور
پھر بھلا ہو کس طرح تجھ پر اثر
گوش دل سے سن ذرا ہے بوالفضل
وہ خدا سے دور از بس دور تر
نور وحدت دیکھ تو پھر جا بجا

ہے کراہے دل والے

لہ قولہ تعالیٰ۔ ثُمَّ قَسَتْ قُلُوبَكُمْ مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ أَوْ أَشَدُّ قَسْوَةً وَإِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَخِفُّ مِنْهُ إِلَّا الْبَشَرُ وَإِنْ مِنْهَا لَمَا يَشْتَقُّ فَيَنْفُوجُ مِنْهُ الْمَاءُ وَإِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ + ت
پھر سخت ہو گئے تمہارے دل اس کے بعد تو وہ مثل پتھر کے ہیں یا اس سے بھی کڑے اور پتھروں میں بھی تو بعض میں سے نہریں نکلتی ہیں اور
بعضوں میں کچھٹ کر پانی نکلتا ہے اور بعضے خدا کے خوف سے گزرتے ہیں اور اللہ تمہارے کاموں سے غافل نہیں + حدیث شریفہ دین
عمرہ رَضِيَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَكْبُرُوا الْكَلَامَ بَعْدَ ذِكْرِ اللَّهِ فَإِنَّ كَثْرَةَ الْكَلَامِ بَعْدَ ذِكْرِ اللَّهِ قَسْوَةٌ
لِلْقَلْبِ إِنَّ أَعْدَاءَ النَّاسِ مِنَ اللَّهِ الْقَلْبُ الْقَاسِي رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ + ت عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ بے فکر خدا کے بہت کلام مت کیا کرو کیونکہ بہت کلام کرنا بدوں ذکر خدا کے دل کو سخت کرنا ہے اور سب سے دور لوگوں میں اللہ

گنج وحدت کا نہ ہو تجھ پر عیاں
 سُن کے اُس کو کر عمل اے بے خبر
 تا بہ پستی زیر او وحدت چو گنج
 تو ہے باقنوت وہ ہیں مر و حلیم
 اُن کے نورِ دل سے ہے تو بیخبر
 نورِ ایجاں کے ہیں گویا آفتاب
 لیک ہیں وہ چشمِ شہر سے نہاں
 شمس کے پر تو سے ہو جاتی ہے شک
 آفتابِ معرفت ہے تیز تر
 اس سے خبرت باطنی اے متقی
 یہ منور دل کرے اے نازنین
 دین کا تو بھی ہو پھر ایک ماہر و
 آفتابِ معرفت سے تجھ کو عار
 اُس کے پر تو سے چلے اے نیکنام
 جس کی یہ ہے گفتگو عالی جناب
 یعنی وہ ہے رحمت للعالمین
 فرق اس میں مثل صبح و شام ہے
 خاص سے حاصل وصالِ یار ہے
 خاص کے ارباب باطن اے ولی
 عالمِ راسخ وہ جب معروف ہو
 خاص گر چاہے وسیلہ لے کتاب

جب تک قنوت ہے تجھ میں بچوں
 مولوی کی یہ ہدایت اے سپر
 صورت سہرکش گذاراں کن برنج
 فرق تجھ میں اور اُن میں ہے عظیم
 لیک تو ہے چشمِ دل سے بے بصیر
 صاف ل روشن ہیں وہ با آفتاب
 یعنی روشن ہیں اے اُن سے بچوں
 ہوز میں کی جس قدر ناپاک خاک
 آفتابِ آسماں سے اے سپر
 اُس سے جلتی ہے نجاستِ ظاہری
 وہ کرے سے دور ظلمتِ زمین
 اس کا پر تو گر تو لے لے زشتِ نو
 لیک تو خفاش ہے اے بدستار
 یعنی باطن کی نجاست یہ تمام
 جانتا ہے کون ہے وہ آفتاب
 دیکھ وہ ہے نورِ حق اور نورِ ہیں
 فیض اُس کا خاص ہے ایک عام ہے
 عام سے حاصلِ نجات نار ہے
 عام کے حامل ہیں عالمِ ظاہری
 جو کہ دونوں وصف سے موصوفِ نو
 عام کو چاہے تو پڑھ لے تو کتاب

در بیان آنکه وابتغوا اللہ الوسيلة

قوله تعالى يا ايها الذين آمنوا
ابتغوا الوسيلة وابتغوا الوسيلة
التي هي اقرب الى الله تعالى
التي هي اقرب الى الله تعالى

اس کی راہ میں جا کر کہ
کوئی وسیلہ تلاش کرو اور
اللہ سے اور اس کی طرف
سے ایمان والوں کو
دعا ہے

وَإِبتَغُواْ هِيَ حَكْمُ رَبِّ اِي خَيْرٍ
جس قدر گزری ہے من مردان خدا
کیونکہ بے اس کے نہیں ہو دل پرست
ظاہری پر حق نہیں کرتا نظر
اس لئے ہے واسطہ تجھ کو ضرور
اب حقیقت واسطہ کی سن جو اس
یعنی رکھ تو واسطہ اس سے پسر
زاہدوں کے قال پرست کخیال
ہے تو لائق واسطہ گراے جو اس
گر نہیں تو اس کے لائق اے پسر
یعنی وہ جو نور وحدت ہے نہاں
پیشتر ہو صاف دل اے مردوں
یعنی ایسا ہو کہ ہو آتش پذیر
بعد اس کے پیر کی کر جستجو
شمس وحدت سے ہو جس کو واسطہ
یعنی جب چاہے شعاع آفتاب
منتقل کرنے پر قادر ہو مگر
جب ملے ایسا تجھے کوئی بشر
دل میں بھر کر وہ شعاع آفتاب

لہ حدیث ائمتنا الامام الخصال بالذبیات منہ اعمال شیوں سے بچا ہیں *

کیوں ہے قال میں سے تو عالی گھر
تھے وسیلہ سے جدا کوئی بتا
گرچہ ظاہر ہو مگر باطن میں سست
بلکہ نیت پر کرے اے بے خبر
تاکہ ہو وے ہر عبادت میں حضور
تاکہ اس کا بھید ہو تجھ پر عیاں
عشق حق سے جو جلا ہو سر بسر
نور باطن کا تو حاصل کر کمال
جلد ہو وے فائدہ پھر بیگیاں
واسطہ سے کچھ نہ ہو تجھ پر اثر
واسطہ سے وہ نہ ہو ہرگز عیاں
مثل نیپہ کے سبک ہو بالیقین
جب تو قابل فیض کے ہو اے فقیر
مثل شیشہ دل ہو جس کا ہو ہو
کر چکا حاصل ہو اس سے رابطہ
اور حرارت دل میں کر لے اکتساب
شعلہ زن ہو غیر پر تا سر بسر
پنبہ دل کو تو اس کے نذر کر
ڈالے تل دل پر ترے بالنتہاب

یعنی دل پر جب پڑے وہ تل سیر
 پیر کی نسبت سے جب ہو یہ اثر
 لفظ کو لیا دیکھ لے قرآن میں
 کثرت و قلت نہ ہو لیکن ذرا
 رابطہ کیا ہے یہ عینک ہے پیر
 لفظ فی خلق السماء کتاب حق
 رابطہ کیا ہے دوا ہے لے پیر
 مانع و سوا ہے یہ رابطہ
 ہے غزائے باطنی کا یہ امام
 ہے غزایہ جان و دل سے لے پیر
 یہ غزائی الوحدت ہے لے پروں
 وہ غزایہ ہو شجر و تلوار سے
 وہ غزایہ ہو بر زمین و بر نشاں
 ظاہری سامان ہے ظاہر کا معین
 علم اس کا اور ہے لے بے خبر
 بوہریرہ کی روایت دیکھ تو
 پاسے میں نے علم و حضرت کی بار
 یعنی وہ ہے علم ظاہر سیر سیر
 دوسرے کا گر کروں میں کچھ پیاں

ع قَوْلُهُ تَعَالَى يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ ط اے ایمان والو! ڈرو اللہ کے ساتھ اور سچوں کے ساتھ۔
 تو جلے پھر مثل پنبنہ سیر سیر
 رابطہ رکھ پیر سے لے ذی سیر
 حق نے فرمایا ہے ان کی شان میں
 دین میں ناقص ہیں دونوں لے قتا
 نور وحدت صاف آتا ہے نظر
 عالم زاخ سے پڑھ اس کا سبق
 وے شفا دل کے مرض کو یہ مگر
 ما سوا حق کے نہ دے یہ راستہ
 نفس امارہ کو کرو لے یہ تمام
 وہ غزایہ مال و تن سے سیر سیر
 وہ غزایہ ہے اجتماع مومنین
 یہ غزایہ ہو دست بے ہتھیار سے
 یہ غزایہ ہے بر مکان و لامکان
 باطنی کا باطنی لے مرو دین
 سن حدیث مصطفیٰ یہ معتبر
 دیکھ کر خاموش ہوں زشت خو
 ایک ان میں سے کروں میں آشکار
 جو ہدایت تم کو کرتا ہوں پیر
 نر خرا کا ٹو میرا تم اسے جو اں

یہ ایک اور جگہ میں بھی لایا ہے اور دوسرے کو اکثر میں مشتہر کروں تو در نکالت جاوے +

ع قَوْلُهُ تَعَالَى فِي خَلْقِ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ط اے اللہ! میں نے سچ اور سچے میں پیدا کیں آسمان و زمین کی + اس حدیث سے اسے لایا ہے اور اسے
 قَالَ حَقَّقْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَامِلِينَ فَأَمَّا مَا قَدَّمْتُ فَأَقْبَلْتُهُ فَبِكَلِمَةٍ وَأَمَّا الْآخِرُ فَتَلَوْتُ شِئْنَهُ قَطَعَ
 هَذَا الْبَلْعُومُ لِعَيْنِي فَجَرَى الطَّلَعُ مَرَدَّوَاهُ الْبَحَارِيُّ ط اے اللہ! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دیکھا کہ

یعنی وہ ہے علمِ خالص خدا
 کیا ہو اگر پڑھ لے حرفِ کتاب
 جس کو ظاہر ہو مگر باطن نہ ہو
 یعنی فرماتے ہیں مولانا سے روم
 علمِ رسمی رہزن ہر سالک است
 ہر کہ او در بند قال و قیل شد
 لوح دل از فضلہ شیطان بشقے
 چند چند از حکمتِ یونانیان
 دل مشور کن با نوارِ حسلی
 علمِ باطنِ خاص ہے علمِ خدا
 ہے یہ بس تعلیمِ حق اے بے خبر
 این ہمہ علمے و تعلیمِ حق است
 علمِ حق وہ ہے کہ حق پر خدا
 علمِ جس کو یہ ہے حاصل ایچواں
 ویکہ فرماتے ہیں کیا وہ با خدا
 صاحبِ ایمان ہماں باشد ہماں

فہم میں کب غیر کے اوے فتا
 بے وسیلہ کے نہ ہو تو فیضیاب
 رہزنِ باطن ہے وہ اے نیکو
 نشوئی میں دیکھ لے یہ ہے عموم
 این عقیدہ صبل و ہم بالک است
 ہچو فرخوں غرق اندر نیل شد
 اے مدد میں رس عشقے ہم گوے
 حکمتِ ایمانیاں را ہم سخواں
 چند پاشی کا سہ لیس بو علی
 غیر کی شرکت نہیں اس میں ذرا
 مولوی کے قول پر کر تو نظر
 لئے زجد و جہد لئے از برق بق است
 ماسوا حق کے کرے سب کو فنا
 یعنی مومن خاص ہے وہ بیگماں
 مولوے معنوںے با صفا
 کو نباشد غافل ازوے یک زماں

در بیان نمازِ کامل

دیکھ یہ اُن کی نماز اے ذی سیر
 جب کریں تکبیر اولے وہ تمام
 بعد اس کے جب پڑھیں آم انکتا

حق سے واصل غیر سے ہیں بے خبر
 نور و حدت دیکھ لیں اے نیک نام
 جلوہ گر ہو معرفت کا آفتاب

دیکھ کر انوار اُس کے ذی سیر
 جب پرہیز میں اخلاص کو باہم دق دل
 یعنی استی نیست کرتے ہیں عزیز
 کیا لکھا ہے دیکھ تو اے بے نصیب
 چو ہو با تکبیر یا مقبول شونہ
 جس کی استی نیست ہو پیش خدا
 خوب پہچانا خدا کو اے بشر
 یعنی یہ ہے وہ صلوٰۃ اے خوش سیر
 اس کو کہتے ہیں نماز با حضور
 سعی جو کرنا نہیں اس میں بشر
 دیکھ فرماتے ہیں یہ حضرت علیؑ
 بار سے اس کے زمین و آسمان
 زرد ہو جاتا تھا رنگ مرتضیٰ
 خوف حق سے مومن ہوتے تھے خار
 یوں ادا کرتے تھے وہ شیر خدا
 ایک دن کا حال سن اے پیغمبر
 تیرن میں چبھ گیا ان کے چوہاں
 جب نکالیں درو ہو ان کو نصیب
 اس سبب سے دیر تک تن میں رہا
 درو تھا یا تھی بلا سے دو جہاں
 دیکھ کر عاشق ہوئے سب بقرار

عاشق شریف القادری + ست نمازوں کی معراج ہے

سوختہ ہوتے ہیں عاشق سرسیر
 نور و جدت سے وہیں جاتے ہیں مل
 ماسوا حق کے نہیں رکھتے تمیز
 مولوی نے جو کہ ہے دین کا طبیب
 ہر چو قرباں از جہاں بیروں شونہ
 اُس کو کہتے ہیں ملائک مر حیا
 ماسوا حق کے گیا سب سے گزر
 جو کہ ہے معراج مومن سرسیر
 سعی کر اس میں اگر ہے ذی شعور
 وہ ہے بدتر خسر سے اعمق سے خمر
 گوش دل سے سن ذرا تو اے اخی
 کھینچتے ہیں الامان و الامان
 جب کہ فرض و نفل کرتے تھے ادا
 یعنی کپڑے پہنا کر پوتے تھے پار
 پنجگانہ بس صلوٰۃ اے با صفا
 دل پر تیرے تپا ہو کچھ اُس کے اثر
 جلد میں جا کر ہو اسطریق نہاں
 دشمنوں کو بھی نہ ہو ایسا نصیب
 شاہ بھی اُس درو میں تھے مبتلا
 رنگ حضرت کا تھا اس کے زعفران
 تیراں کے تن میں اُن کے دل میں خار

فکر کی سب نے نکالیں جلد تر
 فکر میں تھے تا ہوئے وہ بانٹاز
 پیچھے سے اس کو لیا سب نے نکال
 جب ہوئے فارغ وہ شاہ اولیا
 غرق کیوں ہوں مصلاب سے سب
 پھر حقیقت سب نے کی اس کی بیان
 دیکھ لے یہ ہے صلوٰۃ با حضور
 ایک شب حضرت کو آیا یہ خیال
 کون سوتا کون اب بیدار ہے
 جب گئے مسجد میں دیکھے تین یار
 یعنی ہیں صدیق بعد ان کے عمر
 یہ کھڑے بیٹوں اکابر بانٹاز
 اس قدر بڑے تھے وہ صدیق پاک
 شمع سال جلتے کھڑے تھے پر خوش
 دیکھ کر صدیق کا یہ وجد حال
 یہ ندا آئی فلک سے اے رسول
 کچھ طوالت پر نہیں ہم کو نظر
 گر پڑھے اخلاص سے کوئی صلوٰۃ
 یہ لکھا ہے دیکھ تو اے جان من
 پیش حق یک نعرہ از روئے نیاز
 یہ نہ حاصل تجھ کو ہوا سے پیغمبر

پر نہ ہو حضرت کو اس سے کچھ خبر
 اور گئے سجدہ میں باعجز و نیاز
 ہو گیا پھر سب مصلانوں سے لال
 یوں کہا ہو ملتفت با اتقیبا
 دوستو اس کا بتاؤ تم سب سب
 جب ہوا اس شاہ دین پر یہ عیاں
 ہو مقلد اس کا گرہے ذی شعور
 چلکے دیکھوں اپنی اُمت کا میں حال
 سو زل سے کون روٹا زار ہے
 عشق حق سے ہو رہے ہیں مقرار
 تیسرے حضرت علیؑ والا گھر
 کرتے تھے اپنی اداواں پر نماز
 تر ہوئی تھی اشک سے اس جا کی خاک
 ویک ساں نکلے مگر سینہ سے پوش
 خوش ہوئے اور کچھ نہ کی واں قیل و قال
 درود لہن کا ہوا ہم کو قبول
 ہے مگر اخلاص پر عالی گھر
 ایک بہتر لاکھ سے اے نیکذات
 مولوی نے از براے مرد و زن
 بہ کہ عمر کے بے نیاز اندر نماز
 تاقیا مرتدا ہو وسیلہ سے مگر

کیونکہ ہے کہ راز دل سے مروین
سوختہ دل سے ہو حاصل یہ ادب

علم سینہ ہے سفینہ یہ نہیں
یاد رکھ اس بات کو عالی نسب

در بیان صحبت اولیاء

انہی رسالت پر نماز گزارنا ان کی صحبت سے حاصل ہوتا ہے۔
انہی کے ساتھ رہنا ان کی صحبت سے حاصل ہوتا ہے۔
انہی کے ساتھ رہنا ان کی صحبت سے حاصل ہوتا ہے۔

انہی کے ساتھ رہنا ان کی صحبت سے حاصل ہوتا ہے۔
انہی کے ساتھ رہنا ان کی صحبت سے حاصل ہوتا ہے۔
انہی کے ساتھ رہنا ان کی صحبت سے حاصل ہوتا ہے۔

ایک ساعت صحبت دل سوختہ
دیکھ فرماتے ہیں مولانا ٹہ پاک
صحبت مرواں اگر یک ساعت است
سوختہ دل کون یعنی اولیاء
ہے تخلیق پر عمل ان کا قوی
کانبیاء کے لفظ سے موصوف ہیں
اقتدایت سے مشرف یہ بشر
نفس سے مغلوب شیطان ان دور
اس لئے فرماتا ہے رب جلیل
کیا رفاقت یعنی ہے ظل الہ
ان کی صحبت مردہ کو زندہ کرے
ان کی صحبت دیو کو کرے ملک
ان کی صحبت میں ہوں عالم جاہلان
ان کی صحبت میں نہیں آتا شقی
گر تو چاہے ہمنشین با خدا
دیکھ یہ فرماتا ہے حق اے حبیب

تجھ کو کروے مثل گل افروختہ
قد جانے اس کی کب ہر مشقت خاک
بہتر از صد خلوت صد طاعت است
ان کو حاصل ہے واد انبیاء
دین حق کے دیکھ یہ ہیں متقی
عارف باللہ یہ معروف ہیں
یہ مبصر اور سب ہیں کور و کر
حق سے رکھتے و مبدم ہیں یہ حضور
نیک کے ان کی رفاقت اے خلیل
دور جو اس سے ہوا وہ ہے تباہ
زندہ ایسا ہونہ پھر ہر گز مرے
ہے اثر صحبت میں ان کے یاں ملک
یعنی وہ ہوں بہتر از صد عالماں
یہ خبر دی مصطفیٰ نے اے تقی
ہمنشین ان کا تو ہوا اے با صفا
جو شکستہ دل ہیں ہوں ان کو قرب

لہ میرٹ شریف تخلیق باخلق اللہ تبارک و تعالیٰ کے لئے خلق اختیار کرے + + + + +

سَلِّمْ قَوْلَ تَعَالَى - وَ مَنْ يَطِيعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأَوْ لِيُكَرِّمْكَ مَعَ الَّذِينَ ارْتَضَى اللَّهُ عَلَيْهِم مِّنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ
وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَئِكَ رَفِيقًا فَاتَّبِعُوا نِعْمَ مَا نَدَعُو لَكُمْ جِزَاءً بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ

<p>کیا لکھا ہے دیکھ تو اے جان من اوشیند در حضور اولیسا گوش دل سے تم سنو عالی نزاو</p>	<p>مولوی نے مثنوی میں یہ سخن ہر کہ خواہد، منشی پنی با خدا ایک نقل آئی ہے مجھ کو خوب یاد</p>
<h2>حکایت پاپیہ رحمہ اللہ علیہ</h2>	
<p>مانگتے حق سے بدل تھے یہ دعا ہاجر سے تیرے ہوں میں اب بقرار گرچہ عزت تیری ہے از بس مزید جب تلک لاک نہ تو تھے مجھے دوں تھے وہ چیز جو تجھ میں نہ ہو پھر کہا یوں اے مرے پروردگار تجھ سے کوئی شے نہیں پاتا جدا حج کرتا اور دیتا ہوں زکوٰۃ وعظ و بند اس سے سدا کنتا ہا اور آنے وی نہ کوئی دل میں فکر شکر تیری نعمتوں کا بھی کیا پیر وی سنت کی بھی کرتا رہا در نہ شیطان کرے ایک دم میں تباہ پھر ہوتی حق کی طرف سے بیدار حور و غلمان اس کے بد سے لٹے ہیں بجز لاکھوں خزانے سرسیر</p>	<p>شیخ کامل بایزید پارسا وصل اپنا دے مجھے پروردگار یہ ہوا فرمان حق اسے بایزید پر نہ ہو دے وصل سے بہرہ تجھے یعنی لا وہ چیز جو مجھ میں نہ ہو سن کے یہ الہام رو کے رازگار تجھ سے سب شے جانتا ہوں اے خدا روزہ رکھتا اور پڑھتا ہوں صلوات علم تیرے واسطے میں نے پڑھا رات دن کرتا رہا میں تیرا ذکر ہر بلا پر صبر میں کرتا رہا مال و جاں تجھ پر کیا میں فدا یہ بھی ہے توفیق تجھ سے اے اللہ کہ چکے جب راز حق وہ باصفا یعنی یہ اعمال جو تو نے کئے ان عباداتوں سے اے عالی گھر</p>

اور کہا کہ علم اس کا دستگیر
 تو ہی مجھ کو دے بتا لے رہنما
 گوشن ل سے سن ڈالے نیکداں
 ہم منترہ جس سے ہیں اسے باوقار
 عجز کیا ہے وصل کا انجام ہے
 مولوی روم نے بھی ہے لکھا
 کیست مومے آنکہ از خود وار ہمد
 خویش را قرباں کند بر بوسے او
 تا بتو بوسے رسد از نزد یار
 تو در اجوتی ہمیں در آب و گل
 پھر بھلا ہو کس طرح تجھ پر اثر
 پر نہیں واقف ہے تو مرو سلیم

سن کے یہ الہام رویا وہ فقیر
 میں نہیں واقف ہوں کچھ اس سے خدا
 پھر ہوا یوں حکم رپ دو جہاں
 یعنی وہ ہے درد سوز و انکسار
 درد کیا ہے وصل کا پیغام ہے
 وصف ان دونوں کا سن لے با خدا
 کیست فرعون آنکہ او خود را بید
 دیدہ یعقوب بنید روسے او
 گر تو فریاد کے کنی یعقوب وار
 یوسف کنعاں نہاں در چاہ دل
 تو ہے ناقص لذت حق سے بے بصر
 ہر عبادت میں ہے یہ نقص عظیم

در بیان نماز با حضور

سچ بتا ہوتا ہے دل میں کچھ نیاز
 جس سے حال دل کو ہو سوز و گداز
 یا کہ جیسے برف پیش آفتاب
 پھر کہاں تیری نماز لے بیجا
 پرٹھ سے گہے تجھے فہم و ذکا
 این جنیں تسبیح کے وار و اثر
 بت سے وہ کچھ کم نہیں صاحب کمال

جب کھڑا ہوتا ہے تو بہر نماز
 چاہے وقت نماز ایسا نیاز
 عشق حق سے دل بھلے جیسے کہا
 گر نہیں کچھ خوف حق دل میں ذرا
 مولوی نے مثنوی میں یوں لکھا
 بزباں تسبیح و در بدل گاؤ ختر
 باسواتق کے جو دل میں ہو خیال

جب تک اس کو نہ توڑے اسے سپر
 بے حضور دل اگر ہو سے صلوات
 کیونکہ یہ ہے بس حدیثِ مصطفیٰ
 کر ذرا تو فکر باطل دل سے دور
 فکر باطل لئے کیا تجھ کو تباہ
 کیا ہے باطل فکر سے مردِ خدا
 روز و شب کرتا ہے جس کی جستجو
 گفتگو میں عمر ضائع تو نے کی
 فخر و دنیا پر کیا تو نے خیال
 طالبِ شہرت رہا تو روز و شب
 علم وہ سیکھا کہ جس میں کچھ ہو مضموم
 پردہ دیں میں ہوا رونق پذیر
 جو طارح سے ملا وہ بارشول
 یعنی وہ سیکھا کہ جس میں کچھ ہو نام

تو رعدِ شدت سے ہے تو بے خبر
 وہ نہیں ہرگز صلاۃ اسے نیک ذات
 بے حضور دل نہیں ہوتی ادا
 تاکہ ہو سکے یہ نماز یا حضور
 ہو گیا درگاہِ حق سے رو سیاہ
 یعنی ہو سکے غیر حق جو مدعا
 تیرا تو اس میں ضرر ہے ہو بوجہ
 راہِ عقیدے کی نہ تو نے دل سے لی
 یہ نہ سمجھا دین میں یہ ہے وبال
 دل سے کچھ چاہا نہ تو نے فضلِ رب
 اور جا نہیں مولوی مجھ کو مضموم
 عالموں سے جا کے دی اپنی نظیر
 فخر کر کہنے لگا مردِ فضول
 اور نکلے سو طرح کا اس سے کام

سہ لاکھ صلوات لکھ کر حضرت صاحبِ قلب و دستِ نازکے حضورِ قلب نہیں ہوتی

در بیان کیفیت

وہ نہ سیکھا چشمِ دل جس سے ہو وا
 وہ نہ سیکھا خلق سے جو ہونہاں
 وہ نہ سیکھا ہمیتِ حق جس سے ہو
 وہ نہ سیکھا جس سے ہو دنیاؤں
 وہ نہ سیکھا جس سے ہو عشقِ الہ

تا قیامت کو نہ اٹھائے ہوں بھلا
 قربِ حق لیکن ہو اس سے بیگیاں
 ماسوا اپنے وہ دیوے سب کو کھو
 دین کے تالوگ ہوں تجھ کو خلیل
 تاکہ ہو یہ نفسِ امارہ تباہ

تاکہ ہو اخلاص سے دل کو سرور
 تارہوں میں دمدم حق پر فدا
 یعنی وہ جو اپنے دل میں ہیں نہاں
 تاکہ ہو دے کے یہ نماز با حضور
 تاکہ دور ہو اے جیلہ ساز
 تا پڑے پھر روئے جانال پر نظر
 نور وحدت وہ نہ دیکھیں بیگیاں
 پانہ کھائے نفس کافر کے کباب
 نفس سے دونوں پر کہیں یہ بعمل
 عدت غائی سے کیوں آگے نصیب
 شرط بے مشروط باطل سر بسر
 بے نمازی کا وضو کیا نیک ذات
 تاکہ ہو دے دین کا تو آفتاب
 جان و دل را جانب دلدار کن
 ہم تباہ از فتوحات و تقمص
 گفتگو چوں پرواہے تو بتو
 تا بہ بینی روئے آن فیروزہ روز
 بے دلیل بے اشارت بے بیان
 ہم نہ بیند روبرو عقبتے اے مرید
 خود کجاؤ از کجا و کیستی
 میں تباہ بر چنین علمت غور

وہ نہ سیکھا ہو یا جس سے یہ دور
 وہ نہ سیکھا جس سے ہو یا خدا
 وہ نہ سیکھا عیب ہوں جس عیاں
 وہ نہ سیکھا سینہ احمد کا نور
 وہ نہ سیکھا جس سے ہو عجز و نیاز
 وہ نہ سیکھا جس سے ہو چشم تر
 جس کے دل میں ہو مرض ایسا نہاں
 اصل وحدت کی نہ پی جس نے شراب
 پیر جی ہوں یا کہ عالم بے بدل
 علم تو تو نے پڑھا بیشک صریح
 علم ظاہر شرط باطن لے پسر
 یعنی جیسے ہے وضو شرط صلوٰۃ
 مولوی کی یہ نصیحت نے شباب
 صد کتاب و صد ورق زانا کن
 بے نشان را کس نیاید از خصوص
 عمر اصاب کن و گفتگو
 پرواہے تو بتو در دم بسوز
 جہد کن تا تو چشم دل عیاں
 ہر کہ روئے یازور و نیا ندید
 مولوی گشتی و آگہ نیستی
 از خود آگہ چوں نہ اے بے شعور

عقل جو تھی نور میں وہ کھو گئی

علم سے تجھ کو جہالت ہو گئی

در بیان حقیقتِ جہل

تو متوسل ہے مگر ہے بے خبر
یہ تو نسخہ یاد رکھ اسے مہربان
جب یہ ٹوٹن ہو تو اسے اس کو نشست
کر تو نزل حکمت سخاوت کی مگر
عشق کی آتش سے دے پھر تو جلا
تب یہ ہوں اکسیر اعظم سرسبر
ظلمتِ باطن کو اُس نے کھو دیا
جو پھر اس سے ہوا وہ بے نصیب
جو لڑا اس سے لڑا با مصطفیٰ
اسکی صحبت میں ہے حمتِ یاقین
وہ نہ عالم پر ہے عالم کا غلاف
ثنوی میں اس طرح ہے پرتمیز
نستند آدم غلافِ آدم اند
اس لئے دین سے رہا ہے تئیر
کیوں نہیں کرتا بھلا حق کی طلب
اس طرح مشروط کو بھی کر ادا

جہل کیا ہے یعنی میں ہے اے پسر
اس کو زرخا لیں بنا پھر کر جواں
جہل کو علم سے اپنے شکست
بوئے اخلاص میں عالی گھر
اسم اعظم کی توڑے بوٹی بلا
جلکے جب یہ خاک ہوں سب سے
علم جس نے اس طرح روشن کیا
دین احمد کا ہے بیشک طیب
جو ملا اس سے ملا با مصطفیٰ
کیونکہ ہے نائبِ نبی کامرودین
جس کو دیکھے اس سے کچھ بھی برظلاف
مولوی نے بھی لکھا ہے اے عزیز
انکے سے بیٹی خلافِ آدم اند
علم اس کا شرط دنیا ہے عزیز
گر نہیں ہے شرط دنیا بے ادب
جس طرح اس شرط کو لایا بجا

کیونکہ اس سے ہر عبادت ہو بقا

گر نہیں ہے یہ تو گویا ہے قصا

در بیان نماز حضور

جسکے دل میں کھل سب میں خلیل
 نورِ وحدت سے وہ ہو جاتا ہے دور
 کیوں نہیں ہوتا ہے تو مجھ پر فدا
 جس کی خاطر ہم سے ہے تو بخیر
 مجھ سے بہتر کون تیرا ہے حبیب
 حکم حق ہوتا ہے پھر یہ بر ملا
 وہ ہی ہے معبود تیرا بد خصال
 یہ نہیں قابل ابھی اس کے ہوا
 کیوں رہا آداب حق سے بے ادب
 جز خدا دل پر نہ ہو جس سے اثر
 جسم و دل دونوں ہوں حاضر با خدا
 دل بھی ویسے کر خدا کے روبرو
 اس زمان اے بخیر اے بے بصر

بلکہ فرمایا نبی نے اے وغل
 گر پڑھے کوئی نماز بے حضور
 یہ ندا اُس وقت کرتا ہے خدا
 کون بہتر مجھ سے ہے اے بے بصر
 کر ذرا انصاف دل سے بے نصیب
 جب نہیں سنتا یہ بندہ وہ ندا
 یعنی دل میں جن کا رکھتا ہے خیال
 اس کو کرو نور و وحدت سے جدا
 پھر فرشتے کہتے ہیں عالی نسب
 یعنی ہو آداب حق ایسا پسر
 دیکھ فرماتے ہیں یہ خیر الورا
 یعنی جیسے تن کیا ہے قبلہ رو
 کیونکہ وہ ہے بیحجاب و جلوہ گر

۱۰۰ حدیث شریف ان العبد اذا قام قائم بين يدي الرحمن فاذا التفت قال له الرب الى من تلتفت الى من هو خير لك ميتي اذن اقبل الى فاني خير لك ميتي تلتفت اليه الحديث
 ۱۰۱ جب بندہ کھڑا ہوتا ہے تو خدا کے سامنے ہوتا ہے پس اگر کسی طرف کو التفات کرتا ہے تو خدا فرماتا ہے کہ تو کس طرف متوجہ ہوتا ہے کیا تیرے حق میں وہ مجھ سے بہتر ہے اے آدم زاد میری طرف دھیان کریں تیرے لئے بہتر ہوں اس شخص سے کہ تو اس کی طرف متوجہ ہوتا ہے +

۱۰۲ حدیث شریف قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يقبل صلوة امرأى لا يشهد قلوبها كما يشهد بدنك وآن الرجل على صلواته وآبائه ولا يكتب له عشرها اذا كان قلبه ساهيا لاهيا
 ۱۰۳ فرمایا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ نہیں قبول کرتا ہے نماز اس شخص کی کہ جس کا دل اس میں حاضر نہ ہو جس طرح بدن حاضر ہے آدمی ہمیشہ نماز پڑھتا ہے اور اس کے لئے اس کا سواں حصہ بھی نہیں لکھا جاتا جبکہ دل میں بھول یا کھیل ہو +

وہ قریب اور بیجا اور تو ہے دور
 غور کر انصاف کر دل میں ذرا
 جلوہ گر تو دیکھ وہ محبوب ہے
 نور افشانی کریں سارے ملک
 سو سو جلوے تو دیکھے وہ باکرم
 جب وہ فرماتا ہے تجھ کو بت پرست
 یہ ہو القاب پھر بھی بے خبر
 ذبح اُس کو کر یہ تکبیر خدا
 تن کو قرباں کر تو لے مرو جلیل
 ہو تو بسم اللہ سے بسمل کتاب
 پھر کھڑا ہو کر تو پڑھ حمد و ثنا
 میرا دشمن سخت بد کردار ہے
 کر نظر مجھ پر ذرا میرے الہ
 جب کرے رحمت سے وہ تجھ پر
 حمد حامد محبوبا محمود ہوں
 حمد میں حامد فنا ہوا ہے جواں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پھر بھلا کیا ہوتا زلے نے شعور
 کیا پڑھا اور کیا لکھا تو نے بھلا
 تو خودی سے اپنی پر محبوب ہے
 آفریں دیویں زمین و نہ فلک
 پھر بھی تو دیکھے نہ اُس کو ایک دم
 یعنی تو ہے بت پرست و خود پرست
 نفس نے غارت کیا تجھ کو پسر
 معنی تکبیر یہ ہیں اے فتنا
 مثل اسمعیل کے تاہو جلیل
 تا شہادت کا ملے حق سے خطا
 یہ دعا کر حق سے پھر با التجا
 یعنی شیطان مانع الوار ہے
 مانہ کر دے یہ نمازوں کو تباہ
 ماسوا حق کے نہ ہو پھر کچھ خبر
 عرض و جوہر یعنی بامقصد و ہوا
 حمد ہو محمود میں پھر بیگیاں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

در بیان نماز کمال حاصل کیسے ہو کر تو پھر شکر کمال

چشم روشن ہو مگر کوئی امام

لیک اس میں شرط ہے نیکنام

لہ مدین شریف و فی الخبر ان العبد اذا قام الى الصلوة رقع الله تعالى ابياب بيته و رجعته بوجه الكريمة
 ت حدیث میں ہے کہ جب بندہ نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے اپنے بیچ کا پردہ اٹھا کر اس کی بذات خاص توجہ ہوتا ہے کہ
 سبحانك اللهم و بحمدك و تبارك اسمك و تعالیٰ جندك و لا اله الا انت العزیز الحكیم

جب یہ تیری ہو نماز با ادب
 دیکھ فرماتے ہیں کیا وہ مولوی
 چوں امام چشم روشن در صلواہ
 این نماز آمد سلوک معنوی
 در شریعت ہست مکروہ لے کیا
 گرچہ حافظ باشد و چست و فقیہ
 کور را پرہیز نہ بود از قدر
 او پلیدی را نہ بیند در عبور
 کور ظاہر در نجاست ظاہر است
 کور ظاہر کا سنا تو نے یہاں
 وہ توبے معذور از طرف خدا
 کیونکہ اس میں تو مکلف ہے عزیز
 جب تک تیرا نہیں اس پر عمل
 کیونکہ وہ تو کور اور معذور ہے
 یہ حدیث مصطفیٰ ہے معتبر

ام حدیث شریف - آنکہ چشمی بے علم و غافل ہے

یا درکھ اس بات کو غالی نسب
 یعنی جو ہیں مولوی معنوی
 چشم روشن باید اندر پیش راہ
 بے ویلے در نمازت چوں روی
 ورا مامت پیش کردن کور را
 چشم روشن بہ اگر باشد سفید
 چشم باشد اصل پرہیز و حذر
 بیچ مومن را مبادا چشم کور
 کور باطن در نجاست ابراست
 کور باطن کا بھی سن لے ایجاں
 تو نہیں معذور اس سے لے فتا
 اس حدیث مصطفیٰ سے کرتیز
 کور بہتر فحش سے لے مرد و غل
 دیدہ و دانستہ تو تو کور ہے
 اس سے کیوں غافل ہے تو اے خیر

در بیان نماز کامل کے بغیر ارکان ظاہری اخلاص دل نمیشود

وہ طرح کا علم تجھ پر ہے ضرور
 ایک توبے علم ارکان صلوات
 ایک بھی ہو ترک ان میں سے اگر
 پیشتر کر تو عقائد کو درست

حاصل اس کو کر اگر ہے ذی شعور
 دوسرا اخلاص دل لے نیکذات
 پھر کہاں تیری نماز لے بے خیر
 بعد اس کے ہیں ہو چالاک چرت

کیونکہ ہے جس کے عقائد میں قصور
 کر چکے کامل عقائد جب جو اس
 امر حق کر عشق سے ایسا ادا
 پر حذر ہونہی سے تو اس قدر
 بلکہ زائد اس سے ہو تو اسے حبیب
 دشمن جاں شیر گر چہ لے جو اس
 سب بدتر نہی دشمن ہے قوی

وین حق سے وہ بشر از بس ہے دور
 بعد اس کے یاد رکھ لے نیکداں
 جیسے ہو عشوق پر عاشق فدا
 جیسے ہو دے شیر سے بکری سپر
 کیونکہ ایماں سے کرے یہ بے نصیب
 دشمن ایماں نہیں وہ بیگماں
 یاد رکھ اس بات کو لے متقی

در بیان علم در پی نفعی تفسیر حدیث ثقیلہ و علم لاصو این بان سید برزخ و علم لاصو این بان سید برزخ و علم لاصو این بان سید برزخ

آئے ہم اس پر کریں تجھ سے بیان
 ایک تو ہے علم ظاہر مردویں
 علم ظاہر کو تو کر دل کا رفیق
 جب کھلے یہ ستر حق تجھ پر سپر
 گر چہ ظاہر علم حاصل ہو عزیز
 یہ ہیں دونوں علم مثل جان و تن
 جاں بغیر از جسم کب پکڑے قرار
 جو نہ جانے اس کو حق ہے حق دور
 علم ظاہر اور باطن سے سپر
 ایک جان ہے ایک تن ایسے نصیب
 شرع دونوں سے مرکب لے فنا

یعنی جس سے راز مخفی ہو بیان
 دوسرا ہے علم باطن با یقین
 روح کا کر علم باطن کو شفیق
 علم باطن سے ذرا ہو با خبر
 پر نہ ہو بے علم باطن کچھ تمیز
 ایک پن و دونوں ہوں ناقص جان من
 جسم ہو بجاں خراب لے دلفگار
 یہ ہے تمثیل شریعت ذی شعور
 شرع احمد ہے مرکب سر بسر
 جان و تن کے زیست کب ہو و نصیب
 ماسوا اس کے نہیں مرد خدا

م تصدیق اور تصوف نہ سیکھا وہاں ہے اور جس نے دونوں کو سیکھا وہ محقق ہے +

لہ قال مالک رحمۃ اللہ علیہ من تصوف و لکم تیغہ فقد تزدن فمن تفتہ و لکم تیغہ فقد تفسق ومن جمع بینہما فقد تحقق + ت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس نے تصوف دیکھا اور فقہ نہ جانی وہ زندقہ ہے اور جس نے

جو کہ منکر ایک سے بھی ہے صیبر
 ایک بھی گر ترک ہو تجھ سے سپر
 جس کو ظاہر ہو مگر باطن نہ ہو
 علم ظاہر ہے سبب باطن کا دوست
 علم ظاہر سے ہو پس ظاہر درست
 علم ظاہر فخر و کے انسان کو
 علم ظاہر نفس کو کر کے بقا
 علم ظاہر سے گرے تو خاک پر
 علم ظاہر سے ہو حاصل قیل و قال
 علم ظاہر مسدد کبر و حسد
 علم ظاہر غلبت و نیا و دین
 علم ظاہر موجب کبر و ریا
 علم ظاہر تجھ کو کر کے بس تباہ
 دیکھ فرماتے ہیں کیا ہے پیخبر
 علم گر برتن زنی بارے بود
 علم باطن کیا ہے بس اخلاص دل
 جلتا ہے اخلاص سے نفس لعین
 وہ ہی ہے علم خدا علم نئی
 ماسوا اس کے نہیں علم و عمل
 دیکھ فرماتے ہیں حضرت مولوی
 علم وین فقہ است تفسیر و حدیث

وہ ہو ادولوں کے منکر ہے نصیب
 دین حق سے کچھ نہ ہو تجھ کو خیر
 اُس نے اپنی عمر دی ناحق میں کھو
 علم باطن مغز اُس کا وہ ہے پوست
 علم باطن سے ہو دل چالاک چرت
 علم باطن فخر و کے ایمان کو
 علم باطن نفس کو کر کے فنا
 علم باطن سے اڑے افلاک پر
 علم باطن سے ہو حاصل وجد و حال
 علم باطن معدن نور احد
 علم باطن علت حق البقین
 علم باطن وافع ان کالے قتا
 گر نہ رکھے نور باطن سے نگاہ
 یعنی حضرت مولوی والا گم
 علم گر بردل زنی بارے بود
 جس کے جاتا ہے خدا ہر اک سے مل
 بھاگتا شیطان کے اُس سے خور وہ ہیں
 جس سے ہو مغلوب شیطان دنی
 جو پڑھے اس کے سوا وہ ہے غل
 شہوی میں اس طرح پرکھی
 ہر کہ خواند غیر ازین گرد و خبیث

<p>ماسوا اس کے نہ پڑھ تو اے پسر صاف ہو تفسیر کے پڑھنے سے جاں فقہ کر دے بند تیری گفتگو</p>	<p>تاکہ آوے نور حق تجھ کو نظر وے چلا دل کو حد پریشانی تاعیاں ہو خیر و شر پھر مو بہو</p>
<h2>در بیان اخلاص</h2>	
<p>لیکے، اخلاص دل شرط اے پسر کیونکہ دشمن تیرے اندر ہے قوی دور کرتا ہے اسے عشق خدا عشق افلاطون و جالینوس ہے عشق ہے آب حیات اے خیر جس نے اس کا ایک بھی قطرہ پیا عشق ڈالے ذرہ پر گر ایک بات عشق کا پر تو پڑا جس خاک پر عشق حق سے سب مرعوب تھے ہر دور مولوی کی گفتگو پر کر نظر ہر کرا جامہ ز عشقش چاک شد شا و باش اے عشق خوش سو دئے ما جسم خاک از عشق بر افلاک شد عشق جان را طور آمد عاشقا</p>	<p>کچھ نہ ہو اخلاص بن ہرگز اثر یہ نہ جائے بے غلو ص اے شقی ماسوا اس کے نہیں اس کی دوا یہ دوائے نخوت و تاموس ہے گرنہ ہو یہ موت ہے پھر سر سہر وہ مسیحا کی طرح جیتا رہا دیکھ کر بیتاب ہوئے آفتاب خاک وہ اڑتی ہے پھر افلاک پر یاد رکھ اس بات کو اے ذوق شعور تاکہ ہووے عشق سے تجھ کو خیر اور حرص و عیب گلّی پاک شد اے طیب جہلسہ علتہائے ما کوہ و ورقص آمد و چالاک شد طور بست و خرموسے صاعقاً</p>
<p>ہر دے کر عشق یزدان زندہ شد از حیات معنوی پایندہ شد</p>	

در بیان سوزِ دل

عشق کیا ہے سوزِ دل سے ذی سیر
 دیکھ ابراہیم کا تو سوزِ دل
 سوزِ داؤدِ نبی کا سن پسر
 سوزِ دل رکھتے تھے وہ خیر الامام
 ما سوا مطلوب کے اے مردوں
 اس کو حاصل کر ڈرا مردِ خدا
 جب تک یہ نفس تجھ پر ہے قوی
 و مبدم رکھتا ہے وہ تجھ پر نظر
 جو پڑے انوار کی تجھ پر جھلک
 تو ہے غافل اس قدر اس سے عزیز
 جانتا ہے کیوں ہے غافل سے پر
 خوفِ حق سے گر ہو کچھ تجھ پر اثر
 گر نہیں دل میں تیرے خوفِ رجا
 حق نے اُس کی دی خیر کے نابکار
 خندہ کم کر گریہ زیادہ لے پسر
 خندہ سے مردہ ہو دل لے باتمیز
 دیکھ کیا وہ مولوی عالی جناب
 تانگریدا پر کے خند و چمن
 با تضرع باش تا شاداں شوی

نفس کو دیوے جلا بہ سر بسیر
 رو برد جس کے تھی آتشِ آب و گل
 جس سے آہن موم تھا لے بخیر
 کفر کی ظلمت جلی جس سے تمام
 سوختہ کر دے یہ سب کو بالیقین
 تا جلے یہ نفس کا فریے حیا
 راہِ حق ہرگز نہ پاوے لے اضی
 تانہ ہو دے دین سے تو باخبر
 یہ نہ آنے دے اسے بس تجھ تک
 اُس کی بدیوں سے نہیں تجھ کو تمیز
 روزِ محشر پر نہیں تجھ کو نظر
 نفس کیا تو خود نہ ہو لے ذی سیر
 نورِ ایمان پھر کہاں لے چمیا
 باوجود اس کے نہیں تو ہوشیار
 تاکہ لطفِ حق سے ہو تجھ پر اثر
 یہ حدیث مصطفیٰ ہے لے عزیز
 تنہوی میں لکھ گئے با سوز و تاب
 تانگریدا طفل کے جو شند لبین
 گریہ کن تالیے وہاں خنداں شوی

۱۔ سوزِ دل سے مراد ہے غم و اندوہ اور محنت و کوشش اور ریش و ریشہ کہ جس سے کسب و کسب ہو جائے + ت جلا سے کہ جس سے کسب و کسب ہو جائے + ت جلا سے کہ جس سے کسب و کسب ہو جائے

کے برابر کے نندشاہ مجید
زائر گریاں باغ سبز و تر شود
درپٹے ہر گریہ آخر خندہ ایست
طفل یک روزہ ہی و اند طریق
تو ہے ناواں طفل سے زیادہ سپر
کر تو حاصل خوف حق عالی جناب

اشک را در وزن با خون شہید
زانکہ شمع از گریہ روشن تر بود
مرو آخر ہیں مبارک بندہ ایست
تا بگیریم تا شود و ایہ شفیق
گریہ کی تاثیر سے ہے بے خبر
تا کہ ہوئے نور حق سے فیضیاب

در بیان نماز مومن کامل

۴
تاجتاجان زین العابدین
تا سب سے مبارک و نورانی
تعمیرت والا

یوم الدین
صفت کنوالا سرین الکر
دن قیامت کا
یوم الدین
یوم الدین
یوم الدین

پنجگانہ تو جو پڑھتا ہے نماز
جب ادا کرتے ہیں وہ اپنی صلوات
یعنی وہ دربارہے قہار کا
صبح سے لے تا عشاء و تا سحر
ہے بجائے پرستش حق یہ خطاب
دیکھ فرماتا ہے یہ رت جہاں
اس کے بدلے میں تو کیا لایا مجھے
عمر اپنی صرف کی کس کام میں
چشم روشن دی جو تجھ کو نور ہیں
عقل جو دی تھی تجھے بہر خدا
ہم نے حسین وی تھیں تجھ کو پانچ چکا
جب کا دل ہوتا ہے حق سے کچھ رجوع
سر کو اپنی شرم سے وال پر جھکا

مومنوں کا حشر یہ ہے بانیاں
حشر پر پان پر ہو اے نیکذات
سامنا ہے دیکھ واں جبار کا
حشر کا میدان یہ ہے اے پیغمبر
یعنی وہ ہے با صواب با جواب
تیرا ہوں بہر وقت محسن بیگیاں
میں نے مہلت دی جو دنیا میں تجھے
اور رہا پابند تو کس وام میں
وہ گنوائی کس جگہ اے خوردہ ہیں
وہ تلف کس شے پر کی اے بیخیا
صرف کہیں کس کام میں اے نابکار
جب وہ کرتا ہے رکوع با خشوع
یوں لگا کہنے کہ تو سب سے بڑا

سر اٹھا کر دیکھ تو میرا کرم
 یعنی سنتا ہے خدا تو سر بسر
 نفس شیطان سے لیا اُس کو بچا
 نور وحدت جو نہاں تھا ہے عیاں
 ہو کے سبل جاں سے اپنی کھو گیا
 تو جلیلوں کا جلیل ہے اے جلیل
 پھر ہوا حق کی طرف سے یہ پیام
 غرق ہو پھر لوزر میں تو سر بسر
 یوں لگا کہنے زباں سے با ادب
 مال کی ہو یا بدن کی بادشاہ
 مہربانی حق کی ہو تم پر مدام
 رحمت حق ہو سدا تم پر خدا
 جب ہوا اثبات حق اے با خدا
 مٹ گئی پھر ہیں دو کی واں دوئی
 جن کے باعث ہے شرف بیشتر
 ہے شرف انسان کو از علم و ادب
 فرض یہ دونوں ہیں تجھ پر سر بسر

پھر ہوا فرمان حق کے محترم
 سر اٹھاتا ہے یہ پرستہ کروہ بشر
 حمد تیری جس نے کی دل سے ادا
 سر اٹھا کر دیکھتا کیا ہے جواں
 پرستہ کے پھر تکبیر سہل ہو گیا
 پھر کہا سجدے میں سناے خلیل
 ہو چکا اُس کا نذل جب تمام
 یعنی ہو کر ہمیشہ میں تو دید کر
 دیکھ کر انوار یہ عالی نسب
 یعنی ہے سب بندگی تجھ کو اللہ
 پھر کہا اُس نے نبی پر یوں سلام
 یعنی تم پر اور اُمت پر سدا
 ہو کے لا پھر لا کیا حق کے سوا
 یعنی روشن چشم دل اس کی ہوئی
 یہ ہے آداب صلوات اے پیغمبر
 علم اُس کا سیکھ اے عالی نسب
 علم یہ اور وہ ادب اے ذی سیر

لے سمع اللہ لمن حمدہ + ت سنتاے اللہ اس کی جو اس کو سراہتا ہے + عہ اللہ اکبر + ت اللہ بہت بڑا ہے + س
 سبحان ربی الاعلیٰ + ت پاک ہے میرا پروردگار برتر + عہ التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَاةُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا
 النَّبِيَّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَىٰ عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ ات پاک چیزیں اللہ کے لئے ہیں سلام تم پر
 اے نبی اور رحمت خدا کی اور برکتیں ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر سلام عہ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللَّهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ
 مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ ت میں گواہی دیتا ہوں کہ کوئی معبود نہیں سوائے خدا کے اور محمد اس کے بندے اور رسول ہیں +
 عہ قولہ تَعَالَى حَقِّقُوا عَلَى الصَّلَاةِ وَالصَّلَاةِ الرَّسُولِ وَقَوْمُوا لِلَّهِ قَتِينًا + ت سب نمازوں کی حفاظت کرو اور بیچ
 کی نازکی اور کمرے ہو اللہ کے واسطے خشوع کرتے ہوئے +

ایک بھی گرتک ہو تجھ سے حبیب
 کیونکہ یہ صلوات ہے جائےصال
 دیکھ یہ فرمان حق اے مرودین
 جانتا کہا ہے نماز اے بے خبر
 شرط یہ مشروط اس کا وصل حق
 لفظ سے معراج کا اس پر یہ وال
 گرنہیں ہے وصل حق اس سے سپر
 یہ تو ہے معراج پر تو بے بصر
 اسم خواں ہے پرستی سے ہے دور
 یہ لکھا ہے بوعلی نے اے حبیب
 اسم گر خوانی مسئے راجوے
 گر خدا خواہی خدا جوئی بکن
 رو بقبیلہ دل بدینا اے مرید
 گرنہیں حق کی طلب اے بیجا
 اے مصلیٰ گر ہے غافل از خدا
 خشت کے پیا سنگے یا خاک آب
 جو پڑھے کوئی بغیر حق صلوات

تو اٹھے محشر میں اعلیٰ بے نصیب
 گرتہ ہواں پھر کہاں اے بدخصال
 یاں جو اعلیٰ واں بھی اعلیٰ بالیقین
 یعنی بے معراج مومن سرسیر
 پڑھے کسی عاشق سے جا اس کا سبق
 یعنی ہو وصل حق اس سے کمال
 پھر کہاں معراج یہ اے بے خبر
 اس لئے آتا نہیں تجھ کو نظر
 پھر بھلا ہو کس طرح تجھ کو حضور
 دیکھ کر ہو بانصیب اے بے نصیب
 بے مستی اسم کے باشد رنگو
 ورنے جوئی مخواں اسم کن
 پھر کہاں تیری نماز اے ناسعید
 دین میں اس کو بھی کہتے ہیں ریا
 پھر یہ سجدہ کس کا ہے سچ تو بتا
 اے جواب اس کا مجھے تو باصواب
 وہ ہے بیشک بت پرست نیکذا

تو اٹھے محشر میں اعلیٰ بے نصیب
 زیادہ گمراہ ہو گا +

در بیان ریا

تو اٹھے محشر میں اعلیٰ بے نصیب
 زیادہ گمراہ ہو گا +

وہ عمل ہے با ریا تو جان لے
 یعنی یہ ہے شرک اصغر لے گماں

جو عمل ہے بے طلب مہبود کے
 جانتا ہے کیا ریا ہے اے ہواں

جس کے دل میں یہ رینا کے حبیب
پیر جی ہوں یا کہ عالم لے سپر
کیا ہوا اگر ہو گئے لاکھوں مرید
وہ ہے شیطان یہ شیاطین بعین
صدق کو دین کذب کے اپنے چھپا
اس سے شوکت بین کی ہوتی ہے کم

بت پرستوں میں سے وہ بے نصیب
خر سے بدتر یہ ہیں دونوں سرسبر
اور کہتے ہیں انہیں وہ پایزید
خلق کو کرتے ہیں حق سے بے یقین
یہ ہیں دونوں اس قدر کے چھپا
کذب کے گراس میں مائے کوئی دم

در بیان پیر صادق

جب تک حاصل نہ ہو تجھ کو کمال
کس کو کہتے ہیں کمال اے نیک نام
نور وحدت کا ہو دل پر یہ اثر
جس کو دیکھے چشم دل سے اے حبیب
یا کہ دیوے دروہن جس کو عزیز
جب تک تجھ میں نہ ہو ایسا اثر
دیکھ تو اس کو ذرا مرد خدا
کار مرداں روشنی و گرمی است
لیکن اس میں شرط یہ عالی گھر
جو خلاف شرع ہو اے سعید
یا طریقت کے مخالف ہو اگر
پیر جی ہوں یا کہ عالم بے نظیر
گوش دل سے سن ذرا یہ گفتگو

خلق سے بیعت نہ لے اے مختصا
ماسوا حق کے محبت ہو حرام
ماسوا حق کے نہ آئے کچھ نظر
نور وحدت سے وہیں ہو بانصیب
ماسوا حق کے نہ ہو اس کو تمیز
تیری پیری مکر ہو گی سرسبر
مولوئے روم سنے یہ کیا لکھا
کار و دناں حیلہ و بے شرمی است
ہو شریعت کے موافق یہ بشر
جانو اس کو تو بس دیو مرید
وہ نہیں ہادی ہے دین کا سرسبر
یہ نہیں پیری کے قابل اے فقیر
کام آویگی خدا کے روبرو

<p>راہ سنت سے صراط المستقیم ویکھ فرماتے ہیں عطار ولی اہل بدعت شیخ سنت چوں بود رہبر راہ طریقت او بود ویکھ کیا لکھتے ہیں شمس العارفین باش ثابت در شریعت لے عوین</p>	<p>راہ بدعت راہ شیطان الرجیم گوش دل سے سن ذرا اس کو اخی رہ ندیدہ کے ترا رہبر بود کو با حکام شریعت می رود یعنی مولانا کے مرشد مرد ہیں تا حقیقت کشف گرد و بر تو نیز</p>
<h2>در بیان منصفہ منصف</h2>	
<p>یا کہ جو پابند صورت ہو بشر گر نہیں باطن تو ظاہر سب خراب ظاہر و باطن ہو مثل جان و تن ایک میں بھی ضعف گر ہو لے عوین کیا لکھا عطار نے یہ لے صیب اسی کہ باشد دائما صورت پرست صد فسون و نکر وارو در دروں مولوی نے بھی لکھا کیا و پذیر جان بے معنی دریں تن بخلاف طاعتش نغز است معنی نغز نے</p>	<p>وہ بترا سے ہے زاہد سرسیر دیکھ لے تو یہ حدیث با صواب وہ ولی اللہ ہے بیشک جان من وہ نہیں پیری کے قابل بے تمیز پڑھ ذرا دل سے کہ تا ہو با نصیب و امن معنی کجا گیر و بدست مخلص و صادق نماید از برون ثنوی میں اپنی سے کریوں نظیر ہست سچوں تیغ چو ہیں در غلاف جو زبا بسیار دروے مغز نے</p>
<p>دائے مغز کے گرد و نہال صورت بے جاں نباشد جز خیال</p>	

در بیان بد شدن جنات تمام و محرم شدن از صحبت باطن

تو نہ پھنسا دام میں ان کے پسر
 یہ نہیں ہیں مرغ قدسی بیگیاں
 قول سن یہ عارف باللہ کا
 زانکہ حسیاد آورد بانگِ صفیر
 بشنو و آن مرغ بانگ جنس خویش
 تو نہ ہو ان کا مقید وی سیر
 کیا ہوا اگر ریش کی اس نے بلند
 پچانس لے اس سے سلیموں کو پسر
 حرف درویشاں بدزد مردوں
 اے بسا اہلیس اوم روے ہست
 جو ہوا ان کا مقید اے حبیب
 یہ لکھا عطار نے اے باصفا
 ہر کہ باور کرو آن کرو دروغ
 گم شد و ہرگز بمنزل رہ نہرو
 اشتیا از اولیسا نشاختی
 رہزناں چوں رہنما پنداشتی
 ساختی و جال را مہدی و پیر
 خود نہ پیر است ادکہ شیطان رہ است
 غول را کردی تصور رہنما

جھوٹی دیتے ہیں صفیریں سر سیر
 چغند ہیں یا بوم یہ اندر جہاں
 نور و بکھا جس نے محقق اللہ کا
 تا فرید مرغ رازاں مرغ گیر
 از ہوا آید بیاید و ام پیش
 یہ ہیں شیطان شکل انساں سر سیر
 ڈالی ہے اس نے ریاکی یہ کمند
 مولوی نے اس لئے وی یہ خبر
 تا بخواند بر سلیمے آن فسوں
 پس بہر دستے نباید داد دست
 نور و حدت سے ہوا وہ بے نصیب
 گوش دل سے سن ذرا یہ بر ملا
 ماندا ز نور و لایت بے فروغ
 در بیابان ہلاکت زار مرو
 دین و دنیا را ازاں دریاختی
 احمد و پو جمل چوں ہم داشتی
 خرز عیسے چوں ندانی اے فقیر
 از طریق رہ رواں کے آگہ است
 تا کہ گشتی منکر اہل خدا

تو نہ جائز و پاک ان کے ایگزیز
ان کی صحبت مار سے بھی ہے تر
حق ذات پاک اللہ الصمد
نار بد جانت ستاندائے سلیم
زہر قاتل سے شہر صحبت بعام
جیسے قرب اولیا سے ہو اثر
دیکھ فرماتے ہیں کیا وہ با خدا
صحبت صلح ترا صلح کند
اس حدیث پاک پر کر تو نظر
ان کی صحبت ہو حق سے بے نصیب

تاکہ پاسے نور ایماں سے تمیز
یوں لکھا ہے مولوی نے اے پیر
کہ پود یہ نار بد از یار بد
یار بد آرد سوتے نار جسم
مست صحبت را اثر ہے تمام
ویسے قرب انتقیاسے ہو ضرر
یعنی حضرت مولوی اے با صفا
صحبت طالح ترا طالح کند
تاکہ بد صحبت سے ہو تجھ کو ضرر
اں کی صحبت ہو حق کا تو صیب

۵۰ حدیث شریف
۵۱ صحبت و صحبت
۵۲ تاثیرات صحبت
۵۳ نور ایماں سے تمیز

در بیان اقسام سالک

جتنو کر سالکوں کی اے پیر
چار ہیں اقسام سالک ایچواں
پیشتر مجذوب سالک اے صیب
حق نے بھیجا ہے اے بس زود تر
لیک مشکل سے پتھر ہو پیر
اولیں مجذوب سالک اے است
حق فرستادش بسوے خلق زود
سالہا باید فلک بزرود
اس کو پیدا کر اگر ہے باخبر

تاکہ ہو وے دین حق سے باخبر
یاد رکھ اس بات کو اے پندران
سب بہتر دین حق کا وہ طیب
تاکرے مخلوق کو یہ باخبر
یہ لکھا عطار نے سن سے فقیر
کو زاول با خدا وصل شدہ است
تاکہ خلقان جہاں را رہنمود
تاکہ پیرے اپنچینیں پیدا شود
دیکھ دم میں کیا ہو پھر تجھ کو اثر

سالک مجذوب ثانی اے حبیب
 سالہا محنت کرے جب وہ جوان
 یہ لکھا عطار نے اے ذی سیر
 واں دوم را سالک مجذوب ایں
 ور ریاضت در عبادت سالہا
 چوں دل او قابل انوار شد
 شاہباز جذبہ اُورا ور ربو و
 تیسرا مجذوب مطلق اے پسر
 دائما حیران از عشق خدا
 وہ ہوا اے عشق حق سے بیخبر
 یہ لکھا عطار نے اے ہوشمند
 پس سوم مجذوب مطلق ہے شمر
 اوز مستی گشت از خود بے خبر
 او چو مست و بچو و ولا یعقل است
 رہبری ناید ز مجذوبان یقین
 رہ ز مجذوبان مجولے پر ہنر
 گرچہ آں مجذوب از حق آگہ است
 چار میں بے جذب سالکے حبیب
 عقل مطلق سے وہ کتاب سے طلب
 جو کہ تابع اس کا ہے اے مردویں
 درد حق سے کچھ نہ ہو اُس کو خبر

مختوں سے جذب اس کو ہو نصیب
 تب ہو قابل جذب کے نیکوں
 چشم دل سے کرور اس پر نظر
 کو سلوک کے کردہ باشد رہرواں
 کر سعی و گشتہ قابل جذب را
 جان پاکش قابل اسرار شد
 جان او شد محرم بزم شہود
 نور حق کے ماسوا وہ بے خبر
 عقل و دانش سے وہ ہے اپنے جدا
 غیر کا پھر کیا بھلا ہو را ہیر
 ہوشمندوں نے کیا اس کو پسند
 کو ز تاب نور حق شد بے خبر
 دیگران را چوں بود اورا ہیر
 کرون تکلیف بائے بال است
 اتفاق کا ملاں نیست و این
 اندریں رہ پیچ بنو و جز خطر
 تابع مجذوب بیشک گمراہ است
 عشق حق سے وہ ہوا ہے نصیب
 اس لئے اصل نہیں ہے اے ادب
 وہ ہے منکر عشق حق سے بالیقین
 بلکہ ہو اس راہ حق سے دور تر

یہ ہے بدتر عام سے بھی بیگیاں
جو کہ پیر و اس کل ہے وہ ہے غوی
کو سلو کے کردار ہستی پرست
در طریقت لاجرم کامل نشد
واقفِ این منزل و این راہ نیست
رہنمائی چوں کند آخر بگو
ز و بچو چیزے چو ہست او پیشوا
رہ نیابی عاقبت گردی غوی
تا نہ ہو تو عشق حق سے بدگماں
بے نصیبوں کو نہیں ملتا صیب

عام ان سے بلکہ بہتر ہے جو ان
یہ لکھا عطار نے اے متقی
چار میں سالک کے اوبے جذبہ است
سالک بچیز چوں واصل نشد
سالک بچیز خود آگاہ نیست
از رہ و منزل چو واقف نیست او
چوں نشد واصل نباشد رہنما
ایچنین گستاخ گرتابع شوی
اس سے بچنا فرض ہے تجھ کو جو ان
کیونکہ یہ ہیں در وقت سے بے نصیب

در بیان اطاعت پیر کامل

کالموں کا خاک پا ہو سر بسر
اُس کے اوپر جان و دل سے ہو خدا
جب ملے دیں کامزا تجھ کو تمام
راز حق ہرگز نہ ہوئے تجھ پہ وا
پڑھ کے کر دل سے نکہ اپنے دور
عشقِ اہل حق زجاں بگزیدہ ام
مہرِ کامل کر وہ ام در سینہ داغ
بر در اہل دلاں خاکِ درم
پیش ایشان از گدایاں کمتر م

گر تو چاہے وصل حق اے بخیر
اس صفت کا گر ملے تجھ کو گدا
سب سے ہو آزاد ان کا ہو غلام
جب تلک ان کا نہ ہوئے خاکِ پیا
یہ لکھا عطار نے اے بے شعور
منکہ و امن از جہاں بر چیدہ ام
منکہ وارم از ہمہ عالم فراغ
منکہ از سیر و دو عالم رستہ ام
منکہ برفرق سلاطین افسرم

منکہ عرش و فرش بروم زیر پا
 منکہ از آدم ز قید ہر چہ بہت
 منکہ از دنیا و عقبے فارغ
 رونے کے مالم ز عجز و افتقار
 خوشہ چین خرمن اہل و علم
 ان کے ظاہر پر نہ کر ہرگز نظر
 یعنی ظاہر سے بڑی ہے ان کی حال
 ان کے ظاہر میں اگر ہو کچھ خلل
 دیکھ فرماتے ہیں کیا وہ لے عزیز
 مدت عشق از ہمہ دینہر اجد است
 و سوسہ بدوے جو شیطان لعین
 خضر و موسے کا تو قصہ پڑھ عزیز
 تیری نیکی ہے بدی ان کی صیب
 دیکھ تو یہ مولوی نے کیا لکھا
 طاعت عا مان گناہ خاصگان
 عام را باشد نظر بر فعل و اسم
 عام را با شیشہ و نقش و نگار
 گر نظر در شیشہ واری گم شوی
 مولوی کی سن نصیحت یہ سپر
 خاک شود در پیش شیخ با صفا
 بیچ نہ گشت نفس را جز ظل پیر

مے کنم از خاک ایشان تو تیا
 پیش ایشان گشتہ ام چون خاک پست
 در سپہر وصل چون ماہ پارہ ام
 دائما بر آستان این کبار
 خاک زاہ کا ملان منہ زلم
 نور باطن ان سے حاصل کر سپر
 پر نہیں واقف ہے تو نے خوشحال
 تو نہ کرنا اس پہ کچھ ہرگز عمل
 یعنی حضرت مولوی نے پر تمیز
 عاشقان را ملت و مذہب جد است
 دل میں تیرے اس کا کچھ لے مرو دیں
 تاکہ ہو اسرار سے تجھ کو تمیز
 فرق یہ ہے یا در کھ لے بے نصیب
 پڑھ ذرا اس کو تو لے مرو خدا
 و صلت عامہ حجاب خاصہ داں
 پیش خاصہ حوگر و وصف اسم
 خاص را باروشنی گرد و قرار
 زانکہ از شیشہ ست اعداد و دوی
 اولیا کا جب ہو منظور نظر
 تا نہ خاک تو بر برد کمیہا
 دامن آن نفس کش را سخت گیر

لہ قولہ تعالیٰ قال ہذا فرأی بیتی و بینک سائیک بتاویل ما کہ تشطیح علیہ صبراً تاکما یفہم میں اور تجھ میں جدائی ہے اب میں بناؤ گا تجھ کو سنی ان باتوں کے جن پر تو مہر نہ کر سکا +

چوں گیری سخت آن تو فتنی ہو ست

و تو ہر قوت کہ آید جذب است

در بیان صفت مجذوب سالک

کتاب ہے حکم چاہے

ابنہ تو سن مجذوب سالک کا بیان
یعنی وہ مجذوب سالک فی سیر
بعد اس کے ہو سلوک ایسا جو ان
یاں تک پوشیدہ ہونے ہی سیر
منتہی کا یہ ہے جذبے نیک سخت
حکم اس کو ہے کہ رہے سبک بہم
یعنی ہو مخلوق میں جوں جان و تن
جس کا یہ ہے حال اے عالی گھر
حق نے بھیجا اس لئے اُس کو تشابہ
جس کا ایسا ہو سلوک اے مردوین
اُس کی صحبت سے ہو جذب اے با خدا
بے ارادت کے نہیں ہوتا اثر
یعنی ہو اخلاص مرشد سے تمام

تاکہ تجھ پر نیک و بد سب ہو عیاں
جس کی صحبت سے ہو جذب اول پسر
ماسوا حق کے ہو سب پردہ نہاں
قدسیوں کو بھی نہ ہو اصلا خیر
یہ طریقہ سب طریقوں کے سے سخت
پر نہ ہوئے عشق سے باہر قدم
جان ہو حق کی طرف پر جان من
صحبت بد سے نہیں اُس کو خیر
تاکہ ہوئے خلق اُس سے فیضیاب
وہ گدائے عشق کا شہہ بالیقین
پر ارادت تیزی صادق ہو ذرا
انبیا کی کر ہدایت پر نظر
جب تجھے ہو جذب حق اے نیک نام

لہ تورقانی اقلک لا تقدر فی من اجنبیت و لکن اللہ یهدی من یشاء و ابنت تو ہدایت نہیں کرتا جس کو چاہے لیکن اللہ ہدایت

در بیان اقسام جذب

و و طرح کا جذب ہے اے نیکرو
ایک تو ہے خاص و دیگر عام ہے
عام کہتے ہیں اُسے عالی گھر

جس کو یہ حال ہے وہ عالم میں فرد
خاص یہیں عام کا انجام ہے
جس کو نسبت پیر سے ہو سرسیر

نسبت احمد سے جو ہو فیضیاب
 یعنی نسبت احمدی کے بخلاف
 ہے وہ عین نسبت ذاتِ رسول
 غرض یہ جو ہے وہ اے بے خبر
 اس کو حاصل کر اگر ہے بالصبیب
 یاد رکھ وہ ہی ہے نسبت بیگماں
 اس میں کچھ لکھتا ہوں اک بار کا حال
 وقت مغرب کے سنو اے نیک ذات
 پارکھا اُس نے مصلے پر پلید
 اور کہا ^{پہنچا ہوں} زن سے کہ سن اے بیجا
 تو نے پارکھا یہاں کیوں بے ادب
 یہ کہا کہنتے ہو کیا ہاویٹے راہ
 تجھ کو دیکھانے مصلے اے تقی
 تن بدن کی کچھ نہ تھی مجھ کو خبر
 تو نماز حق میں دیکھے جز خدا
 گر پڑا زاہد ز میں پر بے خبر
 نور و حدت زن پہ کرے آشکار
 تو دکھا اس کو خدا راہ سعید
 و مبدم جس سے ہو تجھ پر یہ فدا
 زن گئی افعالِ بد رب اپنے بھول
 ماسوا حق کے نہ تھا اُس کو تمیز

خاص یہ ہے یاد رکھ عالی جناب
 نسبت پیر اُس کی ہے لیکن غلاف
 جس کو نسبت پیر کی ہو بوالفضل
 نسبت احمد احد کی ہے پسر
 مخزن نسبت ہے مرشد اے حبیب
 جس سے نسبت تجھ کو ہواے نیکداں
 اس مثل کو سن ذرا اے خوش خصال
 اک گدا پڑھتا تھا صحرا میں صلوات
 زن وہاں آئی چلی اک اے سعید
 دیکھ یہ زاہد ہوا زن سے خفا
 میں ادا کرتا تھا یاں پر فرضِ رب
 سن کے یہ زاہد سے زن نے دیکھنا
 فسق کی نیت سے جاتی تھی چلی
 فسق نے دل پر کیا تھا یہ اثر
 جیف ہے صد جیف تجھ پر اے گدا
 سن کے زن سے یہ نصیحت پڑا اثر
 بے خبر تھا پر یہ کہتا کردگار
 یہ ہے مرشد میں ہوں بس اس کا مرید
 یعنی اپنا عشق دے اس کو خدا
 التجا زاہد کی حق نے کی قبول
 عارف حق وہ ہوئی ایسی عزیز

جب ہو اذن کا یہ رتبہ اے پسر
یوں کہا اے خالق کون و مکان
اس کے باعث سے کیا مجھ کو قبول
یہ ہو اذن کی دعا کا پھر اثر
حق پسندی حق کو ہے از بس پسند
راست گوئی سے یہ رتبہ اے سلیم
حق پسندی سے نہ غافل ہو عزیز
یہ پسند حق ہیں دونوں اے حبیب
خود پسندی شیوہ شیطان ہے
یہ ہیں دونوں فعل بد ایسے پلید
تو نگہباں اس کارہ ہر روز و شب
زن نمط پنجو و ہونست میں فنا

دیکھ کر زاہد کو زن نے آہ بھر
ظاہر و باطن ہے سب تجھ پر عیاں
کر قبول اس کو خدا بہر رسول
ہو گیا زاہد بھی عارف یا خیر
یا درکھ اس بات کو اے ہوشمند
زن کو حاصل ہو گیا از بس عظیم
مثل زاہد تاکہ ہو تو باتمیز
جو کہ خالی ان سے ہے بے نصیب
کذب گوئی غارت ایمان ہے
کر دیا لاکھوں کو غارت اے سعید
مثل شیطان تانہ ہو تو بے ادب
جب یہ تیری ہو نماز اے با خدا

در بیان صلوات حضرت سفیان ثوریؒ

دیکھ سفیاں کو کہ پڑھتے تھے صلوات
جیکہ چہنچہ سنتیں پر اے پسر
جبکہ فارغ وہ ہوئے عالی جناب
کیوں گرے بیتاب تم اے ہصفا
پھر یہ سفیاں نے کہا اے بے خبر
وہاں کھڑا کہتا ہوں حق سے با ادب
گریہ فرما اے خدا اے کذب گو

شام کی مسجد میں سن اے نیکذات
گر پڑے بیتاب ہو کر بے خبر
ان سے پوچھا ایک نے اے فیضیاب
بھید اس کا دو ذرا مجھ کو بتا
رو برو حق کے نہ ٹوٹے کیوں جگر
پس مدد مانگوں ہوں تجھ سے روز و شب
پھر امیروں سے کرے کیوں جستجو

کیوں نہ تو شاکر رہا تقدیر کا
 شرم اس کی سے گرا میں خاک پر
 ترک کر حق کے سوا سب کو تو
 ورنہ کیا ہے نان و حلوا بے خیر
 مولوٹے روم نے اے نابکار
 ترک خویش و ترک فرزند ان و از
 آنکہ باغیاری وار و دل گروہ
 جب او اہو پنجگانہ یہ نماز
 پھر کہاں اُس کی نماز اے ذی شعور
 پھر خیال رب بھلا آتا ہے کب
 حق سے کوئی دم نہ ہو تو بے خیر
 گوش دل سے سُن ذرا تو اے انبی
 یعنی دل یہ خواب میں مشیار ہے
 خواب کا کیا ذکر ہے اے بخیر
 صاف ثابت ہے صلوات و ائموں
 پیشتر اس کو ادا کر با خدا
 کیا لکھا ہے دیکھ تو پیر اثر
 کو نباشد غافل ازوے یک زمان
 عارف ازوے یک زمان غافل نہو
 حق مر اور صاحب ایمان نکر
 پھر کہاں تیری نماز اے حیلہ ساز

کیونکہ تو پابند ہے تدبیر کا
 یہ تصور دل میں جب آیا پس
 سُن چکا غافل یہ اب تو گفتگو
 جب حضور دل ہو حاصل اے پسر
 دیکھ تو یہ کیا لکھا ہے آشکار
 اے کہ ترک تن بود اصل نماز
 مے نیرز و آن نماز او دو جوہ
 ہر گھڑی ہر لحظہ حق سے رکھ نیاز
 و میدم جس کو نہ ہو حق کا حضور
 کیونکہ غفلت میں یہ کھویا روزِ شوب
 اس لئے لازم ہے تجھ کو اے پسر
 دیکھ فرماتے ہیں یہ حضرت نبی
 چشم میری بند دل بیدار ہے
 تیری بیداری ہے سونے سے تیر
 اس حدیث مصطفیٰ سے اے زبوں
 یعنی جب یہ پنجگانہ ہو ادا
 مولوٹے روم نے اے بے خیر
 صاحب ایمان ہماں باشد ہماں
 پس ترا باید کئی ہر دم سجود
 ہر سر کے کو سجدہ سبحان نہ کرد
 جب تلک ایسی نہیں پڑھتا نماز

لے تو رفتاری ایٹنی آفا اللہ لا الہ الا انفا عبد بنی ذاقیم الصلوات لیلہ کرمی
 میں تو وہ خدا ہوں کہ جس کے سوا کوئی سبوت نہیں تو میری عبادت کر اور میری نماز پڑھو

در بیان مذمت خیال لغت ماسوائے حق

دل میں تیرے یہ مرقع ایسا پلید
دل میں تیرے حسن کی نسبت کما
یہ حدیث مصطفیٰ سے ہے اب جو
مولوٹے روم نے بھی لے لیے
ہرچہ دروینا خیالت آن بود
جز خدا کچھ فکر مت رکھ لے پیر

حشر پاک چھوڑے نہ تجھ کو لے سعید
حشر اسکے ساتھ ہولے ذی خیال
حشر ہو نیت پہ تیرے بیگماں
کیا لکھا ہے دیکھ کر ہو باخبر
تا ابد راہ وصال آن بود
یہ کریگی خوار تجھ کو سرسبز

علاء اللہ علیہ السلام
الذی یؤدی القیامۃ
وہو الخیر
وہو الخیر
وہو الخیر

در بیان کشت خشت

قیامت کے دن آدمی اپنی
نیتوں پر اٹھائے جانے

دل تر ہے کشت مرشد کا شکار
عشق ہے اس کشت کا جوتا پیر
بیل ہیں اس کشت کے لے نیکدا
ہے بجائے چاہ چشم اشک ریز
ہے بجائے تخم نام ذوالجلال
ہیں بجائے پاسباں ظاہر عمل
جب یہ کامل تیری ہووے کشت زار
لاکے میدان میں تو رکھ خرمین پیر
برق سے خرمین کو رکھنا تو بچا
جب نکالے خوشہ سے دانہ عزیز
کیونکہ دشمن اسکے ہیں لاکھوں جواں

جو وہ بولے وہ ہی نکلے ہو شدار
ہل ہے اس کا فکر حق لے ذی پیر
یعنی تنہائی و بیداری جواں
ہے بجائے شاہ شاہ رستخیز
کشت دل میں اس کو بولے باکمال
گر نہ ہوں یہ کشت میں آئے خلل
بجز کے آلہ سے کاٹ لے افشوار
وے ہو ایشیا تہا کی پھر سرسبز
برق یعنی شرک ہے لے باخدا
پھر نگہباں اس کا رہ لے با تمیز
بے نگہبانی نہ چھوڑیں بیگماں

جس جگہ پہنچے نہ موشوں کا گرنہ
 کشت تیرا سب خراب اے باخدا
 یعنی حضرت مولوی عالی جناب
 بعد ازاں در جمع گندم جوش کن
 جس جگہ پہنچے نہ موشوں سے ضرر
 واں نہیں موشوں کا ہرگز کچھ نشان
 یعنی شیطان لعین بد نصیب
 پر نہیں دل میں گذرے قوی ثنوں
 ہو گریزاں دیکھ شیطان نابکار

بند کر غلے کو اُس جا ہو شمنند
 جب تلک ان کی نہیں کرتا دوا
 دیکھ کیا فرماتے ہیں یہ باصواب
 اول اے جاں دفع شرموش کن
 جانتا ہے وہ مکان اے بیخبر
 یعنی وہ دل جو ہر جاں ایسواں
 موش کیا ہے جانتا ہے اے صلیب
 یہ پھرے ہر رگ میں تیرے مثل جو
 کیونکہ اس میں نور حق ہے آشکار

در بیان اوصافِ دل

گوش دل سے سُن ذرا اس کو اخی
 آنکہ از حق تافت بروے بارقہ
 دل نہ از جسم ست و نہ جسمانی است
 نیست دل را نسبتے با آب و گل
 ورنہ بچوں خرفرومانی بگل
 ہر چہ میخوای ازین حاصل است
 از کتابت درس ورت افتانده است
 دل مجوزین مست جام اے اوب
 علمہاے برتر از درک نوم
 دل یہ کیا ہے ساجد مسجود ہے

دیکھ فرماتے ہیں عطارِ ولی
 دل چہ باشد غیر نفس ناطقہ
 دل بمعنی جو ہر روحانی است
 کس نہ اندقدِ دل جز اہلِ دل
 اہلِ دل شواہلِ دل شواہلِ دل
 مقصدِ مقصود و خلوتِ این دل است
 ہر چہ عارف و اندازِ دل خواندہ است
 اینچنین دل را تو از عارف طلب
 بے تعلیم حق دید اورا علوم
 دل یہ کیا ہے شاید مقصود ہے

۱۰ مہریت قلوب المؤمنین عن رسول اللہ تعالیٰ ۱۲ تا ایمان ذراوں کے دل اللہ تعالیٰ کے تخت پر ہے

دل یہ کیا ہے محزن لاسرار ہے
 دل یہ کیا ہے مرت اہل دلاں
 دل یہ کیا ہے جامِ جم لے بے لبصر
 دل کو فرمایا کہ ہے عرش خدا
 دل ہوا ہے خاک از عشقِ خدا
 دل نہیں ہے ہے یہ بحرِ یکنار
 عرش و کرسی ہفت اقلیم و گر
 دل نہیں ہے لحم و لحم و گوشت پوست
 و وصفت سے خاص ہے موصوفِ دل
 پاکہ ناظر پاکہ وہ منظور ہے
 کیا لکھوں اس صاف دل کے زشت خاک
 یعنی فرماتے ہیں کیا وہ با خدا
 دل گذرگاہِ جلیل اکبر است
 دل بدست آور کہ حج اکبر است
 سن ذرا عطا ز کی یہ گفتگو
 دل چو شدیر یا وغیر او حرام
 و در حق ہے جان دل سے اول

دل یہ کیا ہے مطلع الانوار ہے
 دیکھتے ہیں نور حق اس سے عیان
 نیک و بد آتا ہے اس سے سب نظر
 صاحبِ لولاک نے اے با خدا
 آئینہ رو لیتے ہیں اس سے جلا
 و در وحدت اس میں رخشاں بیشمار
 اس کے اندر دیکھ لے اے پیغمبر
 دل ہے وہ حال جو جس سے بولے موت
 کیجیو اس جا تمیز اہل دل
 وہ نہیں دل جو کہ اس سے دور ہے
 گوش دل سے گرنے ہو سینہ چاک
 شنوی میں مولویٹے با صفا
 کعبہ بنگاہِ خلیل آذراست
 از ہزاراں کعبہ پیکل بہتر است
 تاکہ واقف اس سے ہواے زشت خو
 گزبدانی او بود بیت الحرام
 پر نہیں واقف جو خود ہے آب گل

در بیان دروہن کہ از کلام اللہ ثابت است

از طفیل مصطفیٰ اے کار ساز
 ہوا اگر ظاہر جلیے کون و مکان

یوں کہو ہاتھوں کو تم کر کے دراز
 ایسی آتش کرے دل میں نہاں

آہ جب نکلے تو ہو سب پر اثر
 بیقراری سے مجھے بس ہو قرار
 سوز و دردِ خاص ہو افسردگی
 اس قدر دے سوزِ دل پروردگار
 کیونکہ حاصل جن کو تیرا درو ہے
 باعث ایجادِ عالم ہے یہ درد
 جس کا دل باورد ہو عالیٰ نسب
 چونکہ دل وابستہ ہے اس کی کلید
 جس کو درو حق نہ ہو عالیٰ گھر
 جو کہ ہے بے درد وہ حیوان ہے
 درو ہے اخلاصِ حق از بس لطیف
 یہ سخن با درو سن عطار کے
 ذرہ درد خدا حاصل ترا
 ذرہ عشق از ہمہ آفاق بہ
 درو حاصل کن کہ درماں درو توست
 درگذر از زاہدی و سادگی
 ہرگز اور درست درمانش مباد
 مولوی فرماتے ہیں اے پیغمبر
 آتش است این بانگ نائے نبوت باو
 درو سے انکار جن کو ہے وہ خر
 یہ کما عطار نے کیا ہی عجب

کوہ تڑپے گر پڑے میری نظر
 بلکہ زائد اس سے ہو پروردگار
 زندگی عاشق کی ہو پڑمردگی
 چشمِ دل سے خوں بہے لب و نہار
 دو جہاں میں وہ بلا شک و دوہے
 سرفرازی بخش آدم ہے یہ درد
 اُس سے ملتے ہیں فرشتے با ادب
 درو ہے یہ درد ہے مرو سعید
 وہ نہیں ہرگز بشر اسے باخبر
 گرچہ ظاہر شکل میں انسان ہے
 تو نہیں واقف اس کے اے کثیف
 عاشق صادق تھے وہ ستار کے
 بہتر از ہر دو سہرا حاصل ترا
 ذرہ درد از ہمہ عشاق بہ
 درو عالم داروے جان درو توست
 درو باید درو کار افتادگی
 وانکہ درماں خواہد او جانش مباد
 اس کلام آتشیں پر کر نظر
 ہر کہ این آتش نداد و نیست باو
 بلکہ بدتر اس سے ہے وہ بدگھر
 دیکھ کر انسان کو ہوتا تاب و تب

حق ہمیں گویا کہ انسان فی المثل
 رو باسفل وارد اوچوں گا و خر
 بے نصیب از ہر کمال است آن گروہ
 مولوی کی سن تو یہ طرز کلام
 بر محمد چوں ابو بکرؓ نکو
 چوں بنو داؤد جہل اصحاب ورد
 نقص تھا جو جہل میں یہ لے سپر
 یعنی تھا بے درودہ زرت و پلید
 سن حقیقت ورد کی لے جان بن
 یہ کلام پاک رب و جہاں
 جیکہ سنتے ذکر حق میں مومنین
 پاک کرتے ذکر حق ہیں با حضور
 یعنی ہستی نیست ہوتی بے عزیز
 جانتا ہے نیستی کیا ہے پسر

بچو گا و ست و چو خربل ہم افضل
 نیستش کارے بغیر از خواب و تور
 غافل از ارباب حال است آن گروہ
 ویکہ کیا ہوتا ہے ثابت نیکنام
 وید عد قش گفت ہذا صدا و قوا
 وید صد شق القسیر باور نکرو
 اس لئے دین سے رہا وہ بے خبر
 کس طرح ہوتا بھلا پاک و سعید
 تانہ ہو باورد پر تو طعنہ زن
 گوش دل سے تم سنو اے مومنان
 خوف حق ہوتا ہے دل بد جانشین
 دل کو اُس سے ہوتا ہے از بس سرور
 ماسوا حق کے نہیں رکھتی تمیز
 غیر حق یعنی نہ ہو دل پر اثر

۴ اور جس کو خدا گراہ کرے اس کا کوئی تاوی نہیں

در بیان سبب جذب الٰہی حال صادق

نفس عاجز روح ہوتے ذی شعور
 اس سبب سے وہ عاجز سخت تر

جس گھڑی ہو اس اثر کا کچھ ظہور
 لیک تن جان کو نسبت پسر

لے قولہ تعالیٰ اِنَّمَا الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَّتْ قُلُوبُهُمْ ذَاتَ اِيْمَانٍ وَلَئِنْ لَمْ يَرْكَبُوهُ لَكُنَّا عَلَيْهِمْ حَاكِمِينَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ فَأَنزَلْنَا عَلَيْهِ الْعَذَابَ لَمَّا كَفَرَ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ
 تو ان کے دل درجاویں ہے لے اللہ نزل احسن الحدیث کتاباً مُتَشَابِهًا مَثَانِيًا تَقْسَعُ مِنْهُ جُلُودُ الَّذِينَ يُخَشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلْبِثُنَّ جُلُودُهُمْ وَقُلُوبُهُمْ إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ ذَلِكُمْ مَدَىٰ اللَّهِ يُهْدِي بِهِ مَنْ يَشَاءُ وَمَنْ يُضَلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ ثُمَّ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَىٰ فِي عَمَدِهِ كِتَابٍ تَارِيٍّ هِيَ اِيكٌ دُوسَرٌ سَعْتِي هُوَتِي اُوْر مَكْرُجُوْلُوْكَ اِيْسِي رِبُّ دُوْرَتِي مِي
 ان کے روٹنے اٹھتے ہیں اور پھر ان کا چمڑا اور دل خدا کی یاد پر نرم ہوتے ہیں یہ اللہ کی ہدایت ہے اس سے جس کو چاہے راہ دکھائے

یعنی جاں ہی پاک چاہے پاک کو
تن کی خواہش ہے پھوڑوں جا خاک
تن یہ کتنا ہے نہ جاؤں عرش پر
جان اور تن میں نزاع و شور ہے
روح کہتی ہے کہ میں ہوں مرتب
تن یہ کہتا ہے کہ میں ہوں آف خاک
پر پھوڑوں گا تجھے اے نیک نام
قید تن سے جاں نہیں ہوتی رہا
کھینچتا ہے اس کو تن اپنی طرف
اس مخالف کی سبب سے عاشقین
مولوی کو یہ کلام اے اہل دل
روح مجی برودت سوئے چرخ بریں
اس قدر ہیں دست و پا ز خاک پر
مولوی فرماتے ہیں اے کور و کر
جسم بر خاک است جاں بر لامکاں
لامکاں نے نہ کہ دروہم آیدت
از بیستان تا مرا پیر پدہ اند
دروہے سے تڑپیں جو انسان خاک پر
یہ کہا عطار نے سن اے حبیب
قدسیاں را عشق بہت دروہم نیست
دروہے کو کہتے ہیں اہل عقول

تن جس سے خاک چاہے خاک کو
جاں کی خواہش ہے بلون باصل پاک
جاں یہ کہتی ہے رہوں کیوں فریق پر
مقتضاً ہر اک کا دائم اور ہے
میں مقتید آب و گل کی ہونگی کب
تو کہاں اور میں کہاں اے اصل پاک
تجھ سے روشن ہے مرا خانہ تمام
تا کہ حاصل ہووے اس کو مدعا
اس سبب سے جاں کو ہوتا ہے شغف
دست و پا کو مارتے ہیں بر زمین
ہے اسی مضمون پر بیشک مشتمل
سوے آب و گل شدے در ایں سفلیں
مخو رغل پڑ جاتا ہے افلاک پر
شنوی میں اس طرح پر کر نظر
لامکان فوق وہم سالکان
ہر دمے دروہے خیالے زائدت
از نفیرم مرو وزن نالیہ اند
رشکے روہیں ملک افلاک پر
قدسیوں کو یہ نہیں رتبہ نصیب
دروہے اجزا آدمی درخورد نیست
ماسوا اس کے نہیں سن اے جموں

۱۰۰
۱۰۱
۱۰۲
۱۰۳
۱۰۴
۱۰۵
۱۰۶
۱۰۷
۱۰۸
۱۰۹
۱۱۰
۱۱۱
۱۱۲
۱۱۳
۱۱۴
۱۱۵
۱۱۶
۱۱۷
۱۱۸
۱۱۹
۱۲۰
۱۲۱
۱۲۲
۱۲۳
۱۲۴
۱۲۵
۱۲۶
۱۲۷
۱۲۸
۱۲۹
۱۳۰
۱۳۱
۱۳۲
۱۳۳
۱۳۴
۱۳۵
۱۳۶
۱۳۷
۱۳۸
۱۳۹
۱۴۰
۱۴۱
۱۴۲
۱۴۳
۱۴۴
۱۴۵
۱۴۶
۱۴۷
۱۴۸
۱۴۹
۱۵۰
۱۵۱
۱۵۲
۱۵۳
۱۵۴
۱۵۵
۱۵۶
۱۵۷
۱۵۸
۱۵۹
۱۶۰
۱۶۱
۱۶۲
۱۶۳
۱۶۴
۱۶۵
۱۶۶
۱۶۷
۱۶۸
۱۶۹
۱۷۰
۱۷۱
۱۷۲
۱۷۳
۱۷۴
۱۷۵
۱۷۶
۱۷۷
۱۷۸
۱۷۹
۱۸۰
۱۸۱
۱۸۲
۱۸۳
۱۸۴
۱۸۵
۱۸۶
۱۸۷
۱۸۸
۱۸۹
۱۹۰
۱۹۱
۱۹۲
۱۹۳
۱۹۴
۱۹۵
۱۹۶
۱۹۷
۱۹۸
۱۹۹
۲۰۰
۲۰۱
۲۰۲
۲۰۳
۲۰۴
۲۰۵
۲۰۶
۲۰۷
۲۰۸
۲۰۹
۲۱۰
۲۱۱
۲۱۲
۲۱۳
۲۱۴
۲۱۵
۲۱۶
۲۱۷
۲۱۸
۲۱۹
۲۲۰
۲۲۱
۲۲۲
۲۲۳
۲۲۴
۲۲۵
۲۲۶
۲۲۷
۲۲۸
۲۲۹
۲۳۰
۲۳۱
۲۳۲
۲۳۳
۲۳۴
۲۳۵
۲۳۶
۲۳۷
۲۳۸
۲۳۹
۲۴۰
۲۴۱
۲۴۲
۲۴۳
۲۴۴
۲۴۵
۲۴۶
۲۴۷
۲۴۸
۲۴۹
۲۵۰
۲۵۱
۲۵۲
۲۵۳
۲۵۴
۲۵۵
۲۵۶
۲۵۷
۲۵۸
۲۵۹
۲۶۰
۲۶۱
۲۶۲
۲۶۳
۲۶۴
۲۶۵
۲۶۶
۲۶۷
۲۶۸
۲۶۹
۲۷۰
۲۷۱
۲۷۲
۲۷۳
۲۷۴
۲۷۵
۲۷۶
۲۷۷
۲۷۸
۲۷۹
۲۸۰
۲۸۱
۲۸۲
۲۸۳
۲۸۴
۲۸۵
۲۸۶
۲۸۷
۲۸۸
۲۸۹
۲۹۰
۲۹۱
۲۹۲
۲۹۳
۲۹۴
۲۹۵
۲۹۶
۲۹۷
۲۹۸
۲۹۹
۳۰۰
۳۰۱
۳۰۲
۳۰۳
۳۰۴
۳۰۵
۳۰۶
۳۰۷
۳۰۸
۳۰۹
۳۱۰
۳۱۱
۳۱۲
۳۱۳
۳۱۴
۳۱۵
۳۱۶
۳۱۷
۳۱۸
۳۱۹
۳۲۰
۳۲۱
۳۲۲
۳۲۳
۳۲۴
۳۲۵
۳۲۶
۳۲۷
۳۲۸
۳۲۹
۳۳۰
۳۳۱
۳۳۲
۳۳۳
۳۳۴
۳۳۵
۳۳۶
۳۳۷
۳۳۸
۳۳۹
۳۴۰
۳۴۱
۳۴۲
۳۴۳
۳۴۴
۳۴۵
۳۴۶
۳۴۷
۳۴۸
۳۴۹
۳۵۰
۳۵۱
۳۵۲
۳۵۳
۳۵۴
۳۵۵
۳۵۶
۳۵۷
۳۵۸
۳۵۹
۳۶۰
۳۶۱
۳۶۲
۳۶۳
۳۶۴
۳۶۵
۳۶۶
۳۶۷
۳۶۸
۳۶۹
۳۷۰
۳۷۱
۳۷۲
۳۷۳
۳۷۴
۳۷۵
۳۷۶
۳۷۷
۳۷۸
۳۷۹
۳۸۰
۳۸۱
۳۸۲
۳۸۳
۳۸۴
۳۸۵
۳۸۶
۳۸۷
۳۸۸
۳۸۹
۳۹۰
۳۹۱
۳۹۲
۳۹۳
۳۹۴
۳۹۵
۳۹۶
۳۹۷
۳۹۸
۳۹۹
۴۰۰
۴۰۱
۴۰۲
۴۰۳
۴۰۴
۴۰۵
۴۰۶
۴۰۷
۴۰۸
۴۰۹
۴۱۰
۴۱۱
۴۱۲
۴۱۳
۴۱۴
۴۱۵
۴۱۶
۴۱۷
۴۱۸
۴۱۹
۴۲۰
۴۲۱
۴۲۲
۴۲۳
۴۲۴
۴۲۵
۴۲۶
۴۲۷
۴۲۸
۴۲۹
۴۳۰
۴۳۱
۴۳۲
۴۳۳
۴۳۴
۴۳۵
۴۳۶
۴۳۷
۴۳۸
۴۳۹
۴۴۰
۴۴۱
۴۴۲
۴۴۳
۴۴۴
۴۴۵
۴۴۶
۴۴۷
۴۴۸
۴۴۹
۴۵۰
۴۵۱
۴۵۲
۴۵۳
۴۵۴
۴۵۵
۴۵۶
۴۵۷
۴۵۸
۴۵۹
۴۶۰
۴۶۱
۴۶۲
۴۶۳
۴۶۴
۴۶۵
۴۶۶
۴۶۷
۴۶۸
۴۶۹
۴۷۰
۴۷۱
۴۷۲
۴۷۳
۴۷۴
۴۷۵
۴۷۶
۴۷۷
۴۷۸
۴۷۹
۴۸۰
۴۸۱
۴۸۲
۴۸۳
۴۸۴
۴۸۵
۴۸۶
۴۸۷
۴۸۸
۴۸۹
۴۹۰
۴۹۱
۴۹۲
۴۹۳
۴۹۴
۴۹۵
۴۹۶
۴۹۷
۴۹۸
۴۹۹
۵۰۰

جاہلوں کے قول پر ریت کر نظر سن امام اولیسا عطار سے کفر کا فراد وین ویندار را دیکھ فرماتے ہیں مولانا سے روم اے خنک چشمے کہ آن گریان اوست	حاصل اس کو کر اگر ہے باخبر مانگتے تھے یہ سدا ستار سے ذرہ دروے دل عطار را قدر کب جانتے ہے اس کی چند و بوم وے ہالیوں دل کہ آن بیان اوست
---	---

در بیان حدیث نبویؐ حضرت علیؑ و علیہ السلام سے صحیح فائدہ مند

ہو مگر جو شرع احمد کا نثار جو خلاف آن جناب پاک ہے جو خدا ان کا وہ مولا کا فدا جس نے کی ان سے محبت اے حبیب جس زمین پر نقش ہوں ان کے قدم ہو کے جس جا پر لکھا حضرت کا نام حرب احمد سے ہے بس وصل خدا مصطفیٰ ہے دل کا حُب مصطفیٰ جس کو حُب مصطفیٰ حاصل نہیں گرچہ وحدت کا کرے سو سو قرار حرب ان کی شرط ایماں اے پیر من رانی کو تو پڑھ دل سے عزیز	درود اُس کا راست ہے اے باوقا درود اُس کا سر بسر سب خاک ہے پڑھا طاع اللہ فرمان خدا نور وحدت ہو گیا اس کے نصیب اُس کو چو میں سب ملائک و مہدم اولیا آنکھیں ملیں ہر صبح و شام کیوں نہیں ہوتا ولا ان پر خدا بے محبت کے نہ ہو دل پر جلا بالیقین وہ ہے لعین وہ ہے لعین بے محبت کے نہیں ہوتا شمار ہے یہ مضمون حدیث معتبر جب تجھے ہو شان احمد سے تمیز	وَدَقَّ تَمَلُّهُ وَصُنِّيَ بِطَعْنِ الرَّسُولِ فَقَدْ اطَّاعَ اللَّهَ سُبْحَانَ جَوَاهِرِ كَرَمِ رَسُولِ كِي وَهَ طَعْنُ بَعِ الشُّكَا +
---	---	---

۵۲ حدیث لا یؤمن احدکم حتیٰ اکون احب الیہ من والدیہ ووالدیہ والناس اجمعین نت تم میں سے کوئی مومن نہیں ہوگا جب تک کہ میں محبوب نہ ہو جاؤں اُس کے نزدیک اس کے والد و فرزند اور سب لوگوں سے مسلم اور بخاری نے روایت کیا

۵۳ مَنْ رَانِي فَقَدْ رَانِيَ الْحَقَّ سُبْحَانَ مَنْ لَمْ يَجْعَلْ كَوْنِي كَوْنًا +

پر نہ بے نسبت کے ہوا اس سے شعور
 یہ خطورہ دل نہ جائیں اے صہیب
 لیک نسبت تین ہیں اے نازنین
 ایک بھی گرتزک تجھ سے ہو صہیب
 ان کو لاشے جب بجاچی جان سے
 ما سوا اس کے نہیں ہوتا حصول
 چوب کو تھی دیکھ نسبت بارہوں
 تھا ستون چوب حنانہ بنام
 ہجر سے حضرت کے رویا اس قدر
 سبکیاں بھر بھر کے کہتا میں فدا
 جب ستون چوب کو یہ درد ہو
 چوب میں تاثیر ہے اب تک سپر
 بشنوا زلے چوں حکایت می کند
 والے بدتر چوب سے ہم ہیں سپر
 خاص نسبت ہے ہمیں اس سے سلیم
 باوجود اس کے نہیں ہم میں اثر
 کیونکہ جب پوچھا بنی نے اے ستوں
 تب کہا اس نے کہ ہوں سب سے جدا
 دیکھ ہمت چوب کی اے بے بصر
 گر نہیں نسبت تجھے با مصطفیٰ
 لیک اس میں نکتہ ہے باریکت

کیونکہ حائل ہیں تیرے دل کے خطورہ
 جب تک کمال نہ ہو نسبت نصیب
 جس کو حاصل یہ ہیں وہ ہے مرویدیں
 نور وحدت سے ہے تو بے نصیب
 پھر تو پاؤے کچھ مرزا ایمان سے
 جو کرے اس کو سوا وہ ہے فضول
 ہجر سے رویا وہ مثل ذی العقول
 اُس سے لگ کر بیٹھتے خیر الہ نام
 جیسے روئے طفل ماور بے پدر
 یا نبی اللہ نہ ہو مجھ سے جدا
 چیف ہے انسان اگر تو سرور ہو
 مولوی کے قول پر کر تو نظر
 وز جدا ایسا شکایت می کند
 جنس اپنی سے نہیں رکھتے خبر
 بحر وحدت کے جو ہیں دُر یتیم
 جیسے رکھتی چوب سے عالی گھر
 چاہتا ہے کیا تالے ذی فنوں
 اور بقا ہوں با بقاے مصطفیٰ
 ہو گئی طالب بقا کی سر بسر
 تو ہے بدتر چوب سے اے بیجا
 یاد رکھ اس بات کو عالی گھر

یعنی طاعت اور محبت اور ہے
یا کہ قوی یا کہ فعلی اسے پسر
یہ محبت کی ہے صورت حبیب
یہ ہیں دونوں پورے میغزائے فتا
اس کو پیدا کر رہے ذی شعور
دیکھ حنانہ کو تھا عشق رسول
دیکھ تھا یعقوب کو یوسف کیساتھ
دیکھ تھا صدیق کو بامصطفیٰ
دیکھ تھے عاشق عمر عالی وقار
دیکھ تھے عثمان باحلم و حیا
دیکھ تھے حضرت علی والا گھر
دیکھ تھے حضرت بلال ذی عقول
گوش دل سے یہ حکایت سن عجیب
ایک صحابے نبی والابتار
عاشق احمد وہ والا شان تھے
کوئی دم حضرت سے گہوتے جدا
اس قدر نسبت تھی ان کو بار رسول
بعد وصل رحمۃ اللعالمین
جب پڑی ان کی مدینہ پر نظر
خاک میں غلطان مگر باورو غم
ہے تیری نعلین میری نورعین

گر چہ ظاہر سب کا ایک ہی طور ہے
بے محبت ذات کے سب بے اثر
جان سے لیکن یہ صورت بے نصیب
گر نہیں نسبت تھے بامصطفیٰ
جب تھے ہو نور وحدت سے حضور
ہجر سے رویا وہ مثل ذی العقول
روتے روتے دھوئے بینائی سے ہاتھ
جان و مال اپنا کیا ان پر فدا
کر ویا بیٹے کو سنت پر نثار
قتل تک وہ عشق احمد ہی رہا
جان جانے پر نہ کی کچھ بھی نظر
جان دیکر کی قدیموسی حصول
تاکہ ہووے درود دل سے بانصیب
نام غنجان کا بلال باوقار
جان و دل سے ان پہ وہ قربان تھے
سرزمین پر مارتے وہ جا بجا
گوش دل سے سن ڈراے بوالفضول
آئے زیارت کیلئے وہ پاک وہیں
گر پڑے بیتاب دل سے آہ بھر
یہ ندا کرتے تھے اے شاہ اُمم
دیکھنے سے جن کے عشاقوں کو چین

آنکھ کو اُس سے نلوں میں بے نصیب
 تاروں میں جان و دل اس پر فدا
 کس طرح حاصل ہو یہ اہمیت پناہ
 تیری نعلینوں پہ ہوں جان سے فدا
 میں دو اداں واں ہوا با چشم زار
 گر پڑا بیتاب ہو کر خاک پر
 اس طرح سے وہ تڑپتا و نفاکار
 گرد و پیش اس کے ہوئے رخصا و عام
 صبر کر اس جا پہ تو اے ہوشمند
 حال سے اپنے ذرا دے تو خیر
 کیا چلا تو بھی پیسہ کے حضور
 کچھ نہ پوچھو حال اے اہل یقین
 گر کروں میں سوزِ دل کا کچھ بیان
 پھر گیا مسجد کو واں سے بالکمال
 بانگ پر جس کے ہاتھ چلن نثار
 بانگ اب پھر دیکھے بہر خدا
 آج پھر ہم کو سیر تو ہو حصول
 وصل اپنا ویجھے بہر خدا
 نازیوں کو بھی نہ ہو گا یہ عذاب
 ماہ کی مانند اپنا ہے زوال
 کوئی پرساں ہی نہیں اس وجد کا

دے دکھا مجھ کو ذرا میر کج حیرت
 یعنی دو اپنی کف پا تم دکھا
 کہے یہ پھر رواٹھا وہ بھر کے آہ
 میری قسمت ہے کہاں ایسی بھلا
 گفتگو یہ کر کے با سمت مزار
 جب کہ پہنچا وہ مزار پاک پر
 آب بن ماہی ہو جیسے بیقرار
 دیکھ کر یہ حال اصحابی تمام
 کوئی کتنا اے بلالؓ درد مند
 کوئی کتنا اے بلالؓ پر اثر
 کوئی کتنا اے بلالؓ ذی شعور
 تب لگا کہنے یہ وہ اندوہ گین
 کیونکہ جل جاویں زمین و آسمان
 تین دن تک وہ رہا باوجود حال
 پیشتر تھا وہ مؤذن نامدار
 جب گیا مسجد میں یاروں کے کہا
 وہ زمانہ پاک جس میں تھے رسول
 کہے سب یہ رواٹھے اے مصطفیٰ
 زندگی ایسی ہے اب تم بن خراب
 جب سے تم پوشیدہ ہوشمن جمال
 کوئی پرساں ہی نہیں اس درد کا

گفتگو کرتے تھے جب یہ ہمدگر
 یہ شکایت جاں کرتے تھے بلالؓ
 جاں سے کہتے کیوں رہی تو بخبر
 یہ کیا تو نے غضب بے نصیب
 کیا کروں میں حکم حضرت کا نہیں
 تو نے کی مجھ سے دعا کیا بے وفا
 نور احمدؓ پر فنا ہوتی اگر
 سخت حیران ہو گیا پھر اے الہ
 کبھی تو عفو کی مجھ پر نظر
 یا الہ العالمین میں ہوں غلام
 جب کہا یہ عاشق معبود نے
 غیب سے آئی تدا سن اے بلالؓ
 کوئی دم باقی ہے تیرے فضل کا
 الغرض دی بانگ باورد و حزن
 پڑھ کے لا کو یوں کہا پروردگار
 پھر کیا الہ کا ظاہر جب بیاں
 جب کہ پہنچے نام احمد پاک پر
 دیکھ کر تھرا گیا عیشیں ہیں
 عیش کے ساکن یہ دیتے تھے ندا
 دیکھ کر یہ حال اصحاب کبار
 یوں لگے کرنے دعائے والجلال

شق ہوتے تھے جگر ان کے سپر
 دوسرے بن آتی ہے کرب و غم
 چشم ایمان کا گیا نور البصر
 کس طرح یاں پر ہے تو بے صیب
 ورنہ کرتا ذبح میں تجھ کو وہیں
 حشر میں پاؤ گی تو اس کی سزا
 زندہ ہوتی با بقالے بے خبر
 تو دکھا اس کو جو ہے اُمرت پناہ
 روسیہ مجھ سا نہیں کوئی بشر
 جاں یہ نکلے میری باخیر الانام
 رو دکھایا شاید مقصود نے
 یہ مقام قرب ہے مرث کر ملال
 ورنہ نہیں ہے یہ زمانہ وصل کا
 رو پڑے سارے وہاں کے مردوزن
 تجھ سوا کوئی نہیں ہے کردگار
 نور وحدت ہو گیا سب پر عیاں
 شمع ساں جلا کر گیسے پھر خاک پر
 عاشق صادق گرا جب بر زمین
 قالوا انا تم پڑھو سب بر ملا
 گر پڑے فرش زمین پر بے قرار
 دروہم کو کر عطا مثل بلالؓ

اب نہ لکھ عاجز وہاں کا سوز و درد
درد سے انکار جس نے ہے کیا

رقص میں آوے کہیں زاہد نہ سرد
وہ ہے شیطان شکل انساں بیجا

در بیان سوز خلیفہ برحق آنحضرت صلوات اللہ علیہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

سو نرول صدیق کا سن لے پسر
اس قدر تھا درد و سوز و اضطراب
زاہدان خشک پر مت کر نظر

تا کہ ہووے درد دل سے باخبر
دل سے آتی تھی سدالحوے کباب
ورد دل حاصل تو کر لے باخبر

در بیان سوز خلیفہ برحق حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ

دیکھ کیا بادرتھے حضرت علیؑ
مصطفیٰ جاے فرو و آمد براہ
رفت مروے باز آید باشتاب
مصطفیٰ چون این سخن آوے شنید
گفت پندارم ز درد کار خویش
چاہ چوں بشنود زان تابش نبود

یہ لکھا عطار نے سن لے اخی
گفت آب آرید لشکر از چاہ
گفت پرخون است چاہ و نیرت آب
آز ماں انگشت باونداں گزید
مرتضیٰ با چاہ گفت اسرار خویش
لاجرم پرخون شدہ آیش نبود

در بیان سوز و درد خلیفہ برحق حضرت عمر رضی اللہ عنہ

درد سے موصوف تھے ایسے عمرؓ
خُشیت حق کا ہوا ایسا اثر
تھا یہی ابن عمرؓ کا حال زار
اک صحابی تھے ز راہ باوقار

سُن لقا وقع گر پڑے وہ آہ بھر
اک مہینے تک رہے وہ بے خبر
پڑھ کے یعقوب گر پڑے وہ آہ ما
پڑھ کے قرآن ہو گئے حق پر شمار

قریہ کو فہ میں تھی اک پیرہ زن
 عشق حق سے وہ ستودہ نیکذات
 عجز سے میں نے سلام اُس کو کیا
 پڑھ ڈرا اُس سے مرادل شاد ہے
 آہ بھر کر گر پڑی ہو کر شہید
 جا کے احیا میں تو اے مردِ فنیول
 دیکھ کر اُس میں نہ کر کچھ قیل و قال
 رو برو حق کے تو ہو گا شرمسار
 ہو شکستہ سُن کے دل انسان کا
 سُن کے بخود ہوتے کفارِ بعین
 کیونکہ منکر عظمتِ رحمان ہے
 سخت دل اُن سے زیادہ بایقین
 عظمتِ حق سے جو خالی ہو بشر
 آیا بہرِ حضر ہے قرآن میں
 تاکہ حاصل درد ہو تجھ کو ڈرا
 یہ کھلے ہے راز کب لے اہل راز

ہے یہ سنخی کی روایت جان میں
 وہ کھڑی پڑھتی تھی اں حق کی صلوات
 پڑھ چکی جب وہ نمازِ کبریا
 مجھ سے پوچھا تجھ کو قرآن یاد ہے
 جب ستایا میں نے قرآن مجید
 اِس منط کے دیکھ اصحابِ سول
 اُس میں ہے تفصیل سے سب کا حال
 تو نہیں قائل ہے اس کا نابکار
 کیونکہ یہ ہے معجزہ قرآن کا
 بلکہ تاثیراتِ قرآن بالیقین
 منحرف اس کا جو ہے شیطان ہے
 بلکہ بدتر کافروں سے وہ بعین
 وہ نہیں مومن حقیقت میں پسر
 اِنما ہے مومنوں کی شان میں
 عاجز اگر تو دعابہرِ خدا
 جستجو کر دیکھ کیا ہے سوز و ساز

حکایت حضرت موسیٰ سے و درویش غاشق

خاص بندے اپنے دے مجھ کو دکھ
 جا فلانے کوہ پر کر تو نظر
 تن برہنہ کوہ پر آلودہ گرد

ایک دن موسیٰ نے حق سے کی دعا
 تب بنا آئی کہ موسیٰ کر سفر
 جب گئے موسیٰ تو دیکھا ایک مرد

شور تھا ہو گا وہاں ہر سو بسو
 کچھ نہ پایا ہو سوا اُس سے کلام
 پوسے ہے دیدار تیرا مدعا
 راستی سے کر ذرا ہم پر عیاں
 تاکہ حاصل ہووے تیرا مدعا
 جاں دھوئے ماتھے اُس بیجان نے
 روح نے پرواز کی افلاک پر
 پھر کیا موٹے لئے حق سے یہ سوال
 نام سن تجھ پر کرے جاں کو فدا
 نام پر کر دیں وہ میرے جان نثار
 درد اُن کی ہے غذا لے باخبر
 درد کیا ہے وصل کا انجام ہے
 جیسے رکھتا درد یہ تیرا گدا
 اُس سے بھاگیں رب جہنم پر شرر

تھا زبان دل پہ اُس کے ذکر ہو
 جب کہ موٹے لئے کیا اُس کو سلام
 پھر کہا موٹے لئے مست خدا
 یا کہ اس میں راز ہے کچھ اے جوان
 ہم کریں تیرے لئے حق سے دعا
 نام حق سن عاشق حیران نے
 آہ بھر کر گر پڑا وہ خاک پر
 دیکھ کر یہ عاشق صادق کا حال
 ایسا عاشق اور بھی ہے اے خدا
 حکم آیا ہیں بہت اے باوقار
 جو کہ ہیں دیدار کے مشتاق تر
 درد کیا ہے وصل کا پیغام ہے
 یا الہی درد کر مجھ کو عطا
 کیونکہ جس کے دل میں ہو اس کا اثر

حکایت حضرت خلیل الرحمن علیہ الصلوٰۃ والسلام

جب تجھے ہو درد حق سے کچھ اثر
 عشق بازی میں بڑے صادق ہوئے
 آتش سوزاں میں پھر رکھا نہیں
 آئے اُن کے پاس اس دم جبریل
 آپ کو حاجرت جو ہو بتلائے

یہ حکایت گوش دل سے سن سپر
 جب خلیل اللہ کے عاشق ہوئے
 آگ میں نروونے پھینکا نہیں
 آگ پر جس دم معلق تھے خلیل
 یوں کہا اُن سے کہ کچھ فرمائے

<p>ہم کریں رب سے تمہارے پھر دعا یوں دیا پھر عاشق حق نے جواب میرے دل میں شعلہ زن وہ تار ہے ایک دم اُس کا اگر چھو نکو کبھی ما سوا حق کے نہیں رکھتا امید آخرش کو جب وہ پہنچے نار پر</p>	<p>تا کہ تم کو نار سے لے وہ پہنچا حضرت جبریل سے کر کے خطاب آتش منروہ کیا مردار ہے عرش سے تافرش جلیجائے سبحی رب میرا سب جانتا ہے دل کا بھید جا کے بیٹھے تختہ گلزار پر</p>	
<p>الما صلی بن عبدالکریم عبدالرحمن عبدالقادر عبدالکافی عبدالکرم عبدالکرم عبدالکرم عبدالکرم عبدالکرم</p>	<p>در خدمت وارو</p>	<p>نوش نوش نوش نوش نوش نوش نوش نوش نوش نوش</p>
<p>درد کیا ہے مایہ سنجیدہاں درد کیا ہے رہبر ایمان ہے درد کیا ہے ہے سلیمان جہاں درد کیا ہے قاصد دلدار ہے درد کیا ہے مہ رخوں کی شان ہے درد کیا ہے بحر وحدت کا ہے دُر درد کیا ہے نور ایناں اے عزیز درد کا کیا وصف ہو مجھ سے بیان یہ لکھنا عطار نے عالی سخن ہر گجا این آتش آید کارگر درد حاصل کر اگر ہے ہوشمند ز ابدوں کے قال پرست کر خیال ان کے دل پرزنگے ایسی عزیز</p>	<p>درد کیا ہے ہاؤٹے صا جبدلان درد کیا ہے قاتل شیطان ہے سب پری رویوں کا شہ یہ بیگماں درد کیا ہے راز دارِ یار ہے درد کیا ہے عاشقوں کی جان ہے آسمان معرفت کا ہے یہ خور اس کو حاصل کراگر ہے باتمیز ہے کہاں ایسی بھلا اپنی زباں گوش دل سے سُن ڈراے جان من ز آتش ووزخ کجسا ماند اثر معرفت کے بام کا ہے یہ کند ان کو پکڑا نفس نے با صد فلحال حق و باطل کا نہیں ان کو تمیز</p>	

دیکھ تو بل سرائے کو قرآن میں

حق سے فرمایا ہے ان کی شان میں

وہی ہے جو قرآن میں
مذمتِ زایدہ کی ہے
اور ان کی کلامِ تبارک
میں مذمتِ زایدہ کی ہے

در بیان مذمتِ زایدہ شک

یوں نہیں بلکہ ان
کے دونوں زبان کے احوال
کا ذکر ہے ان کی شان میں

دیکھ زایدہ یہ حدیثِ مُصطفا
زایدہ و انصاف سے دیکھو اگر
کیونکہ تم اخلاص سے از بس ہو دور
تم فقط اک نقشہ تصویر ہو
ورو کی لذت سے ہونا آشنا
کیا ہوا اگر ریش کی تونے و راز
کیا ہوا اگر عابد و زایدہ ہے تو
کیا ہوا اگر صاحبِ تدبیر ہے
کیا ہوا اگر حافظِ قرآن ہے
کیا ہوا اگر حج کر حاجی ہوا
کیا ہوا اگر توبہ سے عالی خاندان
کیا ہوا اگر تُو ہوا پسر و مرید
گر مطیعِ نفس ہے اے بے خبر
نفس نے اے کیا تجھ کو نہاں
جو شکستہ دل ہیں یاں بہر رسول
یہ نہ سمجھا دل میں تو اے بے بصر
سن لے سعدی کا کلام پڑ اثر
ہے یہ عالم سر بسر ہستی و شور

سخت دل ہیں ووراز قریبِ خدا
مگر ہیں و عوے تمہارے سر بسر
جان و دل سے بلکہ ہو اس سے نفور
ساوہ دل ہو اور بڑے بے پیر ہو
سچ ہے خر کو زعفران کی قدر کیا
خود پسندی سے نہیں آتا ہے باز
پر نہیں اخلاص دل اے زشت خو
دل پہ قادرِ گرتے ابلیس ہے
خلق میں تیری بڑی کچھ شان ہے
شہر کا یا مفتی و قاضی ہوا
مثل شیطان فخر کیا اے بدگمان
اور کتنے ہیں تجھے سب بایزید
سب یہ حاصل تیرا غارت سر بسر
صند حق تجھ پر کیا اس نے عیاں
اُن پہ خندہ زن کے کیوں بوالفضل
ورو سے خالی نہیں کوئی بشر
ہوے قدر و رو سے تو باخبر
لیک کب دیکھیں جو ہو دینِ چشم کو

<p>لیک نسبت میں تفاوت بیگیاں در و اُس کو اُس سے بے ایے پیخیر فہم حق سے تاکہ ہو تو بالفیرب</p>	<p>درو سے خالی نہیں کوئی یہاں یعنی نسبت جس کی ہو جس سے سپر یہ حکایت گوش دل سے سن حبیب</p>
<h2>حکایت</h2>	
<p>یسکے مجنوں کو گیا لیلیٰ کے گھر قیس کو زندان غم سے کر رہا اُس کے دل کو سنج سے آزاد کر رحم کر اس طفل پر لے نیکنام یہ نہیں ہے رائے تیری باصواب ورنہ میں مجنوں سے کچھ ڈرتا نہیں ہوتا ہے مجنوں ہو یا ذی شعور دیکھ لو تم آپ از عین الیقین آؤ نور البین ایک دم میرے پاس جا پڑی مجنوں کی اُس دم بے خبر مارتا تھا وہ پڑا سر بر زمیں دیکھ لے مجنوں کو تو لے نیکنام اُس کو گردیکھے تو صینا ہے محال تانہ جاٹے جان سے یہ بے شعور نام احمد سے تو کیوں ہے خذہ ن جیسے مجنوں کو تھی لیلیٰ سے دلی</p>	<p>ایک دن الفت سے مجنوں کا پدر والد لیلیٰ سے اُس نے یوں کہا یعنی اپنا قیس کو داماد کر ماسوا اس کے نہیں کچھ تجھ سے کام پھر دیا اُس کے پدر نے یہ جواب رحم کا باعث ہے جو کرتا نہیں جو لکھا تقدیر میں اس کی ضرور گر نہیں تم کو یقین لے اہل دین باپ نے وی پھر ندا ہو کر اُو اس جب اٹھی لیلیٰ تو دامن پر نظر گر پڑا بیتاب ہو کر وہ حزیں پھر کیا لیلیٰ کے والد نے کلام دیکھ کر دامان لیلیٰ ہے یہ حال اس لئے رکھا ہے اُس کو اس سے دُور ہو پیر تاثیر جب دامان زن ایسی نسبت کر تو پیدا لے اخئی</p>

یا کہ نسبت جیسی ہو باسیم و زر
 ہے نئی سچ بتائے سگدہن
 اس لئے کرتا ہے تو خندہ زنی
 اس قدر اندھا ہے تو لے جیلہ ساز
 صاحب نسبت پہ کیوں خندہ زنی
 عقل تیری ہو گئی ایسی زبوں
 حق و باطل کا نہیں اس کو تمیز
 جب تجھے ہو نام احمد سے سرور

یا کہ ہو سے جیسی نسبت باپسر
 یا کہ نسبت جیسی ہے تجھ کو برون
 نسبت احمد سے خالی تو وئی
 آپ اپنے عیب پر کرتا ہے ناز
 آپ نسبت کے خالی لے وئی
 زنگ دل کا یہ سبب لے عزوں
 جس کے دل میں یہ مرض ہو ایعزیز
 کرو اس کی شتاب لے بے شعور

در بیان طالب کا وہب

تاناہ ہو شرمندہ پیش و والجلال
 مجھ سے نسبت تجھ کو یا یا مصطفیٰ
 یا کہ ان تینوں سے تھے تم نے نصیب
 عشق سے تیرے تھے ہم سب ولفکار
 نسبت احمد تھی مجھ کو بالیقین
 ڈھونڈتا پھر تا مقام شد و ربد
 حکم ہو مجنوں کو لاؤ رو برو
 حق کے ان کو کہ دیکھو تو بھلا
 جانتے ہو اس کو تم لے عاشقان
 عاشق لیلیٰ ہے یہ مرد و حزیں
 جان و تن سے کچھ نہیں اس کو خیر
 بحر خم میں اب تلک ہے یہ غریق

یعنی نسبت کر تو حاصل خوش خصال
 کیونکہ یہ محشر میں پوچھے گا خدا
 یا کہ تھی میرے دلی سے لے حبیب
 سن کے پھر لو لیں کہ لے پروردگار
 کوئی بولے لے الہ العالمین
 کوئی بولے لے خداے دادگر
 کر چکیں جب رب کی سب یہ گفتگو
 جب کہ ہو و ان عاشق لیلیٰ کھڑا
 کون ہے کس کا ہے عاشق یہ جو
 سب کہیں مجنوں کے لے حق بالیقین
 عشق لیلیٰ کا ہے اس پر یہ اثر
 صورت لیلیٰ کا از بس ہے عشق

گریہ و زاری و آہ و دل فگار
 سن کے فرما دے خدایے ذوالجلال
 کوئی تم میں سے بھی ہے ایسا بھلا
 خشک تم سیکارے ایسا کبت بن
 کھینچتا لاکھوں پلاٹیں یہ غریب
 کب تمہارا دل تھا ایسا بیقرار
 کب کیا میرے لئے کپڑوں کو چاک
 کب ہوئے میرے لئے بیخواب و غور
 کب ہوئے میرے لئے تم چشم نم
 کب ہوئے میرے لئے اندوہ گین
 میری خاطر کب کیا ہستی کو خوار
 ترک تم نے کب کیا مال و منال
 واسطے روٹی کے دردم پھرے
 مثل روٹی کے نہ تھا میرا خیال
 تم نے جو سیکھا تو سیکھا نام کو
 گر پڑھا تم نے تو علم بے عمل
 کیونکہ بہت میں خلل ہو جب پدید
 اس خلل کی کچھ نہ کی تم نے دوا
 کیا نہ بھیجے تم نے تھے وانا لیب
 دیکھ لو لفظ حسن قرآن میں
 بن گئے ظاہر میں تم ازبیں سعید

یہ غذا ہے اُس کی لے پروردگار
 عاشق لیلی کا دیکھا تم نے حال
 غور کر دیکھو تو تم لے بے جہا
 جیسے مچھنوں کا ہے دیکھو ہیزن
 واسطے لیلی کے دیکھو یہ عجیب
 جیسے مچھنوں عشق سے تھا اشکبار
 کب ہوئے میرے لئے تم دروناک
 کب پھرے تم خوار و خستہ در بدر
 کب پھرے روتے ہوئے با در و غم
 جیسے فرقت سے سپر کے بالیقین
 مفت میں عاشق بنے تم نابکار
 کب بلایا خاک میں جاہ و جلال
 سگ نہ پھر پھر کے آخر تم مے
 نسبت حق کا یہی ہوتا ہے حال
 یا کہ سیکھا نفس کے آرام کو
 بیشک و لاریب تم تھے رب غل
 پھر عمل ہو کس طرح تم سے سعید
 وقت صنائعِ مُفت میں تم نے کیا
 نبض باطن دیکھنے والے طبیب
 ہم نے بھیجا ہے انہوں کی شان میں
 پر نہ دیکھا دل کو کیوں ہے یہ پلید

سبحانہ تعالیٰ و بحسنتہ او الشاکر زینتہ
 ست اور یہ لوگ ایسے بے یقین ہیں +

عیب پوشیدہ کیا تاویل سے
 نیک سمجھے سائے اپنی چال کو
 اس لئے سیکھا تھا تم نے قیل و قال
 یہ نہ سمجھے دل میں تم لے نا بکار
 کیا نہ پہنچی تھی نبیؐ کی یہ حدیث
 یعنی جس کے دل میں ہوئے کچھ لعل
 کیا نہ دی تھی ہم لئے قرآن کے خبر
 کیا نہ کی یہ اولیائے گفتگو
 وہ یہ کہتے تھے جو تم سے روزِ شرب
 بلکہ دشمن جانتے اُن کو تمام
 کوئی کتاب یہ ہیں سائر بالضرور
 کوئی کتاب حال اُن کا با ریا
 کوئی کتاب کچھ نہیں مجنون ہے
 کوئی کتاب خلافِ دین ہیں سب
 اس طرح کی سب خرافاتیں تمام
 سن کے یہ ارشاد حق اے جانِ من
 اس لئے لازم ہے تجھ کو اے گدا

یا کہ پوشیدہ کیا تعلیل سے
 چلنا سیدھا جانا الٹی چال کو
 نقص پوشیدہ ہوں ظاہر ہو کمال
 ظاہر و باطن سے واقف کرو گار
 اس سے ظاہر ہے کہ تم ہو سب خبیث
 ظاہر اس کا سب سے ناقص اے دغل
 ہے سلیم القلب پر میری نظر
 دل مصفا تم کرو اے زشت خو
 پر نہ سنتے دل سے تم لے بے ادب
 اور غیبت اُن کی تم کرتے مداحم
 چاہئے رہنا انہوں سے سب کو دور
 یہ نہیں واقف ہے ازراہِ خدا
 کیا ہوا اگر تابع مسنون ہے
 کیا ہوا اگر کچھ ہیں دین سے باادب
 اُن سے نسبت کرتے تھے اے بدحلم
 گر پڑیں بیتاب واں سب مردوزن
 مثل مجنوں تو خدا پر ہوفدرا

۱۰ توراتی لایا بیفح ماں ولا یفح ماں ائی اللہ یقلب قلب سلیبہ دست نہیں واڈہ دینے مال داوا لا کرو کلا ولا یکا اللہ کے پاس دل سلاست

در بیان محترمشدن طالب حق و صحبت پیدروا

یہ محبت کے ہیں دشمن زشت خو
 بلکہ جانیں عین الفت کو مضر

بے محبت کے نہ جائز دیک تو
 یہ نہیں تاثیر الفت کی مضر

<p>یعنی الفت سے نہ جو محبوب ہے جو گرا اس میں ہوا جان ناک ہو اگر سر کہ تو الفت سے ہو گل دور سن لئے سے ہو تلخی از دہن از صحبت دلو حوری سے شود جب تو ہو دوسے بحر الفت میں یق وصل حق تجھ کو ہو جب لے خدا جب یہ جاویں تیرے دل سے سب خل</p>	<p>اس سے واقف و اصل محبوب سے کیا محبت یعنی ہے کان ناک ہو اگر تو خار الفت سے ہو گل مولوی لکھتے ہیں کیا شیریں سخن از صحبت نار نوری سے شود اس کو حاصل کر کے چل تو یہ طریق یعنی پڑھ تو یہ حدیث مصطفیٰ یعنی دل سے من عرف پر عمل</p>
---	--

در بیان امراض باطن کہ چہار اند و مہلک طالب حق اند

<p>پیشتر ان کی دوا کر لے سلیم سخت یہ چاروں میں دونوں لے فتا ان سے پیدا اور ہوں لے ہا نیاز نزد حق یہ مثل خزلے نیک نام وہ نہیں ہے پارسانزد خدا غیر کو لازم ہے کب لے خوشخصال لیک ظاہر ہیں نہیں اس سے خبر واقفیت ہر رمز و اناسے علوم اس طریق کا ملان است لے پسر</p>	<p>چار ہیں امراض باطن بس عظیم اولا ہے کبشرو دیگر ہے ریا تیسرے کسل چوتھے حروف آرز یہ شریعت میں ہیں چاروں بس حرام مترکب اس کا اگر ہے پارسا کیونکہ یہ ہے کہ وصف ذوالجلال بلکہ یہ ہے ہسری ظاہر پسر دیکھ کیا لکھتے ہیں مولانا سے روم کتر از کم شو اگر داری خبر</p>
---	---

۱۵ حدیث شریف من عرف نفسه فقد عرف ربه بت جس نے اپنے کو پہچانا اس نے اپنے رب کو جانا
۱۶ حدیث شریف لا یدخل الجنة من كان في قلبه مثقال ذرّة من كبره بت جنت میں نہ داخل ہوگا وہ شخص کہ اس کے

دل میں ایک ذرہ بھر غرور ہو +

در بیان دوائے امراض کورہ یعنی تکبر وغیرہ

ہے یہی امراض باطن کی دوا
 تاکہ ہوش دور کبرائے خوش خصال
 دیکھ وہ ہے قطرہ آب منی
 مصنعتہ نون واں بنا توبے حیا
 پرورش جس سے ہوا توبے ادب
 اصل تیری دیکھ یہ ہے اے فعل
 نفس پر کرتا ہے اپنے کیوں ستم
 انتہا سن لے ذرا او بدگماں
 دفن ہو گا قبر میں گھر چھوڑ کر
 قبر میں تنہا چلائے نابکار
 جس سے دنیا میں تو کرتا تھا غرور
 جن کی خاطر ہم سے تھا توبے خیر
 کیوں چلا تنہا سبھوں سے دل کو توڑ
 قبر جب تجھ سے کہے کیوں ہے خوش
 کیا بچھاؤں فرش میں تیرے لئے
 جو کہ ہووے حال پر تیرے شفیق
 سانپ بچھو کا یہاں از بس خطر
 کس کی طاقت جو کرے ان کا شمار
 تو تو کیا اڑ جائیں گردوں کے بھیوش

گوش دل سے سن حدیث مصطفیٰ
 یعنی کر تو اصل پر اپنے خیال
 کیا ہے وہ پیدا ہے جس سے تو دنی
 صلب والد سے رحم میں تو گیا
 واں غذا ہے جھنڈنوں کی روز و شب
 بول کے مخرج سے آیا پھر نکل
 باوجود اس اصل کے تو دمبدم
 یہ تو تیری ابتدا کا تھا بیاں
 یعنی دنیا سے توجا ہے جب گذر
 یہ ندا ہو آسماں سے آشکار
 وہ کہاں ہے سیم وزرے بشعور
 وہ کہاں فرزند وزن تیرے بشر
 تجھ کو چھوڑا رہے تو بھی سب کو چھوڑ
 سن کے یہ آواز اڑ جاوینگے ہوش
 کیا تو لایا روشنی میرے لئے
 کون یہاں لایا ہے تو اپنا رفیق
 کیونکہ یہ تار یک تر ہے تیرا گھر
 یہاں بلائیں سخت ہیں لاکھوں ہزار
 کہے یہ پھر قبر تو دکھا دیگی جوش

بعد اس کے پھر سڑے تیرا بدن
یعنی آدے قبر کو جس بوسے عار
پھر کریگی قبر حق سے یوں دُعا
حکم یہ دیکھا وہ رب العالمین
سُن کے یہ حکم خدا کے بے نصیب
کیونکہ وہ کہتے تھے ہم سے زود شب
ہو کے عاجز قبر سے اے نازنین
رحم کر مجھ پر ذرا بسِ خدا
ہو مخاطب پھر کے اُس سے زمین
کیا ہے نسبت مجھ سے تجھ سے اے بتر
جاننا تھا اصل گر تو خاک کو
ہے متفر تجھ سے سب کو اس گھڑی
وہاں نہ سمجھا آپ کو تو خاکسار
یعنی کرتا من عرف پر گر عمل
واں تو تیری فہم تھی افلاک پر
دوستی گر خاک سے کرتا پسر
یعنی ملتا خاکساروں سے عزیز
یہ دعا کرتے تھے دیکھو مصطفیٰ
وہ تو شاہِ انبیا اے بے خیر
یعنی مسکینوں سے ہونا ہمنشین
خاک ہو تو خاک ہونے سے عزیز

بوسے بد ایسی ہو ظاہر جانِ من
اصل تیری دیکھ یہ سے نابکار
تنگ تڑپوں اسکی بوسے اے خدا
وے حرارت سے جلا اس کو زمین
یاد آوینگے تجھے دیں کے طیب
اُس کو کرتے آج ہوتا فضل رب
یوں کہے ہوں جنس تیری بالیقین
گو کہ مدت سے ہوں میں تجھ سے جدا
تو نہیں ہے جنس میری بالیقین
میں مُصفا تجھ میں بوسے سرسیر
خاک میں آیا تو کیوں ناپاک ہو
ایسی نکلی تن سے تیرے بوسڑی
یہاں کے سمجھے کچھ نہ ہواے نابکار
اصل میں تیرے نہ ہوتا کچھ خلل
کب تو سنتا تھا نصیحت خاک پر
آج ہوتا یہاں پہ تو شمس و قمر
اصل سے ہوتی تجھے جب کچھ تیز
یعنی مسکینوں میں رکھ مجھ کو خدا
لیک یہ تجھ کو ہدایت ہے پسر
تازہ بولے اصل کو اے نازنین
جب تجھے ہو اصل سے اپنے تیز

۱۴ حدیث شریف مؤثر اقبال آن آہم ثورات سے ظاہر ہوا +

دیکھ تو یہ اصل جس پر یہ غرور
 جو نہیں ہے خاکسارے خوبرو
 خاکساری شعثہ رحمان ہے
 خاکساری مخزون الاسرار ہے
 خاکساری یخ ایماں لے جو اں
 خاکساری سے ہو پیدا وہ کمال
 خاکساری کا ہے کیا رتبہ عجیب
 دیکھ فرماتے ہیں کیا وہ با ادب
 در بہار ماں کے شو و سر سبز سنگ
 خاکساری سے ہو مقبول خدا
 دیکھ فرماتے ہیں وہ شیخوں کے شاہ
 گشت آدم مقبل از مستغزی
 عاجزا کر ختم اب کبر و منی

فوق ہے شیطان سے بچھ کو بالضرور
 دیو ہے انساں نہیں وہ زشت خو
 بس تکبر ظلمت شیطان ہے
 خاکساری مطلع الانوار ہے
 کپڑ بیچ کفر سے اسے نیک واں
 جس سے تو دیکھے جمال ذوالجلال
 پھول وحدت اس سے نکلا و حبیب
 یعنی حضرت مولوی عالی نسب
 خاک شو تا گل بر وید رنگ نگ
 ہو تکبر سے تو مغضوب اے فتا
 گوش دل سے سن ذرا لے رو سیاہ
 دیو ملعون گشت از مستکبری
 تیری کب سنتے ہیں وہ دیو و دنی

در بیان اسباب کبر و شتان و معالجات

چھ سبب ہیں کبر کے اے با خدا
 مال و علم و زہد و تقویٰ و نسب
 یہ تو سب گل لیک اس میں کبر خار
 سن مفصل مال و دنیا کا بیان
 یہ ہے دنیا خیرت اور زشت و پلید
 کیا ہے دنیا مارا فعی اے پسر

شرح ان کی گوش دل سے سن ذرا
 حسن وقت کبر کہیں یہ سبب
 خار کو کر دور گل سے ذی شعار
 نیک بد اس کا ہوتا نچھ پر عیاں
 یعنی ہے یہ فضلہ خوان یزید
 زہر سے اس کے نہیں سچتا بشر

بلکہ بدتر مار سے ہے اے سعید
 لیک افسوں اس کا جس کو یاد ہو
 ورنہ اس نے کروٹے لاکھوں بشر
 ہو گیا شداد مزد و لعین
 اس لئے حضرت نے دی سب کو خبر
 جو کہ اس کے بیچ میں ہے اے فتا
 دیکھ تو یہ مولوی نے اے پسر
 اہل دنیا کا فران مطلق اند
 اہل دنیا چہ کہیں و چہ مہیں
 سب خطاؤں کی یہ سر ہے اچواں
 گر کیا کچھ فخر اس پر اے پسر
 کیونکہ ملعون جس کو فرماویں نبی
 اس کا طالب سب بفرمان سول
 عجز کر جتنا کہ تجھ سے ہو سکے
 دیکھ تو یہ مولوی شیریں سخن
 کتر از کم شو اگر واری خبر

حدیث اولیٰ یا حقیقۃ و ظاہرہا اولادہا ت دنیا و اہلہا اور اس کے طالب تھے ہیں

جاں ایمان کو ڈسے ہے یہ پلید
 مال دنیا سے فقط وہ شاد ہو
 یعنی غارت مثل فرعون اے پسر
 حق سے منکر اس کے باعث بالیقین
 یعنی یہ دنیا ہے ملعون سر بسر
 وہ بھی ہے ملعون دین میں بر ملا
 کیا لکھا ہے دین سے ہو باخبر
 روز و شب و حق و درلق بق اند
 لعنت اللہ علیہم اجمعین
 یہ حدیث مصطفیٰ ہے میگماں
 تو ہے بدتر خرے احمق سر بسر
 فخر اس پر تو کرے دیو دنی
 میرا کناکب تجھے ہو گا قبول
 کبر کھو جتنا کہ اس کو کھوسکے
 جا بجا لکھتے ہیں کیا اے سگت بن
 ایں طریق کا ملان است اے پسر

دین حقیقت دنیا و ثباتی

دنیا اور پھر اس میں کس
 ملعون کے لئے سوا

دین حقیقتی عالمین
 دین حقیقتی عالمین
 دین حقیقتی عالمین

کیا ہے دنیا یعنی بے باغ خزاں
 خندہ گل کی طرح اس کو ثبات
 اس کے طالب مثل بیل نالہ زن

تو ہے بیل کی نطائے بدگماں
 بلکہ کتر اس سے بھی اے نیکذات
 قبر سے کہتے اٹھینگے یہ سخن

گروہت آگہ ز معنی آبدہ است
 ترک دنیا گیر اے فخر جہاں
 جب تلک یہ ہے نہیں دین کا اثر
 ترک دنیا کن کہ تا دینت بود
 اس کی عزت عین ذلت ایچوں
 دوست اس کا دشمن اپنی جان کا
 ترک میں اس کے بے ملاحظت اے سپر
 مولوی نے کیا لکھا ہے یہ سخن
 حاصل دنیا ہمیں درد سراسر است
 بیچ گنجے لے دو بے وام نیت
 ترک دنیا کن کہ تا سلطان شوی
 ترک دنیا ہے طریق مصطفیٰ
 جس سے رغبت نفس کو اے بدوہن
 ہوئے جس سنت سے دنیا میں خلل
 یا کہ جائیں اُس سے سب تجھ کو حقیر
 گر کے تجھ سے کوئی کر یہ سنن
 جس نے جانا دل سے سنت کو بُرا
 ترک کر دنیا کو تا ہوں یہ ادا
 ہم خدا خواہی وہم دنیا کے دون
 جس قدر بھیجے ہیں حق نے انبیا
 باوجود اس کے تو اے زشت و پلید

۱۰ حدیث شریف میں ہے کہ سنت پیور دی وہ مجھ سے نہیں ہے

کار و نیت ترک دنیا آبدہ است
 تا کہ پاوے فخر سے اپنے نشان
 مولوی کے قول پر کر تو نظر
 آں بدہ از دست تا نیت بود
 اس کی ذلت عین عزت بیگیاں
 بلکہ دشمن جان اور ایمان کا
 اس کی اُلفت میں بلا ہے سر بسر
 دیکھ تو بہتر ہے از دُرّ عدن
 ہر کہ غافل شد ازین گاو و خراست
 جز بخلوت گاہ حق آرام نیت
 ورنہ ہچوں چرخ سرگرداں شوی
 اس سے غافل کیوں ہے تو اے بیجا
 وہ ادا کی جان سے تو نے سنن
 یا مشقت کچھ ہو اُس میں اے غل
 یا کہ جائیں اُس سے سب تجھ کو فقیر
 دشمن جان اس کا ہولے سگدہن
 وہ ہوا حضرت کی اُمت سے جدا
 مولوی نے دیکھ تو یہ کیا لکھا
 این خیال است و محال است و جنوں
 سب نے فرمایا ہے دنیا کو بُرا
 جانتا ہے دل سے دنیا کو سعید

ما را اس پر عاشقانہ پشتِ پا
 قبرِ عاشق سے اٹھے گی یہ ندا
 ترکِ دنیا ہست سنتِ مصطفیٰ
 اے برادرِ ترک دنیا پیشہ کن
 جانتا ہے کیا ہے دنیا اے پسر
 الذی کو دیکھ لے قرآن میں
 سو ہنرگر دل میں رکھتا ہو عزیز
 نقشِ دل کر مولوی کا یہ سخن
 چیت دنیا و لباسِ دنیوی

گر تجھے ہے دل سے حُبِ مصطفیٰ
 مولوی نے ثنوی میں ہے لکھا
 عاشقانِ کر و ندایں سنتِ ادا
 روز و شب ذکرِ خدا اندیشہ کن
 جو کہ تجھ سے کرے حق کو دور تر
 اہل دنیا کی لکھا ہے شان میں
 سب سے دنیا تجھ کو کرے بے تمیز
 جب تو ہو دنیا سے واقف جان من
 از خدا غافل شدن اے مولوی

در بیان فضیلت ذکر کردن و ذکر کنندہ و مذمت اہل غفلت

علم پڑھ کر حق سے غافل چو بشر
 کیونکہ شیطان ساتھ اس کے بالیقین
 دیکھ لے سری کو تو اے بے خبر
 جب تک اس کی نہیں کرتا دوا
 علم سے یہ ہے غرض اے بے بصر
 جو کہ اس کے شر سے غافل ایچواں
 پڑھ تو میں شر کو اے مردِ سلیم
 یعنی ہے خناس تیری گھات میں
 دے خیال بد یہ دل میں بشمار
 دل جو خالی یا و حق سے ایچواں

وہ سنگِ دنیا کے دل سے اے پسر
 جو کہ غافل حق سے ہواے مردِ دین
 یہ حدیثِ مصطفیٰ ہے معتبر
 سب ہیں ناقص علم تیرے اے قتا
 شر سے اس کے تا ہو انساں باخبر
 گر ہو عالم پر وہ جاہل بیگماں
 دیکھ فرماتا ہے یہ ریتِ سلیم
 اور چھپا رہتا ہے تیری ذات میں
 نیکیاں ہوں دور جس سے ذی شعاع
 خانہ شیطان ہے وہ دل بیگماں

لہ قولہ تعالیٰ میں بشر الوساوس الخفا میں تبارائی سے روسے ذلک والے چھنے والی کیا ناہ مکتا ہوں +

دشمنِ ذاکر ہیں یہ سب سر بسر
 صحبتِ شاغلِ تجھے شاغل کرے
 جو ہے شاغل وہ ہے زندہ بیگیاں
 یہ ہے زندہ نامِ حق سے لے کر ام
 زندگی ہے موت تیری بیگیاں
 کیونکہ حاصل اس کے شرمندگی
 غفلت اپنی یاد سے آزاد کر
 ہے بتر سو موت سے وہ بیگیاں
 شنوی میں اس طرح پر لے اخی
 زندگی یاد ست تر و عارفان
 وہ ہیں غافلِ ذکرِ حق سے ہوشمند
 و مبدم ہیں ذکر سے یہ تر زبیاں
 وہ نہیں سنتے جو خود ہیں آب و گل
 ذکر سے حاصل ہے جن کے دل کو ذوق
 کے بداندِ قدرِ او اپنِ مشقتِ خاک
 غیرِ یادش جملہ نادانی بود
 یہ حدیثِ مصطفیٰ سے پڑھ سبق
 جو کہ گزرے دین میں عالی مقام
 ہر گدا از یادِ او سلطان بود
 یادِ اوں جاں آفرینِ انس و جان
 ہر دو عالم زیرِ فرمانت بود

پُر حذر ہو غافلوں سے لے پسر
 صحبتِ غافل تجھے غافل کرے
 جو ہے غافل وہ ہے مردہ ایجواں
 وہ مرے دستِ شیطان سے حرام
 یادِ حق سے گر ہے غافل ایجواں
 بلکہ بدتر موت سے یہ زندگی
 یاد کر تو یاد کر تو یاد کر ؛
 اک نفس گر یاد سے جاے جواں
 دیکھ فرماتے ہیں ذاکر مولوی
 غفلت ازوے پڑاں صد مرگواں
 لیک جو ہیں کو رو کر اور خود پسند
 ورنہ ذاکر ہیں زمین و آسماں
 لیک سنتے ہیں انہوں سے اہلِ دل
 دیکھ فرماتے ہیں کیا وہ اہلِ شوق
 حق چہ باشد یادِ اوں یزدانِ پاک
 ایں جہان و آں جہاں فانی بود
 سب عبادتوں سے بہتر ذکرِ حق
 دیکھ کیا لکھتے ہیں وہ لے نیکنام
 یادِ او سرمایہٴ ایماں بود
 چیتِ سلطانی و درویشی بدان
 یادِ او گر مونسِ جانت بود

در بیان مذمت کسانی کہ ان کی کراہت اختیار نہیند

دی فضیلت حق نے ذاکر کو تمام
جو حقارت سے کرے ان پر نظر
کیونکہ دشمن ذاکروں کا وہ لعین
گر نہیں اُس کا برا در یہ بشر
طالب ہرگز نہ کر اس پر نظر
مدح تیری خود کرے وہ ذوالجلال
اولیا سب کرتے ہیں یہ التجا
ہر کسے کو مائل یا و خداست
انہیا کرتے ہیں غبطہ لے پسر
جستجو کرتے ہیں ان کی سب ملک
ہمنشیں ان کا نہیں ہوتا شقی
مولوی فرماتے ہیں دونوں کا حال
ہاں وہاں ترک حسد کن باشماں
ہر کہ با او شماں نشیند یک دم
عمر با خواہاں این دولت شدند
صحبت نیکاں اگر باشد نصیب
صحبت ثناں خاک را اکیسیرود
سبزی سازند چوب خشک را
جملہ اشرف اندر ذات وصفات

یہ حدیث مصطفیٰ سے نیک نام
وہ ہے شیطان شکل انساں سرسبر
یہ بھی ہے اُس کا برا در بالیقین
دشمن ذاکر ہے کیوں پھر یہ بتر
مدح و ذم دونوں ہیں ان کے پڑھو
انہیا بھی سب کریں اے خوش خصال
مولوی یہ دل سے دیتے ہیں ندا
خاک را ہنس طوطیا کے چشم ماست
رتبہ ذاکر سے سُن تو یہ خبر
ذاکروں کا بر زمین و بر فلک
پر شقی ہے ان کا منکر اے تقی
گوش دل سے سُن ذرا لے باکمال
ورنہ ایسے شوی اندر جہاں
روز فردا او کجا وارد غمے
سالماستاق این صحبت شدند
دولت جاوید یابی لے جبیب
لطف ثناں در ہر دے تاثیر کرد
بوی مے بخشد رنگ مشک را
طالب ذات اندیا ہم عین ذات

لے ذوالجلال و اخص القوم یسئلونہم فی النبی شئاً لایقصر وزنہ اور ان کے بھائی ان کو لگرا ہی میں کھینچتے ہیں اور کوتاہی نہیں کرتے +

ذکر ان حق کا یہ ہے مرتباً
خود خدا کرتا ہے ذکرِ ذاکر اس
ذاکروں کے ساتھ ربّ والجلال
شمس کی ہے روشنی اس خاک پر
ذکر حق سے یہ فضیلت لے پسر
بس بزرگی ہاست اندر یاد او
تطمین کو پڑھ ذرا دل سے جو اس
سبج راحت ذکر سے ہوائے پسر
لفظ کرنا کو پڑھ لے غور و
تو تو وہ شہباز ہے سدرہ نشین
دیتے ہیں تجھ کو صفیریں بر فلک
خاک کے تو دام میں ایسا پھنسا
کیا ہو اوہ رتبہ لے ابن بشر
تیرے تھے فرماں میں سب سے عام
غیرتِ انساں نہیں تجھ میں ذرا
اسپ ہمت سوئے آخر تاختی
باپ سے تیرے فرشتے سرنگوں
تو نہیں ہے آب و آتش ایسجاں

اور ہم نے بزرگی دی تھی آدم کو اور اطمینان و تسکین اور ان کو نوزق دیا پاک چیزوں سے اور اپنی اکثر مخلوقات پر ان کو فضیلت دی +

معصیت نیکی سے بدلے ہے خدا
جس طرح کرتے ہیں ذاکرے جو اس
یہ سبے رتبہ دیکھ تو لے با کمال
ذاکروں کی روشنی افلاک پر
مولوی کے قول پر کر تو نظر
یاد او کن یاد او کن یاد او
یہ حقیقت ذاکروں کی بیگماں
ما سو اس کے ہے دنیا سرب
کیوں بنا جاتا ہے خود تو زشت خو
آشیانہ ہے تراوش بریں
ڈھونڈتے پھرتے ہیں تجھ کو سبک
دیکھ کر شیطان بہت تجھ پر ہنسا
جس سے تھی مخلوق سب زیروزبر
کیوں بنا آکر کے تو ان کا غلام
دیکھ تو یہ مولوی نے کیا لکھا
آدم مسجود رانشتا ختی
ناخلف ہوتا ہے تو کیوں کزوں
تو نہیں ہے باو و خاک لے نیکراں

۱۰۰ قولہ تعالیٰ فاذا کروونی اذکرکم و اشکرونی ولا تکفرونی من بعدکم کو اور میرا شکر کرو اور کفران
نعمت مت کرو ۱۰۱ قولہ تعالیٰ الذین امنوا و تطمئن قلوبہم بذاکر اللہ الا ینذکر اللہ تطمئن القلوب متاج
لوگ ایمان لائے اور اللہ کی یاد سے دل ان کے ٹھکانے ہوئے ہیں بحمد و ربہ کہ اللہ کی یاد سے مطمئن ہوتے ہیں ۱۰۲ قولہ تعالیٰ و لقد
کرنا نبی ادم و حملناہم فی البر و البحر و ردناہم من الطیبات و فضلناہم علی کثیر من خلقنا تفصیل لادہ

تو ہے بس اک امر حق اے ذی سیر
خود کو بھولا خاک جانا ذات کو
دیکھ تو ہی ہے گدا تو ہی ہے شاہ
دیکھ تو فرعون تو ہی منصور ہے
تو ہی دشمن تو ہی اپنا دوست ہے
خود تو عاشق خود تو ہی محبوب ہے
تو کبیر و تو صغیر و تو امیر
ایک ہے تو ایک ہے تو ایک ہے
بھیک کے باعث خود تو اعزاز
خود سے غافل غیر سے مسرور ہے
جسکو جائے ہے وہ ہے خاکِ پلید
وہ سراسر خاک ہے خاکِ کثیف
مولوی نے یہ لکھا بازو و شور
قطرہ نور سے سراپا نور باش
اصل تیری دیکھ یہ عالی نژاد
میں نے انساں کو بنایا ہات سے
اس کے ساجد ہیں ملک سب عالم
خاک کا ایسا کہاں رتبہ بھلا

ایک عنصر کے ہے باعث بے خبر
کرو یاد ن سے مبدل رات کو
دیکھ تو ہی سرخ اور تو ہی سیاہ
تو ہی مغضوب اور تو ہی مغفور ہے
تو ہی اپنا مغز تو ہی پوست ہے
خود تو ظاہر خود تو ہی محبوب ہے
تو ہی دانا تو ہی ناواں تو فقیر
پر نرالا تیرا سر جا بھیک ہے
اصل سے اپنے ہوا تو بے تمیز
لاکھوں فرسنگ آپ سے تو دور ہے
اس سے نسبت کچھ نہیں تجھ کو سعید
تو سراسر نور ہے نورِ لطیف
سن کے دامِ خاک کو تو دل سے توڑ
بگذر از غم و اثم مسرور باش
جا بجا فرماتا ہے رب العباد
روح بھونکی اس میں اپنی ذات سے
فخر کس کو ایسا ہے اے نیک نام
ہوں ملائک جس کے ساجد اے قتا

پیر کو جو میں نے اپنے ہاتھ سے بنائی تو تیرے نور کیا تو پڑا ہے دروہ میں کہا میں بہتر ہوں اس سے تو نے مجھ کو ایک سے بنایا اور اس کو مٹی سے تو دور ہے اور تجھ پر میری پھٹی ہے

قوله تعالى فاذا استويته وفتح فيهِ من رُوحى ففعلوا له السجود بنه فسجد الملائكة كلهم
اجمعون الا ابليس وكان من الكافرين قال يا ابليس ما منعك ان تسجد لما خالقك بيدى استكبرت
ادكنت من العالين قال انا خير منه خلقتنى من طين قال فاخرج منها فانك رجيم وان عليك
لعنتى الى يوم الدين وفتح پھر جب ٹھیک بناؤں اس کو اور پھونکوں اس میں اپنی جان تو کر پڑو اس کے آگے سجدہ میں
پھر سجدہ کیا سب فرشتوں نے اٹھا مگر ابلیس نے غرور کیا اور منکروں میں ہو گیا فرمایا اے ابلیس تجھ کو کس نے روکا جو سجدہ کرے اس

لہ صبریت قدسی الامان ستر حق و انا ستر

گر نہیں یہ نور حق نور الہی
بھید اس کا جس نے پایا ہے صریح
دیکھ فرماتا ہے وہ رب عظیم
بھید اس کا حق ہے یہ ہے راز حق
جو نظر آتا ہے تجھ کو اے پسر
خود سے جب تو بچ رہے اے سعید

منکر اُس کا پھر ہے کیوں وہ رویا
نور وحدت سے ہوا وہ بالضیاب
از زبان مصطفیٰ اس کے سلیم
پڑھ کسی عارف سے جا کر یہ سبق
تو ہی ہے لیکن ہے اعلیٰ سرسبر
حق کا کیا جانے تو پھر قرب و بعید

ت انسان بھید میرا اور میں بھید اسی انسان کا ہوں *

در بیان کلام سلطان صوفی حضرت بایزید بسطامی حمزہ علیہ السلام در بیان خود

بایزید پارسا کا سن سخن
تو بمعنی جانِ جملہ عالمے
تو بمعنی برتری از انس و جان
در حقیقت خود توئی ام الکتاب
صورتِ نقش الہی خود توئی
از کمالِ قدرتش ہیں بیشکے
نقش آدم را رقم نوے زند
لیک اتنا یا در کھ عالی گہر
روح کو کرتن سے اپنے تو جدا
گر کوئی دیدہ کرے اس کا بیان
ہو وے تقلیدی بیان جس کا پسر
کیونکہ یاں ہے دیدنی ناگفتنی
دیدنی سے جو ہو منکر مردوں

جب واقف حق ہو اے جانِ من
ہر دو عالم خود توئی بنگر و مے
ہر چہ بینی خود توئی بنگر ہداں
خود ز خود آیات حق را بازیاب
عارفِ مرشد کما ہی خود توئی
گو دو عالم را نساید در یکے
گو دو عالم را ازو پنہاں کند
فہم انساں اس میں قاصر سرسبر
جب تجھے ہو فہم اس کا لے فتا
راست ہے اس کا بیان اے نیکداں
وہ ہے رہزن راہ حق کا سرسبر
گفتنی ہے کفر ایماں دیدنی
وہ طریقت سے اعلیٰ بالیقین

جو کہ بے دیکھے کرے اس کا بیان
 جب شریعت ہاتھ سے جاوے نکل
 بوجھ اس کو جا کسی بیٹا سے بس
 دیکھ فرماتے ہیں یہ شیخ جہاں
 گرہے خواہی کہ بانی این نشاں
 یہ ہوا تیری حقیقت کا بیان
 کیونکہ اس کی ذات سے از بس لطیف
 لیک اس کو جس نے بوجھا لے سپر
 کیونکہ اس کو حق سے ہے اک لسطہ
 قرب حق میں کو ملا اس سے ملا
 اس حدیث مصطفیٰ پر کر نظر
 جس نے بوجھا آپ کو اے نیکدار
 جب تلک خود کو نہ بوجھے اے فتا
 یہ تو کرتب گر کرے اے ذی شعور
 جب ہوا تو دور کیا باقی رہا
 تیغ لا در قتل غیر حق براند
 عشق و عاشق را قلم در کش تمام

وہ شریعت سے ناواں بیگیاں
 پھر کہاں حاصل طریقت اے دغل
 گرہے دل میں بوجھنے کی کچھ ہوس
 یعنی قطبوں کے جو مرشد بیگیاں
 سر نہ بر خاک پاسے کا ملاں
 لیک حق اس سے منترہ بیگیاں
 وہ ہے خالق یہ ہے مخلوق کشف
 وہ ہوا عارف خدا کا سر بسر
 پر نہ حاصل ہو تجھے بے رابطہ
 جو جدا اس سے وہ حق سے ہے جدا
 بھید اس کا جب گھلے اے پیخبر
 اس نے بوجھا حق کو بیشک بیگیاں
 لاکھوں بت دل میں ہیں تیرے بر ملا
 خود سے خالی ہو کے خود ہو خود سے دور
 کر نظر اس قول پر اے با خدا
 درنگر کہ بعد لا آخر چہ ماند
 تا ہمہ معشوق ماند و السلام

خاتمہ مشنوی بدعا مقبول

اے خدائے دو جہاں بہر رسول
 کر چکا اب مشنوی عاجزہ تمام

مومنوں کو مشنوی ہو یہ مقبول
 طالبوں سے پڑھو اس کو مدام

یہ دُعا عاجز کی حق نے کی قبول

از طفیل آل و اصحاب رسول

یعنی اس کو جو پڑھے بہر خدا

درود حاصل ہو اس کو مصطفیٰ

فائدہ۔ مصنف قدس اللہ سرہ العزیز سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں فرمایا کہ تو کچھ بیان کرتا کہ طالبوں کو اس راہ کے اُس سے فائدے حاصل ہوں پس بموجب اس حکم کے مصنف نے یہ تشویقی تصنیف کی اور اس سے اس کی قبولیت کا یقین کامل ہوا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

غزلیات من تصنیف جناب حضرت قبلہ محمد عبد الصمد صفاق قدس اللہ سرہ

وہ بہتر ہیں شہیدوں کے جو قربان محمد ہیں
جو تھیں صوفی ہاتھوں کے وہ دلمان محمد ہیں
برائے پاپوں ان کے جو دربان محمد ہیں
یہی کہنے کہو دل سے کہ شایان محمد ہیں

وہ ہیں شاہ دو عالم جو غلامان محمد ہیں
انہیں سے انبیا کو رشک صدیقو نیکو حسرت ہے
انتر کر عرش سے آئیں شتے جو مقرب ہیں
خدا کے ماسوا جو ہے صفت صاف احمد ہیں

نہ بھائیں بھول جنت کے جو بہتر ہیں انہیں عاجز
جو دیکھیں آنکھ سے خار گلستان محمد ہیں

غزل

سرتاج سے ہر دین کف پائے محمدؐ
لوٹیں ہیں سدا خاک میں شیدائے محمدؐ
جس دل کو بیسہر ہو تو لائے محمدؐ
رکھتے ہیں ذرا دل میں جو سودائے محمدؐ
نعین کف پائے جو دکھ لائے محمدؐ

دیکھو تو ذرا رتبہ والائے محمدؐ
کیا فخر زیں کو کہ نہیں عرش بریں کو
تعظیم کریں جو در ملک جنج بشر سب
صد کو کہن وقبیں ہوئے رشک سے ان کے
عاجز مرہ خورشید ہوں محبوب فلک پر

غزل

وہی فرماں وہ عرش بریں ہے
کہ احمد رحمۃ للعالمین ہے
وہی معشوق رب العالمین ہے

زیں پر جو غلام شاہ دیں ہے
زبان جزو گل پر یہ صدا ہے
یہاں جو عاشق احمد ہے بیشک

<p>جہاں پر ڈکڑ ختم المسلمین ہے نہیں اُس کو جو مردودو لعین ہے وہ بیشک ہمسر روح الامیں ہے شہنشاہوں کا شہ وہ بالیقین ہے</p>	<p>لٹاٹک سر کے بل آتے ہیں اس جا جو مومن ہے اُسے ہے اُن سے اُلقت ہوا جو خاک پائے آل و اصحاب وہ احمد کا عاجز جو گدا ہے</p>
<p>شب و روز دل کو یہی جستجو ہے اسی کی یہ رنگت اسی کی یہ بُو ہے سُنی جب سے اُس یار کی گفتگو ہے اگر نسبت یہ ہو تو پھر تو ہی تو ہے نہ یہ ہے نہ وہ ہے نہ میں ہوں تو ہے</p>	<p>غزل ہیں یار سے وصل کی آرزو ہے ہر اک گل میں اس کا نشان پایا ہم نے نہیں بھاتی ہیں مجھ کو باتیں کسی کی ہماری یہ ہستی ہے تیرا ہے پردہ یہ ہے رازِ مخفی نہ کہنا تو عاجز</p>
<p>کبھی واصل کبھی جدا ہیں ہم آل احمد کے خاک پائیں ہم اُسی بخود کے آشنا ہیں ہم حق کی سو گند پھر بقا ہیں ہم کیونکہ رندوں کے پیشوا ہیں ہم کہیں شہ ہیں کہیں گدا ہیں ہم یہ نہیں جانتے کہ کیا ہیں ہم</p>	<p>غزل یار کی شان پر فدا ہیں ہم ہم سے اکسیر کو ہے نسبت کیا عشق میں یار کے جو ہے بخود اپنی ہستی فنا جو اس میں ہو زاہد و ہم سے دیکھو بچنا چشمِ دل کھول کر ہمیں دیکھو اس قدر محو ہو گئے عاجز</p>
<p>کرے جس پر نظر وہ صاحب اسرار ہو جاوے توجہ گر کریں تجھ پر ابھی مے خوار ہو جاوے نظر گر خار پر ڈالیں تو وہ گلزار ہو جاوے جدھر دیکھے اُدھر اکسیر کا انبار ہو جاوے ہمارے واسطے بے یار جنت نار ہو جاوے ابھی یہ چشم تیری دیکھ گو ہر بار ہو جاوے</p>	<p>غزل اگر دل خوابِ غفلت سے ذرا بیدار ہو جاوے کرے مے کشوں سے سرکشی کو واسطے زاہد وہ بلبُل ہیں نہیں ہم کو تمنا گل سے ملنے کی مٹوس آنکھ میں مل خاک پا اُس شاہِ خواب کی اگر پاویں نہ جنت میں صنم دل شاہ کیونکر ہو عبث مفلس ہے عاجز دیکھ جاوے اندازِ جان کو</p>
<p>خُم کے خُم پی جاتے ہیں ہستے ہیں لیکن ہوشیار</p>	<p>غزل ہم نہیں کم ظرف ایسے جو بکین دیوانہ وار</p>

تفہیم حضرت عبدالقادر صاحب قدس سرہ بر مطلع قدسی

شب معراج میں آتی تھی فلک سے یہ ندا شعلہ نور ہے ایسا کہ نہ دیکھا نہ سنا حسن معنی میں وہ ایسا ہے کہ حاشا کلا وزو دیوار سے پڑھتے ہیں یہ ہو ہو کے خدا	دیکھو آنا ہے زمین سے عجب ک نور خدا جس نے دیکھا وہیں طور نمط ہو کے جلا حسن یوسف بھی جیسا ہے نہیں دیکھے ہے ذرا جس طرف دیکھو اوجھ سے ہی آتی ہے صدا
مرحبا سید مکی مدنی العسری	دل جان با فدایت چہ عجب خوش لقی
عرش پر و صوم ہوئی آنا ہے وہ شاہنشاہ دیکھو حسن خدا و او پہ کرنا نہ نگاہ کیونکہ یہ نور ہے وہ جس کو کہیں نور اللہ لب جاں بخش پر پڑتے ہی نگہ کے ناگاہ	جس کے خدام ملائک ہیں زبے شوکت و جاہ ورنہ حلیاؤ گے جس طرح سے جلتی ہے گیہاہ مقننس جس کا ہے ہر ایک نبی شام و پگاہ ہو کے بیتاب یہ عیسے نے کہا کھینچ لے آہ
مرحبا سید مکی مدنی العسری	دل جان تو با فدایت چہ عجب خوش لقی
جو رہیں بھی رقص کناں کہتی تھیں اے شاہِ ام وہ جلوہ ہے وہی نور وہی فیض اتم آپ تشریف جو لایا کریں یاں پر ہم اُس یہ بٹھلایا کریں آپ کو اور چوہن قدم	دید تیری نہیں ہے دید خدا سے کچھ کم پے منور یہ تیرے نور سے سارا عالم فرش آنکھوں کا بچھایا کریں ہم سب باہم رو برو آپ کے اس کو پڑھیں باشوق اتم
مرحبا سید مکی مدنی العسری	دل جان تو با فدایت چہ عجب خوش لقی
کہیں آدم کہیں حوا کہیں تھے اسرائیل کہیں کرتی تھیں قد مہوسی کو حوریں تعجیل کہیں یوسف کہیں اوریں کہیں عور اسرائیل وجد میں آ کے لگے کہنے وہاں جب اسرائیل	حے وحدت کی لگاتے تھے کہیں خضر سبیل کہیں پڑھتے تھے کھڑے صل علی اسمعیل کہیں شتاق کھڑے دید کے روتے تھے خلیل صور میں پھونکتے اس بیت کو اے اسرائیل
مرحبا سید مکی مدنی العسری	دل جان فدایت چہ عجب خوش لقی
آپ سے ہو کے جدا جب وہ چلے ہر وصال	نور وحدت سے صدا آتی کہ آ میرے جمال

عقدہ یہ ہم پہ کھلا جز تیرے رب ہم و خیال غور کرو دیکھا نہیں کوئی ترا مثل و مثال روز و شب دل سے پڑھا کرے بے قیل و قال	انبیائے کرام کے یہ کئے لگے اے ظن جلال فخر ستری و انا سے تو مشرف بہ کمال عاجزہ اغیر سے کر اس میں نہ تو بحث و جدال
دل جان باوقدایت چہ عجب خوش لقی	مرحباً سید مکی مدنی العسری
بھجن ہامن تصنیف جناب حضرت شاہ صاحب قبلہ محمد عبدالصمد صاحب قدس سرہ	
جاگ رے مورکھ ہووت کاہے	بھجن دیکھ تو جاگ میں ہووت کاہے
لاکھ بار کہو سمجھایا دھیاں میں تیرے ایک آلو تین تلوک صاحب تو تو ڈھوی ہے مویں تو میں نخن اقرب مالک بولامن عرف نے یا کو کھولا	منہ پھائے تھرتی تو ہی مٹھی اوروں کو رووت کاہے اندھرا مورکھ دیکھت ناہیں تو میں بولت کاہے بیگ سے یا کو بوجھے مسٹا ناخن جنم تو کھووت کاہے
اچھا جاپ چھے جو بھائی	ہر کا درشن بیگ وہ پائی
پہلے دھیان تیرے کئی باندھے اونگٹ ل مچھت سگ انگٹی کی چندا دین چاند سورج یہ دو دو ہیں اندھری گیان منہ سے سو نہ گت ان جنم پیر جاو	جیسے تلک بلانی مو سے ایسے تاک لگائی سندھورت سدگیان کی اندھ ساتھ سنائی پاسے آگے آگے آگے آگے آگے آگے آگے
یہ دنیا ہے رنگ برنگی یا سنج کر چنیاے	
جو تو عاشق صادق مستاسب پر لعنت کرناے	لاکھ طرح سے تیری ہوویں تو مت ان کا بولے
گٹ ہی میں پایا ٹھا کر دوارا	دیگر پاتھر پوجت کا درے گوارا
کاشی ڈھونڈدہ بندرین ڈھونڈھی ڈھونڈھی بکت سارا کنول مندر کا سیوک بن کے پانچل پنپان جامل تو لاکھ بار ہم سوچا جانچا کر پیران میں بھی بانچا	جب لگ کرے شجھائی گٹ کی کھجوتے ملنا کرشن پیارا مار کے کنس کو جب پس کرے تھی ملنگو کرشن ہمارا ماس کب سیوک مستاجب ہو پونج پر مورکھ ہارا
کاہے کو ساوھو کا ہو سے لڑیئے	من کے پیری سے کیوں نا پیرئیئے
یہ پیری تیرو جنم سے پہلے پل پانچن کو یہ تیرو لیمو بھرا مشتر کو مالے مسٹا	نیک چوک میں تو کو گھر بیٹے پانچھ سے پاکے تھی میں بیٹے سوار پیر کو یا کو مر بیٹے

کابے کا بہن برہم چھینا ساوہ سنت کا ساتھ نہ کینا

آپ مٹے اور جگ کو بیٹھے وہ بہن نہت چھینا
مال متا آوروں کا چھینا اپنا کھونہ دینا
یا کو سانچ جو جائے مستابہن تاہر جان کینا

بہن جو ہر گن گانے ہر کاہر میں کھوج لگاے
سو ت ڈار بہن بن بٹھیا دیکھ سو ت پھر من میں انٹھیا
ماس کھائے سو بہن ہونے مدھوا پٹے ہر پائے

ہم کو ملت نہیں موہن نگری

پیاملن کی ہوت شکن میں گابولے لندن نگری
بیگ خبر لو پیستم ہری

کیسی کروں اب کو موری سبھی بیٹی ت موری سبانگری
مست سکھی جیوں جل بن چھری

لاکھ اوپا سے پاں تک پہنچے جب ہو پرت میں چھوٹے
گیان کی فوج تو پاک دھیانسی میں تین دو بارے لوٹے
چرن گورو سے جا جگ نیا پھر نا جگ سے چھوٹے

گر سے ملکر آپ سے چھوٹے ہر سے ملکر گر سے
برا چت و لیں کا راج راج دوٹی میں آن برا جا
پریم کی بازی جب ہم جیتے نام نرنجن کی پولاٹی

سب میں ہم ہیں سب میں میں جو جانے سو پورے گر کا
پاپ حرم سے مستا چھوٹا دیکھت ہے یہ ہر میں ہر کا

ناہم ہندو ناہم ترکاناہم بالک ناہم پڑکھا
پیم کا بلج تو پریم کا تاناجات بنا کیوں ا تو بڑھ کا

پیت کے پانی منہ کے بھکتا لعنت یہ تیری بھکتی
مستا کو رٹھنے اس دھو سانچ کہو تو ہوت لڑائی

ابھو چھتو ساوہ بھائی کال موٹھہ پہ دیکھ پھرائی
جگ سے روٹھے پیت سے آپ سے روٹھے ہو رنائی

درسلوک طریق نقش بندہ

ہر ہر کرے اور گر کو دیکھے اس کو ملتا پیارا ہے

پاک رسول کا عاشق ہوں دم ہی سکھ متوارا ہے
پٹ بھیت کے چت سے کھولے پھر کیا صاحب نیارا ہے
جو کوئی اس کو پی جائے مستا وہی گرو ہمارا ہے

نام نرنجن کا مدھ پیوے دھیان کرو مدھ دارا ہے
الکھے لکھے اور سب کو بیٹھے اس نے گیان بنوارا ہے
کیا ہے اچرچ دیکھو ساوہ پونڈ میں سمندر سما یا ہے

درسلوک طریق چشتیہ

کیا ہی مزایے دیکھو ساوہ ہوا اند باجا بختا ہے

اس اند کو جو کوئی سن لے رعیت سے شاہ بنتا ہے
اس کے اندر ہے ایک تہ برلا کوئی لکھتا ہے

اس اند میں لاکھوں باجے اس کو کوئی نہ سنتا ہے
پہلے دل میں چندا اوبھے جگ کرتا ہے

سب مستادل کے اندر گرے سیکھوں کا منتر	بنا گرو یہ گیان بنائے نگر اس کو وصنتا ہے
مومن میرا ہے میرے پر دیکھن میں نہیں آوے سے	
ہر آئے ہم جاویں سا دھو ہم آویں ہر جاوے سے	۱۳ مستنا ایسے آون گوں میں دیکھیں کہاں سے پاوے سے
سوچ سمجھ پاک و صر ناپھیل کٹھن سے چلنا	
یا بائی بٹا بہت ہیں لوٹت ہیں پل چنھاں	ست گور بانکا سا تھی کر لے واسنگ ہو کر بڑھنا
جو تو مایا ذہاں سے لایا واپی کو رکھ لینا	چا تر تیری پاچھے لاگا سہل سہل کر لڑنا
مستنا پریم کا پنڈ انیارا راجا پر جا پر جا راجا	۱۵ یا کو مائے دا کو چھوڑے پھر کاہے کا ڈرنا
کاہے کو بھٹکت پھرے گھٹ بھیتڑ کھون لگے	
گھومت پھرے ہر ناپے ناحق جنم گنوتے	اپو ورن پنا پنے نہ مورکھ ہر کو درس کب پٹے
من میں تو رہے ہاٹ لگی ہے ان ہاٹن ہٹ جٹے	جو ہاٹی صاحب من بھاوے وہی ہاٹ لگتے
من میں اپنے سوچ سمجھ لے جوت من جوت ملے	۱۶ جو پٹے آپ کو مستنا وہی وہ رہ بیٹے
ہوئے فقیر پہلے مانی جب تو پاک پریم کی بائی	جب لگ مانی ہونا سا دھو کھوٹھٹے دوئی گئی تائی
چرن گرو کے رچکر کا جی دیکھ پڑھی پھر گیاں کئی تائی	گریج دکھاوے سے ہی مستنا میری لوتے یہ ہے گھاٹی
جورام رٹھ جانے نہیں بہن ہوا تو کیا ہوا	
پونھی بعل میں داب کر کتا پھرے سے گا کتھا	اپنی کتھا جانے نہیں پنڈت ہوا تو کیا ہوا
جوگی گسائیں سیوٹے کپڑے رنگے میں گروے	من کو تو رنگتے ہی نہیں کپڑے رنگے تو کیا ہوا
سیلی والفی ڈال کے بن بیٹھے سینگے شاہ جی	دل کا کفر توڑا نہیں جو شاہ بھٹے تو کیا ہوا
ٹھا کروائے جائیکے پوجیں سبھی ہیں مورتن	ہر میں تو ہر جانا نہیں پوجا کیا تو کیا ہوا
جو پاٹ پوجا کرتے ہیں اور نام پایا گرو کا	اس گروے تو محرم نہیں جو گروئے تو کیا ہوا
چلے میں بیٹھے جائیکے اور من پھرے سے کہیں	پر دل تو چلے میں نہیں جو تن ہوا تو کیا ہوا
بھنگیں شرابیں پوتے طہیں اڑاویں جس کی	پروہ نشہ پیا نہیں بھنگڑ ہوا تو کیا ہوا
ٹھری بانگی ہے سپاہ لڑتے میں سب جا جائیکے	گھٹ کا تو ٹھگ مارا نہیں بانکا ہوا تو کیا ہوا
پڑھ کر کتابیں بہت سی کتا پھرے سے اور کو	حق الیقین جانا نہیں عالم ہوا تو کیا ہوا
مسجد میں جا کر زاہداں سجدہ کریں ہیں دمبدم	اور دل تو جھکتا ہی نہیں جو سر جھکا تو کیا ہوا

<p>اپنا عدل کرتا نہیں عادل ہوا تو کیا ہوا گر بندگی کرتا نہیں بندہ ہوا تو کیا ہوا اور آپ اندھا ہو رہا جو کہہ کیا تو کیا ہوا</p>	<p>۱۸ قاضی عدالت بیٹھ کر کرتا عدل ہے اور کا بندہ ہے کہ تو بندگی جب تک تری ہے زندگی یہ سب بورا ہے بڑا کتنا ہی ہے ہر بھڑی</p>
<p>سب سکھیں سنگ منس منس بولے</p>	<p>۱۹ برج میں آج شام ہو رہی کھیلے</p>
<p>جو سکھیاوا کی ڈھنگ پتھیں نپرزنگ کو بیسے جوں جوں پک میں ہر دلی سچی مار کیوہ پاجھے توڑے دھیان عین کو چندرا دیویری سکھی وا کو کھولے</p>	<p>کنج محل میں بیٹھو سا تو را سب سکھیں کو پیر سے کبتن میں لگو آپ سا تو را پیری کیوہ کووارا چت عسرت کی گھڑی بنائی مایا دھری داہن بھاری</p>
<p>ہر کہ بھلاے دو کھ پٹے آپ کو مہیٹ جگت کو بیٹھ جھلی ہر بلھے پھر پاجھے پتھتے</p>	<p>۱۹ کاسے کو ہر کو بھولے جو منوا تو ہر گن گاوسے جنم جنم سکھ یے مورا کھا جو مانے مستنا</p>
<p>اوپر جنم سے پہلے سدھ کر مذہانت دو وہ جانے کر م لکھا نہیں بیٹے کے مستمانن کھا پاجھ بلجاوے</p>	<p>۲۰ اچھو سوچ کہاں کے آئے پاسے پاجھے پھر کہاں اپنی گت جب بوجھے سا وہو پر جانے اینجاوے</p>
<p>گھٹ ہیں پڑھی گاسے پر چھا میں ہر کہ کھلی جپے کیکھا مستنا وہ ہی وہ ہی سائیں</p>	<p>۲۱ سا دھو ویکھو اپنی ماہیں گر لچھیا سے دھیان یہ آیا ایک ہی ایک بہت ہم گیا</p>
<p>تاک لگی کال کی تن میں مانت پتا اور کٹھ سنگاتی چھینکدیں سب تو گون میں نا تر پیری مانے چھین میں</p>	<p>۲۲ سوچ تو مور کھ اپنے من میں کرتی ہے سو بیگ کرے پھر نہ بیگی کچھ دو او میں مر تو مستمانن سے پہلے</p>
<p>رب کے بساے سے دن میں باجی ہاے پریت کی رنجک پر سا وہو تک تک پیری کے مایا گن سے دیکے فلیتہ پیری گدھ کو اجاے بان بڑھ کالی کر مستمانن دونن کو مارے ایسے سو رکھیں جا منستنا اول پیری کو تارے</p>	<p>سا دھو کیوں تو رب کا نام بساے جاپ کے گدھ پر تو پے دھیان مہ گیاں کا گولا ڈارے فوج پاپ اور موب بھول کی گرجھ کا گولا بھر کے کام کر وہو اٹھا کر پیرا گہان کو مارن آئے دو لون میں جدھ پڑے برا ستور لڑا ہے</p>
<p>پران کی مچ جو پہلے بناوے</p>	<p>۲۳ پیم کٹوا پر وہ سکھی جاوے</p>

کیاں لگر یا بیک سے بھر لے پھر پاپے سچھتا ہے دو جی ورن گھاٹ کو روکے جل کیسے بھر ناسے لیج شریعت جل سکھو مست سکھی بھلا ہے	کنول کنوا اور چیت پنہاری پریم کا جل و اسی جاری لیج سانس کی بیٹی پرائی منکھنڈا تن ترا بھوٹا سہد گرو کی انڈوی بناو سے رب نام گا گریا
بھنک بھنک تیر جنم کو مارا جب لگت ہیں کن سا دھو کیسے دیکھے پالن ہارا جگ میں بیٹھے ہر کو دیکھے جب ہو سا دھ پیارا جو مر اے گڑ کے مستانا وہ ہی رام تھارا	۱۵ سکھ صاحب دیکھ ہارا کام کر دھ لو بھ کی نانی کھیل گئی و بداب مانی تن ہو جگرہ من ہو بھگتا وھیان گرو رکھو ارا تونے گر لچھیا بن کچھ ناموٹے نا حق مور کہ جنم یوں کھوٹے
بھینتر بھینتر جو مرے سو ہے پکا واس بھی بیٹھی تاک میں گرو بچاؤن ہار	دوہرہ دوہرہ
سوا پڑھو اکاس پر ملی رہی لجاٹے ایسے گڑ کے چرن سے مستانا وھیان لگاٹے	دوہرہ دوہرہ
بیری دا کو دیکھ کے بھاگے	دوہرہ
پدرائتی شیم گلپان	
تن و اوپا پریم دی بائی گیاں کو تیر نکال چکے جی کرت ہیں مستایان بھینتر چیت سرت سوا بار چکے جی	ایک جو اہم کھیل چلے تن من و جن سب پار چکے جی
لکھ کتاب اور پوتھی پانچ دھیان گیاں سے کچھ نا ہوئے	دوہرہ دوہرہ
کھنی جھوٹی کرنی سانچ جب لگ آپ کو تو نا کھوٹے	دوہرہ دوہرہ
روم روم سر ویت سے سولے نام تھار لکھ سے رب رب من ترا سوے پل سے گنت نہ ہوے	دوہرہ دوہرہ
آپ مٹے اور جگ کو بیٹھے ہر درشن تب ہووے بیک سے کو با نچھ سے مور کہ نام بن پاپے دیکھ تو رووے یا کو دھیان جو رکھے نہ مستنا پاپ کیا وہ دھرم کووے	پہلے پریت سے منکو جگا و ہر سانس پھر سر گنگ من نیلا تن تیرا اجلا پانی مور کہ کیسا تو بھولا ہر سے میں جو تیرے مستانا لک پل عین واکو لکھتا
تمام شد	

رباعی تاریخ از تصنیف مولانا سید حسین صاحب بخاری

خلیفه حضرت مخدوم مرحوم که بر مزار شریف واقع قصبه انزولی کنده است

از نور نقیص ہاوشے دین تا ابد است

سبت احدی جناب عبدالصمد است
۱۲۶۹

این زندہ جاوید کہ اندر لحد است

سال سفر واسم شریفش گوئم

قطعه تاریخ طبع زاو سید فضل حق صاحب کن انزولی

خلیفہ و مرید خاص حضرت ممدوح کہ اینہم بر مزار شریف کنده است

حضرت عبدالصمد کشف اسرار قدم

مظہر نور حقیقت مصدرفیض اتم

معدن جو دو سخاوت صاحب سیف و قلم

داشت نسبت با جناب نامدار محترم

در محترم شد ازین دار فنا سوئے ارم

بود طالب ہر یکے در رنج و اندوہ و الم

کعبہ اہل طریقت قبلہ اہل کرم
۱۲۶۹

آشنای بحر عرفان مخزن فضل و کرم

ہاوشے راہ طریقت آفتاب معرفت

جو ہر تیغ شجاعت مجمع علم و حیا

نقشبند و صاحب ارشاد دور ہر سلسلہ

روزی یکشنبہ بتاریخ سووم وقت زوال

در فراق سویشے آن قدوہ اہل و فسا

بہر تاریخش سر ہائف فرو گردید و گفت

تمت بالخیر

۱۲۶۹ - ۱۲۷۰
مطہر

اَلَا اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَاقْرَبُوْنَ عَلَيْهِمْ وَلَا اَلَمَ لِمَنْ يَحْرَمُوْنَ

الحمد للہ کہ نسخہ و پذیر کتاب منظر

کاشف سہر اشقیق چراغ بزم طریقت ہادیے منازل صدق و تقویٰ سوم

۲۲

شخص العرفین

تصنیف لطیف مست بادہ عرفان محمود خانہ اعیان مقبول بارگاہ صد حضرت پیر احمد قدس

اللہ والے کی قومی مکان اور سارے سہر القصوف کے

ماکٹ ایڈیٹر

مک چین الدین خلف الرشید ملک فضل الدین گلے نقشبندی مجددی تاجرت

کوچہ گلے زیاں منزل نقشبندیہ بازار کشمیری لاہور نے

بصرف زر کثیر با محاورہ اردو ترجمہ کر اگر نہایت صحت سے

منصوبہ پیر لائبریری ماہنامہ لال شاہ پیر پٹنہ جھوپا لال

اس کی کاپی

۱۲۵

وَمِنْ بَيِّنَاتِ آيَاتِهِ أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَسُكِبَتْ فِيهِ جِبَالٌ سَلْطَانًا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي تَوَسَّعَ قُلُوبَ الْعَارِفِينَ بِتَوْفِيقِ الْعَرَفَانِ وَمَيَّزَهُمْ مِنَ الْعَامِلِينَ
بِالصِّدْقِ وَالْإِيقَانِ وَجَعَلَهُمْ سَبَابَ نُزُولِ الرُّحْمَةِ وَالْغُفْرَانِ فَهُمْ يَذْكُرُونَ
إِلَيْهِ قِيَامًا وَقُودًا وَعَلَى جُنُودِهِمْ فِي كُلِّ حِينٍ وَأَدَانٍ وَالصَّلَاةِ وَالسَّلَامِ عَلَى سَيِّدِ
الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ مُحَمَّدٍ الَّذِي أَشْرَفَ بِنْيَانِ الدِّينِ وَمَهَّدَ طُرُقَ
الْيَقِينِ وَعَلَى آلِهِ الطَّاهِرِينَ وَأَوْلِيَّاهِ الرَّاشِدِينَ بَعْدَ اسْ كَيْفِ كُنْهٍ كَارِزِهِ بِمِقْدَارِ
خَاكِائِ أَوْلِيَاءِ كَالْمِينِ وَعِلْمَائِ رَاسِحِينَ مُحَمَّدٍ عَبْدِ الصَّمَدِ بِحِجِّ خِدْمَتِ جَمِيعِ طَالِبَانِ حَقِّ
كَيْفِ عَرْضِ كَرْتَابِ كَيْفِ تَقَرُّبِ إِلَى اللّٰهِ أَوْ بِرَانَ دَوَّارِ قِيَمِ ذِكْرٍ أَوْ فِكْرِ كَيْفِ مَوْقُوفِ كَيْفِ جَنَابِ
فَرِيَا اللّٰهِ تَعَالَى لِي الذِّكْرُ يَذْكُرُونَ اللّٰهَ قِيَامًا وَقُودًا وَعَلَى جُنُودِهِمْ
وَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ لِي سَالِكِ مَعْلُومِ كَيْفِ ذِكْرٍ وَطَرِحِ كَيْفِ
أَيْكِ ذِكْرِ جَلِيٍّ أَوْ دُوسَرِ ذِكْرِ خَفِيِّ - أَوْ ذِكْرِ جَلِيٍّ بِيٍّ وَدُوسَرِ كَيْفِ أَيْكِ ذِكْرِ مَجْرُودِ بَرِيَّانِ أَوْ
دُوسَرِ ذِكْرِ زَبَانِ مُتَعَلِّقِ الْقَلْبِ أَوْ جُودِ كَرِ زَبَانِ مُتَعَلِّقِ الْقَلْبِ كَيْفِ وَهُوَ طَالِبِ كَيْفِ كَوْمُوتِ
أَوْ مَقِيدِ مَطْلَبِ كَيْفِ أَوْ جُودِ كَرِ مَجْرُودِ بَرِيَّانِ كَيْفِ وَهُوَ مَحْضِ كَيْفِ أَوْ كَيْفِ

اين چين تبیج کے وارو اثر

بر زبان تبیج و در دل گاؤ خمر

مگر یہ ذکر جو متعلق قلب ہے بغیر تعلیم مرشد کامل کے طالب کو حاصل نہیں ہوتا اگر طالب جمیع علوم ظاہر کے موصوف ہو اور ذکر خفی بھی دو طرح پر ہے ایک کرمجور قلب اور دوسرا ذکر قلب متعلق بروج اگرچہ نزدیک اولیائے متقدمین کے ذکر روح بذکر قلبت تعبیر کیا گیا ہے لیکن بعض بعض متناظرین نے ذکر روح اور ذکر قلب میں فرق کیا ہے وہ یہ ہے یعنی جب پستان چپ کی طرف جو حرکت ہوتی ہے اُس کو دل قرار دیکر اور لطیفوں کی طرف یعنی جو معد قلب کے لطائف ستہ کہلاتے ہیں توجہ دیتے ہیں اور جب طالب ایک مدت مدید کی کثرت سے اس لطائف کی حرکت کو بغیر قصد اپنے کے ہر جا پر متحرک پاتا ہے تو اُس کو سلطان الاذکار قرار دیتے ہیں حالانکہ یہ سلطان الاذکار نہیں لیکن مبتدی بے کیفیت کو واسطے دفع انتشار کے گو نہ مفید ہوتا ہے اور یہی باعث مجتہدین متناظرین کا اس امر کے ایجاد کرنیکا ورنہ مجرد ذکر زبان اور ذکر قلبی میں کچھ فرق نہیں الا اس قدر کہ وہ ذکر زبان سے بے کیفیت کرتا ہے اور یہ خیال سے غرضکہ یہ دونوں بے جذب ہیں اور بغیر جذب کے مقام عشق کا طے نہیں ہوتا۔ چنانچہ فرمایا عطار رحمۃ اللہ علیہ نے

تاگردی بے خبر از جسم و جان	کے خبریابی نشان از بے نشان
----------------------------	----------------------------

اور دوسرا ذکر قلب جو متعلق بروج ہے وہ ذکر با کیفیت ہے اور اس کی کیفیت کی حقیقت ہے یعنی جیسے تشنہ آب کہ بغیر نام لینے آب کے اس کی کیفیت میں محو اور اُس کے خیال طلب سے مضطر اور بیقرار ہوتا ہے پس یہی حال ہے اُس روح کا جو ساتھ کیفیت ذکر الہی کے موصوف ہے یعنی بغیر ذکر زبان اور ذکر قلب کے یا والہی میں محو اور بیتاب مثل سیاب کے ہوتی ہے اور ہر دم اور ہر ساعت جو باے وصل مطلوب کی رہتی ہے

چو باد اند پنهان چالاک پو	چو سنگ اند خاموش و تسبیح گو
---------------------------	-----------------------------

اور جب ذکر کی روح اس ذکر کی کیفیت سے سرور ہو جاتی ہے تو تمام لطائف مذکورہ ہر ہر عضو اس ذکر کا یہاں تک کہ ہر رُبن موبکہ تمام اشیاء مخلوق الہی خود بخود اس کو ذکر الہی لائق تمام معلوم ہوتی ہے

بذکرش ہرچہ بینی درخروشن است و لے داندوہیں معنی کہ گوش است

لے سالک جو اس کیفیت کے ساتھ ذکر و ذکر کے دل میں پیدا ہوتا ہے اس کو ذکر سلطان اللہ کا کہتے ہیں ماسوا اس کے سبب ہم و خیال چنانچہ فرمایا شمس تیزیز علیہ الرحمۃ نے ذِکْرُ اللِّسَانِ لَقَلْفَةٌ وَ ذِکْرُ الْقُلُوبِ وَ شَوْسَةٌ وَ ذِکْرُ الرُّوحِ رَاحَةٌ اور اس مرتبہ کو مرتبہ تذکر کہتے ہیں اور بعد طے کرنے مرتبہ تذکر کے ذکر کو مرشد کامل تفکر کے مرتبہ سے آگاہ فرماتے ہیں یعنی فکر کا ارتقا کرتے ہیں تو ذکر کبھی ساتھ صفات الہی اور کبھی ساتھ ذات باری کے ایسا محو اور مستغرق ہوتا ہے کہ ذکر اور ذکر ایک ہو جاتا ہے اور غیریت سے اصلاً خبر نہیں رکھتا اور جب تک ذکر کو فکر سے ایسا استغراق حاصل نہیں ہوتا تو طالب منزل مقصود کا منہ نہیں دیکھتا چنانچہ فرمایا حضرت شاہ

عبد لغزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بیچ بیان لطائف اور نکات تسمیہ کے کہ ذکر و ذکر مذکور

یکے گرد تا دو فی از میاں بر خیزد اور اس مقام کو مقام تفکر کہتے ہیں لیکن مقدم کیا ہے مرتبہ تذکر کو اوپر مرتبہ تفکر کے آیت مذکورہ میں اور تذکر کے مقدم ہونے کا یہ بھید ہے یعنی ذکر زبان اسطہ ہے در میان غفلت اور ذکر زبان متعلق بقلب کے اور ذکر زبان متعلق بقلب اسطہ ہے در میان ذکر قلب اور ذکر قلب متعلق بروح کے اور ذکر قلب اسطہ ہے در میان ذکر قلب متعلق بروح اور روح متفکر کے اور یہ جو اول مرتبہ ہے یعنی ذکر زبان متعلق بقلب اس کو شریعت کہتے ہیں یعنی اس مرتبہ میں ظاہر غالب اور باطن مغلوب اور وہ جو دوسرا مرتبہ ہے یعنی ذکر قلب متعلق بروح اس کو طریقت کہتے ہیں یعنی اس مرتبہ میں باطن غالب اور ظاہر مغلوب حالانکہ بہ سبب غلبہ باطن کے ہر روز ظاہر متزاہد ہوتا جاتا ہے باوجود اس کے ظاہر مغلوب اور باطن غالب ہوتا ہے اور اسی جا سے سطحیات اور ہفوات اور مہمات اور مہمات سالک سے واقع ہونے شروع ہوتے ہیں یعنی جو فعلاً ہوتے ہیں ان کو سطحیات اور ہفوات کہتے ہیں جو قولاً ہوتے ہیں ان کو مہمات اور مہمات کہتے ہیں اور اصل حقیقت اس کی یہ ہے کہ اکثر اوقات ظاہر میں کہ بسبب تعلیمی اس علم کے سخن فہم ان کے نہیں ہوتے اس سبب سے متہم بخلاف شرع ان کو کرتے ہیں اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ بہ سبب نفخ سکر اور غلبہ حال و فہم ان ضبط اور اختیار کے مخالف

ظاہر شرع کے اُن سے واقع ہوتے ہیں مگر عند اللہ ان دونوں صورتوں میں یہ گروہ متبرک کے فرع اقلیم اور معذور ہے الایہ قول و فعل جو اس گروہ عالیہ سے بسبب غلبہ حال اور سکر اور صحو سے صادر ہوتے ہیں لائق تقلید اور قابل سند کے نہیں اور یہ جو تیسرا مرتبہ ہے یعنی روح متفکر اس کو اسرار کہتے ہیں اور یہ خلاصہ ان دونوں مرتبوں کا یعنی شریعت اور طریقت کا اور اس کا بھید کوئی نہیں جانتا سوا عابد اور معبود کے اور یہ نہیں حاصل ہوتا کسی کسب اور کسی مرشد کی توجہ سے مگر یہ حاصل ہوتا ہے صرف عنایت ایزدی سے چنانچہ فرمایا خواجہ حافظ رحمۃ اللہ علیہ نے ۵

چوں حسن عاقبت نہ برندے زاهدیت
اں بہ کار خود بعنایت رہا کنند

اور جو اس مقام میں ہمیشہ محو و مستغرق رہتا ہے بغیر اپنے قصد کے اُس کو مجذوب مطلق کہتے ہیں اور جو اس مرتبہ کو طے کر کے آجاوے مرتبہ دوم میں اپنے قصد سے اور پھر جب جاے مستغرق ہو جاتا ہے اپنے قصد سے مرتبہ سوم میں اس کو مجذوب سالک کہتے ہیں اور جس سالک کی رسائی مرتبہ سوم تک نہ ہو مگر مرتبہ دوم میں محو رہتا ہو اور دونوں کے ضبط کو حاصل کر چکا ہو یعنی جب چاہے جب مرتبہ دوم میں محو ہو جاوے اور جب چاہے مرتبہ اولیٰ میں آجاوے اُس کو سالک کہتے ہیں اور کبھی ان میں سے بعض بعض سالک مجذوب ہو جاتے ہیں ان کو سالک مجذوب کہتے ہیں اور جو سلوک صرف زبان اور نثر اور خیال سے کرتے ہیں اُن کو سالک مجذوبِ رزاق کہتے ہیں اگرچہ سلوک میں یہ اور مجذوب سالک اور سالک مجذوب برابر ہیں مگر وہ دونوں درو اور یہ محض بے درو بلکہ اکثر گرفتار بطمع و نیا اور تکبر اور ریا کے ہوتے ہیں اور طریقہ مجذوب سالک کا قریب مجذوب مطلق کے ہے مگر مرتبہ مجذوب سالک کا مرتبہ مجذوب مطلق سے افضل اور اکمل ہے کیونکہ یہ حامل ہے علم نبوت اور ولایت کا اور وہ حامل ہے صرف علم ولایت کا اور یہ بے فیض مطلق ہے اور وہ بافیض مطلق اور یہ نائب ہے انبیا کا اور وہ خادم نائب انبیا کا چنانچہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عَلَمًا وَ اُمَّتِي كَا نَبِيَّائِ اسْرَائِيْلَ اور طریقہ سالک مجذوب کا قریب ہے مجذوب سالک کے اور طریقہ سالک بے جذب کا قریب ہے سالک مجذوب کے مگر اس حالت میں کہ ہمیشہ معتقد اور طالب ان

دو لوگوں کا حال اول سے رہے ورنہ منکر اور ریاکار ہے اور کوئی مجتہد خواہ ظاہر کا خواہ باطن کا ذکر با
متعلق بقلب اور ذکر قلب متعلق بروح سے خالی نہ تھا مگر اس قدر کہ مجتہد ظاہر غالب بظاہر اور مغلوب
بباطن اور مجتہد باطن غالب بباطن اور مغلوب بظاہر سوا اس میں یہ بھی ہے کہ ان کو جناب باری سے
خدمت عطا ہوئی تھی علم ظاہر کے رونق دینے کی ادا مان گو خدمت عطا ہوئی تھی علم باطن کے اجرا
کرنے کی یہ باعث تھا ان کی غالبیت اور مغلوبیت کا ورنہ دونوں مجتہدوں علموں میں مساوی تھے
اور فکر مجذوب سالک کا یہ مرتبہ ہے فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اَتَّفَكُرُ سَاعَةً خَيْرٌ
مِنَ عَمَلِ الثَّقَلَيْنِ یعنی فکر کرنا ایک ساعت کا بہتر ہے نگوئیوں دو جہان سے اور فکر سالک مجذوب
کا یہ مرتبہ ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اَتَّفَكُرُ سَاعَةً خَيْرٌ مِّنْ عِبَادَةِ سِنْتَيْنِ یعنی فکر کرنا
ایک ساعت کا بہتر ہے دو سال کی عبادت مگر سولے ان دونوں کے فکر اور لوگوں کے امور دین
میں صحیح نہیں اور جو صاحب فکر ہے اُس کو عارف کہتے ہیں اور جو صاحب ذکر ہیں ان کو عاشق کہتے
ہیں مگر فکر بغیر ذکر کے صحیح نہیں ہوتی کیونکہ ذکر واقع نقصان فکر کا ہے چنانچہ فرمایا مولانا سے روم
رحمۃ اللہ علیہ نے ۵

ایں قدر گفتیم باقی فکر کن ۴ فکر گر جامد بود و در ذکر کن

اور جو کوئی بغیر حاصل کرنے ذکر زبان متعلق بقلب اور ذکر قلب متعلق بروح کے فکر کرتا ہے تو اس
کی فکر میں کفر اور اسلام ایک ہو جاتا ہے ۵

خیالاتِ نادانِ خلوت نشیں | بہم می کند عاقبت کفر و دین

اور یہی باعث تھا فلسفیوں کے بے دین ہونے کا کہ بغیر حاصل کرنے ذکر زبان متعلق بقلب اور
ذکر قلب متعلق بروح کے فکر میں مشغول ہو کر ان عقیدوں فاسدہ کے معتقد ہو گئے یعنی کوئی کتاب ہے
خدا نہیں کوئی کتاب ہے خدا ہے مگر ایک کے سوا دوسرے کو پیدا نہیں کر سکتا کوئی کتاب ہے نبوت باطل
ہے کوئی کتاب ہے نبوت برحق ہے لیکن جاہلوں کی واسطے ہے غرضیکہ ایسی ایسی خرافاتیں بک کر دائرہ
حق سے دور پڑے اور مرکز حق پر نہ آئے اور یہ سبب کم فہمی کے لیے عقل اس بات کو نہ سمجھے کہ اور عالم

کا دریافت کرنا بہ نسبت عالم محسوس کے مشکل ہے کیونکہ یہ سب عالموں کے زیادہ تر ظاہر ہے اور اس عالم محسوسات میں عالم اجسام ظاہر اور اظہر ہے اور اس عالم اجسام میں من تو ہمدیگر کے واضح اور لاشع ہے باوجود اس کے ہنوز دریافت کرنے حقیقت اس کی میں تمام فلاسفہ سرگرداں اور ورطہ ہلاکت میں غرق ہیں اور یہ نہیں جانتے کہ اس کی حقیقت کیا ہے یعنی فلاسفہ کہتے ہیں کہ جسم ہیولا اور صورت کے مرکب ہے اور تکلمین کہتے ہیں کہ جسم اجزائے لایتنجرتے سے مرکب ہے جب اس کا یہ حال ہے تو قدیثیں الہی اور الوارثیہ نبوت اور اسرار ولایت کے صرف عقل سے دریافت کرنا بشر کو محال ہے خوب لکھا سردار محدثین مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مرج البحرین میں سے

آنکہ خود را شناخت تواند	آفرینندہ را کجا داند
تو کہ در ذات خود زبوں باشی	عارف کردگار چوں باشی

اے سالک خلاف علم نبوت اور ولایت کے فکر ہرگز صحیح نہیں ہوتی بلکہ ان دونوں میں سے ایک میں بھی نقصان ہو تو فکر صحیح نہیں ہوتی چہ جاے ان لوگوں کے کہ جو ان دونوں علموں میں سے ایک علم بھی کسی استاد کمال سے حاصل نہیں کرتے مزید برآں یہ کہ جو علم نقص کنندہ دین حق کا ہے اس کو حاصل کریں اور پھر ان کی فکر صحیح ہو یہ محال ہے۔ اے سالک فکر صحیح ہونا تو معلوم بلکہ اس علم کے منہمک کو دنیا سے ایمان لیجانا دشوار ہے۔ اگرچہ اس کا منہمک ہونا واسطے رد اور قبح اہل زلیغ کے ہو چنانچہ مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مرج البحرین میں لکھا ہے کہ جب فلسفین طرح طرح کے اعتراض و نقض درمیان دین حقہ کے وارد کرنے لگے تو امام فخر الدین رازی نے واسطے دفع نقض و اعتراض فلاسفہ کے علم فلسفہ میں منہمک ہو کر بقوت اسی علم فلسفہ کے از رو شریعت کے رد و ابطال فلاسفہ کے متوجہ ہوئے باوجود اس نیت خیر کے کسی ولی اللہ نے کہ ان کو شرف صحبت معنوی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حاصل تھا بعد وفات فخر الدین رازی کے حال فخر الدین کا خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا حال ہے آنحضرت فرمایا ذالک رجلٌ معاتبٌ بعد اس کے حال ابوعلی بن سینا کا پوچھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ذالک رجلٌ اقللہ اللہ علی علمہ

پھر شہاب الدین مقتول کا حال پوچھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وَهُوَ مِنْ مُتَّبِعِيهِ یعنی وہ بھی تابع دار اور پیروی کرنے والا ابو علی بن سینا کا ہے واللہ اعلم لے سالک غلو اور خوض فلسفیات کا طالب حق کو بہر حال نقصان دیتا ہے چنانچہ فرمایا حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بالجملہ خوض الی اسلام و ارباب کلام در فلسفیات ہر چند بقصد رد و ابطال الی یزغ و نفع الی حق ہو و لیکن در ضمن اس ضررے عظیم یا نشان نیز عائد شد و موجب تذبذب عقائد و تزلزل قواعد دین ہو بسبب فتح باب تشکیک و تردید گشت کم سے باشد کہ بعد از خوض و غلو در علم کلام از ورطہ حیرت سلامت بر آید و سر پایہ یقین از دست نہ دہد چنانچہ بہت سی معتبر کتابوں یعنی درخت سار و اشباہ النظائر و شرح العین ملاء علی قاری وغیرہ میں علمائے محققین نے علم فلاسفہ کو حرام بلکہ یہ بھی لکھا ہے کہ جو شخص اس علم میں از بس منہمک ہو اُس کے مسئلہ گوئی پر یقین نہ رکھنا چاہئے فقط۔ اے سالک محققین علما کے منع کرنے کا یہ باعث ہے کہ اس علم کے منہمک کی عقل میں ایک خیانت آجاتی ہے اور وہ خیانت در میان اسرار نبوت اور اسرار ولایت کے سد راہ ہو جاتی ہے تو اُس شخص کو نیک اور بد نیک معلوم ہوتا ہے آخر کو رفتہ رفتہ یہ بھی خبیث ہو جاتا ہے چنانچہ فرمایا مولانا کے روم رحمۃ اللہ علیہ نے

علم دین فقہ است و تفسیر و حدیث	ہر کہ خواند غیر ازین گردد خبیث
--------------------------------	--------------------------------

اے سالک اگر کوئی شخص اس جا پر اعتراض کرے کہ باوجود ایسی شدید مبالغت کے علم فلسفہ کے بعض بعض علما کے دین جیسے حضرت امام غزالی اور حضرت شاہ عبدالحق محدث اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث اور حضرت شاہ عبدالعزیز رحمہم اللہ نے حاصل کیا ہے تو اُس کا یہ جواب ہے کہ فی الحقیقت انہوں نے اس علم کو حاصل کیا مگر ان کے حاصل کرنے کے دو طریق تھے ایک یہ ہے کہ انہوں نے زمانہ غفلت میں اس علم کو حاصل کیا مگر وقت ہوش کے اس علم کو مطلق ترک کر کے مشغول بعلم تفسیر اور حدیث اور فقہ اور تصوف اور فقر کی صحبت میں مشغول ہو کر اس علم کی مضرت کو دور کر دیا تھا مثل مضرت نفس کے یعنی ہر نفس ہر کسی کا درمیان شرارت کے پکتا اور بے بدل ہے یا جو

اس شرارت کے اس کی شرارت برکت ان علموں اور صحبت فقراء کے دور ہو جاتی ہے تو کثافت علم فلسفہ کی کیا حقیقت ہے کہ دور نہ ہو اور دوسرا یہ جواب ہے کہ پیشتر نور نبوت اور نور ولایت سے اپنے دل کو مجلی اور مصفی کر کے واسطے تفہیم مشکلیں طلب فلسفہ کے کہ ان کے دل میں بسبب انہماک اس علم فلسفہ کے طرح طرح کے شکوک اور تردد درمیان دین حقہ کے واقع ہوتے تھے حاصل کرتے تھے تو ان کے دل بسبب منور ہونے نور نبوت اور مجلی ہونے نور ولایت کے کثافت پذیر اس علم فلسفہ کے ہو سکتے تھے جیسے کہ دل فلسفیوں کا یعنی جو دل کثافت علم فلسفہ سے آغوشہ اور پر ہو جاتا ہے تو اس میں نور نبوت اور نور ولایت نہیں سماتا پس ہی حال ہے اس دل کا کہ جس میں نور نبوت اور ولایت بھرا ہے۔ بلکہ اس دل سے ہر باب میں نور نبوت اور نور ولایت ترشح کُلُّ اِنَاءٍ بِتَرَشِّحٍ بِمَا فِيهِ اور فلسفیوں کو ہر چیز میں علم فلسفہ معلوم ہوتا ہے اگرچہ وہ قرآن اور حدیث ہو۔

ہرچہ گیر و علتے علت شود

اور ان کو ہر جا اور ہر شے میں نور نبوت اور نور ولایت نظر آتا ہے اگرچہ علم فلسفہ ہو۔

ہرچہ گیر دکائے علت شود

مگر طریق دوم میں یعنی جو لوگ زمانہ غفلت میں علم فلسفہ کو پڑھتے ہیں تو ان کے دل میں بیشک طرح طرح کے شکوک اور خطرہ دین حق سے اور کثافت اس علم فلسفہ کی ایسی جم جاتی ہے کہ علم دین و فقرا کی صحبت سے بار رکھ کر منال اور گمراہ کر دیتی ہے مگر بعض بعض صلابت قسمت اس کثافت کو دور کر کے منزل مقصود کو پہنچتے ہیں جیسے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کہ اوائل عمر میں اپنی طریقہ فقہاً اور منکرکین کے تھے آخر براہ ترک اور تجرید کے در آئے اور بیچ طریقہ تصوف کے قدم رکھ کر محقق علما اس طائفہ کے ہوئے تھے کہ لقب حجت الاسلام کا پایا۔ اور بہت کتابیں بیچ علم تصوف کے تصنیف کیں بعد رحلت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے کسی ولی اللہ نے خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حال امام غزالی کا پوچھا کہ کیا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ذلک رجلٌ وصل الی مقصودہ غرضکہ اے سالک جو اس دو طریق مذکورہ سے الگ ہو کر اس علم فلسفہ میں منہمک ہو وہ آپ بھی ہلاک ہوا اور مخلوق

الہی کو بھی ہلاک کیا تو ذوالنہاے سالک بیچ اس علم اور اس کے عالم سے کیونکہ یہ دونوں بلخ
اور رہزن علم باطن اور عالم ظاہر کے ہیں ۵

رہزن راہ الہی کے زبوں

ہر کہ خواند علم حکمت ذی فنوں

یعنی جس نے تنہا علم فلسفہ کا حاصل کر کے بغیر حاصل کرنے سند علم حدیث اور علم تفسیر اور علم فقہ اور علم
تصوف کے وعظ اور بند میں مشغول کر ان طریقوں کو کہ جن کو علمائے اکابر یعنی محدثین اور مفسرین اور
ولیائے متقدمین اور متاخرین مستند نے از روئے قرآن حدیث اور اجماع امت اور قیاس کے ولیلوں
سے ثابت اور مربوط اور راسخ کر کے واسطے ہدایت طابان حق کے مقرر اور معین فرمایا ہے توڑے تو
ایسے شخص کی صحبت سے طالبان حق کو ایسی نفرت اور عار چاہئے کہ جیسے شیر کو نفرت روپاہ کی
صحبت سے ہوتی ہے اے سالک جیسے ان زلہ خواران فلاسفہ سے تجھ کو بچنا ضرور اسی طرح ہر متفقہ
متکشف عنید اور ہر متصوف متوعل بعید سے بھی بچنا ضرور ہے کیونکہ ان میں اور ان میں کچھ فرق
نہیں الا اس قدر کہ وہ مانع ظاہر اور باطن کے ہیں اور یہ مانع ہمدگر کے ہیں مگر جو متفقہ منور دل بانوار
ولایت اور جو متصوف مجلا سے دل بانوار نبوت متبرکہ کے ہو اس کی صحبت مفید مطلب اور معین مقصود
طالب کی ہے اور جو برخلاف اس کے ہو وہ رہزن سلوک لٹ حقہ کا ہے چنانچہ فرمایا مولانا روم
رحمۃ اللہ علیہ نے ۵

ایں عقیدہ حنبلی وہم مالک است

علم رسمی رہزن ہر سالک است

یعنی علم ظاہر پر بغیر حاصل کرنے علم باطن کے اکتفا نہ کرنا چاہئے اور اونے حاصل کرنا علم باطن کا یہ
ہے کہ تا حاصل ہونے علم باطن کے معتقد رہے اس علم اور اہل اس علم کا یعنی جو قول اور فعل اس
گروہ عالیہ کے بنظر ظاہر کے خلاف شرع نظر آتے ہیں تو ان کو حقیقت میں خلاف شرع نہ جانے
بلکہ اپنے نقصان عقل کا تصور کرے جیسے کہ فرمایا خواجہ حافظ رحمۃ اللہ علیہ نے ۵

سخن شناس نی دلیر اخطا اینجاست

چو بشنوی سخن اہل دل گو کہ خطاست

اے سالک اس باب میں اسلم طریق یہ ہے کہ ان قولوں اور فعلوں کو تفویض تقدیر الہی کے کر کے

مدح اور ذم کرنے ان افعالوں اور اقوالوں سے باز رہ کر معین اور مددگار اس گروہ معتبر کہ کا ہو کر ہمیشہ
 خادم اور طالب اس علم اور اہلوں اس علم کا جان اور دل سے رہے کیونکہ یہ لوگ ایسا مرتبہ عظیم الشان
 رکھتے ہیں کہ زبان بشر کی اس مرتبہ کے بیان سے قاصر اور عاجز ہے چنانچہ مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی
 رحمۃ اللہ علیہ نے سورہ بقرہ میں بمقام فاذا کفر ذی اذکوکہ کے بہت سی حدیثیں و روایات فضیلت ذکر
 اور صاحب ذکروں کے لکھی ہیں حدیث طبرانی بروایات متعددہ آورده است کہ آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم میفرمودند کہ بر جانب راست تجلی الہی جامع بر منبر ہائے نور نشستے خواہند بود کہ انبیا
 و شہداء بر حال ایشان رشک خواہند بود و حالانکہ انبیا و شہداء نیستند و چون مردم پرسند کہ یا رسول
 آل جامعہ کدام مردم خواہند بود فرمودند کہ آن مردم از یکے قہ نیستند بلکہ از فرقہ ہائے مختلفہ شہر ہائے مختلفہ
 محض بوجہ خدا یا ہم دوستی پیدا کردندہ اند و برائے ذکر خدا جمع میشوند و دیگر حدیث ابن ابی شیبہ از
 ابو ہریرہ آورده است کہ اہل ذکر و نظر اہل آسمان آسپناں و رخشاں مینمایند کہ ستارہا و در نظر اہل زمین
 حدیث دیگر و در سنن ابن ماجہ و دیگر معتبرات آورده است کہ حق تعالیٰ می فرماید من ہمراہ بندہ خود
 می باشم چون مرایا میکند و بہر دو لب بنام من می جنباند حدیث دیگر و در صحیحین وارد است کہ حق
 تعالیٰ می فرماید اے ابن آدم اگر مرا در دل خود یاد کنی من ہم ترا در دل خود یاد کنم و اگر مرا در حلقہ و مجمع
 یاد کنی من ہم ترا در حلقہ و مجمع کرد و بین و ملائکہ مقربین و ارواح انبیا و اولیاء علیہم السلام یاد کنم و آل
 حلقہ و مجمع بہتر از حلقہ و مجمع تست و اگر با من بقدر یک بالشت نزدیک شوی من بسوے
 تو بقدر یک گرز نزدیک شوم و اگر بسوے من قدم قدم بیائی من بسوے تو دوایں و ایں پیام بصل
 دیگر و در کتاب الزہد امام احمد و دیگر کتب معتبرہ وارد است کہ ابوہریرہ گفت کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 میفرمودند کہ آیا خبر میدہم من شمار بہترین عبادات شما و پاک ترین اعمال شما نزد خدا و بلند کنندہ تر در جا
 شمارا و آنچه بہتر باشد از خرچ کردن زرو سیم و از آنکہ در جہاد با دشمنان ملاقات کنند پس ہنہا گردن ہا
 شمار بزنند و شمارا گردن ہا سے آہنار مردم گفتند یا رسول اللہ بلے البتہ ما ازین عمل بزرگ نشان پیدا خبر
 سازیدے فرمودند ذکر اللہ حدیث دیگر یعنی بروایت عبد اللہ ابن عمر آورده کہ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم میفرمودند کہ ہر چیز پر ایستقامت و صیقل دہا یا خداست و بیچ چیز و نجات دهن از
 عذاب الہی آنقدر کارگر نمی شود کہ ذکر اللہ می شود و این حرف دو بار فرمودند مردم عرض کردند یا رسول اللہ
 آیا جہاد و در راہ خدا نیز برابری نمیکند فرمودند نمی کند اگر چه مرد مجاہد شمشیر خود را برزند کہ بشکند حدیث دیگر
 امام احمد و بیہقی بروایت خودی آورندہ اند کہ حقتعالی روز قیامت تواید فرمود کہ امروز تمام این جمع را
 معلوم خواہد شد کہ بزرگی چیست و لائق بزرگی کدام مردم اند مردم پرسیدند کہ یا رسول اللہ ما را خبر ہبید تا غیر آن
 فرقہ را بزرگ کریم نہ گوئیم فرمودند کہ اہل کرم انجاء اند کہ در مجالس ذکرے نشینند حدیث در مشکوٰۃ و شرح
 آن از ابو ہریرہ ^{رضی اللہ عنہ} گفت کہ فرمود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ خداوند نعمت و تعالی فرمود ہوارہ لقب و رزو
 بندہ من بسوے من بسبب اکرون امور زائدہ از فرض واجب تا این مرتبہ کہ من او را دوست میدارم
 پس چون دوست داشتتم اورا می شوم گوش او کہ می شنود بدان و مے شوم دیدہ او کہ می نگردد بدان و می
 شوم دست او کہ کار میکند بدان و می شوم پای او کہ میرود بدان و بیشک اگر سوال کند از من بدہم
 اورا آنچه خواہد از من و اگر پناہ جوید بمن پناہ دہم اورا رواہ البخاری اور بعضوں نے اس حدیث کے
 معنی یہ لکھے ہیں کہ گردانتا ہے اللہ سلطان حُبّ اپنی کو غالب اُس پر پیمانہ تک کہ نہیں دیکھتا
 مگر وہ چیز کہ دوست رکھتا ہے اللہ اور نہیں سنتا مگر وہ چیز کہ دوست رکھتا ہے اللہ اور ہوتا ہے
 اللہ سبحانہ اُس میں مددگار اور کار ساز بچاتا ہے سمع اور لبصرا اور ہاتھ اور پاؤں اُس کے کو اُس چیز سے
 کہ نہیں پسند کرتا اُس کو اے سالک حین اللہ تعالیٰ ایسا محافظ ہو اُس کے قول اور فعل کو یکت یکت
 خلاف شرع نہ تصور کرنا چاہئے بلکہ طریق اسلام وہی ہے کہ جو او پر مذکور ہوا یعنی اپنی عقل کا نقصان
 جان کر اُن بزرگان دین کو معذور جانے چنانچہ مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے
 برج البحرین میں حال حضرات صوفیہ رحمہم اللہ یعنی حضرت شبلیؒ کا موافقت کرنا اہلیہ اپنی سے اور چاک کرنا
 جامہ نو اور ڈالنا اور یاہیں دینازوں کا اور حضرت ابو حمزہ خراسانی رحمۃ اللہ علیہ کا کوشن میں گزنا باوجود
 موجود ہونے آدمیوں کے اور نہ طلب کرنا اُن آدمیوں کا واسطے نکالنے اپنے اور حضرت فوالنون
 مصری رحمۃ اللہ علیہ کا قریب سے جانا اُس جا پر دیدہ و دانستہ کہ جہاں شیر کی آمد رفت تھی اور حضرت

شیخ ابو الحسن نویری رحمۃ اللہ علیہ کا نزدیک سیاف کے بمقام گردن زدنی بقصد خود ساتھ تواجہ اور
 اذواق کے درآنا اور گرامرید حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کا بیچ حوض آب بیچ بستہ معتمد زند کے اور
 خشک کرنا اس زند کا اوپر بدن کے اور کہنا حضرت منصور اور بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہم کا
 انا الحق اور سبحانی ما اعظم شانی و لیس فی جنتی سواہ وانا هو و هو انا کے باب میں فرماتے ہیں
 ولیکن قسم اول از غلبات احوال است و آنچه ازین طائفہ در حالت سکر و غلبہ حال صادر گردد قولاً و فعلاً
 طریق اسلم در اینجا تسلیم است و ترک مبادرت با اعتراض و انکار انتہی کے سالک باوجود ایسے
 نامشروع افعال اور اقوالوں کے کہ شریعت غرامی میں کسی طرح سے مشروع نہیں ہو سکتے مرتبہ تسلیم کا اسلم
 فرماتے ہیں بلکہ یہ بھی لکھا ہے کہ جو عالم ظاہر یا متفقہ صرف براہ روادانہ کے راکر غلبہ و جہاد و سکر
 ان کو تسلیم نہ کرے اور اہل اس کے کو معذور نہ رکھے تو اس کے خوف خاتمہ بد ہو نیکا ہے نعوذ باللہ منہا
 چنانچہ لکھتے ہیں۔ و منشاے این کار از بے مناسبتی و بے شربی و جہود طبع و خرابی باطن است
 و در دے حرمان از برکات و خوف سو خاتمہت بو چہ جائے ان طریقوں کے جو قرآن اور حدیث
 اور اجماع اور قیاس کے دلیلوں سے ثابت و اثبت ہوں باوجود اس کے کہ ایک تہت مدید سے
 علمائے ظاہر اور علمائے باطن اور اولیائے متقدمین اور متاخرین کا ان طریقوں کے مشروع ہونے
 پر ہنوز اتفاق ہو توڑے اور ان طریقوں کے مجوزین اور معتقدین کو مشرک اور بدعتی کہہ کر ان طریقوں سے
 کہ جن کو علمائے سخمن اور اولیائے مستندین نے آہ تقریب الہی کا قرار دیا ہے طالبان حق کو متروک و متشکک
 کرے تو اسے سالک بیشک وہ شخص نائب شیطان اور مفسدین محمد مصطفیٰ اصلی اللہ علیہ وسلم
 کا ہے خواہ عالم ہو خواہ زاہد ہے

ہر ہوسٹل کے نداند جام و سندان بافتن

بر کفے جام شریعت بر کفے سندان عشق

اور یہ جو بعض بعض پڑھے جاہل طرفین سے کہتے ہیں کہ طریقت خلاف شریعت اور شریعت خلاف
 طریقت کے ہے یہ محض ان کی نادانی اور بیوقوفی ہے کیونکہ شریعت عین طریقت اور طریقت عین
 شریعت ہے اسے سالک شریعت اور طریقت کی یہ حقیقت اور نظیر ہے کہ شریعت بمنزلہ آفتاب کے

تصور کر کے اُس کی حرارت پر نظر کر یعنی ایک یہ حرارت کہ بغیر وسائل اور روابط کے تمام کرہ خاکی پر خود بخود آفتاب حرارت زن اور غارت بخش ہے اگر کوئی شپہر چشم بسبب برووت طالع ادبار اپنے کے اس حرارت عالم سوز سے بے نصیب ہے تو وہ شخص شقی ازلی اور بے بصیر از رحمت لایزلی ہے اور دوسرے یہ کہ اس حرارت عامہ سے مشرف ہو کر طالب حرارت تزاوکا پروابط اور وسائل شیشہ آتشی کے ہو کر مثل پنبہ کے اس حرارت مخصوصہ کو حاصل کر کے آتش پذیر ہوتا ہے تو اسے سالک اس مرتبہ کی حرارت کو طریقت اور اُس کے حاصل کرنیوالے کو صاحب طریقت کہتے ہیں۔ اور حرارت اولے کو شریعت اور اُس کے حاصل کرنیوالے کو صاحب شریعت کہتے ہیں یعنی شریعت کی تکمیل تمام کو طریقت کہتے ہیں اور طریقت کے آغاز کو شریعت کہتے ہیں چنانچہ فرمایا قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے مالابہ منہ کے باب احسان میں۔ ہاں اسعد اللہ تعالیٰ نے اس سبب کہ لگتے شد صورت ایمان و اسلام و شریعت است و مغز و حقیقتہ آں در خدمت رویشاں باید حیرت خیال نہاید کرو کہ حقیقت خلاف شریعت است کہ این سخن جہاں کفر است بلکہ ہیں شریعت است کہ در خدمت درویشاں رنگ دیگر پیدا میکند چون قلب از تعلق جسمی و علمی کہ ماسوائے اللہ است پاک شود و در ذل نفس بر طرف گشتہ نفس مطمئن شود و اخلاص بهم رساند شریعت در حق او مغز شود و نماز او عند اللہ تعلق دیگر ہم رساند و دو رکعت او بہتر از لاک رکعت دیگران باشد چنانچہ صوم و صدقہ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرمود کہ اگر شما مثل کوہ احد زور در راہ خدا چرخ کنید برابر یک سیر یا نیم سیر جو نباشد کہ صحابہ در راہ خدا وادہ اندا میں جنت قوت ایمان اخلاص نشان است و نور باطن پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم را از سینہ درویشاں باید حیرت و ہواں نور سینہ خود را روشن باید کرد تا ہر خیر و شرف است صحیحہ دریافت شود اتنے۔ اسے سالک جو اس صفت مذکورہ سے موصوف ہوتا ہے اُس کو ولی کہتے ہیں اور در میان ولایت کے تین مرتبے ہیں یعنی صدیقین اور شہداء اور صالحین اگرچہ لفظ ولی کاتبینوں پر اطلاق کرتا ہے مگر اکثر ولی صالحین کو کہتے ہیں اور صالحین سے مرتبہ شہداء کا افضل ہے اور شہداء سے مرتبہ صدیقین کا افضل اور اکمل ہے اور حقیقت صدیقین کی یہ ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے

نسبت رکھتا ہے یعنی بغیر وسیلہ غیر کے استفادہ اُس ذات بابرکات سے یقیناً ہے اور مرتبہ تذکر
 اور تفکر میں ایسا سے کم تر اور تمام مخلوق الہی سے افضل اور اکمل ہے اور علامت صدیقین کی
 یہ ہے کہ کسی طرح کا سخت ترین حادثہ پیش آوے مگر وہ بجز ذکر اور فکر الہی کے کسی کی طرف اصلا
 التفات نہیں کرتا اور اخلاص حق سے ظاہر و باطن ایک رکھتا ہے اور کیفیت جذب اور مجھو و صحو اور
 جمع الجمع سے مسرور اور پر تو اندازی اس کیفیت کی و پرولوں طالبان حق کے قدرت رکھتا ہے مگر مثبت
 ایزوی لا تنخرت لک ذرۃ الا باذن اللہ اور طالب حق پر بیشتر جذب و جذب کے بعد سکر اور سکر کے بعد مجھو
 اور مجھو کے بعد صحو اور صحو کے بعد جمع الجمع واقع ہوتا ہے۔ اے سالک جو ان مرتبوں کو رہ کو طے کرتا ہے
 اُس کو صدیق کہتے ہیں اور شہد کی یہ حقیقت ہے کہ جو معرفت صدیق کے استفادہ آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم سے حاصل کرتا ہے اور مرتبہ تذکر میں صدیق کے ساتھ مساوی ہے اور مرتبہ تفکر میں صدیق سے
 کم تر اور علامت اس شہید یا ر کی یہ ہے کہ جان دینا راہ حق میں بہت سہل جانتا ہے جس میں یہ مادہ ہو
 مع مرتبہ تذکر و جذب اور سکر اور مجھو اور صحو کے اُس کو شہید عشقی کہتے ہیں خواہ قتل ہو یا نہ ہو کسی شخص
 نے ایک ولی اللہ سے پوچھا کہ اس شہید اور شہیدِ حربی میں کیا فرق ہے اُس ولی اللہ نے فرمایا
 کہ میں کچھ نہیں جانتا مگر اتنا ضرور جانتا ہوں کہ وہ مقتول بدست کفار ہے اور یہ مقتول بدست پارچہ پانچہ
 فرمایا مولانا کے روم رحمۃ اللہ نے ۵

کے برابرے ہند شاہ مجید

انک راوروزن باخون شہید

اور ولی کی حقیقت یہ ہے کہ جو معرفت شہد کے فیض باطن آنحضرت سرور کائنات و مفرج موجودات
 صلی اللہ علیہ وسلم سے اقتباس کرتا ہے اور مرتبہ تذکر میں دونوں کے ساتھ معہ و جدا و سکر اور مجھو کے
 مساوی ہے اور مرتبہ تفکر میں دونوں سے پست تر بلکہ ایسا پست تر کہ مرتبہ لاشے کا رکھتا ہے اور
 علامت ولی کی دو ہیں مگر اس علامت میں تینوں مشترک ہیں اول علامت یہ ہے کہ دنیا سے پزار
 اور مشغول بگردگار ایسا ہوتا ہے کہ ماسوائے محبت خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اس کے دل
 میں اصلاً محبت کسی کی باقی نہیں رہتی اور اگر رہتی ہے تو واسطے خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوتی

ہے اور دوسری علامت یہ ہے جیسا کہ حدیث میں آیا چنانچہ وہ حدیث یہ ہے **هُمُ الَّذِينَ إِذَا رُؤُوا**
ذَكَرُوا اللَّهَ یعنی اولیاء اللہ وہ ہیں کہ جن کے دیکھنے سے خدا یاد پڑے خواہ چشم ظاہر سے دیکھے خواہ چشم
باطن سے مگر چشم ظاہر کے دیکھنے سے تاثیر عام ہے قیام بالمواجہہ ہوتی ہے اور یہ علامت ولی کی
از بس ضعیف ہے کیونکہ اس علامت میں عوام الناس بھی مشترک ہیں اور چشم باطن کے دیکھنے سے یہ
تاثیر خاص بالمواجہہ اور بالغیبت ایسی ہوتی ہے کہ طالب حق اس آیت **وَإِذْ كَرِهَ اللَّهُ رِبَاكَ وَبَثَلَ الْأُنثَىٰ**
كَمَا مَسَدَانٍ ہو کر ماسواے حق کے اصلاً خبر نہیں رکھتا یعنی جیسے خیر کی چشم بواسطہ عینک کے چشم سے دور
ہو جاتی ہے ویسے ہی کثافت دوئی دل طالبان حق سے بسبب دیکھنے روئے اولیاء اللہ کے دور
ہو جاتی ہے وہ دل ساتھ نور اخلاص الہی کے منور ہو جاتا ہے کہ طالب کو ماسوا حق کے اصلاً خبر نہیں رہتی
اور یہ علامت ولی کی قوی اور مختص ہے یعنی بغیر خیالی صورت ولی کے یہ تاثیر طالب کے دل میں پیدا
نہیں ہوتی چنانچہ فرمایا مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے قول جلیل میں
بیچ بیان رابطہ قلب شیخ اشغال نقشبندیہ اور چشتیہ کے کہ جب مرشد اس کے پاس ہوتا تو اس
کی صورت کو اپنی دونوں آنکھوں کے درمیان خیال کرتا رہے بطریق محبت اور تعظیم کے تو اس
کی خیالی صورت وہ فائدہ دیکھی جو اسکی صحبت فائدہ دیتی تھی کہ حاشیہ اس عبارت کا مولانا شاہ
عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ لکھا ہے کہ مرشد کی شرط یہ ہے کہ اصل بمقام مشاہدہ ہو
اور نورانی بہ تجلیات ذاتیہ ہو جس کے دیکھنے سے ذکر کا فائدہ حاصل ہو جو جب اس حدیث مذکورہ
کے جو اوپر مذکور ہوئی اتنے یعنی بغیر خیالی صورت ولی کے غیبت میں اور کی صورت کے خیال سے
ذکر کا فائدہ ہرگز نہیں ہوتا بلکہ موجب کثافت کا ہوتا ہے اور یہ علامت ولی کی اوپر ہر اہل تجربہ کے
اظہار میں الشمس سے لے سالک معلوم کر کہ ولی دو تاثیر سے موصوف ہوتا ہے یعنی لازمی اور متعدی
سے اور تاثیر لازمی بھی دو قسم پر ہے ایک یہ کہ تاثیر لازمی سے ولی بذات خود متاثر ہوتا ہے مگر
دوسرے پر تاثیر نہیں کر سکتا اور دوسری یہ کہ جب تاثیر لازمی کا غلبہ تمام و کمال ہوتا ہے تو ہمنشینوں
پر پڑتی ہے مگر وہ تاثیر تاہمنشینی ولی لازمی کے باقی رہتی ہے الا غیبت میں کچھ فائدہ نہیں دیتی اگرچہ طالب معتقد

اور مودب اور مہذب باخلاق حمیدہ تمام کے ہو۔ اور تاثیر متعدی بھی تین نہج پر ہے ایک تو یہ کہ تاثیر متعدی بیشک موثر قریب و بعید کے ہے مگر بایں شرط کہ مرید شائق بتقرب الہی و معتقد طریق باطن و مودب بآداب پیر و نسبت یافتہ بہ نسبت پیر کے ہو اگرچہ طالب نزدیک اپنے اس نسبت کا وقوف نہ رکھتا ہو مگر نزدیک مرشد کامل کے نسبت زدہ ہو چکا ہو تو حاصل تاثیر متعدی کے ایسے طالب کو تاثیر غیبت اور حضور میں مساوی دیتے ہیں چنانچہ فرمایا مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ نے قول جمیل میں وَإِذَا غَابَ الطَّالِبُ فَإِنَّهُمُ تَخْتَلُونَ صُورَتَهُ وَيَتَوَجَّهُونَ إِلَيْهَا اور جب کہ طالب غائب ہو تو اس کی صورت کو خیال کرتے ہیں اور اس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں یعنی غائب کو توجہ دیتے ہیں اس کی صورت کو خیال کر کے اے سالک یہ تاثیر محافظت کے طالب کے قائم رہتی ہے مگر نسبت پیر اس میں شرط ہے چنانچہ قول جمیل میں لکھا ہے وَالثَّالِثُ الرِّبَاطَةُ بِشَيْخِهِ اور یہ طریقہ وصول الی اللہ کا رابطہ اور اعتقاد کامل بہم پہنچانا ہے اپنے مرشد کے ساتھ اس کا فائدہ مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ حق یہ ہے کہ رب ہوں یہ راہ زیادہ تر قریب کا ہے مرید میں قابلیت نہیں ہوتی تو اس کی مرید محبت سے مرشد اس میں تصرف کرتا ہے فقط اور دوسری یہ کہ جب تاثیر متعدی ساتھ زور اور شور کے ہوتی ہے تو اس حالت میں ایک توجہ مرید صادق الاعتقاد کو کفایت کرتی ہے یعنی باہر طالب کو استفادہ لینے کی حاجت نہیں ہوتی ہے۔

طعنہ زند بر وہیہ سخرہ کند بر چہلہ

آنکہ تبریز و دیدیک نظر سے شمس میں

اور تیسری یہ کہ جب تاثیر متعدی بہترہ اختتام کو پہنچتی ہے تو اس حالت میں طالب ایک توجہ سے ہمزنگ پیر اور فارغ البال سلوک سے ہو جاتا ہے مگر تحمل کرنا طالب کو اس توجہ کا از بس دشوار ہے اسی واسطے ایسے صاحب نسبت طالب پر ایسی نسبت نہیں ڈالتے اور یہ نسبت سب نسبتوں سے افضل اور اکمل ہے اور ایسے صاحب نسبت ہر زمانہ میں بہت کم ہوتے ہیں۔ اے سالک جو ولی ساتھ تاثیر لازمی کے موصوف ہے وہ قابل ہدایت کے نہیں تا حاصل کرنے تاثیر متعدی کے ہے۔

دلالتا بزرگی نیساری بدست | بجائے بزرگان بناید نشست

مگر صحبت اُس کی مفید اور بہتر واسطے طالبان حق کے ہے بہ نسبت عوام کے اور یہ ولی ہدایت کرے تو تاثیر لازمی میں اُس کے نقصان ہوگا بلکہ ایسا نقصان واقع ہوگا کہ رفتہ رفتہ ریپکار اور مکار ہو جائیگا مگر جو ولی تاثیر متعدی سے مشرف ہو کر توجہ القائی کے ضبط کو حاصل کر چکا ہو تو وہ ولی قابل ہدایت کے ہے۔

گفت آن کلیم خوشین دل می بروز موج | وں سعی می کند کہ بگیرد غریق را

مگر اس حالت میں کہ کوئی شخص موصوف تاثیر متعدی بمرتبہ توجہ اصلاحی کے اُس دیا میں موجود نہ ہو تو ہدایت طالبان حق کو کرے اور آپ ورپے حاصل کرنے ضبط توجہ اصلاحی کے ہے کیونکہ بغیر حاصل ہونے ضبط توجہ اصلاحی کے گو نہ ہدایت میں اندیشہ ہوتا ہے اور اگر کوئی ہو تو طالبان حق کو اس کی طرف ترغیب اور رغبت دیکر تا حاصل ہونے ضبط توجہ اصلاحی کے طالبان حق پر آپ دست اندازی نہ کرے اور باوجود حاصل ہونے ضبط توجہ القائی اور اصلاحی کے ہدایت طالبان حق کو نہ کرے تو ناخود بعلمت علم پوشی کے ہوگا اور جو ولی ان دو صفتوں سے موصوف ہے یعنی توجہ القائی اور توجہ اصلاحی سے اس کو چاہئے کہ شب و روز ورپے حاصل کرنے توجہ اتحادی کے ہے اور اگر نہ رہیگا تو بعلمت غفلت اور کسل کے اُس سے باز پرس ہوگی مگر اس مرتبہ کا طالب طلب کے دست نہیں ہو سکتا چنانچہ فرمایا خواجہ حافظ رحمۃ اللہ نے۔

دست از طلب نیکم تا کام من برآید | یا جاں رسد بجانان یا جان تن برآید

اور جس سالک کو مرتبہ توجہ اتحادی کے ضبط کا حاصل ہو جاتا ہے تو ایسے ایسے عجائب و معجزات تصرفات اور پردوں طالبان حق کے کرتا ہے کہ زبان بشر کی ان تصرفات کے بیان سے قاصر اور عاجز ہے چنانچہ حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ سے منقول ہے کہ ایک روز آپ کے مکان پر کئی مہمان آگئے اور اُس روز آپ کے یہاں کچھ کھانے کی قسم سے موجود تھا اس واسطے اُن کو کمال تشویش ہوئی اور اُن کے کھانے کی تلاش کرنے لگے اتفاقاً ایک نانپائی کی دوکان آپ کے

مکان کے متصل تھی اس بات کی خبر پا کر ایک خوان بھرا ہوا روٹیوں کا خوب مکلف مرغن نہاری کے ساتھ آپ کے سامنے لا کر حاضر کیا آپ نے اس کو دیکھ کر نہایت خوش ہو کر فرمایا کہ مانگ کیا مانگتا ہے اس نے عرض کی کہ مجھ کو اپنا سا کر دیجئے فرمایا کہ تو اس حالت کا نخل نہ کر سکیگا کچھ اور مانگ وہ اسی بات کا سوال کئے جانا تھا اور خواجہ انکار کرتے تھے جب وہ بہت سی عاجزی کرنے لگا تو ناچار ہو کر اس کو اپنے ساتھ حجرہ میں لے گئے اور تاثیر اتحادی اُس پر کی جب حجرہ سے باہر نکلے تو خواجہ میں اور اس نانباتی کی صورت شکل میں کچھ فرق باقی نہ رہا تھا لوگوں کو پہچانا مشکل پڑا تھا لیکن اس قدر تھا کہ خواجہ ہوشیار تھے اور وہ نانباتی بیہوش اور سرشار القصد اس نانباتی نے تین روز کے بعد اسی سکر اور بیہوشی میں وفات کی رحمتہ اللہ علیہ فقط اے سالک اسی طرح کا تصرف خاکسار نے بچشم خود اوپر دو برادران دینی اپنے کے دیکھا یعنی ایک پُر تاثیر توجہ اصلاحی اور دوسرے پُر تاثیر توجہ اتحادی کا یعنی برادر محمد قمر الدین خاں صاحب کہ ساکن قصبہ مڑساں ضلع علیگڑھ کہ فی زمانہ عاشق خدا کی تھے وقت اور بے بدل زمانہ اپنے کے ہیں بخدمت حضرت میاں امان اللہ شاہ صاحب قدس سرہ کہ معروف بدیگورے تھے یہ ابن بیت حاضر ہوئے کہ اگر جناب اقدس کامل اور کامل ہیں تو آج مجھ کو مرید کریں۔ اور میرا نام پر دل شاہ رکھیں تو میں حضرت کے کمال کا قائل ہوں غرضیکہ جب برادر ممدوح حضرت کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو جناب اقدس نے معاً صورت دیکھتے ہی برادر ممدوح کی فرمایا کہ میں نے تجھ کو آج مرید کیا اور تیرا نام پر دل شاہ رکھا یہ فقط حضرت کی زبان مبارک سے سن کر برادر ممدوح نے بیہوش اور مدہوش ہو کر باہ اور فنا راہ صحرا کی لی تھی کہ تیس برس کے بعد برادر ممدوح کو گو نہ افاقہ ہوا مگر یہ افاقہ بھی اسی طرح

پے

گہ آشفته در مجلس خرقہ سوز

گہ آسودہ در گوشہ خرقہ دوز

القصد جناب اقدس و برادر ممدوح کی صورت و شکل میں کچھ فرق باقی نہ رہا مگر اس قدر کہ برادر ممدوح بصورت جوان اور جناب اقدس بصورت پیر ناواں کے تھے اور دوسرے یہ کہ برادر مولوی محمد نصیر شاہ صاحب

چھچھی رحمۃ اللہ علیہ بیچ خدمت جناب قطب الاقطاب شمس العارفین رئیس الواضلین مندر آراے
 شریعتِ حلیہ پیراے طریقت شہنشاہ عشاق والاجاہ جناب مستطاب مولانا و مرشدنا حضرت
 مولوی محمد شاہ نامدار والا تبار قدس سرہ مد اللہ ظلال فیوضہ علی رؤس المسترشدین الی یوم الدین
 آمین ثم آمین کے چھچھے سے برہنہ پایا و اب تمام ہمتن اعتقاد سے سرشار ہو کر یہ نیاز مندی
 تمام ملک پنجاب میں بمقام قصبہ سیالکوٹ کہ ملک چھچھے سے فاصلہ قریب دو کوس کے رکھتا ہے
 بوقت عصر حاضر ہو کر داخل طرق عالیہ مع ایک توجہ اُس جناب قدس کے ہو کر تا وقت عشا
 ضبط توجہ القافی اور اصلاحی کا حاصل کر کے خرقہ خلافت شریعت و طریقت کا پہن کر پرتو اندازی
 توجہ مذکوروں کے اوپر دلوں طالبان صادق الاعتقاد کے کر کے متوجہ ضبط توجہ اتحادی کے
 ہو کر علی الصبح ملک چھچھے کو سدھائے سبحان اللہ کیا انعام اور افضال اور اہمیت مرجمہ کے
 ہے کہ ہر اوننی خوشہ چین از غلامان غلام سید المرسلین و رحمۃ للعالمین مرصادق اس بیت کا ہے

آنا کہ خاک را بنظر کیمیا کنند	سگ را ولی کنند و گیس را ہما کنند
-------------------------------	----------------------------------

اے سالک انروے سلوک کے اس مرتبہ کی تاثیروں مذکورہ کے واسطے طالب میں قابلیت
 ضرور ہے اور اگر قابلیت نہ ہوگی تو طالب کو فیض ہونا محال ہے چنانچہ خواجہ حافظ رحمۃ اللہ علیہ
 در باب تاثیر کے چند اشعار اپنے دیوان میں از قلم فرماتے ہیں

گو ہر پاک بہاید کہ شود قابل فیض	ور نہ ہر سنگ کلوخے در و مرجان نشود
---------------------------------	------------------------------------

اے سالک طالب میں ابتدا کا مادہ تین طرح پر ہوتا ہے ایک تو یہ ہے کہ کسی سلوک رزید کے
 قابل ہدایت کے نہیں ہوتا اور اس کا ہدایت کرنا سالک کو محال ہے

گر جاں بد ہی سنگ سیل نہ گردد	باطنیت اصلی چہ کند بد گہ افتاد
------------------------------	--------------------------------

اور دوسرا مادہ یہ ہے کہ فیض کے قبول کی لیاقت رکھتا ہے مگر کمال جد اور جہد کے قابل

۱۰ مناسب ہیں مضمون مولانا درم شہر مست تعلیم خاں اے بار سونچ پچھو نقش خوب کردن بر کلوخ یعنی کلوخ و سنگ اصل پذیرد
 و در درمرجان نشود ۱۲ منہ ۱۰ یعنی کیفیت طالبان تین اصول سے خالی نہیں ہوتی چنانچہ اس مضمون کو امام غزالی نے احیاء العلوم اور
 کیمیائے سعادت میں یہ تفصیل لکھا ہے۔ مندرجہ

فیض کے ہوتے سے

اگویند سنگ لعل شود و در مقام صبر
اُسے شود و دلیک بخون جگر شود

اور تیسرا مادہ یہ ہے کہ فیض کی لیاقت خود رکھتا ہے بلکہ ایسے مادہ کی فیض خود جستجو کرتا پھر تلہ ہے ایسے طالب کو ہدایت کرنا بہت سہل اور آسان ہے بلکہ ایسے طالب کو تاثیر القافی تاثیر اتحادی کا مرتبہ بخشتی ہے اور مادہ دوم کو اگر تاثیر اتحادی مرتبہ تاثیر القافی کا بخشے تو غنیمت ہے چنانچہ فرمایا حضرت سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے

پریشاں شود گل بہ باد حسد
نہ ہیزم کہ نشکا فیش جز تبر

اے سالک تاثیر القافی اور تاثیر اصلاحی اور تاثیر اتحادی کے تصرف سے بڑا صدمہ اور تھرا نا اور خوف طالب کے جسم اور دل پر واقع ہوتا ہے تو طالب کو اس کے سبب سے جدا اور جذب ہو جاتا ہے اور طالب کے تھرنے اور محوف ہونے کا یہ سبب ہے کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ اپنا تقرب دیا چاہتا ہے تو اُس کو پیشتر اپنے نام کی عظمت عطا فرماتا ہے اور دوسرے کہ اللہ تعالیٰ عظمت اس اُمت مرحومہ کی اوپر دلوں کافروں اور منکروں اس مدت حقہ کے واقع کرتا ہے تاکہ وہ لوگ معلوم کریں کہ اس اُمت مرحومہ کو حق تعالیٰ سے نسبت مخصوص ہے چنانچہ وحی نازل ہونے کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی حال ہوتا تھا جیسا کہ لکھا ہے مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب فتح شاہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بیچ شرح سورہ اقرآء کے وہ عبارت یہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے وحی نازل ہونے کے وقت ایک بڑا صدمہ اور تھرا نا اور خوف آپ کے دل میں ڈالا تاکہ کسی کو خیال بناوٹ اور طاوٹ کا نہ آئے انتہا تو جو لوگ سعید ازلی تھے وہ تھرنے اور محوف ہونے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو باعث نزول وحی اور رحمت الہی کا جانتے تھے اور جو لوگ کافر منکر تھے وہ اس صفت مخصوصہ پر نقص اور اعتراض وار کرتے تھے چنانچہ اسی طرح اولیا اللہ کے محوف ہونے پر بعض بعض بہوقوف زلہ خوار فلاسفر اعتراض کرتے ہیں یعنی کوئی بہبودہ کتا ہے کہ یہ مسخو ہیں اور کوئی کتا ہے کہ یہ مجنون ہیں اور کوئی کتا ہے کہ یہ ریاکار اور مکار ہیں غرضیکہ بہر نوع درپے

تخریب عظمت اس اُمتِ مروجہ کے مستعد اور آئادہ رہتے ہیں حالانکہ علمائے محققین نے ایسا کچھ لکھا ہے کہ جس شخص سے ایسا فعل وقوع میں آئے کہ عند العقل وہ فعل از قسم محالات کے ہو تو اس فعل کے فاعل پر ساتھ لعمق کے نظر کرنا چاہئے کیونکہ یہ فعل چھ عدت سے خالی نہیں یعنی یا تو یہ فعل ارباص ہے یا معجزہ یا کرامت یا معنوت یا استدراج یا اہانت اے سالک سے معلوم کر ارباص اس خرق عادت کو کہتے ہیں کہ جو نبی سے قبل از نبوت کے واقع ہو اور معجزہ اس خرق عادت کو کہتے ہیں کہ جو نبی سے درمیان نبوت کے صادر ہو اور کرامت اس خرق عادت کو کہتے ہیں جو ولی سے ظاہر ہو اور ولی کی حقیقت او پر مذکور ہو چکی ہے یعنی جو ان صفتوں سے موصوف ہو اور اس سے کوئی ایسا فعل سرزد ہو کہ عقل اس کی حقیقت کے دریافت کرنے میں معذور اور عاجز ہو تو اس کو کرامت کہتے ہیں کہ وہ فعل جو قرآن اور حدیث کی عبارت النص و مقتضی النص و دلالة النص و اشارة النص سے ثابت اور اثبت ہو باوجود اس بات کے کہ ان چار ولیوں سے اوپر علمائے ظاہر اور باطن و فعل متفق علیہ ثابت ہو اور تمام اولیائے متقدمین اور متاخرین اور علمائے ظاہر اور علمائے باطن اس فعل کے اوصاف کے بیان میں اپنی زبان کو قاصر اور عاجز فرما دیں اور کوئی نفس پرست و لہ خوار فلاسفہ بسبب کثافت نفس اپنے کے اس فعل احسن کو نہ سمجھے اپنے کو خلاف شرع ہونے اس فعل احسن کے دلیل تصور کرے اور تمویہات فلاسفہ کے پیش لاکر اس فعل احسن کو مذموم اور معیوب زد و یک مخلوق عامہ کے کرے تو یہ اس کی محض نادالی ہے کیونکہ اسرار شریعت کسی کے فہم پر منحصر نہیں کہ جو اس کے فہم میں آئے وہ شریعت ہے اور جو نہ آئے وہ شریعت نہیں بلکہ نہ آنا دلالت اس کی جہالت پر کرتا ہے نہ کہ یہ اپنی جہالت کو عالمیت پر ترجیح دیکر سربراہ فلک رکھے لغو و بالہ منہا راست فرمایا مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے

تیک بد رویدہ شان یکیاں بنود

اشقیار ا دیدہ بینا ندود

اے سالک ان کی گریہ مسکینی پر فریب نہ کھانا یہ سیرت شیطان لشکل انسان و اگر شہباز صد نشین کو دام فریب میں لاتے ہیں چنانچہ فرمایا خواجہ عاقل رحمۃ اللہ علیہ نے

غہ مشوکہ گریہ عاجز نماز کرد

اے کبک خوش خرام کجا میری بالیت

اے سالک کا پینا اور تھمنا اور محووف ہونا عظمت الہی سے انبیا اور اولیا علیہم السلام کا قرآن اور حدیث سے ثابت اور اثبت ہے چنانچہ فرمایا اللہ تعالیٰ سورہ انفال میں اِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ اِذَا ذَكَرَ اللّٰهُ وَجِلَّتْ قُلُوبُهُمْ وَاِذَا اُنۡزِلَتْ عَلَيۡهِمْ اٰیٰتُهٗ زَادَتْهُمۡ اِيۡمَانًا نَّالَے سالک جہاں لفظ اِنَّمَا کا آنا ہے وہاں ساتھ قاعدہ نحو کے معنی حصر کے دیتا ہے چنانچہ اس آیت میں لفظ اِنَّمَا کا آنا ہے یعنی ایمان والے وہی ہیں کہ جب نام آئے اللہ کا ڈر جاویں دل ان کے اور جس وقت پڑھی جاویں ان پر آئینیں اس کی تو زیادہ کر دیں وہی آئینیں ان کے ایمان کو اتنے یعنی جس کا دل اللہ کا نام سن کر بیتاب اور بیقرار اور محووف ہو جاتا ہے وہ مسلمان ہے اور جو اس صفت سے موصوف ہے وہ دل منزل مقصود کو پہنچا۔ سحر الحقائق میں لکھا ہے کہ ایمان حقیقی ایک نور ہے بمقدار روشنی روزن کے درمیان دل بومین کے چمکتا ہے پس جب قرآن اور پر اباب قلوب کے پڑھنے ہیں تو ان کے دل کا روزن ساتھ برکت اس قرأت کے کشادہ ہو کر نور ایمان کا زیادہ تر ان کے دل میں جلوہ گر ہوتا ہے اور وہ اباب قلوب بیچ نور جمال الہی کے مستغرق ہو جاتے ہیں لکن خشیت الہی سے دل چار طرح پر متاثر ہوتے ہیں ایک تو عام اور دوسرا خاص اور تیسرا اخص اور چوتھا اخص الاخص یعنی اللہ کا نام سن کر ایسا عظمت پذیر ہوتا ہے کہ جو عظمت مخلوقی اس کے اندر غالب اور اغلب ہوتی ہے اس کے مقابل عظمت الہی سے مساوی ہو کر ہو جاتا ہے لیکن عظمت مخلوقی کو دور نہیں کر سکتا مگر اعتقاداً عظمت مخلوقی سے عظمت خدا کو از بسین عظمت جانتا ہے اور دوسرا دل یعنی خاص اللہ کا نام سن کر ایسا عظمت پذیر ہوتا ہے کہ عظمت الہی اغلب اور عظمت مخلوقی مغلوب ہو جاتی ہے اور تیسرا دل یعنی اخص اللہ کا نام سن کر ایسا متاثر ہوتا ہے کہ عظمت مخلوقی نیست اور نابود ہو جاتی ہے اور چوتھی یعنی اخص الاخص اللہ کا نام سن کر ایسا عظمت پذیر ہوتا ہے کہ مع حوالی قریب اور بعیدہ اپنے کے یعنی ہمہ تن جل بھن نیست اور نابود ہو جاتا ہے۔ چنانچہ حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ یہ نقل فرماتے ہیں کہ میں ایک روز فجر کی نماز پڑھ کر مسجد سے اپنے مکان کو آتا تھا کہ اتنا سے راہ میں ایک عورت کہ عمر اس کی تخمیناً چودہ یا پندرہ برس کی ہوگی برہنہ پا اور برہنہ سر لباس شامانہ پہنے

ہوئے ایسی حسینہ اور حمیدہ مستانہ وار نظر آئی کہ اگر میں نے نورانی نہ دیکھا ہوتا تو اس کو دیکھ کر
مفتون اور مجنون ہو کر راہ صحرا کے عدم کی لیتا جب وہ زن میر قریب آئی تو میں نے اس سے کہا کہ
اے زن سر پہ پوش اس نے کہا اے شیخ گل سرخے پوشد پھر میں نے اس سے کہا کہ تراہر کہ بیند
فریفتہ شو د اس نے کہا اے شیخ دروغ میگوئی ہر کہ مارا بیند سوختہ شو و حضرت شبلی فرماتے ہیں
کہ میں نے اس عورت کی فراست اور ذہانت پر تعجب کر کے اللہ اکبر کہا وہ اللہ کا نام منکر خاکستر ہو
خاک پر گر پڑی اور اس وقت بیچ کانوں میرے کے یہ انداز میں آسمان آتی تھی کہ آفرین صمد بن
اے دامن پوش کہ برا کثر دستار بنداں سبقت بروی اے سالک جب حضرت شبلی نے یہ حال
عورت کا دیکھا تو جبہ اور دستار کو زمین پر ٹپک کر یہ شعر پڑھتے ہوئے صحرا کے انفعال کو روانہ ہوئے

نمیدانم کرا نام بدیں صورت گرفتارم نہ من ہندو نہ من مسلم نہ من تندن بدکارم

غرض کہ جب حضرت شبلی کو وجد اور جذب سے گونہ آفاقہ ہوا تو جناب باری کی درگاہ پاک میں بصد
عجز و انکسار کے التجا کی کہ خداوند مجھ کو ایسا درد و سوز عنایت نہ ہو حالانکہ میں ایک تہمت مدید سے
اس درد و سوز کا طالب ہوں۔ آواز آئی کہ اے شبلی تو ہمارے عاشقوں کا ہادی ہے اگر تجھ کو یہ درد
سوز عنایت ہوتا تو ہدایت کون کرتا اے شبلی جیسے ہم مجرور ہیں ویسا ہی ایک ہمارا عاشق اور پرورے
زمین کے مجرور ہوتا ہے چنانچہ یہ عورت اسی مرتبہ میں تھی یعنی ایک بار اس نے ہمارا نام سنا عشق
ہوئی اور دوسری بار سکر جان تن سے قربان ہوئی اتنے لیکن تہ اولیٰ میں یعنی جب عظمت
مخلوقی اور عظمت الہی مساوی ہوتی ہے تو اس حالت میں جمال و نون جانب ہے یعنی یا تو طالب منزل مقصود
کو پہنچا یا درمیان میں مارا گیا کیونکہ یہ منزل طے کرنا سالک کی زمین شوار ہے چنانچہ فرمایا جہا نظر رحمۃ اللہ علیہ نے

راہ سخت است گریار شو و لطف خدا ورنہ آدم نبرد صرفہ ز شیطان رجم

اے سالک یہ زلہ خوار فلاسفہ ایسی حالتوں اور کیفیتوں عاشقان حق سے منکر اور مانع ہیں حالانکہ یہ انکار
ان یہودوں کا قرآن اور حدیث اور خلاف فعل اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلاف
قول اولیا رحمہم اللہ ہے چنانچہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے سورہ زمر میں آیت شریح اللہ عندہ

بِإِسْمَاءِ رَبِّهِمْ عَلَىٰ خَيْرٍ مِّنْ رَبِّهِمْ قَوْلٌ لِّلْقَائِيَةِ قُلُوبُهُمْ بِمِنْ ذِكْرِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ فِي
 مَلَائِكَةٍ يُسَبِّحُونَ اللَّهَ تَزَلُّ أَحْسَنَ الْحَدِيثِ كِتَابًا مَّتَّشَابِهًا مَّتَّشَابِهًا تَقْشِيرُ
 مِنْهُ جُلُودُ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِينُ جُلُودُهُمْ قُلُوبُهُمْ إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ
 ذَلِيلًا هُدَىٰ اللَّهُ يَهْدِي بِهِ مَنْ يَشَاءُ وَمَنْ يُضِلِّ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ حَافٍ
 ترجمہ بجا جس کا سینہ کھول دیا اللہ نے مسلمانوں پر سو وہ اُجالے میں ہے اپنے رب
 کی طرف سے سو خرابی ہے جن کے دل سخت ہیں اللہ کی یاد سے وہ پڑے پھرتے ہیں بہکے
 صریح اللہ نے آپاری بہتر بات کتاب کی آپس میں ملتے و دہراتے ہوئے بال کھڑے ہوتے
 ہیں اُس سے کھال پر اوپر اُن لوگوں کے جو ڈرتے ہیں اپنے رب سے پھر نرم ہوتی ہیں اُن کی
 کھالیں اور ان کے دل اللہ کی یاد پر یہی ہے راہ دنیا اللہ کا اسی طرح راہ دیتا ہے جس کو چاہے
 اور جس کو راہ بھولائے اللہ اُس کو کوئی نہیں سمجھانے والا اللہ سے حضرت امام قشیری قدس سرہ
 نے لکھا ہے کہ مومنین کے دل بہت الہی سے تھرتے ہیں اور ان جناب الہی سے ساکن ہوتے
 ہیں اور یہ بھی لکھا ہے کہ یہ لرزہ اور آرام قبض اور ربط کے آثار سے ہوتا ہے یا استار اور تجلی کے
 باعث سے وقوع میں آتا ہے کشف آثار میں لکھا ہے تَقْشِيرُ مِنْهُ جُلُودُ بَتْدِيَانِ بِأَهْ كِي
 صَفْتِ بِي تَلِينُ جُلُودُهُمْ وَقُلُوبُهُمْ سِ وَهُ لُوك مَرَادِيں جُونُو اِخْتِكَانِ لَطْفِ اَلِهِي هِيں لَعْنِي جُو
 لطف الہی سے مشرف ہیں۔ اے سالک وجد اور جذب اولیا اللہ کا قرآن سے بخوبی ثابت ہوا
 اب وجد اور جذب اصحاب سہل کا اور اولیا سے مقبول الہی پر نظر کر کہ کوئی ولی اللہ اور کوئی کتاب اولیا
 اللہ کی جذب اور وجد کی تعریف سے اور اُس کے منکر کی مذمت سے خالی نہیں چنانچہ شاہ عبدالحق
 محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مرج البحرین میں درباب ثبوت وجد اور جذب اولیا اللہ اور اصحاب کرم مع
 آیات از تصنیف اپنے کے یہ عبارت نقل فرماتے ہیں مگر غلبہ حال مسکرو وجد صحابہ رضی اللہ عنہم غیر غلبات
 حال بود و مستی ہا بود و آخر تو اجد و رقص بلال در مسجد وقت نزول پر آئی یہ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ
 و منع عمر ابن الخطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم از صلح کفار در روز حدیبیہ عدم شکر و امتثال حضرت عائشہ صدیقہ

اذا حضرت در نزول قرآن و طهارت ذیل حال و سے رضی اللہ عنہا اور قصہ انکے قول معاذ بن جبل
 ترو جریان ذکر و بار کہ سے رحمت است مر این اُمرت را خداوند معاوڑا و اہل معاوڑا ازین رحمت
 فراموش مکن و قول او در وقت طریان اغما و سکر ات موت اُخْتَقُ خُنْقُكَ فَوَعِظَتِكَ
 كَتَلَمَّ اِنِّي اُحِبُّكَ ۛ

بیست حالت برباب کمال
 بیچ نایافته و ز خود اثر سے
 یا خود از کوشش آن بس ووری
 ہر کسے قابل کار و گرسرت
 از جہاں منکر این کار مرو
 کوشش و سوزش و عشق ایشان را
 زین طلبہا چہ تعبہا دارند
 این ہمہ بہر چہ بشتافتہ اند
 مال اسباب فدا سازی صیت
 عقل کو درک جو اس تو کجاست
 معتقد باش بہار ایسانے

اے کہ از کش مکش قال و مقال
 نشیدی ز کساں جز خبر سے
 قابل کار نہ مسزوری
 باش کیں راہ گذارے و گرسرت
 لیکن اندر پئے افکار مرو
 بنگر این حالت در و ایشان را
 کہ ورین رہ چہ طلبہا دارند
 زین طلب گرنہ خدا یافتہ اند
 در طلب این ہمہ جان بازی عیست
 کشف اگر نیست قیاس تو کجاست
 پاسے از نیست ترا وجد لے

انتہی۔ ابیات حضرت فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کے یہ ہیں ۛ

دورے دورے دل عطار را
 بہتر از ہر دوسرا حاصل ترا

کفر کافر او دین و پیدار را
 ذرہ درو خدا حاصل ترا

ۛ عصمت و طہارت حضرت عائشہ صدیقہ در قرآن مجید واقع است ہر گاہ حضرت رسول کریم صلعم عائشہ صدیقہ را خبر کردند انان آیات
 فرمودند کہ شکر خدا بجا آ کہ در طہارت تو این آیت نازل فرمود است صدیقہ را حالتے پیدا شد کہ وہاں حالت بے اختیار بزبان او شان این مضمون
 جاری شد کہ من شکر گزار شامیستم کہ شمارا برگفتہ دیگر آن آخر شبہ شدہ بود۔ ۛ گوئی گویا میں یعنی گواہا یا گویا میں تیری طرف سے تمہے تیری عزت
 کی کہ مقرر تو جانتا ہے کہ میں پیار کرتا ہوں تجھے +

Handwritten text in two columns, likely a list or index of names or titles.

Handwritten header or section title.

Handwritten text in two columns, continuing the list or index.

Handwritten header or section title.

Handwritten text in two columns, continuing the list or index.

Main body of handwritten text, possibly a detailed list or a paragraph of text.

کے غالب آیا تو عظمت مخلوقی مغلوب اور عظمت الہی غالب ہو جاتی ہے تو بہ سبب پر تو انڈازی
عظمت الہی کے طالب میں ایسی ایک بہت بلند پیدا ہو جاتی ہے کہ دنیا اور کسی اور دنیا کی عظمت
اس کے دل میں نہیں سماقی بلکہ سلطنت کی عظمت حاصل کو چھوڑ کر عظمت الہی کا گد ابن کر سلطنت
بشرے کو حاصل کر کے یہ بیت حسب حال اپنے کے پڑھتا ہے ۵

محراب جہاں جمال خسارہ ماست

سلطان جہاں درول بچارہ ماست

بعد اس کے تمام نبی آدم ہمدگر کو ساتھ مضمون تقدیر کرنا بیان مولانا سے روم رحمۃ اللہ علیہ
کے ہدایت کرتا ہے ۵

اوم مسجود را نشناختی

اسپہرمت سوے آخر تاختی

یونس محبوب از نور صبح

ایں جہاں دریا و تن ماہی و روح

ورنہ دروے مضم گشت و ناپدید

گر سح باشد از ماہی رہید

اے سالک میان اس زمانہ کے اکثر بشر ساتھ خیال فاسد اور گمان دروغ اپنے کے دین حق سے
فارغ البال اور آسودہ ہو کر بیٹھ رہے ہیں اگر دین ساتھ اس آسانی کے ہوتا جیسے کہ یہ بیوقوف
لوگ جانتے ہیں تو جگر انبیاءوں کے دریاے رحمت الہی سے ہرگز آب نہ ہوتے اور دل اولیاءوں باکمال
کے تہا زت عظمت آفتاب الہی سے ہرگز کباب ہوتے ۵

اوجہ و اند عشق را و درو را

ناچنین کاسے نیفتد مرد را

مردہ تو عشق را کے لائق

تو نہ کار افتادہ نے عاشقی

اے سالک باوجود اس جلالت نبوت اور خلعت کے حضرت پرہیم علیہ وعلیٰ نبینا الصلوٰۃ والسلام کو
جب اپنی خطایا و آتی تو بیہوش ہو جاتے اور اندوہ اور جوش دل مبارک آنحضرت کا در فرسنگ سے
سنا جاتا اور جبرائیل علیہ السلام اسی وقت نازل ہوتے اور فرماتے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے
خیل تو نے کمین کیا دیکھا ہے کہ دست سے دست ڈرے تو طیل الرحمن علیہ السلام فرماتے
سچ ہے اے انجی لیکن جب مجھ کو اپنی خطایا و آتی ہے تو عظمت الہی سے خلوت خلعت کو بھول جاتا ہوں

ازاں حضرت در نزول قرآن و طهارت ذیل حال و سے رضی اللہ عنہما در قصہ افک و قول معاذ بن جبل
 ترو جہ بیان ذکر و بار کہ و سے رحمت است مر این اُمرت را خداوند معاو را و اہل معاو را ازین رحمت
 فراموش مکن و قول او در وقت طریان اغما و سکر ات موت اُخْتَقُ خُنْقُكَ فَوَعِزَّتِكَ
 كَتَلَّمْنَا بِئِيْ اُحْيٰكَ ۝

اے کہ از کیش مکش قال و مقال نشیدی ز کساں جز خبرے قابل کار نہ مسزوری باش کیں راہ گزے و گرت لیکن اندر پئے افکار مرو بنگر این حالت در و پیشاں را کہ دریں رہ چہ طلبہا دارند زین طلب گرنہ خدا یافتہ اند در طلب این ہمہ جان بازی ^{حسیت} کشت اگر نیست قیاس تو کجاست باے از نیست ترا وجد لے	نیستت حالت برباب کمال بیچ نایافته و ز خود اثرے یا خود از کوشش آن لب و زوری ہر کسے قابل کار و گرت از جہاں منکر این کار مرو کوشش و سوزش و عشق ایشان را زین طلبہا چہ تعبہا دارند این ہمہ بہر چہ پشتافتہ اند مال و اسباب فداسازی ^{حسیت} عقل کو ورک جو اس تو کجاست مقتدر باش بہار ایسانے
--	--

استغفر - ابیات حضرت فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کے یہ ہیں ۝

کفر کا قرآ و دین و پیدار را ذرہ در و خدا حاصل ترا	درہ در و سے دل عطار را بہتر از ہر و دوسرا حاصل ترا
--	---

۱۰۰ عصمت و طہارت حضرت عائشہ صدیقہ در قرآن مجید واقع است ہر گاہ حضرت رسول کریم صلعم عائشہ صدیقہ را خبر کردند اناں آیات
 فرمودند کہ شکر خدا بجا آ کہ در طہارت تو این اہمیت نازل فرمود است صدیقہ را حالتے پیدا شد کہ وہاں حالت بے اختیار بزبان او شان این مضمون
 جاری شد کہ من شکر گزار شامیستم کہ شما بارگفتہ دیگر اں آخر شبہ شدہ بود + ۱۰۰ گوئی گویا میں تیری طرف سے تم ہے تیری عزت
 کی کہ مقرر تو جانتا ہے کہ میں پیار کرتا ہوں تجھے +

ذره عشق از ہمہ آفاق بہ در حاصل کن کہ در ماں دست گر شو داین در و امنگیر تو در گذر از زاہدی و سادگی قدسیان عشق بہت رویت ہر کرد دست در ماں مباد	ذره درد از ہمہ عشاق بہ در و عالم واروے جان در دست بس بود این درد اتم پیر تو در باید درد کار اقتادگی در در اجزا آدمی در خورد نیست وانکہ در ماں خواہد جاننش مباد
---	---

مولانا کے روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ۵

اے خنکے کہ آن گریبان دست بر محمد چون ابو بکر نہ نکو چوں نہ بدبو جہل از صاحب درد آتش است این باگے نیست باد	وے ہاپوں دل کہ آن بریان دست دید صدش گفت ہذا صا و تو دید صد شفق القمر باور نہ کرد ہر کہ این آتش نثار و نیست باد
--	---

حضرت سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ۵

مکن عیب و بولیش حیران دست شتر را چو شور و طرب سر است	کہ غرق است اناں میز نیا دست اگر آدمی را نباشد خراست
---	--

غرض کہ اے سالک تمام کتابیں اولیائے با کمال اور علمائے را سخین کی درد سوز الہی سے
مالا مال ہیں کیونکہ درد بغیر اخلاص اور اخلاص بغیر حضور اور عظمت الہی کے سالک کے دل میں پیدا
نہیں ہوتا اور بغیر حضور کے عبادت مقبول نہیں چنانچہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لا
صلوات الا بحضرت القلب یعنی نماز نہیں ہوتی مگر ساتھ حضور قلب کے انتہی اور حقیقت عظمت
مخلوقی کی یہ ہے یعنی عظمت مخلوقی جو ہر نفس ہے اور قبول کرنا عظمت مخلوقی کا خصائص نفس
ہے اور عظمت الہی جو ہر روح ہے اور قبول کرنا عظمت الہی کا اوصاف روح سے ہے۔ اے سالک
معلوم کر کہ طالب حق اور نفس سرکش سے اس جا پر محار بہ اور مجاہدہ عظیم و پیش آتا ہے اگر طالب پر نفس سرکش

تھا تو میری کیا حقیقت ہے کہ عظمت الہی سے متغیر الحال ہوں۔ اے غافل و کچھو شیران حق کا
عظمت الہی سے یہ حال ہے تو ماوشمالی کیا حقیقت کہ عبادت رسمی پر اعتماد کر کے شاد اور خندا
بحال خود رہیں۔

آں ہو کے کہ پیش ازین باشد | رسم و عادت بود نہ وہیں باشد

نقل ہے کہ ایک روز حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ عظمت الہی سے متحیر اور بیقرار ہو کر اپنے مکان سے
غائب ہوئے تو مرید اس شیخ بالکمال کی تلاش اور جستجو میں سرسیمہ جا بجا پھرنے لگے اس حالت
میں کسی شخص نے مریدان باصفا کو خبر دی کہ پیر تمہارے بلباس مخنثوں کے درمیان مخنثوں کے
بیٹھے گریہ وزاری کرتے ہیں مریدان باوقایہ سن کر باہ و فغان افتاب خیزاں مکان مذکورہ کی طرف
گئے تو دیکھا کہ حقیقت میں دریا بے حیرت اور حسرت میں متغرق بیٹھے رو رہے ہیں یہاں دوقالاً غنقا
نے باداب و بصدعجز و نیاز کے امام وقت سے عرض کی کہ اے شیخ وقت یہ کیا حال ہے۔
حضرت شبلی نے فرمایا کہ میں نے اپنی حقیقت آج معلوم کی کہ میں نہ مرد ہوں نہ زن کیونکہ مرد ہوتا
تو مثل جنید کے ہوتا اور اگر زن ہوتا تو مثل رابعہ کے ہوتا اس سے معلوم ہوا کہ مخنث ہوں اور
مخنث کا رہنا مخنثوں میں بہتر ہے یہ کہہ کر شیخ معہ مریدوں کے تواجداور شواغف کے دراکر مثل ان
ایات کے بہ آواز خوش مثل الحان واووی کے پڑھ کر تمام ذی روح اور جادات اور نباتات کو عظمت الہی
سے سوختہ اور بریاں کر کے بہ آہ و فغان صحرا کو سدھائے۔ ایات یہ ہیں۔

تانا کروے کشتہ نفس کا فرم
تانبوے جنبش و آرام من
مسلمان جرجہاں کتر فتاد است
کجا تورہ ہی آسجا کہ دین است

کاشکے ہرگز نہ زاوے ماورم
کاشکے ہرگز نہ بودے نام من
ازیں کافر کہ مارا اور نہ ماواست
ترانا نفس کا قرو رکین است

اے سالک ظاہر بیناں اور صورت پرست ایسے شخصوں کو دیوانہ اور مجنون کہتے ہیں اور حالانکہ یہ
سب مجنون اور دیوانے ہیں الا فرق ہے کہ وہ دیوانہ الہی اور یہ دیوانہ دنیا۔ اے سالک نہ وہیک

اس طائفہ کے صورت کا کچھ اعتبار نہیں مگر باطن کا چنانچہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ
بیچ گنج الاسرار کے فرماتے ہیں۔ بدانکہ مردم صلاحیت علم ظاہر و ادما عمل اخلاص انداز و مومن نسبت
و عمل بے اخلاص بیچ منفعت و فائدہ نہ کند زیرا کہ فرداے قیامت حق تعالیٰ از علم نخواہد پرسد
اما از عمل اخلاص خواہد پرسد انتہا ۵

ترک صورت گیر و در عشق صفت	تا بتابد آفتاب معرفت
---------------------------	----------------------

یہ نقل حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مرج البحرین میں بیان فرمائی ہے کہ
ایک روز حضرت شبلیؒ نزد یک ابو بکر مجاہدؒ کے کہ علامہ عصر اپنے کے تھے تشریف لائے جب نظر
ابو بکر کی حضرت شبلیؒ پر پڑی تو اٹھ کر درمیان دونوں چشم شبلیؒ کے بوسہ دیا اور ساتھ تعظیم عام کے
اپنے برابر بٹھالیا ایک جماعت فقہا کی گرد ابو بکر کے بیٹھی تھی اس نے ابو بکر سے کہا کہ تم شبلیؒ کی ایسی
تعظیم کرتے ہو حالانکہ تم اور تمام ذی علم بغداد کے اس کو دیوانہ کہتے ہیں ابو بکر نے کہا یہ تعظیم میں نے
نہیں کی بلکہ آج رات کو میں نے خواب میں دیکھا کہ شبلیؒ حضرت سالتاب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
بابرکت میں حاضر ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شبلیؒ کو دیکھ کر اٹھے اور درمیان چشم شبلیؒ کے
بوسہ دیکر برابر اپنے بٹھالیا میں نے حضرت عوف کی کہ یا رسول اللہ شبلیؒ کس افعال سے مستحق
اس اکرام اور تعظیم کا ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ ہر نماز کے بعد اس آیت کو
پڑھتا ہے اور میرے اوپر رو پھیجتا ہے انتہا۔ اے سالک عاشقان حق کی قدر عاشق الہی
خوب جانتے ہیں اور صورت پرست بہ سبب بے انصافی کے نور باطن اس گروہ عالیہ سے اعلیٰ
ہے ورنہ سو صورت پرست عالی مقام سے ایک اونے اہل باطن اعلیٰ اور ارفع ہے چنانچہ
فرمایا خواجہ حافظ رحمۃ اللہ علیہ نے ۵

کافران رہ عشقیم اگر انصاف است	صد مسلمان تو اے خواجہ و یک کا فر ما
-------------------------------	-------------------------------------

اے سالک ہر عبادت میں اخلاص شرط ہے بقول حضرت سعدی رحمۃ اللہ علیہ ۵

عبادت با اخلاص نیت نکوست	وگرنہ چہ آید بے مغز پوست
--------------------------	--------------------------

اور ظاہر ہے کہ بغیر اخلاص کے عبادت ایسی ہے جیسے تصویر بجان چنانچہ یہی عفت مقبول
 ہوئے حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ کی آیہ خوانی اور درود رسانی کا ورنہ تمام مسلمان قرآن خوانی اور درود
 رسانی کیا کرتے ہیں اور اخلاص و چیز سے پیدا ہوتا ہے یعنی الفت یا عظمت کے لیکن مرتبہ الفت مقدم
 ہے اور پر عظمت کے یعنی بغیر طے کرنے مرتبہ الفت کے عظمت پیدا نہیں ہوتی اور بغیر عظمت کے
 اخلاص حاصل نہیں ہوتا اور الفت کی علامت جدا اور سکر ہے اور اس مرتبہ میں سلوک کر الہی اور موت
 ابیض کا ہے اور عظمت کی علامت محو اور صحو ہے اور سلوک میں مرتبہ میں موت سود اور ذکر الہی کا ہے
 اور اخلاص کی علامت ہے جمع الجمع بغیر فرق کے اور اس مرتبہ میں سلوک ہے موت احمد اور اخضر و ذکر
 الہی کا حشر کہ سالک کو ان مرتبوں کی عادت ہو جائے بعد اس کے ایسے بشر کو یعنی جو ان تہوں کو رہے
 موصوف ہو جاتا ہے اس کو حقیقتاً لے اپنی مخلوق کا ہادی گردانتا ہے چنانچہ فرمایا حق تعالیٰ نے
 وَمِمَّنْ خَلَقْنَا أُمَّةً يَهْتَدُونَ بِالْحَقِّ لَسَالِكٍ أَيْسَهُ يَدُلُّونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ حَقَّتْ لِهَؤُلَاءِ
 بختا ہے کہ اگر انسان سو برس تک عبادت کرے تو وہ اثر پیدا نہ ہو جو ان تین بار کے کہلانے
 اور بتلانے میں ہوتا ہے چنانچہ حضرت شیخ فرید الدین عطار اور حضرت سحیہ منیری رحمۃ اللہ علیہما اپنے
 ملفوظات میں یہ نقل فرماتے ہیں کہ ایک روز حضرت شبلیؒ بوقت صبح کسی طرف کو تشریف لے جاتے تھے
 اور اس راہ پر ایک زاہد مصلیٰ پر بیٹھا ذکر الہی میں مشغول تھا شیخ دیکھتے ہوئے جائے مقصودہ پر جا کر واپس
 آئے تو دیکھا کہ زاہد اسی طرح مصلیٰ پر بیٹھا ذکر الہی کرتا ہے شیخ مریدوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے کہ این زاہد
 چہ بقی و حق حق میکند مریدوں نے سبب بفت کر کے کچھ جواب دیا مگر زاہد نے بہ سبب تنگ فی کتابت
 لاکر پیش نظر شیخ کے ہو کر شیخ وقت کے کہا کہ شبلیؒ میں تجھ کو گروہ صالحین سے جانتا تھا مگر آج تیری حقیقت
 مجھ پر ظاہر ہوئی کہ تو گروہ صالحین سے نہیں کیونکہ اگر ہوتا تو ایسا کلمہ بے ادبی کا ہرگز نہ کہتا شیخ با کمال
 نے اس زاہد سے کہا تو کس کا ذکر کرتا ہے زاہد نے کہا اللہ تعالیٰ کا شیخ اللہ تعالیٰ کا نام سُنکر
 بیقرار بیتاب مثل ہی بے آب کے ہو کر زاہد سے کہنے لگا افسوس صد افسوس لفظ حق حق اور بقی بقی

۱۰ ابیض یعنی ذکر کرنے میں ۱۰ سود یعنی ایذا دہی خلق پر تحمل ہونا ۱۰ یعنی موت احمد اور اخضر پارہ پوسیدہ و مرقع پوشیدن کہ آسانی میں شہرہ

نے تجھ کو بقرار اور بی تاب کر دیا اور عظمت نام الہی سے لاکھوترا اور متغیر حال ہو گیا کہ پشیر مصلے پر بیٹھا
 ذکر الہی کرتا تھا ویسے ہی تجھ کو پھر مصلے پر بیٹھا مثل طوطے کے پڑھتے پایا حالانکہ حق تعالیٰ ایسا کچھ
 فرماتا ہے وَلَوْ أَنزَلْنَا هَذَا الْقُرْآنَ عَلَىٰ جَبَلٍ لَّرَأَيْتَهُ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللَّهِ زائد نے شیخ کا
 کلام شکر شیخ وقت سے عرض کی کہ انے شبلی ایسے طریقہ پر اثر سے مجھ کو بھی آگاہی بخش شبلی نے زائد سے
 فرمایا لگو اللہ بگو اللہ تین بار زائد نے تین بار شیخ با کمال کے ساتھ اللہ اللہ اللہ کہا اور جبہ اور دستار
 پھینک کر باہ و فغان صحرائے وحشت کو روانہ ہوا راست فرمایا مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے

<p>منزل او بر زبان اولیا است چشم او بر غیر ہرگز روانہ شد محبت شان خاک را کسیر کرد ہر کہ با ایشان نشیند یک دم ہر کہ خواہد ہمنشین با خدا طالبان در راہ حق خون خورده اند لاجرم در بندگی سلطان شدند</p>	<p>دروں اور زو شب یاد خدا است قطرہ او جز سوسے دریانہ شد لطف شان بر ہر ذلے تاثیر کرد روز فروا او کجا دارو غمے او نشیند در حضور اولیا بندگی و حق گذاری کردہ اند مہتر خلق جہاں ایشان شدند</p>
<p>اے سالک یہ زلہ خوار فلاسفہ اور متفقہ قسوت دل اور متصوف بے ملل اور عوام کالا نعام ایسے تصرفات اولیائے با صفا سے شغوب ہو کر یہ نسبت ہادی کے سحر اور طالب موثر کو زیادہ پوانگی فسوب کر کے دشمن جاں طالبان حق کے مثل شیخ نجدی کے ناحق ہو جاتے ہیں اور یہ بیہودہ یہ نہیں جانتے کہ فہم و اکروں کا فہم غفلوں سے افضل و بہتر ہے چنانچہ مولانا روم فرماتے ہیں</p>	
<p>اہل دل را ذوق و فہم و پیکر است ہر کہ را آن فہم در کار افگند</p>	<p>کال ز فہم ہر دو عالم بہتر است خویش را در بحر اسرار افگند</p>
<p>باوجود اس بات کے یہ بیہودہ اپنے تئیں دائرہ اسلام میں گروانتے ہیں اور یہ نہیں جانتے کہ یہ تصرفات اولیا میں تصرفات محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں یعنی جو معجزہ آنحضرت صلعم باقی ہے وہ اولیا</p>	

کے دل سے اجزا ہوتے ہیں واسطے عظمت دین حق کے چنانچہ علماء محققین نے اسی واسطے لکھا ہے کہ جو کرامت اولیا سے منکر ہے وہ کافر ہے کیونکہ یہ لوگ نبوت کی دلیل ہیں اور جب دلیل میں نقص آئے تو مدلول میں نظر ظاہر کے نقص لازم آتا ہے لغو وباللہ منہا اور یہ یہود وہ اس وقت دین اور مصلحت اسلام سے دیدہ و دانستہ چشم پوشی کر کے باب روا اور قرح کا باز کر کے ایسا فتنہ اور فساد دین حق میں برپا کرتے ہیں کہ کوئی ولی اللہ زمان سول اللہ صلعم سے اس زمانہ تک بقول ان یہودوں کے ثابت نہیں ہوتا کیونکہ یہ یہود وہ کہتے ہیں کہ طریقہ پیری اور مریدی کا بدعت ہے اور خلاف شریعت اور وسیلہ طلب کرنا درمیان راہ حق کے شرک ہے حالانکہ کوئی عالم ظاہر اور باطن اور اولیا متقدمین اور متاخرین اس طریقہ محمودہ اور وسیلہ سے خالی نہ تھا تو گویا ان یہودوں کے نزدیک ولایت تو درکنار کوئی مسلمان بھی باقی نہ رہا حالانکہ یہ عقیدہ ان احمقوں کا خلاف طریق سنت و جماعت کے ہے لغو وباللہ منہا اے سالک داخل ہونا بیچ سلاسل اولیا اللہ اور طلب کرنا وسیلہ بیچ راہ حق موجب حسنات اور برکات اور تقرب الہی کا ہے نزدیک جمع علماء ظاہر اور باطن متقدمین اور متاخرین کے از روئے قرآن اور حدیث اور اجماع اور قیاس کے دلیلوں سے چنانچہ فرمایا حضرت عائشہ نے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ

یعنی اے ایمان والو اور اللہ سے اور طلب کرو تم طرف اُس کے وسیلہ اور کوشش کرو بیچ راہ اُس کی کے تاکہ فلاح کئے جاؤ اسی اے سالک تمام علماء ظاہر اور باطن فرماتے ہیں کہ وسیلہ سے مراد یہاں پیر ہے یعنی وہ پیر جو اپنے خصائل و رزائل کو باخلاق حمیدہ ساتھ ذکر اور شغل عظمت الہی کے مندرج کر کے درپے شریعت اور طریقت میں مستغرق ہو کے در وحدت حاصل کر چکا ہو چنانچہ فرمایا حضرت عائشہ نے

وَاصْبِرْ لِنَفْسِكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ وَلَا تَقْدُ عَيْنُكَ عَنْهُمْ

یعنی ضبط کر نفس اپنے کے تئیں ساتھ ان لوگوں کے یاد کرتے ہیں پروردگار اپنے کے تئیں روز و شب ساتھ اخلاص کے اور مت پھیر آنکھوں اپنی کے تئیں ان سے اور حضرت ابیلم قشیری رحمۃ اللہ علیہ بیچ کتاب اپنی کے فرماتے ہیں کہ فرمایا حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کہ

جو شخص شدہ رکھے مرشد اس کا شیطان ہے اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ فرمایا جناب سول صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تم دیکھو ایسے بندہ کو کہ زہد کیا گیا ہو بیچ دنیا کے اور کلام کمتر کرتا ہو تو رہو تم بیچ صحبت اس کی کے کیونکہ حقیقتاً اس کو حکمت تعلیم کرتا ہے انتہی یعنی وہ حکمت جس سے بندہ درگاہ الہی کا مقرب ہو جاتا ہے بلکہ اس مقرب حقیقی سے لاکھوں بندگان خدا مقرب الہی ہو جاتے ہیں جیسے حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے اس اہد خشک کو ایک آن میں عاشق باللہ بنا دیا اے سالک ایسی حکمتیں اللہ تعالیٰ اپنے عاشقوں کے دل میں لٹا لیا کرتا ہے خبردار کسی بیوہ کے کمنے سے کفش برداری اور آستانہ بوسی ان بزرگان دین کی ہرگز ترک کرنا بقول خواجہ حافظ رحمۃ اللہ علیہ کے

حافظ جناب پیرمغان جانے ولتست	من ترک خاک لوسی این درنمے کنم
واعظ بہ طنز گفت حرام سرتے مخور	گفتم کہ چشم و گوش بہ زرنمے کنم

اے سالک بعض بیوہ کہتے ہیں کہ زمانہ خلفاء میں بیعت جہاد تھی اور اسوے جہاد کے بیعت درست نہیں اے سالک بھی ان کا کہنا مکر اور فریب سے خالی نہیں کیونکہ تمام علمائے ظاہر اور باطن اور اولیائے متقدمین اور متاخرین مستندوں نے لکھا ہے کہ بیعت لینا آنحضرت صلعم کا حدیث سے بہت طرح پر ثابت ہے چنانچہ قول میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث رحمۃ اللہ علیہ بہت سی حدیثیں اس باب میں تحریر فرماتے ہیں وَاسْتَفَاضَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ النَّاسَ كَانُوا يُبَايِعُونَ تَادَةً عَلَى الْحِجْرَةِ وَالْجِهَادِ وَتَادَةً عَلَى الْمَسْئِكِ بِالسُّنَّةِ وَالْإِجْتِنَابِ عَنِ الْبِدْعَةِ وَالْحِرْصِ عَلَى الطَّاعَاتِ كَمَا مَخَّ إِنَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَايَعَ نِسْفَةً مِنْ الْأَنْصَارِ عَلَى أَنْ لَا يُنْحَنَ أَقَامَةٌ أَدَكَانَ الْإِسْلَامِ وَتَادَةً عَلَى الثَّبَاتِ الْقَرَارِ فِي مَعْرَكَةِ الْكُفَّارِ وَحَدِيثٌ مَشْهُورٌ فِي مَنْقُولٍ هُوَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ كَيْفِ بَيْعَتِ كَرْتِ تَحْتِ أَنْحَضْرَتِ صَلَعْمِ سَعِ كَبْحِي هَجْرَتِ أَوْرِ جِهَادِ پُرِ أَوْرِ گَا سَعِ أَقَامَتِ أَرْكَانِ إِسْلَامٍ لَعْنِي صَوْمِ أَوْرِ صَلَوَاتِ أَوْرِ حَجِّ أَوْرِ زَكَاةِ پُرِ أَوْرِ گَا سَعِ ثَبَاتِ أَوْرِ قَرَارِ مَعْرَكَةِ كُفَّارِ بِسَبْحِ جَنَانِ بِسَبْحِ الرِّضْوَانِ أَوْرِ كَبْحِي سُنَّتِ نَبَوِيِّ كَعِ تَمَسَّكَ پُرِ أَوْرِ بَدْعَتِ سَعِ بِسَبْحِ پُرِ أَوْرِ عِبَادَاتِ كَعِ حَرْبِ لَعْنِ أَوْرِ رَشَائِقِ هَوْنِ پُرِ خِيَانِ بِسَبْحِ

بروایت ثابت ہوا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت لی انصار یوں کی جو لوگوں کے نوحہ
 نہ کرنے پر ورنہ وہی ابن ماجہ ائہ بایع ناسا من فقراء المهاجرین علی ان لا یسئلون الناس شیئا
 فكان احدہم یسقط سوطہ فی نزل عن قومہ فی اخذہ ولا یسئل و احدہما اور ابن ماجہ
 رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چند محتاج مہاجرین سے
 بیعت لی اس پر کہ لوگوں سے کسی چیز کا سوال نہ کریں سو ان میں سے کسی شخص کا یہ حال تھا کہ اس کا کوزا
 گر جاتا تھا تو اپنے گھوڑے سے اتر کر اس کو اٹھا لیتا تھا اور کسی سے کوزا اٹھا دینے کا بھی الٹ کرنا
 تھا اتنے چنانچہ در باب بیعت کے یہ آیت چھبیسویں پارہ سورہ فتح میں حقیقی لائے فرمائی
 ہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ اِنَّمَا یُبَایِعُونَ اللّٰهَ یَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْہِم مِّنْ تَحْتٍ فَا مَنَّا
 بِیْكَ عَلَىٰ نَفْسِہِہِ وَمَنْ اَوْفَىٰ بِمَا عَاهَدَ عَلَیْہِ اللّٰهُ فَسَیُؤْتِیْہِ اَجْرًا عَظِیْمًا مِّمَّنْ قَدْ جَاءَ بِبِیْعَتِہِ
 میں تجھ سے اے محمد صلعم وہ اللہ سے بیعت کرتے ہیں اللہ کا دست قدرت ان کے ہاتھوں پر ہے
 جو عہد شکنی کرتا ہے تو اپنی ذات کی مصرت پر عہد توڑتا ہے اور جس نے پورا کیا اس کو جس پر اللہ سے
 قول کیا تھا تو عقرب اس کو اجر عظیم عنایت کرے گا اتنے اے سالک بھی معلوم کر کہ بیعت نزدیک
 علمائے محققین کے مسنون ہے واجب نہیں لیکن ایسی سنت ہے کہ جس کے سبب بندہ مقبول الہی ہو جائے
 اور کوئی ولی بغیر ادا کرنے اس سنت کے ولی نہیں ہوا اور کوئی اگر ہوا بھی تو نشا و نوا درہے اور منکر اس
 سنت کے رد فرض اور معتزلہ میں اتنے اے سالک بعضے یہ وہ کہتے ہیں کہ اس زمانہ میں کوئی ولی نہیں اور جو
 اس میں داخل ہیں وہ مکار ہیں اے سالک گفتگو بھی ان یہودوں کی خوش پوشی اور اہل فریبی کے خالی نہیں کیونکہ
 ہر زمانہ میں کذابوں کی کثرت اور صادق قوتی قلت ہی ہے حتیٰ کہ زمانہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم مشرف نوا
 وحدت اور مزین بالوارثوت اور انواع انواع طرح کے فیوض باطنہ اور برکات ہرہ مقرون اور شجون تھا
 اس میں بھی مسیحا کذاب کذابیاں کرتا تھا جب ایسے زمانہ میں کہ لوگ کذابی سے باز نہ آئے تو اور زمانہ
 کی کیا حقیقت کہ کذابی نہ کریں لیکن ان کذابوں کے سبب یہ لازم نہیں آتا کہ وہی طرق صادقوں کے روگرداں
 اور حق پوشی حق سے کر کے پٹے منہدم اور عدم کرنے طریقہ صادقوں کے رہے لغو ذبا اللہ منہا یعنی جو

طرق واسطے تقرب الہی کے علمائے ظاہر اور باطن نے قرآن اور حدیث سے استنباط کر کے واسطے
ظاہرانہ حق کے ارشاد کئے ہیں اُن کو توڑے باپ تمویہات کہ اس زمانہ میں کوئی ولی نہیں خیر سلیمان
کوئی ولی نہیں لیکن وہ طرق کہ جس پر علمائے ظاہر اور باطن اور اولیائے متقدمین اور متاخرین مستندوں کا
التحاق ایسا تک برابر چلا آتا ہے اُن کو کیوں توڑتے ہیں ران کے مجوزین اور مطیعین کو مشرک اور بدعتی
کیوں کہتے ہیں حالانکہ وہ مستند فاضل و عام کے ہیں اس سے صاف معلوم ہوا کہ ان یہودوں کو ان
باطن سے عداوت قلبی ہے اور یہ عداوت خواہ از روئے انکار ولایت ہو خواہ از روئے سرکشی نفس
اعلمائے سالک معلوم کر کہ کوئی زمانہ ولی سے خالی نہیں ہوتا الا اس قدر کہ کسی زمانہ میں قلت اور کسی زمانہ
میں کثرت چنانچہ یہ حدیث مشکوٰۃ میں بروایت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے اور ہے کہ گفت شنیدم
از رسول اللہ صلعم کہ میفرمودند کہ ابدال چل کساند کہ اگر یکے از ایشان می رود دیگرے بجای او نشاند
بسبب ایشان حقتعالی باران میفرستند و ہم بسبب ایشان نصرت بر اعدا حاصل می شود و ہم بسبب
ایشان عذاب الہی باز میگردانند اے سالک حضرت ابی اللہ نے لکھا ہے کہ ستر ہزار ولی رو
زمین پر ہر زمانہ اور ہر ساعت میں موجود رہتا ہے اے سالک بعضے یہود وہ یہ کہتے ہیں کہ ولی
گناہ نہیں ہوتا اے سالک بھی غلط ہے کیونکہ ولی معصوم نہیں لیکن ولی کا قصد بالجرم حنا
پر ہوتا ہے اور ولی گناہ کبیرہ سے اجتناب رکھتا ہے اور صغیرہ پر مہربان ہونا اور ہا وجود اس میں بد احتیاط
کے اگر کوئی گناہ بسبب بشریت کے ولی سے واقع ہو تو وہ گناہ ولی کی ولایت کا منافی نہیں چنانچہ حضرت
شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مرج البحرین میں حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ سے یہ نقل فرماتے
ہیں کہ ایک شخص نے حضرت جنید سے یہ سوال کیا کہ عارف سے گناہ ہوتا ہے یا نہیں اور اگر ہوتا
ہے تو اس کی ولایت میں نقص لازم آتا ہے یا نہیں حضرت جنید نے یہ جواب دیا اگر سابقہ ازل و
تقدیر الہی جنہیں رفتہ باشد کہ این معصیت ازو کے بوجود آید چہ چارہ است انتہی ہے

ور کوئے نیکنامی نارا گذرند او ند	گر تو نمے پسندی تغییر کن قضا را
چنانچہ حضرت شاہ عبدالحق مرج البحرین کے تیسرے قاعدہ میں ارشاد فرماتے ہیں ظاہر ہوا آدمی سے	

خطا و معصیت کا بغیر اصرار و انہماک کے منافی مرتبہ قرب و درجہ ولایت کا نہیں کیونکہ ہلاکت بندہ
 بیچ خطا اور معصیت کے نہیں بلکہ بیچ ترک تو بہ اور رجوع کے ہے انتہا یعنی گناہ تقدیری کو اللہ تعالیٰ
 بسبب کثرت تو بہ اور ذکر اور اعمال حسنت کے ان حضرات سے دور کر دیتا ہے چنانچہ یہ حدیث تفسیر
 عزیزی میں بمقام فا ذکر و فی کے مرقوم ہے و نیز محدثین میں روایت کردہ اندکہ بیچ گاہ مرقوم ہوا ذکر
 خدا جمع نمی شود الا بعد از فراغ ایشان فرشتہ از آسمان ندامت کند کہ مغفور بر وید و بدیراے شما بنیکہا
 بدل کردہ شد انتہا سبحان اللہ ذاکرون کا کیا مرتبہ ہے کہ جن کی بدیاں نیکیوں سے بدلی جاتی ہیں
 اے سالک بعض بیہودہ ولایت کی یہ شرط بیان کرتے ہیں یعنی ولی وہ شخص ہے کہ جس کو چاہے
 اُسے ایک دم اور ایک آن میں اپنا ہرنگ اور معتقد کر لے ختمے کہ وہ دشمن جانی ہو لغو ذبا اللہ منہا۔
 اے سالک گفتگو ان بیہودوں کی مخالف قرآن اور حدیث و راجع اور قیاس بلکہ جمیع اویان اور
 جمیع مذاہب بلکہ جمیع نبی آدم بلکہ مخلوقات الہی اولاً و آخراً و عقلاً و نقلاً کے ہے کیونکہ کوئی نبی اور
 ولی سے مشروط نہیں اور اگر کوئی اس شرط سے مشروط ہوتا تو کوئی کافر اور مذہب مختلف روئے زمین
 پر باقی نہ رہتا اے سالک ان بیہودوں کی گفتگو سے حضرات انبیاء اور اولیاء علیہم السلام پر بڑا اعتراض
 وارد ہوتا ہے یعنی جہا و انبیاء اور اولیاء علیہم السلام کا اوپر بناے ظلم اور تعدی کے قرار پاتا ہے۔ لغو
 باللہ منہا کیونکہ باوجود ہونے موثر حقیقی کے تاثیر کرنے اور گروہ اشقیاء کے چشم پوشی کر کے خوار اور
 قتل کیا بلکہ ہرزمانہ میں قتل کرنا گروہ اشقیاء کا اوپر امت اپنی کے چند شرط کے فرض میں مقرر کیا۔
 لغو باللہ منہا اے سالک یہ عقیدہ ان بے عقولوں کا خلاف قرآن اور حدیث ہے چنانچہ حقیقتاً
 فرماتا ہے اِنَّكَ لَا تَقْدِرُ مَنْ اَحْبَبْتَ وَ لَكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِي مَنْ يَّشَاءُ یعنی اے محمد صلعم تو نہیں
 ہدایت کر سکتا جس کو دوست رکھے لیکن اللہ ہدایت کرتا ہے جس کو چاہے انتہا یعنی خلاف مشیت
 ایزوی کے تو ہدایت نہیں کر سکتا مگر تیرا کام ہے ہدایت کرنا طرف راہ مستقیم کے اے سالک اب
 بیان حقیقت تاثیرات اولیاء اور انبیاء علیہم السلام کی بگوش ہوش سن جو قرآن اور حدیث ثابت اور
 اثبت ہے یعنی حقیقت میں یہ حضرات تمام صورتاً اور معنایاً ہونے تاثیرات الہی کے ہیں یعنی کلاموں اور

افلاسوں اور افعالوں اور مکالوں اور مقبولوں اور نسلوں اور ہم صحبتوں اور زیارت کنندوں ان کے سے پے در پے تاثیر ظاہر ہوتی ہے مگر یہ سب تاثیریں تابع موثر حقیقی کے ہیں یعنی جس کو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے اُس کو ان کی تاثیروں سے موثر کر دیتا ہے اور جس کو نہیں چاہتا اس کو موثر نہیں کرتا جیسے کہ حضرت نوح کی سعی اور کوششوں کی اور حضرت خلیل الرحمن کی درباب ہدایت پدر اور عم اپنے کے اور حضرت موسیٰ کی درباب فرعون اور تمام فرعونیاں اور نبی اسرائیل کے اور حضرت عیسیٰ کی درباب ہدایت اُمرت اپنی کے اور حضرت خاتم النبیین و شفیع المذنبین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی درباب ہدایت عم اور اُمرت دعوتی اپنی کے لیکن یہ سعی اور کوشش مفید مطلب کل کے نہ ہوتی یعنی جس پر مشیت ایزدی متوجہ حال تھی وہ مشرف باسلام ہو کر جان نثاران حضرات کا ہوا اور جس پر نہ تھی وہ دعوت اسلام کی سن کر دشمن جانی بن کر طرح طرح کے صدمے اور نخر مالی اور بدنی ان حضرات کو دیکر فی النار و السفر ہوا چنانچہ تمام قرآن اور حدیث ان بدذاتوں کی بدذاتی سے لال مال ہے کچھ بیان کی حاجت نہیں اے سالک اس بات کو بھی یاد رکھ کر جس کو موثر حقیقی تاثیر دیا چاہتا ہے تو اُس کو انہیں کی تاثیر سے موثر کر دیتا ہے اور جو نہیں چاہتا اس کو ان کی تاثیروں سے محروم رکھتا ہے جیسے آفتاب کی روشنی کو

خورشید نہ مجرم ارکسے بینا نیست

اے سالک یہ بھی معلوم کر کہ جس شخص نے حضرات اولیا اور انبیاء علیہم السلام کو موثر حقیقی جانا وہ گمراہ اور ضال ہے اور جو شخص آنحضرتؐ کو منظر تاثیر الہی کا نہ جانے وہ بھی ضال اور گمراہ ہے مثل زلہ خوار فلاسفہ کے وہ وسائل انبیا اور اولیا کو بد جانتے ہیں بلکہ بعض بعض شیطان شرک کا حکم کرتے ہیں۔ اے سالک مرتبہ نبوت اور ولایت میں ایک دقیقہ باریک ہے کہ اکثر زلہ خوار فلاسفہ اور عوام کا لال انعام جو ان کے دام فریب میں گرفتار ہیں اُس دقیقہ سے غافل ہیں وہ دقیقہ یہ ہے کہ نور جناب احدیت کا بیچ مرتبہ نزاہت اور تقدس کے از بس لطیف ہے اور انسان بیچ مرتبہ ذنات اور تلخ نجاسات طبعیہ اپنی کے از بس کثیف اور اکتف ہے تو یہ سب اس تضاد کے موصول ہونا اس نور لطیف اور اس ظلمت کثیف کا محال ہے چنانچہ واسطے رفع کرنے اس تضاد اور تباہی کے جس تعالیٰ نے ایک نور کو مادہ

وجوب اور امکان کے متعلق ہونیکا دیکر یہ انعامات غیر متعددہ کے بیچ اس عالم ظہور کے پرتوانداز کیا تا
 ظلمات اس تضاد اور تباہی کی مرتفع ہو جاویں چنانچہ ایسا ہی ہوا یعنی وہ نور جو پیشتر مرتبہ وابتاحت
 سے ہوا شواق اور اذواق تمام کے بیچ اس عالم ظہور کے رونق افروز ہوا اور نور محمدی ہے بعد اسی نور محمدی
 الوحدت سے سب نور خلا نوار نبوت اور ولایت کے ہیں کہ اپنے قدموزوں کو مزین کر کے بطرز
 عاشقی کے اس معشوق خالق کونج مکان شمشہ حسن معشوقی کا حاصل کر کے جو عاشق ازلی اس محبوب العالمین
 کے تھے اُن کو اوپر جہاں کمال اپنے کے والہ و شیدا کرتے تھے چنانچہ حضرت شاہ عبداللہ حق محدث ہلوی
 رحمۃ اللہ علیہ مرج البحرین میں فرماتے ہیں کہ ارواح مومنوں کی اقتباس انوار کا ارواح اولیاء سے اور
 ارواح اولیاء کی ارواح انبیاء سے اور ارواح انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی ارواح خاتم النبیین صلی اللہ
 علیہ وسلم سے کرتی ہیں اے سالک ساسی جا سے اُمت مرحومہ کا مخر اور شرف اوپر اُمت پیشین کے
 بایں طور ثابت ہے کہ احاطہ تحریر سے باہر ہے یعنی جیسے ارواح انبیاء علیہم السلام کی انحضرت صلعم
 اقتباس انوار کا کرتی تھیں ویسا ہی آپ کی اُمت میں جو لوگ تہ صدیقیت رکھتے ہیں وہ اکتساب انوار
 کا انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کرتے ہیں چنانچہ مولانا شاہ عبدالعزیز محدث رحمۃ اللہ علیہ بیچ شرح
 سورہ فاتحہ بمقام النعت علیہم کے آیت کی شرح میں یوں رقم فرماتے ہیں فَأُولَئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ
 عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَئِكَ رِجَالًا يَعْنِي عَوَام
 مومنین چاہیں کہ ہم رفاقت حاصل کریں انبیاء علیہم السلام کی تو بغیر رفاقت ورجہ بدرجہ ان تینوں گروہ
 متبرکہ کے رفاقت حاصل کرنی انبیاء علیہم السلام کی غیر ممکن یعنی عوام مومن کو چاہئے کہ رفاقت حاصل کریں
 صالحین کی اور صالحین کو چاہئے کہ رفاقت حاصل کریں شہداء کی اور شہداء کو چاہئے کہ رفاقت حاصل
 کریں صدیقین کی اور صدیقین کو چاہئے کہ رفاقت حاصل کریں انبیاء علیہم السلام کی اس کے واسطے ضرور
 علم غیب کی انبیاء علیہم السلام کو تعلیم کی گئی ہے اور انہوں نے تعلیم کی ہے صدیقین کو اور صدیقین نے
 تعلیم کی ہے شہداء کو اور شہداء نے تعلیم کی ہے صالحین کو پس لازم ہے ہر آدمی کو کہ بعد مشرف ہونے
 ایمان کے رفاقت ان تینوں گروہ کی حاصل کریں بعد اس کے رفاقت انبیاء علیہم السلام کی حاصل ہوگی

اس سبب سے داخل ہونا بیچ طریقہ اولیا اللہ کے اور وسیلہ ڈھونڈنا ان سے بیچ طریقہ محمدی کے محمود اور مقبول ہے اتنے اے سالک اس عبارت مولانا سے تین باتیں ثابت ہوئیں ایک تو یہ کہ بعض نادان کہتے ہیں کہ راہ خدا میں کسی سے وسیلہ کی کچھ حاجت نہیں یہ کہنا محض نادانی ہے کیونکہ حقیقتاً آپ ان کی رفاقت کرنی کو نیک فرماتا ہے دوسری یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ بغیر رفاقت کرنے درجہ بدرجہ اس گروہ عالیہ کے مجتہد اور رسول کی جیسی مسلمان کو چاہئے عوام مسلمان کو حاصل ہونا غیر ممکن اور تیسری یہ بات معلوم ہوئی کہ جس مسلمان کو ان تینوں مرتبوں سے ایک مرتبہ بھی حاصل ہو تو وہ مسلمان عوام مومن ہے خواہ عالم ہو خواہ زاہد مگر یہاں پر ایک اور بات معلوم کرنا چاہئے کہ رفاقت اس گروہ حق کی دو طرح پر ہوتی ہے ایک تو رفاقت صوری اور دوسری رفاقت معنوی اور رفاقت معنوی متعلق ہے ساتھ ولایت کے اور رفاقت صوری متعلق ہے ساتھ نبوت کے اور یہ دونوں مرتبہ یعنی نبوت اور ولایت ہر نبی علیہ السلام کو عنایت ہوتی یعنی ہر نبی دور دور رکھتے ہیں ایک جانب خالق اور ایک جانب مخلوق کے یعنی خالق کی طرف سے حکم ظاہر اور باطن کا لیتے ہیں اور مخلوق کی طرف پہنچاتے ہیں اور جو رُو خالق کی طرف سے اُس کو ولایت کہتے ہیں اور جو رُو مخلوق کی طرف سے اُس کو نبوت کہتے ہیں اور نبوت کے معنی آگاہ کرنا اور ولایت کے معنی ہیں نزدیک ہونا اور یہ دونوں مرتبہ آپس میں ایسا اتحاد رکھتے ہیں جیسے روح اور جسم یعنی روح بغیر جسم کے قیام پذیر نہیں ہو سکتا غرض کہ یہ دو مرتبے آپس میں لازم ملزوم ہیں جیسے اصل اور فرع یعنی شجر اور ثمر شجر کے حاصل نہیں ہو سکتا یعنی طریقت بغیر شریعت کے حاصل نہیں ہوتی چنانچہ اس زمانہ میں نور باطن کم حاصل ہو نیکو ہی باعث ہے کہ لوگوں کی شریعت میں قصور باقی رہتا ہے اگر شریعت کما حقہ ادا ہو تو صاحب شرع حسب لیاقت مادہ اپنے کے نور باطن سے منور ہو جائے چنانچہ فرمایا شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ نے

باش ثابت و شریعت اے عزیز	تا حقیقت کشف کرد بر تو نیز
--------------------------	----------------------------

یعنی شریعت بمنزلہ لفظ کے ہے اور طریقت اس لفظ کے معنی ہیں تو جب تک لفظ صحیح نہ معلوم ہو گا تو معنی صحیح حاصل ہونا محال ہے اس واسطے ہر سالک کو چاہئے کہ جو بات خلاف شرع پائے تو

اُس کے ترک کرنے میں کمال سعی اور کوشش کرے کیونکہ طریقت مشروط بشریعت اور جب شرط
 فوت ہو جاتی ہے تو مشروط بھی فوت ہو جاتا ہے بقول مشہور فاذا فأت الشرط فأت المشروط اے
 سالک کوئی ولی خلاف شرع نہیں ہوا اور جو ہوا ہے وہ موافق شریعت کے ہوا ہے چنانچہ نقل ہے کہ
 حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ ایک بزرگ کے اوصاف حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ سن کر
 واسطے زیارت اُس بزرگ کے بفاصلہ پانصد کوس کے پہ آداب تمام تشریف لیگئے جب حضرت
 بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ قریب مجلس اس شیخ کے پہنچے تو دیکھا کہ اُس شیخ نے قبلہ کی طرف
 تھوکا حضرت ممدوح یہ حرکت دیکھ کر واپس آئے اور اس شیخ سے ملاقات نہ کی جب خادموں نے
 عرض کی کہ اے شیخ وقت آپ اس اشتیاق اور آداب تمام سے اس بزرگ کی ملاقات کو تشریف
 لائے اور ملاقات نہ کی اس کا کیا سبب ہے شیخ زمانہ نے فرمایا کہ میں اس شخص کو صدیق جانتا رہا تھا
 مگر اس حرکت سے یعنی تھوکنے بسمت قبلہ کے سے معلوم ہوا کہ یہ صدیق نہیں اگر صدیق ہوتا تو قبلہ
 کی طرف ہرگز نہ تھوکتا اے سالک معلوم کر کہ صدیق کا مرتبہ انبیا علیہم السلام سے کمتر اور تمام مخلوق
 الہی سے بہتر ہے باوجود اس تہ عالیہ کے ادنیٰ ادنیٰ امور شریعت پر ایسی پاسبانی کرتے ہیں جب
 دائرہ ولایت سید المرسلین نزدیک اولیاء باتمکین کے شمار کئے جاتے ہیں نہ کہ یہ جیسے اس زمانہ میں
 بعض بعض بیہودہ اپنے تئیں اس چار گروہ عالیہ یعنی انبیا اور صدیقین اور شہداء اور صالحین علیہم السلام سے
 منسوب کر کے عوام کالانعام کو وام فریب میں پھانس کر ایسا خوار اور خستہ کرتے ہیں کہ گویا ان کے کاوہ
 ابتد کے واسطے اخلاق مذموم اور اعتقادنا محمود کا رو بنا کر بمنزلہ خون بوم کے ناحق بہا کر دائرہ اسلام
 سے خارج کر دیتے ہیں جیسے کہ فرمایا حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے
 فتح العزیز میں بیچ شرح النعمت علیہم کے درینجا شبہ طاری میگرد کہ بہ سبب آن شبہ صراط المستقیم یا
 غیر مستقیم شبہ میگرد و تعمیر حاصل نے شود و تفصیلش آنکہ بعض فرقہ یا خود را بایکے ازیں بہر چہا رگروہ کہ
 صاحب مستقیم اند منسوب میکنند و خود را تبع آن بزرگ سے انکار نہ حالانکہ آن طریق را گذارند و در طریق
 شیطانی منہک گشتند اند پس بسبب این نسبت طریق کج آنہا در نظر مردم طریق مستقیم مینمایند و در حقیقت بہر آن

طریق مستقیم ندارند مثل یہود و نصاریٰ کے کہ خود را از اتباع حضرت موسیٰ و حضرت عیسیٰ علیہما السلام کے انگاشتند و از راه آل و بزرگ بعد المشرقین و در افتادہ اند و در امت با فرقہ شیعہ خود را با ہمہ اہل بیت نسبت میکنند و پوے از عقائد و اعمال و اخلاق آل بزرگان خود ندارند و همچنین مداریہ و جلالیہ و دیگر مقیدان و ملحدان کہ خود را سہروردی و قادری و چشتی میگویند و در اعمال و اشتغال اصلاً مناسبت با ارباب این طریق ندارند پس برائے دفع این منطزہ عبارت دیگر آورندہ اند و فرمودہ اند غَیْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ یعنی نہ آنکساں کہ خشم الہی بر ایشان شدہ است و نہ گمراہاں گویا تعلیم فرمودہ اند کہ در طلب راہ مستقیم احتیاط باید کرد راہ گمراہاں و مغضوبان را کہ خود را با ارباب طریق مستقیمہ از انبیاء و اولیاء نسبت کنند راہ مستقیم نباید دانست بلکہ در طلب احترام از ازاں راہ قاسد شدہ منظور باید داشت انتہی لے سالک معلوم کر کہ جس درویش کے قول اور فعل موافق کتاب و سنت اور اجماع اور قیاس کے ہوں تو اس کے قول اور فعل کو قبول کرنا چاہئے اور جس کے قول اور فعل ان چاروں سے مخالف ہوں تو ان کا تردید اور پرہیز مسلمان عام اور خاص کے لازم و واجب ہے کیونکہ یہ حدیث مشارق الانوار میں ہے کہ جو بات مخالف دین کے پاؤ تو اس کو مٹاؤ اور اگر مٹانہ سکو تو زبان سے برا کہو اور اگر زبان سے بھی برا نہیں کہہ سکتے تو دل میں اس کو برا جانو اور جو ان تینوں باتوں میں سے ایک بات بھی نہ کرے تو اس میں ذرہ برابر بھی ایمان نہیں سبحان اللہ جناب سول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم تو یہ ارشاد فرماتے ہیں اور بعضے درویش جاہل یہ کہتے ہیں کہ ہم کو کسی سے کیا کام عیسے بدین خود اور موسے بدین خود و لغو ذبا اللہ منہا غرضیکہ ان یہودوں نے ایسی ایسی باتوں اور اعتقاد فاسدوں سے دین حق کو خوار اور بدنام کیا اس واسطے ہر سالک کو چاہئے کہ جو بات مخالف دین ہو اس کو ہرگز قبول نہ کریں چنانچہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مرجع البحرین میں یوں نقل کرتے ہیں کہ فرمایا حضرت ابوسلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ بسا باشد کہ نکتہ از کلام قوم در دل من سے افتد و مدتے بران بگذار و ہر چند کہ آن نکتہ بافتنناے حسن و لطافتے کہ دار و بزبان حال فریادزند کہ مرا قبول کن قبول نکنم مگر بد و شاہد عدل کہ کتاب سنت است اور اس کلمہ پر تمام مشائخ کا اتفاق ہے

کہ کُلُّ حَقِيقَةٍ رَدَّتْهَا شَرِيعَةٌ فَاِنَّ ذِنْدًا قَدْ يَعْنِي حَسْبُ بَاتٍ كُو شَرِيعَتِ رُو كَرِ وَه بَاتِ بَرُو بِنِي
سے ہے فقط اور اس پر بھی تمام مشائخ کا اتفاق ہے کہ وجودِ ظلمت بدعت کا عملاً اور اعتقاداً مانع
نور ہدایت اور لایت کا ہے چنانچہ مرج البحرین میں لکھا ہے کہ مشائخ گفتہ اند کہ وجودِ ظلمت بدعت
عملاً و اعتقاداً مانع ظور نور ہدایت و ولایت است تا دل از لوث بدعت پاک گرو و دوحلی بحلیہ سنت نہ
شود و سر حقیقت انکشاف نہ پذیرد نور یقین بدل و رثا بد فقط

جمال شاہد قرآن انگاہ بکشاید کہ وار الملک ایمان را بیابد خالی از غوغا اور حضرت سلطان صوفی جنید
بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بنا طریق ہمارے کی موافق کتاب اور سنت کے ہے اور جو
کچھ سو اس کے ہے وہ مردود اور باطل ہے فقط تمام ہوئی مرج البحرین اور جناب غوث الثقلین
رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں در میان التساب باطن کے جو کچھ فیض باطن ہمارے دل پر واقع ہوتا
تو اس کو ہم کتاب اور سنت سے تطابق دیتے اگر وہ فیض باطن موافق قرآن اور حدیث کے
ہوتا تو قبول کرتے اور اگر مخالف ہوتا لاجول پڑھتے فقط اے سالک ماہران سر ارشاد شریعت و خواصا
بحر حقیقت کا حال آداب شریعت اور آداب طریقت میں بخوبی معلوم ہو چکا اب تجھ کو چاہئے
جس شخص کو ان آدابوں سے موصوف پائے تو اس کو صالح اور ولی تصور کر اور جس کو ان آدابوں سے
خالی پاوے تو اس کو کذاب اور بیوہ جان اور اگر ایسا نہ جانے گا تو گویا تو نے قرآن اور حدیث اور
اولیا اور علمائے دین کو جھوٹا جانا لغو و بالذمنا لیکن یہاں پر یہ بات یاد رکھ کہ مراد میری وہ شریعت
نہیں کہ جس کو وہابی شریعت قرار دیتے ہیں نہ وہ طریقت کہ جس کو بدعتی طریقت بیان کرتے
ہیں کیونکہ یہ دونوں دریائے ضلالت افراط اور تفریط میں غرق ہیں یعنی یہ فعل مستحب اور سنت کے
معتقد کو مشرک اور بدعتی کہتے ہیں اور فعل شرک اور بدعت کے فاعل کو صاحب طریقت جانتے ہیں اور
حالانکہ یہ دونوں کی زیادتی ہے اور نشا اس زیادتی کا یا تو غلط فہمی ہے کہ بسبب کتابت علم فلاسفہ کے
فہم میں نہیں آتی یا باعث سرکشی نفس سرکش کے دیدہ و دانستہ طریق حق سے چشم پوشی کرتے ہیں اس
دائے پیشتر ہر سالک کو چاہئے کہ شرک اور بدعت کے معنی فہم کرے کہ شرک اور بدعت دین میں کس کو

کہتے ہیں معلوم کر کہ بدعت بیچ لغت کے نو پیدا کرنے کو کہتے ہیں اور بیچ عرف شرع کے معنی بدعت
 کے یہ ہیں کہ ایک شے پیدا کی جائے اور میان دین اور اسلام کے اور سند اور دلیل بناٹی جائے
 اس کی بیچ کتاب اور حدیث اور اجماع اُمت اور قیاس مجتہد کے چنانچہ فرمایا جناب سول
 مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا
 أَعَى فِي الْأِسْلَامِ مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ قَالَ الطَّبَيْبِيُّ فِي حَاشِيَتِهِ مَشْكُوتٌ مَصَابِيحٌ فِي تَشْرِيحِ
 الْحَدِيثِ الرَّوِيِّ الْمُتَّفِقِ عَلَيْهِ مَا لَمْ يَكُنْ لَهُ مِنَ الْكَلْبِ وَالسُّنَّةِ سَنَدًا ظَاهِرًا أَوْ خَفِيًّا أَوْ
 مُسْتَنْبَطًا فَهُوَ مَرْدُودٌ عَلَيْهِ (ترجمہ) یعنی جس شخص نے کلامی بیچ دین ہمارے کے ایسی بات
 کہ نہیں وہ اسلام سے پس وہ مردود ہے کہا طیبی محدث رحمۃ اللہ علیہ نے حاشیہ مشکوٰۃ
 مصابیح میں بیچ شرح حدیث مذکور کے کہ وہ چیز کہ نہیں واسطے اُس کے کتاب حدیث سے
 سند خواہ ظاہر خواہ باطن خواہ مستنبطاً پس وہ مردود ہے فقط اور جو شخص اس بدعت کو منجملہ امور مذکور
 کے تصور کر کے بامید ثواب اور عذاب کے بجالاوے یا اوروں کو ہدایت کر کے مروج کرے تو وہ
 بدعتی ہے اور جو لوگ اس بدعت میں اس کے بعد مشغول ہونگے ان کا عذاب اس کی نسبت عاید
 ہوگا بدول اس بات کے کہ فاعل کا عذاب کچھ گھٹے چنانچہ یہ حدیث مشارق الانوار میں وارد ہے وَمَنْ
 سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً سَيِّئَةً كَانَ عَلَيْهِ وِزْرٌ هَادٍ وَرُدُّمَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَنِيهِ مِنْ غَيْرِ أَنْ
 يَنْقُصَ مِنْ أَثَرِهَا شَيْئًا أَوْ جُورِ اسْلَامٍ فِي رَاهِ لَكَ لِي كَابُرِي طَرِيقَةٍ كِي تُوَ اس كُو اس كَا كِنَاهِ
 ہوگا اور جو اُس کے بعد اس بُری راہ پر چلیں گے اُن کا بھی گناہ اُس کی گروں پر ہوگا بدول اس بات
 کے کہ کچھ اُن کے گناہوں سے گھٹے یعنی دونوں کو علیحدہ علیحدہ پورا عذاب ہوگا فقط اس
 واسطے ہر مومن کو چاہئے کہ ایسی بدعتوں سے اپنے تئیں دور رکھے کیونکہ اس کے مروج کو قبر میں
 بھی عذاب تازہ پہنچا کر یگانہ لے گا اور یہ وہ بدعت ہے کہ جس کو آنحضرت نے بدعت
 شرفریا ہے شَرُّ الْأُمُورِ مُخَدَّاتُهَا وَكُلُّ بَدْعَةٍ صَدَلَةٌ دَوَاهُ الْمُسْلِمِ وَأَوْحَسُ شَيْءٍ كَالْكِتَابِ
 اور سنت یا اجماع اُمت یا قیاس مجتہد سے استنباط ہے وہ بدعت نہیں جیسے پڑھنا صرف اور سزاؤ

جو علم معین دین کے یا تصنیف کرنا کتب دینیہ اور تالیف کرنا حدیث اور تزیین و بنا کتب فقہ کا اوپر فضلوں اور بابوں کے واسطے سہل ہونے طلبوں کے اور اعراب وینا قرآن شریف کے حرفوں پر واسطے حفظ غلطی عوام الناس کے یا اردو کرنا تفسیروں قرآن اور شرح حدیثوں اور مسائل فقہ اور علم عقائد کا یا روز جمعہ کا وعظ کہنا واسطے فائدہ دینے عام اور خاص کے یا محفل میلاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مقرر کر کے معجزات محبوبیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جو نزدیکی کے ہے مع شفقت اور محبت جو بہ نسبت اس اُمت مرحومہ کے اپنے فرمائی ہے بیان کرنا تاکہ مسلمان اس کو سکر اپنے ایمان کو ہمیشہ ساتھ تو ایمان کے تجدید کرتے رہیں یا طریق مختلفہ ذکر الہی یعنی ہر ذکر کے نشست اور ہر نشست کا آداب اور ہر اسم کا ذکر اور ہر اسم کا خیال اور ہر خیال کی تاثیر اور ہر تاثیر کا فرق یا ذکر زبان یا ذکر قلب یا ذکر روح یا جس دم بغیر یہاں بیت یا پاس انفاس یا نفی اثبات یا لطائف ستہ کا خیال یا مرشد کامل کی توجہ سے نسبت الہی یا نسبت محمدی یا نسبت مرشد یا ہر ذکر کی غذا اور خلوت علیحدہ مقرر کرتی خواہ ان سب ذکروں کو ساتھ را بطہ مرشد یا اسم الہی کے کرے خواہ مجرد ذکر کرے خواہ تناسب سے ذکر کرے خواہ حلقوں میں ذکروں کے ساتھ بیٹھ کر کرے جس سے دونوں آداب پاوے جیسا کہ مشکوٰۃ کے باب الذکر میں یہ حدیث رو ہے وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا مَرَرْتُمْ بِرِيَاضِ الْجَنَّةِ فَادْتَمِرُوا قَالُوا أَوْ مَا رِیَاضُ الْجَنَّةِ قَالَ حَلَقِي الدُّكُورِ ۝ الترمذی روایت ہے حضرت انس سے کہ فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس وقت گذرو تم بیچ باغوں بہشت کے پس میوہ خوری کرو عرض کیا صحابہ نے کیا ہیں باغ بہشت کے فرمایا حلقے ذکر کے نقل کی یہ ترمذی نے فائدہ یعنی جب گذرو ایک چائے پتہ کہ یاد کرتی ہوں اللہ تعالیٰ کی پس تم بھی ان کے ساتھ یاد کرو اللہ تعالیٰ کو اور ذکر کے حلقوں کو باغ بہشت اس لئے کہا کہ اس کے سبب بہشت کے باغوں میں داخل ہوتا ہے آدمی اور کہا نووی محدث رحمۃ اللہ علیہ نے کہ جیسے ذکر کرنا مستحب ہے ویسی ہی مستحب ہے بیٹھنا درمیان حلقہ ذکر کے اور ذکر کبھی دل سے ہوتا ہے اور کبھی زبان سے اور افضل ہے کہ دونوں سے ہو اور اگر ایک سے ہو تو دل سے افضل ہے غرضیکہ

اس قسم کے سب طرق مستحسن اور محمود ہیں اور ان طرقوں کے مستنبط مستحق بہ ثواب ہیں چنانچہ مسلم
جریر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریرؓ من سن فی الاصل
سنة حسنة فله اجر من عمل بها من بعدہ من غیر ان ینقص من اجور ہد شیء یعنی جو
راہ نکالے اسلام میں اچھے طریقہ کی تو اس کو ثواب ملیگا اور جو اس کے بعد اس طریق کو کئے جاویں گے ان کا
ثواب بھی اس کو ملیگا بدوں اس بات کے کہ ان کا ثواب کچھ گھٹے یعنی دونوں کو علیحدہ علیحدہ پورا ثواب
سبحان اللہ نیک کام کے رواج دینے میں کیا فائدہ عظیم الشان ہے کہ اس کے مروج کو بعد مرنے کے بھی
ثواب پہنچا کرتا ہے اس واسطے ہر اہل اسلام کو چاہئے کہ ایسے کاموں کے اجرا کرنے میں کمال سعی
اور کوشش کریں تو تا قیام قیامت ثواب سے مستفیض رہیں اور یہ نرہ و یک تمام علما مستند
کے محمود اور مستحسن ہیں کیونکہ ان سب اموروں کا ماخذ قرآن اور حدیث ہے مگر بہ سبب وقت
اور خفی کے عوام کی فہم سے یہ امر پوشیدہ تھے علماء رضی اللہ عنہم نے ساتھ قاعدہ شرعیہ
کے استنباط کے واسطے اہل دین کے مشرح ارقام فرمائے نہ یہ کہ مجتہدوں نے اپنی ذات کے
ایجاد اور احداث کر کے ظاہر کئے ہوں اسی جا سے ہے کہ قیاس مجتہد کا مظہر ہے نہ مثبت ہے
پس مسائل مستنبط کو بدعت کہنا محض نادانی ہے اور اس بدعت سیئہ کو جو اوپر مذکور ہوئی اس کو
بدعت حسنہ فرمانا محض لغو اور پووانگی ہے کیونکہ ہر علماء کے وہ تقسیم بدعت کے قائل ہیں وہ اس
بدعت شرک و بدعت سیئہ کہتے ہیں اور اس مسائل مستنبط کو بدعت حسنہ جانتے ہیں اور جو علماء نے
تقسیم بدعت کے قائل نہیں وہ اس بدعت شرک و بدعت کہتے ہیں اور اس مسائل مستنبط کو سنت جانتے
ہیں یعنی بحق بہ سنت تو گویا بہ سبب مزید احتیاط کے لفظ بدعت حسنہ کا بھی اور ان مسائل مستنبط
کے نہیں لائے کس واسطے کہ بیچ باب بدعت کے یہ حدیث واقع ہے کُلُّ بَدْعَةٍ سَدَلَةٌ وَ کُلُّ
سَدَلَةٍ فِي النَّارِ یعنی یہ کل جو درمیان حدیث کے واقع ہے اس کو وہ کل مجموعی کہتے ہیں اور وہ اس
کل کو مجموعی نہیں کہتے جزوی کہتے ہیں لہذا یہ کل اپنے تمام افراد سیئات پر واقع ہے نہ صلتاً
پر اور یہ قول حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اس کی دلیل میں لاتے ہیں نَعَمَتِ الْبِدْعَةُ التَّرَاوِيحُ

یعنی کیا اچھی ہے بدعت تراویح انتہی اس امر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے صاف ثابت ہوا کہ کل بدعت مذموم ہیں اور نہ کل بدعت محمود یعنی محمود وہ ہیں جن کا ماخذ قرآن اور حدیث ہے اور مذموم وہ ہیں جو غیر مستنبط قرآن اور حدیث اور اجماع اُمت اور قیاس مجتہد کے ہوں یعنی کسی دلیل شرعیہ سے ان کا استنباط ثابت نہ ہو تو اس غیر مستنبط کو بدعت حسنہ جانے وہ بدعتی ہے اور جو ان مسائل مستنبط کو بدعت بد جانے وہ وہابی اور لاندہب ہے غرض کہ جو بدعت مخالف سنت کے ہے وہ بدعت بد ہے ورنہ تمام مستحسن اور محمود کے سالک بدعت کی حقیقت خوب معلوم کر چکا اب شرک کی حقیقت سن کر شرک بچند قسم ملت حقہ میں قرار پایا ہے یعنی شرک فی الذات اور شرک فی العبادت اور شرک فی التصرف اور شرک فی العلم یعنی شرک فی الذات اُس کو کہتے ہیں کہ جیسی ذات مقتعالیٰ کی ہے ویسی اور کی نسبت اعتقاد رکھے یعنی اُس کی کسی مخلوق کی نسبت اولیت ثابت کرے تو وہ مشرک ہے کیونکہ ذات حق سبحانہ کی مخلوق سے منترہ اور برابر ہے اور شرک فی العبادت یعنی جو عبادت اللہ تعالیٰ نے اپنے واسطے خاص مختص فرمائی ہے ان عبادتوں کا سزاوار کسی مخلوق کو جانے تو وہ مشرک ہے اور شرک فی التصرف و شرک فی العلم الہی اُس کو کہتے ہیں کہ جیسے اللہ تعالیٰ فی ذاتہ ہر شے پر متصرف اور علیم ہے ویسا ہی اُس کی کسی مخلوق کو ہر شے پر متصرف اور علیم جانے یعنی جیسے سبحانہ تعالیٰ ہر شے کے علم اور تصرف میں کسی کا محتاج نہیں ایسا ہی وہ شخص کسی شے کے دریافت اور تصرف میں کسی کا محتاج نہیں اور اس تصرف اور علم ہر شے کو خواہ یوں سمجھے کہ فی نفسہ ان صفتوں سے یہ شخص موصوف ہے یا یوں سمجھے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ صفتیں عطا کی ہیں غرضیکہ ان سب رتوں میں وہ شخص مشرک ہے کیونکہ متصرف اور علم حقیقی یا سوا کے حق کے غیر کا ہونا دین حق میں محال ہے اور یہی حقیقت ہے جمیع الصفا الہی کی نہ کہ یہ جو بعض بعض مرید یوعلیٰ سینا اور جالینوس کے سمجھے ہیں یعنی بعض ان میں کہتے ہیں کہ جو سوا تصرف الہی کے اور کے تصرف کا قائل ہے وہ مشرک ہے یعنی جیسے کوئی کہے کہ فلا اولیا کے سبب سے فلا نے شخص کی بلایا افلاس یا کفر یا دشمن یا بیماری دور ہوگئی یا یوں کہے کہ کثرت مال اور اولاد چاہ اور جلال اور رزق کی ہوگئی یا یوں کہے کہ فلا نے کے تصرف سے فلا نے کی

فتح اور فلاح کی شکر ت ہوئی تو اس کہنے والے پر بلا لحاظ عقائد حق اور علم اور تقویٰ اور کلمہ گوئی کے حکم کفر کا جاری کرتے ہیں اور کسی طرح کے تصرف اولیا اور انبیاء علیہم السلام کے قائل نہیں اور جو شخص اولیا اور انبیاء علیہم السلام کے کسی طرح کے تصرف کا قائل ہو اُسے مشرک و بدعتی کہتے ہیں اور بعض اہل دین میں سے کہتے ہیں کہ جو ان تصرف مذکورہ اولیا اور انبیاء علیہم السلام کا منکر ہے وہ وہابی اور زندیق ہے بلکہ تحقیق حقیقت تصرف کے یعنی اگرچہ وہ تصرف اولیا اور انبیاء علیہم السلام کا مقرر ہو مگر تصرف الہی اولیا اور انبیاء علیہم السلام کی حقیقت بیان کر کے درمیان ان دونوں تصرفوں کے کچھ فرق نکالے تو اُس کو وہابی اور نجدی کہتے ہیں خواہ وہ کیسے ہی عالم اور درویش بابرکت ہو غرض کہ ان دونوں نے اس ملت حقہ میں ایسا فتنہ اور فساد برپا کیا ہے کہ لاکھوں مسلمان مجاہد اور کم فہم ضال اور گمراہ ہو گئے جاتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی نجاست طبعیہ اور خباثت باطنہ سے ہر اہل ایمان کو بے طغیل جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محفوظ رکھے آمین ثم آمین اے سالک حقیقت تصرف الہی اور حقیقت تصرف اولیا اور انبیاء علیہم السلام کی بگوش بگوش سن تاکہ کما حقہ حقیقت نزاع طرفین کی تجھ پر ظاہر ہو جائے معلوم کر کہ جو شخص انبیاء اور اولیا علیہم السلام کو متصرف حقیقی یعنی بلا واسطہ غیر الہی اور متصرف مطلق ہر شے یعنی جزو اور ہر کل کا ہر ساعت اور ہر آن میں جانے تو وہ بیشک ولا رب مشرک ہے کیونکہ یہ تصرف ماسوا حق کے اور کو ہونا محال ہے اور اگر یوں جانتا ہے کہ تصرف اولیا اور انبیاء علیہم السلام کا بلا واسطہ غیر ہے نہ تصرف الہی بلکہ کبھی کبھی کسی جزو اور زمانہ میں یہ برکت تقرب الہی اور بہ ہمدردی پر وہی کے اولیا اور انبیاء علیہم السلام سے تصرف مذکورہ واقع ہوتے ہیں تو صحیح اور درست ہے اور جو کوئی اس فعل کو مشرک اور اس کے منتقد کو مشرک جانے وہ وہابی اور زندیق بلکہ خود مشرک ہے کیونکہ اس طرح پر تصرف اولیا اور انبیاء علیہم السلام کا دین حق میں ثابت اثر ثابت ہے چنانچہ یہ تصرف حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اظہار من الشمس ہے یعنی ایک روز مدینہ شریف کی مسجد میں آپ جمعہ کا خطبہ پڑھتے تھے اور درمیان پر اٹھنے خطبہ کے آپ نے فرمایا یا ساریۃ بن زبیم الجبلی یعنی اے ساریہ زبیم کے بیٹے اڑ پھاڑ کی لے جو لوگ ہاں حاضر تھے آپس میں دیکھنے لگے اور بعضے اُن میں سے کہنے لگے کہ یہ بات بے ہمتہ کہتے

میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ راست فرماتے ہیں اُن میں سے حضرت عبدالرحمن بن عوف
 رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ کیا تم منکروں کو حجت سکھاتے ہو کہ عین خطیبہ میں کچھ کا کچھ کہتے ہو جب حضرت
 عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرے دل میں یوں معلوم ہوا کہ عراق میں پہاڑ کے تلے ایک قافلہ مسلمانوں کا
 کہ اُن کے سردار کا نام ساریہ بن زبیم ہے چلا جاتا ہے اور قزاقوں نے انہیں اُن لیا ہے جب میں
 بے اختیار ہو کر پکارا اور کہا کہ اے ساریہ زبیم کے پوت پہاڑ کی آڑ لے اور اگر وہ پہاڑ سے آگے بڑھ
 جاتے تو مارے جاتے پھر سب چپ ہو رہے بعد ایک مہینے کے لوگ عراق کی طرف سے
 آئے اور بیان کیا کہ نماز جمعہ کا وقت تھا اور ہم پہاڑ کے تلے عراق میں چلے جاتے تھے یہ آواز
 حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ہم سب نے سنی کہ آپ فرماتے ہیں یا ساریہ آڑ پہاڑ کی لے بعد اس کے جب پہاڑ کی طرف
 دیکھا تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک گروہ قزاقوں کا ہم پر حملہ کیا چاہتا ہے ہم سب نے پہاڑ کی آڑ لیکر اُن کو مار
 کے بھگا دیا اور دوسرا یہ تصرف ہے کہ جب مصر فتح ہوا تو وہاں کا حاکم حضرت عمر ابن العاص رضی اللہ عنہ
 چند روز کے شہر کے سب رئیس جمع ہو کر حاکم کے پاس آئے اور یہ عرض کی کہ یہ جو ندی نیل ہے اس
 کا عجب حال ہے کہ اس مہینے میں کہ جو موجود ہے اس میں چوہ ہوں رات کو ایک نر عورت خوبصورت
 اُس کے والدین سے مول لیکر اچھے کپڑے اور بہت سے زیوروں سے آراستہ کر کے پل پر دریا
 کے کھڑا کر کے اُس دریا سے نیل میں ڈال دیا کرتے ہیں وہ بیچاری اُس میں بہ جاتی ہے تو ندی نیل
 ہمارے کھیتوں میں بہتی ہے اور اگر یہ نہ کریں تو ندی زور نہیں پکڑتی اور ہماری باڑیوں میں نہیں آتی
 حضرت عمر ابن العاص نے فرمایا کہ یہ رسم کفر کی ہے اور مسلمان کفر کی جڑ اکھاڑنے والے ہیں لوگوں
 نے وہ بات چھوڑ دی تو تین مہینے تک ندی نیل نہ چڑھی تو شہر کے لوگ بھاگنے لگے جب حضرت
 عمر ابن العاص رضی اللہ عنہ نے تمام حال اور حقیقت اُس دریا سے نیل کی بیچ خدمت حضرت عمر
 رضی اللہ عنہ کے بطور عرضی کے لکھ بھیجی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس عرضی کے جواب میں شفق لکھا
 کہ اس کی یہ ہندی ہے کہ یہ لکھا ہوا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا جو ضلیفہ برحق ہیں آنحضرت صلعم کے
 دریا سے نیل کو کہ اگر تو آپ بہتا ہے تو مرے بہ اور اگر چکم واحد قہار کے بہتا ہے تو بہ اور دوسرا پڑھ

حضرت عمر ابن العاصؓ کو لکھا کہ یہ پرزہ دریاے نیل میں الہی بچو چنانچہ جب وہ پرزہ دریاے نیل میں ڈال دیا تو بھر ڈالنے کے سولہ گز پانی اونچا چڑھا اور وہ عادت عورت نو عمر کی جاتی رہی مصرع عمرش بقلم موسیٰ بعصا بر نیل کنہ امضاتے قضا چنانچہ امام مستغفری فرماتے ہیں کہ جب حضرت موسیٰ علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام درباب طغیانِ دریاے نیل کے دعا کی تھی تو جب بھی لگز پانی اونچا چڑھا تھا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے تصرف سے بھی سولہ گز پانی اونچا اٹھا تھا اتنے یہ تصرف حضرت ن رضی اللہ عنہ کا سن کہ ایک روز آپ کے سامنے ایک ایسا مسلمان آیا کہ آپ نے اس کو دیکھ کر فرمایا عینک تزیینان یعنی دونوں آنکھیں تیری زنا کرتی ہیں اس شخص نے عرض کی کہ اے خلیفہ برحق تم کو کس طرح معلوم ہوا آپ نے فرمایا نور باطن سے پھر اس شخص نے آپ کے روبرو توبہ کی اتنے یہ تصرف حضرت علی رضی اللہ عنہ کا معلوم کر کہ آپ نے جنگ میں کو اڑقلعہ خیر کے مثل سپر کے ہاتھ میں اٹھائے اتنے دوسرا تصرف یہ ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا کہ آپ کی قبر شریف اہل حق نے پوشیدہ کر دی بخمال بے ادبی خارجیوں کے چنانچہ ایک مدت تک ایسی پوشیدہ رہی کہ علم بھی قبر شریف کا باقی نہ رہا کہ کہاں ہے مگر بادشاہ ہارون رشید کے زمانہ میں ظاہر ہوئی اور ظاہر ہونیکا یہ سبب ہے کہ ایک روز بادشاہ ہارون رشید ایک جنگل میں واسطے شکار کے گیا اور کتوں کو بٹنوں پر چھوڑا نہ تو کتوں نے ہرنوں پر حملہ کیا اور نہ ہرن کتوں سے ڈر کر بھاگے تو ہارون نے یہ اچنبہ دیکھ کر پریشان ہو کر ایک بوڑھے کو بھست و جو تمام بلا کر یہ ماجرا پوچھا تو اس نے بیان کیا کہ ہم اپنے بزرگوں سے سنتے آتے ہیں کہ جنگل میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی قبر شریف ہے جب بادشاہ نے یہ سنا تو تحقیق کر کے وہاں روشنہ منورہ بنوایا اور آپ کی قبر شریف کی زیارت کو بادشاہ ہمیشہ آیا کرتا تھا چنانچہ اس مقام پاک کو شاہ نجف کہتے ہیں اتنے اور یہ تصرف حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا سن یعنی بادشاہ منصور نے ایک شب اپنے وزیر سے کہا کہ توجا کر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو لے آئیں ان کو مار ڈالوں وزیر نے اس بادشاہ سے کہا کہ حضرت امام علیہ السلام گوشہ نشین ہوئے اور اسوا حق کے سب سے دست بردار ہیں ان کے آزار دینے میں کچھ فائدہ نہیں غرض کہ وزیر نے اس بات میں بہت تردد و قبح کی مگر اس

نے قبول نہ کیا آخرش کو وزیر گیا تو بادشاہ نے غلام سے کہا کہ جب حضرت امام دروازہ پر تشریف
 لائیں اور میں کلاہ غد پر ماتھ لگاؤں تو ان کو قتل کر دینا عرض کہ جب حضرت امام تشریف لائے تو بادشاہ
 حضرت کی آمد سن کر اٹھا اور بادشاہ تمام آنحضرت کو لیکر تخت پر بٹھال کر آپ بجائے خادموں کے
 مودب ہو کر بیٹھا اور آنحضرت سے عرض کی کہ جو کچھ ارشاد ہو بجالاؤں آپ نے ارشاد کیا کہ بار و بنگر
 اینکی تکلیف دینا پھر بادشاہ نے حضرت کو بعزت تمام حضرت کیا اور آپ بیہوش کر کر پڑا چنانچہ
 بعضے لکھتے ہیں کہ تین روز بیہوش رہا اور بعضے کہتے ہیں کہ تین نماز اس کی فوت ہوئیں اور جب ہوش
 میں آیا تو وزیر نے اس سے پوچھا کہ یہ تیرا کیا حال تھا تو اس بادشاہ نے کہا کہ جب حضرت امام تشریف
 لائے تو میں نے ایک ہا دیکھا ان کے ساتھ اور اس ارشاد نے مجھ سے کہا کہ اگر تو نے حضرت کو
 کچھ آزار دیا تو میں تجھ کو نکل جاؤنگا عرض کہ اس کی سیدت میں ہرگز عذر چاہئے والا ہو کر بیہوش ہو گیا انتہا
 اے ساک معلوم کر کہ تصرفات ان حضرات کے اس قدر ہیں کہ مقتدر بشر نہیں جو ان کا بیان کر سکے
 مگر یہ جو مذکور ہوئے بطریق نبرگا اور یمینا ہیں اب تصرفات ان غلاموں کے جس تک عظمت اور تصرف
 ان حضرات کے تجھ پر کما حقہ ظاہر اور اظہر ہو جاویں یعنی جب ان غلاموں کے یہ تصرف ہیں تو دیکھا
 چاہئے کہ ان کے کیا تصرف ہو گئے چنانچہ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ عنہ نقل فرماتے ہیں کہ جب کوہ تنہا
 قافلہ سے راہ بھول کر ایک صحرا میں رو ہوا تو میں نے چاہا کہ کسی سے راہ کعبہ کی دریافت کروں چنانچہ میں نے
 وہاں پر ایک اعرابی سیاہ رو کو گوشہ نشین دیکھا تو اس سے راہ پوچھنے کو گیا اس نے مجھ پر شور کیا میں نے
 جانا کہ یہ کون ہے تو میرے پاس جو روٹی موجود تھی اس کو دینے لگا اس نے مجھے دیکھ کر کہا کہ اے
 احمد تو کون ہے کہ خدا کے گھر کو جاتا ہے اور خدا کی روزی رسائی پر یقین نہیں رکھتا ضرور کہ اے احمد
 اب تورا بھولا امام صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے آتش غیرت سے پانی پانی ہو کر خدا تعالیٰ سے یہ
 عرض کی کہ اے الٰہی تیرے بندے ایسے ایسے پوشیدہ ہیں تو اس گوشہ نشین نے کہا کہ اے احمد
 یہ کیا تعجب ہے بلکہ ایسے ایسے بندے خدا تعالیٰ کے ہیں کہ اگر قسم کھا بیٹھیں اس بات پر کہ
 تمام کوہ اور بیابان رہو جاوے تو زہر ہو جاوے حضرت امام صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے پھر جو زنگاہ

کی تو تمام کوہ اور بیابان کو زپایا تو یہ تصرف پھکر میں بخود ہو گیا ہاں نفس غیب نے آواز دی کہ اے
 احمد کس واسطے توحیران ہے یہ بندہ ہم کو ایسا مقبول ہے کہ اگر یہ ہم سے چاہے تو ہم اس کے
 واسطے آسمان کو زمین پر ماریں اور زمین کو آسمان پر اٹھائیں سبحان اللہ یہ تصرف مطابق حدیث کے اس
 بزرگ سے واقع ہوا ہے چنانچہ یہ حدیث شاہ عبدالرحمن محدث دہلوی اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی
 رحمۃ اللہ علیہما نے قول جمیل اور مشکوٰۃ کے ترجمہ میں لکھی ہے وہ حدیث یہ ہے کہ بعضے شخص غبار آلودہ
 پریشان ہو پڑے پھٹے کپڑے والا جس کو کوئی خیال میں نہیں لاتا اگر وہ قسم کھا بیٹھے اللہ کے بھروسے
 پر تو حق اس کی قسم کو سچا کرے یعنی خدا کے نزدیک اس کی ایسی جاہت ہے کہ جیسا اس نے کہا
 ویسا ہی کرے انتہی لے سالک معلوم کر کہ یہ تصرفات اولیا اور انبیاء علیہم السلام کے موقوف اور پر
 حیات کے نہیں بلکہ عالم حیات میں بھی تصرفات ان حضرات سے واقع ہوتے ہیں چنانچہ مولانا شاہ
 عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ سورہ انشقت کی تفسیر میں مردوں کے حال میں لکھتے ہیں اور بعضے اولیا اللہ
 جن کے اللہ تعالیٰ نے محض اپنے بندوں کی ہدایت اور ارشاد کے واسطے پیدا کیا ہے ان کو اس
 حالت میں بھی اس عالم کے تصرف کا حکم ہوتا ہے اور اس طرف متوجہ ہونے سے ان کے استغراق
 میں کمال وسعت و مدارج کے سبب سے کچھل واقع نہیں ہوتا اور وہ استغراق اس طرف کے متوجہ
 ہونے کو بھی منع نہیں کرتا اور لوگ باطنی کمالوں کو انہوں سے حاصل کرتے ہیں اور حاجت اور مرادوں
 والے اپنی مشکلات کا حل ان سے طلب کرتے ہیں اور پاتے ہیں اور ان کا حال اس وقت میں اس مصرع
 کے مضمون پر گواہی دیتا ہے مصرعہ من اعلم کز لوائی بہ تن انتے اور حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ
 حجۃ الباقعہ میں فرماتے ہیں کہ جب مرجاتا ہے فرشتوں میں بلجاتا ہے اور انہوں میں سے ہو جاتا ہے
 اور جوہ کرتے ہیں یہ کرتا ہے اور ان کا سالنام کرتا ہے اور یہ لوگ کبھی مشغول ہوتے ہیں اللہ کا کلمہ بند
 کرتے ہیں اور اللہ کے گروہ کی مدد کرنے میں انتہی اور قول جمیل میں ہتمام تصرفات نقشبندیہ کے
 لکھتے ہیں کہ نقشبندیوں کے عجائب تصرفات میں بہت باندھنا کسی دہر تو اس مدعا کا ہمت کے موافق ہوتا
 اور طالب میں تاثیر کرنا اور بیماری کو مریض سے رفع کرنا اور عاصی پر توبہ کا اضافہ کرنا اور لوگوں کے دلوں میں

تصرف کرنا کہ وہ محبوب اور معظّم ہو جاوے یا ان کے خیالات میں تصرف کرنا تا ان میں واقعات عظیمہ
 مثل ہوں اور آگاہ ہو جانا اہل اللہ کی نسبت پرزندہ ہوں یا اہل قبور اور لوگوں کے خطرات قلبی پر اور
 جوان کے سینوں میں خلجان کر رہا ہے اُس پر مطلع ہونا اور فوائع آئندہ کا مکشوف ہونا اور بلائے
 نازل کو دفع کر دینا اور سوائے ان کے اور بھی تصرفات ہیں چنانچہ اس عبارت کے آگے یہ تصرف
 بھی لکھا ہے **وَإِذَا غَابَ الطَّالِبُ فَإِنَّهُمْ يَتَخَيَّلُونَ صُورَةً وَيَتَوَجَّهُونَ إِلَيْهَا** اور جب کہ
 طالب غائب ہو تو اس کی صورت کو خیال کرتے ہیں اور اس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں یعنی غائب کو
 توجہ دیتے ہیں اُس کی صورت کو خیال کر کے اتنے چنانچہ ایک پر یہ بھی لکھا ہے کہ اسی طرح پر میری
 کی صورت کو بطور رابطہ کے اپنے دہم میں حاضر کر کے استفادہ لیتا ہے لیکن اس مسئلہ میں بھی طرفین نے
 افراط اور تفريط کو دخل دیا ہے یعنی بعض انہوں میں سے رابطہ مرشد کو برنخ بنا کر جو علم اور تصرف اور
 عبادت اور صفات خاص خدا کے واسطے مقرر ہیں وہ اُس مرشد کے نسبت اعتقاد کر کے شکل برنخ میں
 مشغول ہوتے ہیں اور اگر کوئی شخص ان بے علموں سے کہے یہ فعل شرک ہے تو اس کو وہابی اور
 نجدی کہتے ہیں اور بعض انہوں میں سے مطلق تصور کو یعنی رابطہ شیخ کو جو یہ اعتقاد نہ رکھتا ہو کہ میرے
 دل کا حال جانتا ہے یا خود میرے پاس موجود ہو جاتا ہے اور کسی عبادت اور تعظیم اور صفات الہی میں
 شریک نہ کرے فقط تصور وہی بطور رابطہ کے کرتا ہو خواہ اولیا کا خواہ انبیاء کا تو اس کو مشرک اور اُس
 فعل رابطہ شیخ کو شرک کہتے ہیں اور جو عبارت صراط المستقیم میں مولوی اسماعیل صاحب باب منع تصوّر
 شیخ کے لکھتے ہیں اس کو دلیل میں لائے ہیں غرض کہ ان دونوں کو شیطان نے راہ حق سے روکا اور
 جہنم ہاویہ میں جھونکا کیونکہ وہ جو اول صورت بیان کی گئی ہے یعنی مشغول برنخ محض شرک اور اُس کا
 معتقد مشرک ہے خواہ تصور کرے یا نہ کرے کیونکہ یہ اعتقاد فقط اُس کا مستلزم شرک ہے اور
 یہ جو دوسری صورت ہے یعنی تصور وہی بطور رابطہ کے جائز اور درست ہے اور جو شخص اُس کی تردید
 میں تمہیبات فلسفہ پیش کر دے **اعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا** کو پڑھے اور رابطہ شیخ کو شرک اور اُس کے
 مجوزین کو مشرک کہے تو وہ شخص بلا شک وہابی اور نجدی ہے بلکہ خود مشرک اور ختم انداز دین محمدی کا

ہے کیونکہ مولانا شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ قرآن جمیل میں لکھتے ہیں کہ اُس کے جائز ہونے پر اجماع ہے
 مثل شحِ چشتیہ اور نقشبندیہ کا فقط اور اجماع کے حق ہونے پر یہ حدیث ناطق ہے لَا يَجْمَعُ اُمَّتِي
 عَلَى الضَّلَالَةِ یعنی نہیں جمع ہوتی اُمت میری و پر گمراہی کے یعنی علماء اور صلحا انتہے اور جو شخص کہ اجماع کو
 شرک کا مجوز قرار دے اور فعل اور اجماع کے معتقد کو مشرک کہے وہ خود مشرک ہے اور یہ جو مولوی اسمعیل
 صاحب کی عبارت کو دلیل میں لاتے ہیں یہ محض ان کا خدع اور کرہ ہے کیونکہ مولوی اسمعیل صاحب نے بھی
 خاص اس صورت کو شرک نہیں لکھا لیکن تصویر سازی کی حرکت بیان کر کے اس مسئلہ کو تصویر سازی پر
 قیاس کر کے صراط المستقیم میں یہ تحریر فرماتے ہیں چنانچہ وہ عبارت یہ ہے صورت قرطاسی تقدروقت
 تصویر احکامیت نمیکند کہ صورت خیالی میکند باوجودیکہ ہر دو بیان پس اندوہ میں معنی تصویر صورت خیالی
 از بدست از صورت قرطاسی چہ فرق در میان ہر دو ہونے تو اند شد مگر بانیکہ در صورت اول در نظام ظاہر شرع
 تخلل راہ میباید و در صورت ثانی انتظام ظاہری را ایسے نمیرسد لیکن قہجیکہ نسبت تاثیرش در نفس فاعل
 این کار است در صورت دوم از بدست صورت اولی است پس با این وجہ میباید کہ حرام باشد انتہے اسے لاک
 یہ قیاس مولوی اسمعیل صاحب کا قیاس مع الفارق ہے یعنی تصویر سازی اور رابطہ شیخ سے کیا
 نسبت ورنہ اس قیاس مولوی صاحب سے آئینہ دیکھنا بھی تصویر سازی میں داخل ہوتا ہے کیونکہ جو علت
 مولوی مدوح صورت خیالی میں فرماتے ہیں وہ علت آئینہ دیکھنے میں موجود ہے کیونکہ جیسی صورت آئینہ میں
 معہ لون و جلد اور اشعار و خط و خال کے صاف کما حقہ میں بھی نظر آتے ہیں ایسی صورت قرطاسی اور صورت خیالی
 میں کیفیت تصویر کی کما حقہ نہیں معلوم ہوتی تو جیسی صورت خیالی صورت قرطاسی از بدست ایسا
 ہی صورت آئینہ صورت خیالی سے از بدست ہے تو اس صورت میں دیکھنا آئینہ کا بطریق اولیٰ حرام قرار پاتا
 حالانکہ آئینہ دیکھنا مباح و مستحب ہے بلکہ بعض مواقع پر سنت مومکہ ہے جیسے کہ آرایش نسائیں
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کمال تاکید فرمائی ہے اور آئینہ آراہش ہے اور دوسری یہ کہ اس فن کے مجتہدوں
 اور علماء ظاہر مستند کی ضد میں قیاس مولوی اسمعیل صاحب کا مقبول نہیں کیونکہ وہ مجتہد اور مستند ہیں اور یہ تقلد اور
 تقلد کا یہ مرتبہ نہیں کہ اجماع مجتہدین کے قیاس کو بمرتبہ بطلان کے قرار دیکر اپنے قیاس خود راہی کو

نیز صحیح ہے اور تیسری یہ کہ اگر مولوی اسمعیل صاحب کو مجتہد بھی قرار دیں جب بھی مولوی اسمعیل صاحب کا
 قیاس بمقابلہ ان مجتہدین مستند کے قابل اعتبار کے نہیں کیونکہ مولوی اسمعیل صاحب کے قیاس کی ضد
 میں مجتہد مستند بکثرت ہیں اور ان کی فقط اپنی رائے ہے اور چوتھے یہ کہ اس علم سے جو عالم واقف ہو اور
 اس کی واقفیت کے عالم ظاہر مستند شاہد ہوں تو اس کا قول اسباب میں ثنن اعتبار کے ہے چنانچہ
 مولوی اسمعیل صاحب بمقابلہ خواجہ نقشبند اور خواجہ شہاب الدین اور خواجہ معین الدین چشتی اور خواجہ یعقوب چشتی
 اور خواجہ عبداللہ احرار اور امام غزالی اور امام مجدد الف ثانی اور حضرت شاہ عبدالحق محدث اور حضرت ولی اللہ
 محدث اور حضرت شاہ عبدالعزیز وغیر ہم رحمہم اللہ و باب علم ولایت و علم نبوت کے اصلاً اعتبار نہیں
 رکھتے اور پانچویں یہ کہ خود مولوی صنایع نے قیاس سے اعراض کر کے صراط المستقیم میں اس عبارت مذکورہ
 صراط المستقیم کے جو اوپر مسطور ہوئی آگے لکھنے میں چنانچہ وہ عبارت یہ ہے و قطع نظر ازین معنی رواج
 شغل برزخ ناقصان را بصورت اول میرساند انتہائے سالک اس عبارت کے صاف ثابت اور ثابت ہے کہ
 مولوی اسمعیل صاحب کی مراد وہی شغل برزخ ہے جو اوپر مذکور ہو چکا ورنہ اپنے قیاس سے اعراض نہ کرتے
 چنانچہ خود مولوی صاحب میان تقویت الایمان کے اس عبارت کو شغل برزخ قرار دیکر واسطہ دفع شبہ
 ان بیفتلوں کے بمقام اشراک فی العلم کے شرح ارقام فرماتے ہیں چنانچہ عبارت یہ ہے یعنی ختم پڑھے
 یا شغل کرے اور اس کی صورت کا خیال باندھے اور یوں سمجھے کہ جب میں اس کام کا نام لیتا ہوں زبان
 سے یا دل سے یا اس کی صورت یا اس کی قبر کا خیال باندھتا ہوں تو وہیں اس کو خبر ہو جاتی ہے اور
 اس سے میری کوئی بات چھپ نہیں سکتی اور جو مجھ پر احوال گذرتا ہے جیسے بیماری اور تندرستی اور کشتی
 اور تنگی اور مرنا اور جینا اور غم اور خوشی سب کی اس کو ہر وقت خبر ہے اور جو بات میرے منہ سے نکلتی
 ہے وہ سب سن لیتا ہے اور جو خیال اور ہم میرے دل میں گذرتا ہے وہ سب واقف ہے سے ہوا ان
 باتوں سے آدمی مشرک ہو جاتا ہے اور اس قسم کی باتیں سب سرکش ہیں اسکو اشراک فی العلم کہتے ہیں
 انتہائے نہ کہ رابطہ شیخ کو کہ جس پر اتفاق ہے ایک مدت بعد سے علماء راجھوں اور اولیائے متقدمین
 اور متاخرین کا بلکہ خود مولوی اسمعیل صاحب اور تمام مطیعین مولوی اسمعیل صاحب رابطہ گولہ توپ کے

قائل اور مجوز ہیں چنانچہ صراط المستقیم کے آفاہہ چوتھے میں درمیان شغل نفی کے یہ عبارت لکھتے ہیں سہل
 تصور آنت کہ در سینہ یا شکم خود خیالی خیال کند بشاہ آنکہ گولہ توپ از یک طرف بطرف دیگر سیدہ
 اس مقام بدن را خالی گذاشتہ است و باز ہماں روزن را آہستہ آہستہ فرخ تر و کشادہ تر سازد تا کہ
 انجام رسد اور و سراطریق تصور شکل کا یہ لکھتے ہیں سخت ترین صوری آنت کہ چیرے غنی معنوی کہ
 عبارت از فناست از عالم غیب متوجہ بوسے شدہ یکبارگی جسم اور امتلاشی ساختہ مثل سنگ سخت کہ
 پارہ خزنی ست سیدہ پاش پاش نمودہ متلاشی سازد انتہی اور مولوی سخاوت علی صاحب ساکن جنپور بھائی
 مولوی اسمعیل صاحب بیچ رسالہ تصوف مسلمی نو بوصول خود تصنیف اپنی کے عبارت چوتھی آفاہہ مذکورہ کے
 معنی لکھتے ہیں وہ عبارت یہ ہے یعنی بعد ذکر کے فکر کرے آنکہ بند کر کے اور دھیان کر کے گویا گولہ
 میرنگا اور سوراخ ہو گیا اور اس سوراخ نے بڑھتے بڑھتے تمام جسم کو خالی کر دیا جب فکر کامل ہوئی ایسے
 ہی تمام عالم کا خالی ہونا دھیان کر کے انتہی لے سالک معلوم کر کہ تمام وہابی زلفوار فلاسفہ اور عوام
 کالانعام جو ان کے لام فریب میں گرفتار ہیں وہ رابطہ گولہ توپ کو مستحسن اور باعث انوار الہی کا جانتے
 ہیں اور رابطہ شیخ کہ جس کو مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور مولانا شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہما تمام
 علمائے راسخین اور اولیائے متقدمین اور متاخرین کے مطابق اور قرآن اور حدیث مطابق دیکر لکھا ہے
 اس کو شرک اور اس کے مجوزین کو مشرک کہتے ہیں حالانکہ رابطہ گولہ توپ رابطہ شیخ میں کچھ فرق نہیں
 الا اس قدر کہ یہ تصور گولہ توپ کا حکم کرتے ہیں اور وہ اولیا اور انبیاء علیہم السلام کی صورت متبرکہ کے
 تصور کو حکم کرتے ہیں حالانکہ مولوی اسمعیل صاحب کا حکم کرنا رابطہ توپ کافی نفسیہ یعنی قرآن اور حدیث اور
 کتب اولیائے متقدمین اور متاخرین اور علمائے راسخین اور علمائے ظاہرین کے کہیں پتہ اور نشان نہیں
 لگتا کہ کسی نے رابطہ گولہ توپ کا زمانہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے اور اس زمانہ تک لکھا
 ہو اور حالانکہ ان سب صاحبوں کے عقیدہ میں یہ طریق قرار پایا ہے کہ جو بعد زمانہ ثلاثہ کے کہا ہے
 طریق احسن ہو وہ شر اور بد ہے اور باوجود اس عقیدہ اپنے کے تصور گولہ توپ کو باعث انوار اور
 تقرب الہی کا جانتے ہیں اور حکم کرنا ان حضرات کا موافق قرآن اور حدیث اور کتب اولیائے متقدمین

اور متاخرین اور علمائے راسخین اور علمائے ظاہرین کے ہی بڑا جانتے ہیں حالانکہ انبیاء اور اولیاء
 علیہم السلام کی صورت شریف کے موثر ہونے کے باب میں تمام قرآن اور حدیث اور کتاب علمائے
 ظاہر مستند اور علمائے راسخین اور اولیاء متاخرین اور متقدمین کے لابلال ہے چنانچہ فرمایا حقیقتاً لے
 مے سورہ کہف کے چوتھے رکوع میں **وَاصْبِرْ نَفْسَکَ مَعَ الَّذِیۡنَ یَدْعُوۡنَ رَبَّهُۥمۡ بِالْعَدَاوَةِ وَالۡعِیۡۡ
 یُوۡدُوۡنَ وَجَہَہٗ وَلَا تَقۡدُ عِیۡنَکَ عَنْہُمۡ ۗ** ترجمہ اور تمام رکھ آپ کو ان کے ساتھ
 جو یاد کرتے ہیں اپنے رب کو صبح اور شام طالب ہیں اس کے منہ کے اور نہ دوڑیں تیری آنکھیں
 ان کو چھوڑ کر انتہا اے سالک یہ زلہ خوار فلاسفہ اور ظاہر بیناں اس وقت کے اس آیت سے
 صحبت جسدی کے قائل ہیں اور صحبت روحی کے منکر حالانکہ حقیقتاً لے خود درمیان اس آیت مذکورہ کے
 و اصبر نفسک فرمانا ہے نہ واصبر جسدک پر تخصیص جسدی کی کہاں سے نکالتے ہیں کیونکہ تمام علمائے
 مفسرین اور علمائے راسخین کی کتابیں صحبت جسمی اور روحی سے ملو اور مشحون ہیں چنانچہ مولانا شاہ
 عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے اور حضرت جناب امام حسن علیہ السلام تک صحبت ظاہری
 اور باطنی کے قائل اور مجوز ہیں چنانچہ حضرت عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ بیچ معنی اس آیت کے شرح
 ارقام فرماتے ہیں **وَکُوۡنُوۡا مَعَ الصَّٰدِقِیۡنَ** یعنی رہو تم عسات سچوں کے اور یہ فرمانا حضرت حق کا عام
 ہے نہ خاص اور جو شخص عام کو مقید ساتھ خاص کے کرے وہ جاہل اور معتزلہ ہے چنانچہ ان سب حضرات
 کی عبارتیں یہاں پر نقل کی جاتی ہیں فرمایا حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے
 قول جمیل میں کہ رابطہ شیخ پر اجماع ہے اولیاءِ حقیقیہ اور نقشبندیہ کا چنانچہ وہ عبارت یہ ہے
قَالُوۡا وَالتَّوۡکُنُ الْاَعْظَمُ رِبَطُ الْقَلْبِ بِالشَّیْخِ عَلٰی وَصِفِ الْمَحَبَّتِ وَالتَّعْظِیۡمِ وَمَلَا حِظَّةَ صُوۡرَتِہٖ
 مشائخ حقیقیہ نے فرمایا ہے کہ رکن اعظم دل کا لگانا اور گانٹھنا ہے مرشد کے ساتھ محبت اور
 تعظیم کی صفت پر اوپر اس کی صورت کا ملاحظہ کرنا آتے اور طریق نقشبندیہ میں فرماتے ہیں و
**شَرُّ طَمَآنٍ یَّکُوۡنُ الشَّیْخُ قُوۡیَ التَّوۡجِہِ دَآئِمَ الْیَادِ دَآشَتٍ فَاِذَا مَحَبَّتِہٖ عَلٰی نَفْسِہٖ عَنْ کُلِّ
 شَیْءٍ لَا مَحَبَّتَہٗ وَیَنْتَظِرُ لِمَا یُفِیۡضُ مِنْہُ وَیَغْمِضُ عِیۡنِہٖ اَوْ یَفۡتَحُہُمَا وَیَنْتَظِرُ بَیۡنَ عَیۡنِیۡ**

الشَّيْخُ فَإِذَا فَاقَ شَيْئًا فَاتَّبَعَهُ بِجَمَاعٍ قَلْبِهِ وَ لِيَحْفَظَ عَلَيْهِ وَإِذَا غَابَ الشَّيْخُ عَنْهُ يُخْبِلُ
 صُورَتَهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ يَوْصِفُ الْمَحَبَّةَ وَ التَّعْظِيمَ فَتَفِيدُ صُورَتَهُ مَا تَفِيدُ مَحَبَّتَهُ
 ترجمہ اور رابطہ مرشد کی شرط یہ ہے کہ مرشد قوی التوجہ ہو اور یادداشت کی مشق دائمی رکھتا
 ہو جب ایسے مرشد کی صحبت کرے تو اپنی ذات کو ہر چیز کے تصور اور خیال سے خالی کر ڈالے
 سوا اُس کی محبت کے اور اُس کا منظر رہے جس کا اس کی طرف سے فیض آوے اور دونوں
 آنکھیں بند کر لے یا اُن کو کھول دے اور مرشد کی دونوں آنکھوں کے بیچ میں تکی لگا دے پھر
 جب کسی چیز کا فیض آئے تو اُس کے پیچھے پڑ جاوے اپنے دل کی جمعیت سے اور چاہے
 کہ اُس فیض کی محافظت کرے اور جب مرشد پاس نہ ہو تو اُس کی صورت کو اپنی دونوں آنکھوں
 کے درمیان خیال کرتا رہے بطریق محبت اور تعظیم کے تو اس کی خیالی صورت وہ فائدہ دے گی جو اس
 کی صحبت فائدہ دیتی تھی انتہی اور یہ عبارت دوسری جگہ تاکید فرماتے ہیں وَ تَالِثُهَا الرِّابِطَةُ
 بِشَيْخَتِهِ تَسْرِطُ طَرِيقَهُ وَ صَوْلَ إِلَى اللَّهِ كَارِ الْبَطْنِ وَ اعْتَقَا وَ كَامِلٌ بِهَيْمٍ بَهِيحٍ نَابِئٍ
 اس کا مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ لکھا ہے کہ حق یہ ہے کہ سب اہل
 یراہ زیادہ تر قریب ہے گا ہے مرید میں قابلیت نہیں ہوتی تو اُس کی مزید محبت سے مرشد
 اس میں تصرف کرتا ہے انتہی اور ماخذ اس سائل کا ان حضرات نے اس آیت اور حدیث کو قرار دیا
 هُمْ الَّذِينَ إِذَا رُودَ ذَكَرُوا اللَّهَ اتَّهَى يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ ذَكُورًا مَعَ الصَّادِقِينَ
 انتہی اور آیت مذکورہ کے معنی حضرت عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ یہ فرماتے ہیں۔ اَلْكَافِرُونَ
 مَعَ الصَّادِقِينَ الْمَأْمُورُ بِهَا فِي كَلَامِ مَدْرِيَتِ الْعَالَمِينَ اَلْكُفْرُ مَعَهُمْ صُورَةٌ وَمَعْنَى اَوْ حَضَرَ
 ملاجعی نے رُحَاتِ میں حضرت عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو یوں نقل کیا ہے کہ كَيْفُونَ
 مَعَ الصَّادِقِينَ يَأْوِدُ مَعْنَى سَتِ كَيْفُونَ نَبِيٍّ بِحَسَبِ صُورَتِ وَا لْاَسْتِ كَمَا جَالَسَتْ وَ مَصَابِحَتِ
 باہل صدق لازم وقت خود گیر و نا سبب صحبت ایشاں باطن سے از انوار صفات و اخلاق ایشاں
 منور گردد و کینونتہ بحسب معنی وَا لْاَسْتِ کہ از رہ گذر باطن طریقہ رابطہ و زرد و بسندت طائفہ کہ اس

استحقاق واسطگی داشته باشد و صحبت را حصر بکنند در آنکہ ہمیشہ چشم ناظر باشد بلکہ چنان سازد کہ صحبت دائمی شود و از صورت بمعنی عبور کند تا ہمیشہ واسطہ در نظر باشد چون این معنی را بسبیل دوام رعایت کند سرور با سر ایشان مناسبتی و اتحادی حاصل شود بدین واسطہ آنچه مقصود اصلی است حاصل حقیقت سے شود انتہی یعنی کینونتہ مع الصاوقین کے دو معنی ہیں ظاہر اور باطن اور ظاہر کینونتہ کے یہ معنی ہیں کہ طالب حق مجالست اور مصاحبت اہل صدق کی اپنے او پر لازم پکڑے یا بہ سبب دوام صحبت انہوں کے باطن طالب کا ساتھ اور صفات اور اخلاق انہوں کے سے منور ہو اور کینونتہ معنوی کے یہ معنی ہیں کہ راہ باطن سے طریقہ رابطہ کا قبول کرے ساتھ اس طائفہ کے جو اس کی قابلیت کھتا ہو اور رابطہ کو صحبت پر موقوف نہ رکھے ہمیشہ ساتھ چشم باطن کے نظر کرتا رہے بلکہ ایسا رابطہ حاصل کرے کہ صحبت دائمی ہو جائے پھر صورت سے طرف معنی کے عبور کرے تاکہ ہمیشہ رابطہ بیچ نظر کے رہے اور جب طالب اس معنی کے تئیں ساتھ بسبیل دوام کے رعایت کرے تو بھید اس کے کے تئیں ساتھ بھید انہوں کے ایک مناسبت اور اتحاد حاصل ہو تو ساتھ اس رابطہ جو کچھ مقصود اصلی ہے حاصل حقیقت طالب کے ہوا انتہی اور حضرت خواجہ عبید اللہ احرار فرماتے ہیں کہ میں نے اجازت اشتغال نقشبندیہ کی چاہی حضرت امام یعقوب چرخئی نے سب طریقے مجھ کو بتائے جب پہنچے رابطہ پر فرمایا بتا اس کو اُسے جس کو مستعد پاؤے بغیر دہشت کے انتہی دیکھا چاہے حضرت خواجہ یعقوب چرخئی رحمۃ اللہ علیہ کا کیا مرتبہ ہے علم ظاہر اور علم باطن میں عالم ظاہر ان کا ظاہر ہے کہ مفسر ہیں قرآن مجید کے اور تفسیر ان کی مستند اکابر کے نزدیک اور عالم باطن کا حال دیکھا چاہے کہ خلیفہ ہیں حضرت خواجہ بہار الدین نقشبند کے قدس سرہما انتہی حضرت مولوی در تکلمہ حاشیہ نفاذ اللانس از حال خود یابیں عنوان تبصیر کردند کہ فقیر کے راوغرغہ شغل بدین طریق دست دادہ بود و بلازمت آمدہ استدعاے تعلیمی کردہ ایشان اور تلقین ذکر لا الہ الا اللہ کردہ اند و مشروط بحفظ صورت مبارک خود ساختہ آل شخص درہاں صحبت بفرمودہ ایشان مشغول گشتہ فی الحال دروے اثر معبودہ اس طائفہ بظہور آمد و خود را در فناے روشن دید و دے را لذت قوی و شوق عظیم دست دادہ انتہی یعنی

حضرت مولوی عبد الغفور رحمۃ اللہ علیہ نے درمیان مکملہ حاشیہ نفحات الانس کے حال اپنے کو پورا
تفسیر کیا ہے کہ فقیر کو قصد طریق نقشبندیہ کا تھا اور بیچ خدمت مولوی جامی کے گیا اور تعلیم
اشغال نقشبندیہ کی چاہی مجھ کو ذکر لا الہ الا اللہ کا بتایا اور شرط یہ لگائی کہ میری صورت کا بھی
خیال رکھنا میں بیچ اسی صحبت کے موافق ارشاد اُن حضرت کے مشغول ہو گیا فی الحال بیچ اس
کے اثر حاصل ہو گیا اور میں نے اپنے تئیں ایک فضا کے روشن میں دیکھا اور مجھ کو بڑی لذت
اور بڑا شوق حاصل ہوا اتنے اور خون درویزہ رحمۃ اللہ علیہ کہ علم ان کا ولایت میں مشہور اور معروف
ہے جیسے شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ہندوستان میں مستند ہیں ویسے ہی وہ بھی
ولایت میں مشہور اور مستند ہیں اور اکابر اولیاء میں سے ہیں بیچ ارشاد الطالبین کے فرماتے ہیں سو ہم آنگہ
دل راز مجاہدہ مشاہدہ حاصل میشود و اگر تجلی رحمانیہ است نیز در اں آوان ذکر از دست ندرت اگر
ملک و ملکوت بہشت و دوزخ باشد ازاں نیز بر گرد و باید کہ ذکر ترک نہ ہو و اگر شیطانی و دنیا کے
است صورت مرشد اول گذارند تا واقع شود و بعد و شیخ نوری ذکر باطن او میفرماید انتہی یعنی تیسرے
یہ کہ دل کو بہ سبب مجاہدہ اور ریاضت کے مشاہدہ حاصل ہوتا ہے پس اگر تجلی رحمانی ہے تو اس میں
بھی ذکر کو نہ چھوڑے اگر ملک و ملکوت اور بہشت اور دوزخ ہو تو اس سے بھی پھر جاوے اور
ذکر کو ترک کرے اور اگر شیطانی اور دنیا کی ہے تو صورت مرشد کی دل میں لائے تاکہ وہ دفع ہو جاوے
اور ساتھ دو شیخ نوری کے ذکر اس کے دل میں زیادہ ہو جاوے اتنے اور حضرت شاہ کلیم اللہ
کہ فاضل اجل و فقیر اکمل و مرشداں مرشد حضرت مولانا مولوی فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں
درمیان کشکول اپنے رابطہ صورت کے تئیں بیچ شرط ذکر کے لائے ہیں اور فرماتے ہیں و احضار
صورت شیخ و ذکر او کہ شرائط است و معلوم است کہ وجود مشروط بدون شرط ممکن و مفید مدعا
نیست پس قرب الہی و تقرب بارگاہ خدائی کہ مقصود اصلی است بدون توجہ بصورت شیخ نزد اول
عرفان و صاحبان ایقان متصور نیست انتہی یعنی حاضر کرنا صورت شیخ کا درمیان ذکر کے اہم
شرط ہے اور ظاہر ہے کہ وجود مشروط کا بغیر شرط کے ممکن و مفید مدعا کا نہیں پس حاصل ہونا قرب الہی

اور تقرب بارگاہِ خدائی کا مقصدِ اصلی ہے۔ بدون توجہ ساتھ صورتِ شیخ کے نزدیک اہل عرفان اور صاحبوں ایقان کے منظور نہیں آتے اور حضرت مولانا محمد اسحاق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مایۃ المسائل میں سوال کے جواب میں لکھا سوال یوں ہے کہ تصور نمودن صورت شیخ در وقت ذکر چہ حکم دارد جائز یا گناہ؟ گناہ گناہ جواب تصور نمودن صورت شیخ باین وضع کہ بسبب اطلاق و سعت اور اطلاع شود و صورت اور ابروخ سازد و این پندارد کہ ارواح مشائخ درین وقت حاضر می شوند میداند درست نیست بلکہ کفرست و اگر تصور صورت شیخ بطور رابطہ باشد پس معمول بعضی مشائخ است آنتے یعنی تصور کرنا پیر کا ساتھ اس وضع کے اعتقاد رکھے کہ بسبب وسعت علم کے اس کی اطلاع ہوتی ہے اور صورت مرشد کو برخ بنا کر یہ جانے کہ رو میں پیروں کی اس وقت حاضر ہوتی ہیں اور جانتی ہیں یہ تصور درست بلکہ کفر ہے اور اگر تصور صورت پیر کا بطور رابطہ کے ہو تو پس بعضی مشائخ نے ایسا کیلئے آنتے اور یہ جو بعض بعض بدعتی اور وہابی اس جواب مولانا پرمعترضین ہو کر اس عبارت رسالہ کہ یہ حضرت امام قطب الدین مشقی رحمۃ اللہ علیہ کی فاذا اتدکوا المرید یذ بقلبہ الشیخ قریب الیہ فیتعلق بہ قلبہ فاستفاد منہ فاذا احتاج المرید الی الشیخ یجعل واقعة یستحضر الشیخ بقلبہ ویسئل لہ عما شاہدہ لا یلسان الظاہر بل یلسان القلب فیلہمہ روح الشیخ معنی الواقعة عقیب السؤال وانہما یتیسر لہ ذلک بواسطہ ربط قلبہ بالشیخ یعنی اور جس وقت یاد کرتا مرید ساتھ قلب اپنے کے شیخ کو تو قریب ہوتا ہے شیخ طرف مرید کے پس تعلق پکڑتا ہے ساتھ شیخ کے دل مرید کا پس استفادہ لیتا ہے اسی شیخ سے اور جس وقت کہ محتاج ہوتا ہے مرید طرف شیخ کے واسطے حل کرنے مطلب اپنے کے حاضر کرتا ہے شیخ کو اپنے دل میں اور سوال کرتا ہے اسی شیخ سے اُس چیز کا کہ دیکھی ہے مرید نے اور نہیں سوال کرتا ساتھ زبان ظاہری کے بلکہ سوال کرتا ہے ساتھ زبان باطنی کے پس الہام کرتی ہے مرید کو روح شیخ کی معنی واقعہ کے تئیں بعد سوال کے اور سوا اس کے نہیں کہ حل ہوتا ہے واسطے مرید کے وہی واقعہ ویدہ بسبب تعلق پکڑنے قلب رابطہ شیخ کے آنتے گذران کر کہنے

ہیں کہ مولانا نے یہ فتوے خلاف عقیدہ اولیائے کرام کے دیا اور بعضے وہابی کہتے ہیں کہ یہ عبارت حضرت امام قطب الدین دمشقی رحمۃ اللہ علیہ کی بوسے شرک سے خالی نہیں لغو باللہ منہا اہل حق ان یہودوں کے درمیان میں بمنزلہ نشان کے ہیں حالانکہ یہ یہود خود سخن فہم ان حضرات کے نہیں کیونکہ مولانا کی غرض یہی شغل برزخ ہے جو اوپر مذکور ہے یعنی علم حقیقی اور متصرف مطلق ہر شے کا ہر ساعت اور ہر آن میں جان کر جو شخص متوجہ بصورت پیر کے ہو تو وہ شخص نزدیک جمیع علمائے ظاہری کے اور باطنی کے مشرک ہے نہ فقط نزدیک مولانا کے اور کتنا حضرت امام قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ کا از روئے کسب اور واقعہ تصور کے ہے یعنی اکثر اوقات اولیاء اللہ اور پولوں طالبان حق کے بواسطہ الہی مطلع ہو کر وساوس شیطانی اور خیالات نفسانی سے آگاہ کر کے دلوں طالبان حق کو متوجہ طرف خداوند تعالیٰ کی کرتے ہیں تو اس کے کہنے سے شرک لازم نہیں آتا چنانچہ اس کی یہ مثال ہے یعنی کوئی شخص کہے کہ میں نے فلانی دوا سے شفا پائی یا یوں کہے کہ فلا نے کو فلا نے نے مار ڈالا تو اس کے کہنے سے شرک تو درکنار گنہگار بھی نہیں ہوتا کیونکہ شریعت خود اس ممانت کی مہیت قرار دیکر قصاص کا حکم کرتی ہے تو اس سے صاف معلوم ہوا کہ جب تک اس ممانت کی مہیت کو مہیت حقیقی اور اس دوا کو موثر حقیقی نہ جانے تو مشرک نہیں ہونا چاہے شب و روز اس کا وظیفہ کرے کیونکہ یہ کہنا مشارکت رہی ہے یہ تحقیقی اور جو اس کو شرک جانے وہ خود مشرک ہے فقط اور دوسرا اعتراض بدغنیوں کا یہ ہے کہ مولانا نے سوال کے جواب میں یہ لکھا ہے کہ رابطہ شیخ کو بعض بعض مشایخ نے کیا ہے حالانکہ مشایخ کرام کا رابطہ شیخ پر اتفاق ہے اس کا یہ جواب ہے کہ مولانا کی یہ غرض ہے کہ مشایخ باطن نے کیا ہے نہ مشایخ ظاہر نے اتنے اور حضرت شاہ عبدالعزیز قدس سرہ فتح العزیز میں سورہ منزل میں بیچ معنی آیت وَاذْكُرْ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتَلًا کے فرماتے ہیں یا دکن پروردگار خود را خواہ اسم پروردگار محض تنہا یا شد یا در ضمن تحلیل کہ نفی و اثبات است یا ضمن تسبیح و حمد و تکیبیر و لا حول و لا قوة الا للہ العزیز مسنونہ باشد خواہ کیفیت یک ضربی باشد خواہ دو ضربی فصاعداً و خواہ با جس نفس خواہ بے جس

نفس و خواہ بدوں برنخ خواہ با برنخ خواہ سہ رکنی خواہ ہفت رکنی و خواہ بشرائط عشرہ کہ درشد و بدو
تحت و فوق و محاربه و مراقبہ و محاسبہ و مواعظہ و تعظیم و حرمت ست و خواہ بدوں این شرایط اے
غیر ذالک من الخصوصیات التي استطنبها المدون من الطرق بعین احد الشقیین مفوض
شیخ و مرشد ست کہ بحسب حال ہرچہ را اصل دانند تلقین فرمایند و از خصوصیتے بخصویتی نقل و تحویل کنند
چنانچہ در آیہ دیگر فرمودہ اند فَاَسْأَلُوا أَهْلَ الدِّكْرِ اَلَّذِينَ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ انتہی یعنی یاد کرنا نام پروردگار
اپنے کا خواہ وہ نام تنہا ہو یا بیچ ضمن تجلیل کے کہ عبارت نفی و اثبات ہے یا بیچ ضمن تسبیح اور حمد اور
تکبیر اور لاجول کے ہو اور دوسرے اذکار مستونہ کے ہو خواہ کیفیت یک ضربی کی ہو خواہ دو ضربی کی ہو
اور اسی طرح سے ضربی اور چہار ضربی وغیرہ کی ہو خواہ صس نفس کی ہو خواہ بدوں برنخ کے ہو خواہ
ساتھ برنخ کے ہو خواہ سہ رکنی خواہ ہفت رکنی خواہ ساتھ شرائط عشرہ کے ہو کہ بیچ شد اور مد اور
تحت اور فوق اور محاربه اور مراقبہ اور محاسبہ اور مواعظہ اور تعظیم اور حرمت کے ہو اور خواہ بدوں برنخ
اور خواہ ساتھ برنخ کے ہو اور خواہ بدوں ان شرطوں کے خواہ ساتھ ان خصوصیات کے کہ نکالیں
میں مدبرین نے اہل طریق سے اور معین کرنا ایک طریق کا ان طریقوں سے مفوض ہے ساتھ ہاتھ
شیخ اور مرشد کے کہ مناسب حال مرید کے جس طریقہ کو مرشد بہتر جانے تلقین فرمائے اور ایک خصوصیت
سے صرف دوسری خصوصیت کے نقل اور تجاوز کرے چنانچہ فرمایا پروردگار نے بیچ آیہ دوسری
کے پس سوال کرو تم اہل ذکر سے اگر تم نہیں جانتے انتہی اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کہ
قاصد البدعت ہیں اپنے تئیسویں مکتوب میں لکھتے ہیں الحمد للہ والسلام علی عباد الذین اصطفی
صحیفہ کہ اخوین واعزین اشرافین ارسال داشتہ بودند رسید و گفت احوال کہ اندراج یافتہ بود بوضوح
انجامید خواجہ اشرف و رزق را بطہ نوشتہ بودند کہ سجدے استیلا یافتہ است کہ در صلوة آل را
مسجود خود میدانند و اگر فرضاً نفی کنند منفی نمیکرد و محبت اطوار این دولت متمناے طلاب ست
از ہزاراں بیکی و ہند صاحب این معاملہ مستعد تام المناصبہ است بچمل کہ در اندک مدت صحبت
شیخ کامل مقتداے جمیع کلمات اور اجذب نماید را بطہ را چہر منفی کنند کہ او مسجود الیاست نہ مسجود لہ

چرا محاریب مسجد رانفی نکلند ظہور این قسم دولت سعادتمندان را میسر است تا در جمیع احوال صاحب
 رابطہ خود و اندو در جمیع اوقات متوجہ او باشند نہ در رنگ جماعت پید دولت کہ خود را مستغنی از تندر و قبلہ
 توجہ از شیخ خود منحرف سازند و معاملہ خود بر ہم زند اتنے یعنی سب تعریف واسطے اللہ کے ہے اور
 او پر بند اس کے کہ جو برگزیدہ ہیں خط دونوں بجا یوں عزیزوں نے بھیجا تھا پنہا تھا جو کچھ مضمون
 اس کا تھا معلوم ہوا خواجہ محمد اشرف نے ورزش رابطہ کی لکھی ہے کہ ساتھ اس حد کے غالب ہوتی
 ہے کہ مسجود معلوم ہوتی ہے اگر منفی کرتے ہیں تو نفی نہیں ہوتی اسے دوسرے یہ دولت مرغوبہ
 مطلوب طالبان حق کی ہے کہ ایسی دولت ہزاروں طالبوں سے کسی ایک کو حقتعالی اعنایت
 کرتا ہے صاحب اس مرتبہ کا استعداد و مناسبت کمال کی رکھتا ہے غالب ہے کہ تھوڑی سی
 مدت کی صحبت شیخ کمال کی کہ موصوف ساتھ اکثر کمالات ہے اس کے تئیں جذب کرے اور رابطہ
 کے تئیں کیوں نفی کرتا ہے کیونکہ رابطہ مسجود علیہ ہے نہ مسجود اور اگر یہ نہیں تو مساجد اور محرابوں کو
 کیوں نہیں نفی کرتا ظہور ایسی دولت عظمیٰ کا واسطے طالبان سعادتمندوں کے ہوتا ہے تاکہ صاحب
 رابطہ کا اپنے آپ کو بروقت داخل رابطہ کے رکھے اور بیچ جمیع اوقات اس کی طرف متوجہ ہے نہ مانند
 جماعت بدبختوں کے کہ اپنے تئیں رابطہ شیخ سے مستغنی جانتے ہیں اور قبلہ توجہ کا شیخ اپنے سے بظاہر
 گردانتے ہیں اور حال باطن اپنے کو تباہ کرتے ہیں چنانچہ حضرت جامی فرماتے ہیں ۷

بر مسند فقر گر بہ بینی شاہے	از سر حقیقت یہ نفس آگاہے
گر نقش کنی بلوح دل صورت او	زاں نقش بہ نقش بند پابی رہے
دیگر شاعرے	
سر مدغم عشق و منداں و اند	نہ خود و منشاں و خود پسنداں و اند
از نقش تو اں بسوے نقاش شدن	این نقش غریب نقش بنداں و اند
اے سالک معلوم کر کہ حضرات اولیاء کے کرام در باب ذکر اور رابطہ شیخ کے یہ ارشاد کرتے ہیں کہ طالب صادق کو چاہئے کہ ذکر قصدی اور رابطہ شیخ کو بوقت نماز کے قبل نیت نماز کے موقوف رکھے اور	

اگر بغیر قصد کے طالب کے دل میں ذکر پیدا ہو یا صورت شیخ و راوی تو عنایت کبرائے گئے
 مگر صورت پاک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز میں بوقت السلام علیک کے بیچ آنکھوں و دل
 اپنی کے قصد اور لاوے تاکہ خشوع اور خضوع تام حاصل ہو چنانچہ فرمایا ابن حجر مکی محدث رحمۃ اللہ
 علیہ نے شرح عناب میں بیچ معنی کلمہ تشہد کے رَحُوطِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ اِشَارَةً اِلَى
 اِنَّهُ تَعَالَى يَكْتَسِفُ لَهٗ عَنِ الْمُضَلِّينَ مِنْ اُمَّتِهِ حَتَّى يَكُوْنَ كَالْحَاضِرِ مَعَهُمْ لِيَشْهَدَ لَهُمْ بِاَفْضَلِ
 اَعْمَالِهِمْ وَلِيَكُوْنَ تَذَكُّرٌ حُضُورًا سَبَبًا لِمَزِيْدِ الْخُشُوعِ وَالْحَضُورِ لِعِنِّي مَخَاطَبَ كَيْفَ كُنْتُمْ حَضَرْتُمْ
 صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اس واسطے کہ گویا اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ خداوند تعالیٰ ان کو اپنی امرت
 کے نمازیوں سے آگاہ کرتا ہے تاکہ ہووے حاضر ساتھ ان کے اور شہادت دیوے ان کے بہتر
 اعمال کی اور ہووے دل میں لانا حضور ان کے کا سبب واسطے زیادتی حضور اور خشوع کے انتہائی
 اور حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ احیاء العلوم میں فرماتے ہیں باب حضور القلب فی الصلوٰۃ میں
 وَاحْتَضَرَ فِي قَلْبِكَ النَّبِيَّ صَلَّى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَخَصَهُ الْكِرَامَةُ وَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ لَعْنِي نَازِلٌ
 وقت پڑھنے السلام علیک ایہا النبی کے حاضر کر بیچ دل اپنے کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور ان
 کی صورت شریف کو اور کہ السلام علیک ایہا النبی انتہائی اور حضرت شیخ الشیوخ امام شیخ شہاب الدین
 سروروی رحمۃ اللہ علیہ نے عوارف المعارف میں بیچ باب صلوٰۃ اہل قرب کے فرمایا ہے وَبِئْسَ لِمَنْ
 عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَمْتَثِلُهُ بَيْنَ عَيْنَيْ قَلْبِهِ لَعْنِي التَّحِيَّاتُ فِي السَّلَامِ عَلَيْكَ كَمَنْ
 کے وقت سلام کرے او پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صورت شریف ان کی لاکے بیچ دونوں آنکھ
 دل اپنے کے انتہائی اور حضرت مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ مشکوٰۃ میں بیچ
 معنی التحیات کے فرماتے ہیں یعنی دعا بخیر سلامت برتوانے پیغمبر و مہربانہا کے خدا وافر وہاں
 خیر و کرم او و وجہ خطاب آنکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ نصب العین ہو متان قرۃ العین عباد
 باشد و جمیع اوقات و احوال خصوصاً و در حالت عبادت و آخر آنکہ وجود نورانیت انکشاف میں محل
 بیشتر و قوی ترست انتہائی یعنی دعا ساتھ خیر اور سلامتی کے او پر تیرے نبی اور مہربانیاں اور بہت

خیر و کرم اُس کا اور وجہ مخاطب کرنے رسول اللہ صلعم کی یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ پیش نگاہ مسلمانوں کے رہیں ہر وقت اور ہر حال میں خصوصاً حالت عبادت میں اس واسطے کہ ان کے نوزائیت اور انکشاف زیادہ بہ نسبت اور جگہ کے انتہی اور شمال ترمذی میں یہ حدیث مذکور ہے حدیثنا سفیان بن وکیع حدیثنا جمیع عبد الرحمان الجلی امداء علینا من کتابہ قال حدیثی رجل من بنی تمیم من ولد ہالہ زوج خدیجہ یکنی ابا عبد اللہ عن ابن لابی ہالہ عن الحسن بن علی قال سالت خالاً فذا بن ابی ہالہ وكان وصاقاً عن جیمۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وانا شہی ان یصف لی منها شیئاً تعلق بہ یعنی فرمایا حضرت امام علیہ السلام نے کہ پوچھا میں نے اپنے ماموں ابن ابی ہالہ سے اور سنے وہ بہت صفت کرنے والے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت مبارک کے اور میں چاہتا تھا کہ بیان کریں آپ کی صورت شریف تو تعلق پڑوں اس صورت شریف سے اتنے اور تصور بھی اسی کو کہتے ہیں کہ مرشد کی صورت سے تعلق پکڑے اتنے اے سالک سولے ان اسناد معتدوہ کے تمام کتب علمائے راہین یعنی جو درباب سلوک کے تصنیف ہوئی ہیں رابطہ شیخ سے مالا مال ہیں کہانتاک بیان کیا جائے انہیں اسناد مذکور پر اکتفا کی کیونکہ عاقل کو ایک نکتہ بس ہے اور نادان کو دفتر بھی کفایت نہیں کرتا اور دوسری بات یہ معلوم کرنا چاہئے کہ بعض بعض زلہ خوار فلاسفہ کہتے ہیں کہ یہ اشتغال مذکورہ بدعت سیئہ میں اے سالک یہ کہنا بھی ان بیہودوں کا شیطانت سے خالی نہیں لیکن اس کا جواب لوی خرم علی صاحب نے قول جمیل میں خوب ندان شکن لکھا ہے وہ جواب یہ ہے مترجم کہنا ہے کہ حضرت مصنف محقق یعنی مولانا شاہ ولی اللہ محدث رحمۃ اللہ علیہ نے کلام دلپذیر اور تحقیق عظیم النظر سے شبہات ناقصین کو جڑ سے اکھاڑ دیا بعض نادان کہتے ہیں کہ قادر پر اور چشتیہ اور نقشبندیہ کے اشتغال مخصوصہ صحابہ اور تابعین کے زمانہ میں تھے تو بدعت سیئہ ہوئی خلاصہ جواب یہ ہے کہ جس امر کی واسطے اولیائے طریقت رضی اللہ عنہم نے یہ اشتغال مقرر کئے ہیں وہ امر زمان رسالت تک برابر چلا آتا ہے گو طرق اس کے مختلف ہیں تو فی الواقع اولیائے طریقت مجتہدین شریعت کے مانند ہوئے مجتہدین

شریعت نے استنباط احکام ظاہر شریعت کے اصول ٹھیکے اور اولیائے طریقت نے باطن شریعت کی تحصیل کی جس کو طریقت کہتے ہیں قواعد مقرر فرمائے تو یہاں بدعت بیہ کا گمان سرسری غلطی ہاں یہ البتہ ہے کہ حضرات صحابہ کو بہ نسبت صفائی طبیعت اور حضور خورشید رسالت کی تحصیل نسبت میں ایسے اشغال کی حاجت نہ تھی بخلاف متاخرین کے کہ ان کو بسبب بعد زمان رسالت کے البتہ ایسے اشغال مذکورہ کی حاجت ہوئی جیسی صحابہ کرام کو قرآن اور حدیث کی فہم میں قواعد صرف نحو کی حاجت نہ تھی اور اہل عجم اور بالفعل کے عرب اس کے محتاج ہیں واللہ اعلم انتہی اور یہ جو بعض بعض یہودہ کہتے ہیں کہ ہم کو مجتہدین باطن سے کیا غرض ہے یہ بھی کہنا ان یہودوں کا بے دینی سے خالی نہیں کیونکہ اہل سنت کے نزدیک دونوں مجتہدوں کا مرتبہ واحد ہے یعنی جو ایک کا منکر ہے وہ دونوں کا منکر ہے اور جو ایک کا مطیع ہے وہ دونوں کا مطیع ہے اور یہ دونوں واجب الطاعت اور تعظیم ہیں چنانچہ تفسیر عزیزی میں لکھا ہے واز انجملہ مجتہدین شریعت شیوخ طریقت اند کہ حکم ایشان بطریق واجب نیز لازم الاتباع است بر عوام امت زیرا کہ فہم اسرار شریعت و قائلین طریقت ایشان را میسر است چنانچہ فرمایا حقیقتاً لے فاسئلوا اهل الذکر انکم شملہ تعلمون یعنی جن کی تابعداری اور اتباع واجب ہے ان میں سے مجتہدین شریعت اور شیوخ طریقت ہیں کہ حکم ان کا بطریق واجب لازم الاتباع ہے اور امت کے اس واسطے کہ سمجھنا بصیدوں شریعت اور قائلین طریقت کا انہوں کا میسر ہے چنانچہ حقیقتاً لے فرماتا ہے کہ پوچھو تم اہل ذکر سے اگر تم نہ جانتے اسے سالک معلوم کر کہ باوجود اس اجماع کثیر علمائے راسخین اور علمائے ظاہرین اور اولیائے متقدبین اور متاخرین معہ اس اسناد قویہ اور دلائل قاطعہ اور ساطعہ کے یہ زلہ خوار فلاسفہ اپنی شرارت سے باز نہیں آتے یعنی رابطہ شیخ کو شرک اور اس کے مجوز کو مشرک کہتے ہیں تو تمام اولیائے اللہ اور علمائے راسخین نزدیک ان یہودوں کے گویا مشرک ہیں لغو ذی اللہ منہا لے سالک وہ تو تمام اولیاء اللہ مومن کامل ہیں مگر جو شخص مجوزین رابطہ شیخ کو مشرک جانے وہ بوجہ اس حدیث کے جو مشارق الانوار میں واقع ہے مشرک ہے و عن ابی ذر قال

قَالَ سَأَلَ اللَّهَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَزِيحِي رَجُلٌ رَجُلًا بِالْفُسُوقِ وَلَا يُؤْمِنِيهِ بِالْكَفْرِ
 الْأَمْرُ تَدَات عَلَيْهِ إِنْ كَمْ يَكُنْ صَاحِبُهُ كَذَلِكَ سَرَاةً الْبُخَارِيُّ لَيْسَ سَالِكٌ بَعْضُهُ
 زَلَّةُ خَوَارِ فَلَا سَفَهَ كَتَمْتُمْ هِيَ كَهْفَةُ سَعَى رَابِطَةُ شَيْخٍ كَا كَهْمِيْنَ بِنْتُهُ أَوْ نَشَانِ نَهِيْنَ لَكُنَا يَهْ كُنَا بَعِيْنَ مَعْقُولِ
 كَا سَاخَتْ وَوَجْهَ كَيْ نَادَانِي سَعَى خَالِي نَهِيْنَ اِيَكْ تُوِيَهْ كَهْفَةُ مِيْنَ اَعْمَالِ حَوَارِحِ كَا بِيَانِ مَسَائِلِ بَا طَنَهْ كَا
 اَوْرَسَائِلِ بَا طَنَهْ كَا فَنَهْ سَعَى چَا مَنَا اِيَسَا هَيْ جِيَسِي نَانِ پُرْ كِي دُو كَانِ سَعَى شِيْرِي نِي طَلَبِ كَرْنَا اَوْر
 دُو سَرِي يَهْ كَهْ يَهْ بِيَعْقَلِ سَبَبِ تَكْرِيْعِ عِلْمِ اَوْر هَمَّ دَانِي يَهْ عِلْمِ كَهْ كَرْتَارِ دَامِ شَيْطَانِ كَهْ مِيْنَ اَوْر يَهْ نَهِيْنَ
 جَا نَتِي كَهْ اَصْلِ اَشْيَا مِيْنَ كِيَا هَيْ اَيْ سَالِكِ مَعْلُومِ كَر كَهْ جِيْنَ شَيْءِ پَر كُوْنِي نَصْرِ بَطُوْرِ اَمْرِيَا نَهِيْ كَهْ
 دَارِ وَنَهْ هُوْنِي هُوْ اَسْ مِيْنَ اَصْلِ اِبَا حَتِّ هَيْ اَوْر يَهِيْ مَخْتَارِ جَمْهُورِ هَيْ چِنَا نَجْمِ كَتَبِ اَصُوْرِ اَمْتِلِ مَسْلَمِ الشُّبُوْرَاتِ
 وَبِغِيْرَهْ سَعَى ثَابِتِ هَيْ اَفْضَلُ الْاَفْعَالِ الْاَبَا حَتِّ كِيَا هُوَ مَخْتَارُ الْاَكْثَرِ الْحَقِيْقِيَّةِ وَالشَّافِعِيَّةِ اَصْلِ
 اَشْيَا مِيْنَ اِبَا حَتِّ هَيْ چِنَا نَجْمِ يَهِيْ مَخْتَارِ هَيْ نَزُوِيَكِ الْاَكْثَرِ حَقِيْقِيَّةِ وَشَّافِعِيَّةِ كَهْ اِنْتَهِيْ اِيْسَ اَزْرُوْ سَعَى فَنَهْ كَهْ
 بَحِيْ جُو اَزْرُو رَابِطَةُ شَيْخِ كَا ثَابِتِ اَوْر اَثْبَتِ هَيْ اَوْر بَعْضِيْ نَادَانِ اِيُونِ كَتَمْتُمْ هِيْنَ كَهْ رَابِطَةُ شَيْخِ جَا زُوْرِ اَوْر وَرِ
 هَيْ لِيَكِيْنِ هَمَّ اَزْرُوْ مَصْلُوْحَتِ كَهْ مَنَعِ كَرْتِيْ هِيْنَ لِيَعْنِيْ يَهْ لُوْگِ رَفْتَهْ رَفْتَهْ كِيَا مِيْنَ پِيْرِ پَرِشْتِ هُوْ جَا شُنْ
 تُوْنِيْ سَالِكِ اِسْ كَا جَوَابِ يَهْ هَيْ بِرِ اَحْتِمَالِ بَهْتِ سِيْ بَا تُوْنِ مِيْنَ هُوْ سَكُنَا چِنَا نَجْمِ نَا زَجْمَاعَتِ لِيَعْنِيْ اِيَسَا
 نَهْ هُوْ كَهْ كِيَا مِيْنَ يَهْ نَا زِيْ رَفْتَهْ رَفْتَهْ اِنَامِ كُوْ سَجْدَهْ كَرْنِيْ لِيَكِيْنَ يَا مَسْجِدِ كُوْ سَجُوْدَهْ جَا نَكْرِ مَسْجِدِ اَوْر اِنَامِ پَرِشْتِ بِنَا شِيْنَ
 اَيْ سَالِكِ يَهْ اَحْتِمَالِ غَلْطِ اَوْر وَسُوْسَهْ شَيْطَانِيْ هَيْ كَهْ دِهَمِّ اَحْتِمَالِ بَدِيْ سَعَى لِيَقِيْنِيْ اَمْرِ حَسَنَاتِ كُوْ مَنَعِ كَرْتِيْ
 اَوْر اِيَا سَعَى اَللّٰهُ اَوْر عِلْمَا سَعَى رَا سَخِيْنِ مَسْتَنْدِ كُوْ مَشْرِكِ اَوْر عَوَامِ كَا لَانْعَامِ سَعَى كَلِمَا نَا مَحْضِ اِيْنَا كَا فَرِيْنَا نَا هَيْ
 يَهْ وَهْ مَثَلِ هَيْ كَهْ لُوْمَرِيْ اَوْر وُلْ كُوْ شُكُوْنِ تَبَا سَعَى اَوْر اِيْنَا پَرِشْتِ كَتُوْنِ سَعَى پَهْرُوْ اَيْ لِيَعْنِيْ كَا فَرِيْ هُوْنِيْ
 تُوْ هُوْنِيْ مَصْلُوْحَتِ تُوْ جَارِيْ رَهِيْ اَوْر يَهْ جَوَابِ الرِّضَا هَيْ لِيَعْنِيْ جِيَسِيْ رَابِطَةُ اَشْيَا اَوْر اَوْر اِيَسَا هَيْ مِيْنَ
 مَشْرِكِ كَا اَحْتِمَالِ هَيْ وَ اِيَسَا هِيْ رَابِطَةُ كُوْلَهْ تُوْ پِ مِيْنَ شُرِكِ كَا اَحْتِمَالِ هَيْ پَهْرِ اِسْ كُوْ كِيُوْنِ مَسْتَخْسِرِ اَوْر بَا عِثْ
 اَوْر اَللّٰهُ كَا جَا نَتِيْ هِيْنَ اَفْسُوْسِ صَدْرِ اَفْسُوْسِ اَيْ سَالِكِ يَهْ سَبَبِ لُوْگِ سَبَبِ اِنْمَا كِ عِلْمِ فَلَ اَسْفَهْ
 كَهْ مَرْكَزِ حَقِّ سَعَى دَا اِرْهْ حَقِّ مِيْنَ دَرَا كَرِ اِيَسِيْ عَقِيْدُوْنِ كَهْ مَعْتَقِدِ هُوْ كَتِيْ لِيَعْنِيْ جِيَا لِيْ صُوْرَتِ

انبیا اور اولیا علیہم السلام کو بت سے منسوب کر کے عاشقان رسول اللہ اور موصداں حقیقی یعنی جو
شُرکِ خفی و علی کے نیست اور نابود کرنے والے ہیں اُن کو بتِ مجتہد رو بیکر گو کہ توپ کے تصور کے
قائل اور مجوز ہوئے لغو و بالذمتہا لے سالک یہ سب علم فلاسفہ کی کثافت کے تصور تھے ورنہ
کوئی مسلمان ان حضرات کی صورت کو بت سے ہرگز نسبت نہ دیکھا اور مستحسن ہونے تصور گو کہ
توپ کا ہرگز معتقد نہ ہو گا۔

انتقیا را حسن زشت آید پدید زشت را با حسن بیند آن پلید

دور شو ز ایشان پسرس دورتر تانہ اُفتی و ز حسیم پر شرر

اے سالک فلاسفہ اور زلہ خوار فلاسفہ حضرات انبیا اور اولیا علیہم السلام کی صورت اور ذکر
خیر اُن کے سے قاطبتاً عداوت رکھتے ہیں مگر فلاسفہ اور زلہ خوار ان فلاسفہ میں اتنا فرق ہے
کہ فلاسفہ ان حضرات کے مقابلہ میں ظاہراً اور باطنیاً بے ادبی اور گستاخی سے پیش آتے ہیں
اور یہ و پروردہ یعنی باطن میں اپنے اُستادوں فلاسفہ کے عقائد کے قائل اور ظاہر میں شریعتِ محمدی
کے منفر اور بعضے بیوقوف اپنی بے ادبی اور گستاخی کو عین تقویٰ جانتے ہیں اور اس عقائد فلاسفہ
کو پروردہ شریعت میں ظاہر کر کے عولم کالانعام کو کسی مسئلہ میں معتزلہ اور کسی میں خالیدی اور کسی مسئلہ
میں خارجی اور کسی مسئلہ میں رافضی اور کسی مسئلہ میں اپنے اُستادوں فلاسفہ بے نیوں کے مطیع
ہو کر اس دین برحق کو مجنون فلاسفہ بنا دیا چنانچہ اُس مجنون مرکبہ کو جاہلان مذہب آتش مزاجوں کو
کھلا کر احراقِ خون پیدا کر اگر مجنون کر دیا چنانچہ اُن مجنون کی یہ بڑھ سے کہ وہ بدہ صحرا بصرہ شہر شہر
کو چہ بکو چہ مارے پھرتے ہیں یعنی کوئی مجنون یہ کہتا ہے کہ ہم میں اور بنی میں کچھ فرق نہیں الا تقدیر
کہ اُن پر وحی نازل ہوتی تھی ورنہ ہم اور وہ سب باتوں میں نزدیک حقتعالیٰ کے برابر ہیں اور
کوئی مجنون کہتا ہے کہ ائمہ اربعہ کی تقلیدِ حرام اور بدعت ہے بلکہ کفر اور کوئی مجنون کہتا ہے کہ جو ولی
سوائے نص کے ہیں جیسے بایزید اور حضرت جنید اور حضرت شبلی اور حضرت محبوب سبحانی اور حضرت
خواجہ نقشبند اور حضرت شہاب الدین اور حضرت معین الدین اور حضرت قطب الدین اور

حضرت یعقوب چرخمی اور حضرت امام غزالی اور حضرت نظام الدین اور حضرت مجدد الف ثانی رحمہم اللہ
 علیہم یا جو اور ولی ماقبل اور مابعد ان کے گزے ہیں اگر ہم ان سب کی ولایت کے قائل نہ ہوں اور
 ان کے مسائل بیان کئے گئے کو خطا قرار دیکر اس فعل کو کہ جس کو وہ سب احسن جانتے ہیں ہم مشرک
 بتاویں تو ہمارا کچھ نہ بگڑے اور کوئی مجنون یہ کہتا ہے کہ گنہگار پر عذاب ضرور ہے یعنی نہ برحم
 خدائے شفاعت انبیا اور اولیا علیہم السلام کی اس گنہگار کا عذاب منقطع ہوگا اور کوئی مجنون یہ
 کہتا ہے کہ بیعت ماسولے جہاد کے بدعت ہے اور کوئی مجنون یہ کہتا ہے کہ جس شخص نے
 کھانے پر ہاتھ اٹھا کر فاتحہ دی وہ بدعتی ہے اور وہ کھانا حرام بمنزلہ خون خوک ہے اور کوئی
 مجنون یہ کہتا ہے کہ جو شخص حضرات انبیا اور اولیا علیہم السلام کی شفاعت بالمحبوبیت ربا لوجا
 کا قائل ہے وہ مشرک ہے اور کوئی مجنون یہ کہتا ہے کہ محفل میلاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ جو
 موجب سرور اور ہدایت اور محبت اہل الیقان کی ہے جنم شمشلی ہے نفوذ باللہ من شرور انفسنا
 اے سالک جیسے اُن کے اُستاد و فلاسفہ مرتبہ نبوت اور احکام الہیہ کے بطلان کرنے پر آمادہ تھے
 ویسا ہی یہ زلہ خواران فلاسفہ ناثب انبیا کی ترویج اور بطریق احسن کے بطلان میں شب و روز آمادہ
 رہتے ہیں اللہ ان کو ہدایت کرے یا غارت کرے کیونکہ یہ یہودہ نہ خدا سے خوف کرتے ہیں انبیا کی
 عظمت لکھتے ہیں نہ اولیا سے حیا کرتے ہیں دیکھو حضرات انبیا اور اولیا کی صورت مبارک کو منسوب
 بہت اور ذکر خیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جنم شمشلی کہتے ہیں حالانکہ ذکر خیر انبیا اور اولیا
 علیہم السلام سے تمام قرآن اور حدیث مالا مال ہے چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے
 کہ جس جا پر انبیا اور اولیا علیہم السلام کا ذکر خیر کیا جاتا ہے وہاں پر رحمت نازل ہوتی
 ہے اور دیکھنے صورت اُن کی سے توجید کامل میسر ہوتی ہے بلکہ ان کی صورت دیکھنا ^{عین}
 عبادت ہے چنانچہ حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مشکوٰۃ کے باحفظ اللسان
 والغیب میں اس حدیث کی شرح فرماتے ہیں کہ آنحضرت گفت خیار عباد اللہ الذین اذا
 رآؤ ذکر اللہ نیک ترین بندگان خدا آنا تذکرہ چون دیدہ شونید یاد کردہ شود خدا سے تعالیٰ

یعنی ایشان متعلق و اختصاص بجناب کبریائے حق بمرتبه رسیده اند کہ آثار و انوار بروجات صفایح
احوال و اطوار ایشان چنان لایح است کہ چون چشم بر جمال ایشان افتد خدایا و میدہد از جهت ظہور سیماے
عبادت و صلاح بروئے ایشان و بعضی گفته اند کہ معنی این است کہ دیدن ایشان مشابہ ذکر خداست چنانچہ
گفته اند نظر بروئے عالم عبادت است و گاہے باشد کہ بنظر کرون بروئے صالح نور ایمان چنان روز
باطن شخص برآید کہ اورا روشن گرداند و حدیث آمدہ است النَّظَرُ إِلَى وَجْهِ عَلِيِّ عِبَادَةٌ اِنْ عَدِثَ مَصْدَقِ
مَعْنَى اَوَّلِ نَبِيٍّ اَفْتَدَا و رُوِيَ اَنْدَ كَيْفَ رَوَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَ كَرَّمَ اللهُ وَجْهَهُ زَخَانَهُ بِسِرْوَانِ اَمْرِهِ مَرُومِ رَاطِرِ بَرُوجِهِ كَرِيمِ
وَعِ اَفْتَاوَهُ كَقَوْلِهِ لَا اِلَهَ اِلَّا اللهُ مَا اشْرَفَ هَذَا الْفَقِيْ اَعْنَى لَا اِلَهَ اِلَّا اللهُ مَا اَلْزَمَ هَذَا الْفَقِيْ لَا
اِلَهَ اِلَّا اللهُ مَا اَعْلَمَ هَذَا الْفَقِيْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللهُ مَا اشْبَحَ هَذَا الْفَقِيْ بِسِ دِينِ وَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ
حَالِ و بَاعْثَ مِ شَدِيدِ زَكَرْ كَلِمَةً تَوْجِيْدِ رُوِي كَاتِبِ حُرُوفِ دَرِ بَا زَارِكَةٍ مَعْظَمَةٍ سِرْفَرِ وَا فَنَكْنَدُهُ عَاقِلِ
نَفْسِ مَيْكَنْدَشْتِ نَا كَمَا سِرْبَا و رُوِي نَظَرِ رُوِي كَمَرْفِ اَفْتَاوِ بِلِ اَخْتِيَارِ يَكَا يَكِ اَزِ زَبَانِ بَرَا بَدِ
لَا اِلَهَ اِلَّا اللهُ وَ هَدَاهُ لَاشْرِيْكَ لَهْ لَهْ الْمَلٰٓئِكُ وَ لَهْ الْحَمْدُ وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اَنْتَهٰ اَوْرِ مَحْفَلِ
مِيْلَادِ شَرِيْفِ كَيْ جَائِزِ اَوْرِ مَسْتَحْسِنِ بُوْنِي پَرِ اَجْمَاعِ بِي اَعْلَمَانِي مَحْدِثِيْنِ اَوْرِ مَفْسِرِيْنِ اَوْرِ اَوْلِيَا بِي اِي
مُتَقَدِّمِيْنِ اَوْرِ مُتَاَخِرِيْنِ كَا چِنَا نَجْمِ وَ هِ عِبَارَاتِ يِهَا بِي اَنْ نَقْلِ كِي جَاتِي يِهِي چِنَا نَجْمِ فَرِيَا اِيَا اِمَامِ حَافِظِ اَبُو الْخَيْرِ
سَجْوِي رَحْمَةِ اللهِ عَلَيْهِ لِي عَمَلِ الْمَوْلٰٓئِدِ الشَّرِيْفِ لَمْ يَنْقُلْ اَحَدٌ مِّنَ السَّلْفِ الصَّالِحِ فِي الْقُرُونِ
الثَّلَاثَةِ الْقَافِلِيْنَ وَا نَّمَا حَدَّثَ بَعْدَ هَاتِهِ لَا ذَالَ اَهْلُ الْاِسْلَامِ فِي سَائِرِ الْاَقْطَارِ و
الْمُدْنِ الْكِبَارِ يَشْتَعْلُونَ فِي شَهْرِ مَوْلٰٓئِدِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَمَلِ الْعَوَا لِيْمِ
الْبِدِيْعَةِ الْمُشْتَمِلَةِ عَلٰى الْاُمُوْرِ الْمُهِيْمَةِ الرَّفِيْعَةِ يَتَصَدَّقُونَ فِي الْبَالِيَةِ
بِاَنْوَاعِ الصَّدَقَاتِ وَيُظَهَرُونَ السَّرُورَ وَيُرِيْدُونَ فِي مُبَرَّاتٍ وَيَعْتَسُونَ
بِقِرَاءَةِ مَوْلٰٓئِدِ الْكَرِيْمِ وَيُظَهَرُ عَلَيْهِمْ مِنْ بَرَكَاتِهِ فَضْلٌ عَظِيْمٌ اَنْتَهٰ اَعْنَى عَمَلِ مَوْلُو دُو
كُي لِي سَلَفِ صَالِحِيْنِ قُرُونِ ثَلَاثَةِ سِي نَقْلِ نِهِي كِيَا بَلَكِ بَعْدِ اِسْ كِي حَادِثِ هُوَا اِچْ رَا اِسْلَامِ
لِي سَبْ شَهْرِ وِيَا رِي اِسْ عَمَلِ كَا كَرِنَا شُرُوعِ كِيَا اَوْ طَرِحِ طَرِحِ كِي ضِيَا فِتْنِي كَرْتِي بِي اَوْ طَرِحِ طَرِحِ كِي

صدقے دیتے رہے اور خوشی اور سرور ظاہر کیا اور اچھے اعمال میں بڑھاتے رہے اور رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف پڑھتے رہے اور ان کے اوپر بڑی بڑی برکتیں ظاہر ہوئیں
 اور حضرت امام ابوالخیر ابن خزرجی شیخ القری فرماتے ہیں وَمِنْ خَوَاصِهِ إِنَّهُ أَمَانٌ فِي ذَلِكَ
 الْعَامِ وَبُشْرًا عَاجِلًا بِبَيْتِ النَّعْمَةِ وَالْمُرَامِ لِعِنِّي مَوْلَا شَرِيفٍ كِي خَاصِيَتِي فِي سَعِيهِ
 کہ وہ موجب امان ہے اس سال میں اور مطلب حاصل کی خوشخبری قریب ہے اور حضرت امام
 حافظ عماد الدین ابن کبیر فرماتے ہیں كَانَ صَاحِبِ اَرْبَعِ اَعْمَالٍ الْمُؤَلِّدِ الشَّرِيفِ فِي رَبِيعِ الْاَوَّلِ
 وَيَحْتَقِلُ بِهِ اُخْتَفَا لَا طَائِلًا وَقَدْ صَنَّفَ الشَّيْخُ أَبُو الْخَطَّابِ ابْنَ رُجْبَةَ لَهُ كِتَابًا فِي الْمَوْلِدِ سَمَّاهُ
 التَّنْبِيْهُ فِي الْمَوْلِدِ الْبَشِيْرِ التَّنْذِيْرِ وَقَدْ تَمَنَّى عَلَيْهِ الْبُوشَامَةُ شَيْخُ النُّوْرِي فِي الْكُتُبِ الْبَاقِيَةِ
 عَلَى اِنْكَارِ الْبِدْعِ وَالْحَوَادِثِ وَقَالَ وَمِثْلُ هَذَا الْحَسَنِ يَنْدُبُ عَلَيْهِ وَيَشْكُو فَاَعْلَمُ وَبُنْتِي
 عَلَيْهِ لِعِنِّي صَاحِبِ اَرْبَعِ اَعْمَالٍ مَوْلَا كَرَامًا مَخَارِجِ الْاَوَّلِ فِي اَوْرَايِكِ بَرِي مَحْفَلِ جَمْعِ كَرَامَتِهَا وَشَيْخِ
 ابُو الْخَطَّابِ ابْنَ رُجْبَةَ اس کے واسطے ایک کتاب تصنیف کی تھی مولود کے باب میں اور اس کا نام تنویری
 مولود البشیر التذیر رکھا تھا اور بہت سے اماموں نے اس کتاب کی ثنا کی ہے ان میں سے شیخ
 حافظ ابوشامہ استاد امام نووی کے ہیں چنانچہ کتاب الباعث فی انکار البدع والحوادث میں
 فرماتے ہیں کہ یہ عمل مولود بہت اچھا کام ہے اس کا کریمو الالاق صفت و ثنا کے ہے اور فرمایا علامہ
 ابن طغریل نے بیچ کتاب تنظیم کے وَقَدْ عَمِلَ الْمُحِبُّونَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَحًا بِمَوْلِدِهِ
 الْوَلَايَةِ فَمِنْ ذَلِكَ مَا عَمَلَهُ بِالْقَاهِرَةِ مِنْ اَوْلِيَاءِ الْكِبَارِ الشَّيْخُ ابُو الْحَسَنِ الْمَعْرُوفِ
 وَبَابِنِ فَضْلٍ قَدْ سَمَّاهُ شَيْخَنَا ابْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْعَمَّانِ وَعَمِلَ ذَلِكَ قَبْلَهُ جَمَالُ الدِّينِ
 الْعَجْمِيُّ الْهَمْدَانِيُّ وَهَمَّانٌ ذَلِكَ عَلَى قَدْرِ وَسَعِيهِ يُوَسِّفُ الْحَجَّاجُ بِمِصْرَ وَقَدْ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَخْرُجُ اِلَيْهِمْ سَفَرًا لَمَّا كُوِّرَ عَلَى عَمَلِ ذَلِكَ لَمَّا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 وسلم کے محبوبوں نے ضیافتیں کی ہیں واسطے خوشی مولود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پس ان
 میں شیخ ابوالحسن معروف بن فضل قدس سرہ ہیں اور استاد ہما سے استاد عبد اللہ بن محمد بن

نعمان ہیں اور ان سے قبل بہ عمل کیا ہے جمال الدین عجمی بہرانی نے اور اپنی وسعت کے موافق یہ
 محلج نے مصر میں چنانچہ جراح نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ
 بہت رغبت دلاتے ہیں عمل مولود کی اور علامہ بن طغرل فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے شیخ بن
 نعمان سے سنا کہ وہ فرماتے تھے کہ میں نے شیخ ابو موسیٰ ترہونی سے سنا کہ فرماتے تھے کہ میں نے
 رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور میں نے لوگوں کے محفل مولود کرنے کا ذکر آنحضرت سے
 کیا آپ نے فرمایا کہ جو شخص ہمارے مولود سے خوش ہے اس سے ہم خوش ہیں اور فرمایا نام علامہ
 مشہور ابن بطخ نے اپنے فتوے میں کہ جو آپ کے ہاتھ سے لکھا ہے إِذَا التَّفَقُّ الْمُتَّفِقُ بِذَلِكَ
 الْبَيْلَةِ وَجَمَعَ جَمْعًا طَعْمُهُمْ مَا يَجُوزُ وَاسْمُهُمْ مَا يَجُوزُ سَمَاعَةً وَدَفَعَ لِلْمُسْبِحِ الْمُشْرِقِ
 لِلذَّخِرَةِ مَلْبُوقٌ سَأَلَ كُلُّ ذِيكَ سُرُورٌ الْمَيْقُودِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَمِيعُ ذَلِكَ جَائِزٌ وَثَابِتٌ
 فَأَعْلَمَ إِذَا أَحْسَنَ الْقَصْدَ وَلَا يَخْتَصُّ ذَلِكَ بِالْفُقَرَاءِ دُونَ الْأَغْنِيَاءِ إِلَّا أَنْ يَقْصِدَ مَوَاسِنَ
 الْأَحْوَجِ فَالْفُقَرَاءُ أَكْثَرُ ثَوَابًا لَعَمْرِي كَانَ الْاجْتِمَاعُ كَمَا يَبْلُغُنَا عَنْ فُقَرَاءِ الزَّمَانِ
 مِنْ أَكْلِ الْحَشِيشِ وَاجْتِمَاعِ الْمُرْدَانِ وَالنَّسَاءِ الْمَشْرُوقَاتِ لِلشُّهَوَاتِ الدُّنْيَوِيَّةِ
 وَغَيْرِ ذَلِكَ مِنَ الْخَيْرِ الْعِيَاذُ بِاللَّهِ فَهَذَا جَمْعُ الْأَنَامِ ائْتَى بِعِنَى جَب
 کوئی صرف کرنے والا کچھ صرف کرے اس رات میں اور جمع کرے ایک مجلس اور
 کھلائے ان کو جو جائز ہو اور سناوے جو جائز ہو اور اس شخص کو جو سناتا ہے شوق دلانے
 والی باتیں آخرت کی کچھ کپڑے دے اور یہ سب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی مولود کی خوشی کے
 لئے ہو تو یہ سب جائز ہے اور اس کا کریمو الا ثواب پاویگا جب اچھی نیت رکھتا ہو اور اس میں
 کچھ فقرا کی خصوصیت نہیں ہے سولے اغنیا کے ہاں مگر فقیر و محتاج کے باب میں یا وہ ثواب ہے
 لیکن یہ اجتماع اگر ایسا ہو جیسا اس زمانہ کے فقیر کرتے ہیں بھنگ پینا بے ریشوں کا جمع کرنا اور
 راگ و رنگ جس سے شہوت نفسانی بڑھے اور سولے اس کے جو باتیں بڑی ہوں پس وہ مجلس بُرائی ہوگی
 اور شیخ امام جلال الدین بن عبد الرحمن بن عبد الملک معروف بمخلص کتابی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

مَوْلِدُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنْجَلٌ مُكْرَمٌ يُشَابَهُ هَذَا الْيَوْمُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ
 لِأَنَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ لَا تَسْعَى فِيهِ جَهَنَّمُ هَكَذَا وَرَوَى عَنْهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمِنْ الْمُنَاسِبِ إِطْعَامُ
 السُّرُورِ وَاتِّفَاقُ الْمَيْسُورِ وَاجَابَةٌ مِنْ دَعَاؤِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لِلْحَضُورِ انْتَهَى
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مولود بہت معظّم اور مکرم ہے اور یہ دن مثل جمعہ کے ہے
 اس راہ سے کہ دن جمعہ کا جنم کو گرم نہیں کرتا ایسا مروی ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
 سے پس چاہئے کہ خوشی ظاہر کرے اور جو کچھ مقدور ہو صرف کرے اور جن لوگوں کو صفا مولود
 بلاوے اُن کو چاہئے کہ ضیافت قبول کریں اور مجلس میں حاضر ہوں اور علامہ ظہر الدین بن جعفر
 فرماتے ہیں بِذَعَةِ حَسَنَةٍ إِذَا قَصَدَ عَلَيْهَا جَمْعُ الصَّالِحِينَ وَالصَّلَاةُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِطْعَامُ الطَّعَامِ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ هَذَا الْقَدْرُ يُثَابُ عَلَيْهِ بِهَذَا الشَّرْطِ
 كُلِّ وَقْتِ انْتَهَى یعنی مولود بدعت حسنة ہے جب کرنے والے کا ارادہ ہو صالحوں کا جمع کرنا اور
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر دروہ بھینا اور مسکینوں کا کھلانا اور اس قدر سے ثواب پاویگا اس شرط
 کے ہر وقت میں اور فرمایا شیخ نصیر الدین نے لَيْسَ هَذَا مِنَ الشُّنَنِ وَلَكِنْ إِذَا اتَّفَقَ فِي هَذَا
 الْيَوْمِ وَأُظْهِرَ السُّرُورُ فَهُوَ مَدْخَلٌ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْوُجُودِ وَالْخُذَّ السَّمَاءَ
 الْحَالِي عَنِ الْمُرَادِ وَأِنْ شَادَ مَا تَشْتَرُ الشَّيْءَ فَهَذَا اجْتِمَاعٌ حَسَنٌ يُثَابُ قاصد ذالک
 انتہی یعنی مولود سنت نہیں لیکن جب کرے تو اس کا خرچ کرے گا اس دن میں اور خوشی
 بسبب پیدا ہونے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور سننے اور سناوے گا جو خالی ہو
 بے ریشوں سے اور ایسی شعریں نہ پڑھی جاویں جن سے آگ شہوت کی بھڑکنے لگے پس ایسا
 جمع ہونا اچھا ہے جو ایسا قصد کرے اس کو ثواب حاصل ہوگا اور امام حافظ ابو محمد عبد الرحمن بن
 اسمعیل معروف بابی شامہ کتاب باعث النکار البدر والحواث میں فرماتے ہیں وَمِنْ أَحْسَنِ الْبَدَعِ
 فِي زَمَانِنَا هَذَا مَا كَانَ يُفْعَلُ بِمَدِينَةِ أَرَبِلَ كُلِّ عَامٍ فِي الْيَوْمِ الَّذِي أَقْبَلَ يَوْمَ مَوْلِدِ النَّبِيِّ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الصَّدَقَاتِ وَالْمَعْرُوفِ وَالطَّهَارِ الْزَيْتِيَّةِ وَالسُّرُورِ فَإِنَّ

ذَلِكَ مَعَ مَا قَبِيهِ مِنَ الْإِحْسَانِ إِلَى الْفُقَرَاءِ وَيُسْعِرُ بِحُبَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ
 سَلَّمَ وَتَعْظِيمِهِ وَجَدَّ لِي فِي قَلْبِ قَاعِلِهِ وَشَكَرَ اللَّهُ عَلَيَّ مَنْ بِهِ الْجَادِ رَسُولِهِ
 الَّذِي أَرْسَلَهُ رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ أَوَّلُ مَنْ فَعَلَ
 ذَلِكَ بِالْمَوْصِلِ الشَّيْخُ عُمَرُ بْنُ الْمَلَاءِ أَحَدُ الصَّالِحِينَ الْمَشْهُورِ رَأَيْتُ
 أَوْبَهُ إِقْتَدَى فِي ذَلِكَ صَاحِبِ آرِيكِ غَيْرُهُمْ أَتَيْتُهُ لِيَعْنِي بَدَعَتْ حَسَنَةً
 هِيَ هَمَارُكَ زَمَانَهُ فِي جَوْ كَچھ كَرْنَا مَحْتَمًا مَدِينَةُ اربل میں ہر سال اُس دن جس دن پیدا ہوئے
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صدقات اور احسان اور اطہار زینت اور خوشی اس واسطے
 کہ مع احسان اور خبر گیری فقر کے یہ مجلس خبر و تہی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
 محبت اور تعظیم سے بیچ دل کرنے والے اس کے اور اس میں شکر اول ہوتا ہے اللہ
 کی بڑی نعمت پیدا کرنا ہے حضرت رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا اور جس شخص نے
 یہ طریقہ پہلے موصول میں جاری کیا ہے شیخ عمر بن اطار ہی جو صالحین مشہورین میں تھے اور اس
 باب میں اس کا اقتدا کیا ہے صاحب اربل وغیرہ نے اور حضرت شیخ امام علامہ صدر الدین بن
 عمر شافعی فرماتے ہیں هَذِهِ الْبِدْعَةُ لَا بَأْسَ بِهَا وَلَا يَكْفُرُ الْبِدْعُ إِلَّا إِذَا رَأَيْتَ
 السُّنَّةَ وَأَمَّا إِذَا لَمْ تُرَ كَفَمْنَا فَلَا تَكْرَهُ وَيَتَابُ الْإِنْسَانُ بِحَسَبِ قَصْدِهِ فِي إِطْنَارِ الشُّرُوكِ
 وَالْفِرَاحِ بِمَوْلِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَيْتُهُ لِيَعْنِي بِبَدَعَتْ حَسَنَةً هِيَ اس کا کچھ مضامین نہیں
 اور بدعت تب بڑی ہوتی ہے جب مخالف سنت ہو اور اگر مخالف ہو تو وہ مکروہ نہیں ہوتی
 اور انسان کو ویسا ہی ثواب دیا جاتا ہے جیسا کہ اس کا قصد ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
 مولود کی خوشی اور سرور کے باب میں اور حضرت امام حافظ فرماتے ہیں أَضَلُّ عَمَلٍ الْمَوْلُودِ جِدْدَةً وَلَكِنْ
 بِهَا مَعَ ذَلِكَ قَدْ أَشْمَدَتْ عَلَى فَحَائِسٍ وَصِدِّدًا هَافِيًا تَجْرِي فِي عَمَلِ الْمُحَاسِنِ وَتَجْتَنِبُ صِدِّدًا
 كَانَ بِدْعَةً حَسَنَةً وَمَنْ لَا فَلَاقَالَ قَدْ ظَهَرَ تُخْرِ بِمَا عَلَى أَصْرٍ ثَابِتٍ وَهُوَ مَا ثَبَتَ
 فِي الصَّحِيحِينَ مِنْ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ مَدَّ يَدَيْهِ

قَوَّجَدَ الْيَهُودَ لِيَصُومُوا يَوْمَ عَاشُورَاءَ فَسَاءَ لَهُمْ قَوْلُ هَذَا أَيُّ مَآعْرَقِ اللَّهِ
 فِيهِ فِرْعَوْنُ وَتَجَامُوسُ فَتَحْنُ نَصُومُهُ شُكْرًا لِلَّهِ تَعَالَى فَقَالَ أَنَا أَحَقُّ بِصَوْمِ سَبْعِ
 مِنْكُمْ فَصَامَهُ وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ فَيُسْتَفَادُ مِنْهُ فِعْلٌ ذَلِكَ شُكْرًا لِلَّهِ تَعَالَى مَا مَنَّ بِهِ
 فِي يَوْمٍ مَعَيَّنَ مِنْ إِبْدَاعِ بَعِيهِ أَوْ دَفَعَ لِقِيهِ وُلْيَاءُ ذَلِكَ فِي تَطْيِيرِ ذَلِكَ الْيَوْمِ
 مِنْ كُلِّ سُنَّةٍ وَالشُّكْرُ لِلَّهِ تَعَالَى يَحْصُلُ بِالنُّوَاعِ الْعِبَادَاتِ الشُّجْرَةِ وَالْقِيَامَةِ وَالصَّدَقَةِ
 وَالتَّلَاوَةِ وَآخِي نِعْمَةٌ أَعْظَمُ مِنَ النِّعْمَةِ يَبْرُؤُنَ هَذَا نَبِيُّ الْكُرَيْمِ نَبِيِّ
 الرَّحْمَةِ فِي ذَلِكَ الْيَوْمِ وَرَعَى هَذَا أَيُّغِي أَنْ يُجْرَى الْيَوْمَ بِعَيْنِهِ
 عَنِّي تَطَائِقُ قِصَّةٌ مَوْسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي يَوْمِ عَاشُورَاءَ وَهُوَ لَمَّا بَلَغَ
 ذَلِكَ لَا يُبَالِي بِعَسَلِ الْمَوَدِّ فِي أَيِّ يَوْمٍ مِنَ الشُّهُورِ بَلْ تَوَسَّعَ قَسْوَمُ
 فَتَقَلُّ إِلَى يَوْمٍ مِنَ السَّنَةِ وَفِيهِ مَا فِيهِ اسْتَعْنَى بِأَصْلِ مَوْلُوهُ كِي بِرَعْتِ هِ
 لِيَكُنْ بَأُجُورِ اس كَمُشْتَمَلِ هِ بِجَلَانِي أُوْرِ بَرَانِي بِرِ اس اِگر بِجَلَانِيُوں كِي مَخَالِفَتِ كِي
 جَاوِ كِ اُوْرِ بَرَانِيُوں سِ بِرِ بِمِرْ تُوْ بِرَعْتِ حَسَنِ هُوْ كِي اُوْرِ جُوْ نِهِيں تُوْ نِهِيں اُوْرِ اس كِي اِيكِس
 اَصْلِ بِحِي كِ وَهِي هِي كِ صَحِيحِيں مِيں مَرُوِي كِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلِيَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرِيْتِ مِيں تَشْرِيْفِ
 لِيَكُنِي وَهِيں يَهُودِيُوں كُوْ عَاشُورِ كِ رُوْزِ دَارِ پَايَا اُنْ سِ سَبَبِ پُوْ جِيَا اُنْهُُوں لِي كِهَا كِ
 اس وَنِ اللّٰهُ تَعَالَى لِي فِرْعَوْنِ كُوْ عَرَقِ كِيَا اُوْرِ حَضْرَتِ مَوْسَى كُوْ نَجَاتِ وَهِي اس وَاسْطِ مِ بِطُوْ
 شَكَرْ كِ اَزِي رُوْزِ رَكْهْتِي هِيں اِي بِ لِي فَرِيَا كِهِي حَضْرَتِ مَوْسَى سِ سِ تَمِ سِ زِيَاوِ تَعْلُقِ رَكْهْتِي
 هِيں بِحِرْ اِي لِي رُوْزِ رَكْهَا اُوْرُوں كُوْ بِحِي حَكْمِ فَرِيَا بِسِ اس سِ بِرِ بَاتِ سَمَجْهِي جَاتِي هِي كِهِيں
 وَنِ اللّٰهُ تَعَالَى كُوْ نِي نِعْمَتِ عَطَا فَرَاوِي يَا كُوْ نِي آفَتِ وَفَعِ كِرِي اس وَنِ اللّٰهُ كَا شَكَرِ
 اُوْ كَرْنَا چَا بِسِي بِرِ سَالِ مِيں اُس كَا اِعَاوِ كَرْنَا چَا هِي اُوْرِ اللّٰهُ تَعَالَى كَا شَكَرِ كِي طَرَحِ بِرِ
 هُو سَكْتَا سِ سَجْدِ قِيَامِ صَدَقِ تِلَاوَتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلِيَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِ پِيَا هُوْنِي سِ
 زِيَاوِ كُوْ نِي نِعْمَتِ هُوْ كِي اُس وَنِ مِيں چَا هِي اُسِي وَنِ كُوْ مَقْرَرِ مَعِيں كِرِي تَا كِه حَضْرَتِ مَوْسَى

کے قصہ کی موافقت حاصل ہو اور جو اس بات کا لحاظ نہ کیا جائے تو خیر بہت لوگوں نے
 وسعت ہی رکھی اور اس کو اور دونوں کی طرف بھی نقل کیا ہے لیکن بہتر وہی ہے کہ روز ولادت
 کی رعایت کی جائے اور حضرت شیخ القرطبی امام حافظ ابوالخیر خزرجی فرماتے ہیں قَدْ سَأَى
 أَبُو لَهَبٍ بَعْدَ مَوْتِهِ فِي الْبَيْتِ مِنْ قَبْلِ مَا حَالَكَ فَقَالَ فِي النَّارِ إِلَّا إِنَّهُ يُخَفَّفُ عَنِّي كُلَّ
 لَيْلَةٍ اثْنَيْنِ وَأَمْضُ مَعَهُ بَيْنَ أَصْبَعَيْ هَاتَيْنِ مَا بَقِيَ هَذَا وَإِشَارًا إِلَى سَرَّاسِ
 إِصْبَعِهِ وَإِنَّ ذَلِكَ يَأْتِي تَوْبَةً إِنَّمَا بَشَّرْتَنِي بِوَلَادَةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ وَبِأَرْضَائِهِ فَإِذَا كَانَ أَبُو لَهَبٍ الْكَافِرُ الَّذِي نَزَلَ الْقُرْآنُ بِدَمِهِ
 جَوْزِيًّا فِي النَّارِ يَفْرُجُهُ لَيْلَةً مَوْلِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا حَالَ الْمُسْلِمِ
 الْمُتَحَدِّ مِنْ أُمَّةٍ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبَشَرٍ مَوْلِيدِهِ وَبَدَلِ مَالِهِ الصَّلَاةَ
 قُدْرَتِهِ فِي مُحَبَّتِهِ لِعُمُرِي إِنَّمَا يَكُونُ جَزَاءُهُ مِنَ اللَّهِ الْكَرِيمِ أَنْ لِيُضَامَ يَدُ خَلِّهِ بِفَضْلِ
 جَنَاتِ النَّعِيمِ ائْتَمَرْتُ لِعِنِّي أَبُو لَهَبٍ كُوسِي لِي فِي مَرْنِي كَيْ بَعْدَ خَوَابٍ مِمَّنْ يَكْجَاهُ
 حَالِ پُوجْجَاهُ لِي كَمَا كَمَا آگ میں ہوں لیکن ہر رات کو دو دفعہ میری تخفیف ہوتی ہے اور
 میں ان دو انگلیوں میں برابر پوری انگلی کے پانی چوس لیتا ہوں اور یہ سب سبب آزا تو یہ
 کے ہے جس وقت اُس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدا ہونے اور وہ پلانے کی خوشخبری
 دی تھی پس جب ابو لہب کا فر جس کی مذمت قرآن میں ہے اجر دیا گیا جنم میں یہ سبب خوشی شب
 مولود رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے تو پھر کیا حال ہوگا مسلمان موصدا متی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا
 جو آپ کے مولود کی خوشی کرے اور مال اپنا صرف کرے آپ کی محبت میں اللہ بیشک اس کو
 اچھی جزا دے گا اور جنت الفردوس میں داخل کریگا حضرت شیخ اجل فاضل المل شاہ ولی اللہ
 محدث دہلوی فیوض الحرمین میں فرماتے ہیں كُنْتُ قَبْلَ ذَلِكَ مَمْلُوكًا مُعْتَمَرًا فِي مَوْلِدِ النَّبِيِّ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي يَوْمِ وِلَادَتِهِ وَالنَّاسُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 وَيَبْدَأُونَ بِأَرْهَافَاتِهِ الَّتِي ظَهَرَتْ فِي وِلَادَتِهِ قَرَأْتُ الْقَوَادِرَ اسْتَعَطْتُ دَفْعَةً

وَاحِدًا لَا أَقُولُ إِنِّي أَدْرَكْتُهَا بِبَصَرِ الْجَسَدِ وَلَا إِنِّي أَدْرَكْتُهَا بِبَصَرِ الرُّوحِ فَقَطُّ كَيْفَ
 كَانَ أَمْرٌ بَيْنَ ذَلِكَ هَذَا اِنْتِ الْعِنِي فِي مَشِيئَةٍ مَكْمُومَةٍ فِي مَخَاجِمِ أَنْخَرَتِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ پیدائے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدا ہونے کے دن مجلس میں لوگ
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے تھے اور آپ کے معجزات جو وقت ولادت ظاہر ہوئے
 تھے بیان کرتے تھے پس کیا دیکھتا ہوں کہ ایک نور چمکا دفعتاً نہیں کہ سکتا چشم سر سے لکھا
 یا چشم روح سے بلکہ ایک بات دونوں کے درمیان تھی انتہی شاہ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
 کتاب ثبوت باسنت میں فرماتے ہیں درمحل میلاد برکات نازل ہوئی انتہی اے سالک جو ان روایات
 کثیرہ ائمہ اہل دین اور علمائے مفسرین محدثین و علمائے راہنما اور اولیائے کاملین و محب رحمتہ اللعالمین
 کے یہ وہابی زلہ خواران فلاسفہ محفل میلاد شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جنم اشقی قرار دیکر مسلمانان
 عوام کا لالعام کو اس محفل متبرکہ سے باز رکھ کر خیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منحرف کر دیتے ہیں
 اور باوجود اس بات کے کہ یہ بیہودہ یہ بھی جانتے ہیں کہ منکر محفل میلاد پر ایمان دین اور علمائے
 راہنما کمال نفرین کرتے ہیں چنانچہ مواہب لدنیہ میں جمع کرنیوالے اس مواہب کے امام ہمام مفسر
 اور محدث شیخ احمد قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ کہ شرح صحیح بخاری کے ہیں یہ عبارت لکھتے ہیں چنانچہ
 وہ عبارت یہ ہے وَلَا زَالَ أَهْلَ الْأِسْلَامِ يَخْتَلِفُونَ بِشَهْرِ مَوْلِدِهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ
 وَيَعْمَلُونَ الْعَوَائِمَ وَيَتَّبِعُونَ قَوْلَ فِي لَيْلَتِهِ بِالْوَاعِي الصَّافَاتِ وَيُطَهِّرُونَ الشُّرُوفَ
 وَيَزِيدُونَ فِي مُبَرَّاتٍ وَيَقْرَأُونَ لِقْرَاءَةِ مَوْلِدِ الْكَلِيمِ وَيُطَهِّرُونَ عَلَيْهِم مِّنْ بَرَكَاتِهِ
 كُلُّ فَضْلِ عَمِيمٍ وَفِي جَرَبِ حَرَامِهِ إِنَّهُ أَمَانٌ فِي ذَلِكَ الْعَامِ وَبَشْرَى عَاجِلَةٌ وَبِنِ
 الْمُقْصِدِ وَالْمَرَامِ فَوَحِيَ اللَّهُ أَمْرًا اتَّخَذَ أَيُّهَا النَّبِيُّ شَهْرَ مَوْلِدِهِ الْمُبَارِكِ أَعْبَادًا يَلْتَمِسُونَ
 أَشَدَّ عِلَّةً عَلَى مَن قَلْبِهِ مَرَضٌ وَعَيْنَاؤُ (توجہ) یعنی ہمیشہ است اہل سلام کہ
 انعقاد محفل مولد شریف در ماہ ولادت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آن ماہ بربیع الاول است
 مے کنند و طعام ہارے پزند و خیرات بینما پند و رشبہا سے ماہ مذکور گوناگون و ظاہر میسازند

خورشیدی ہاے و خوشی ہاے و در خیرات و حسنات زیادتی مینمایند یعنی بہ نسبت زہاے دیگر
 و اہتمام میکنند و در خواندن مولد مبارک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر میشود بر ایشان یعنی بر اہل
 اسلام از برکات مولد شریف فضل عام چند چند یعنی برکات گوناگون و رحمت بولعموم از حق تعالی
 برکت مجلس مولد شریف بر اہل اسلام کہ در انعقاد محفل مولد شریف شریک میشوند ظاہر میگردد و فوائد
 و آخرت ایشان میشود و نیز در کتاب مذکور است کہ چیزیکہ تجر بہ کردہ شد در خواص انعقاد محفل مولد
 شریف آنست کہ آن مجلس شریف باعث آمان میگردد و در آن سال از آفات و بلیات خوشخبری
 برود و تمام رومیید ہاے رسیدن مقصودیکہ طالبان است پس رحمت بفریب حق تعالی بر آن شخص
 کہ بگرید و رشب نامے مبارک را عید ہاے یعنی چنانکہ در ایام عید خوشی اہل اسلام مینمایند و لہذا
 فاخرہ مے پوشند و خوشبو مے مالند و استعمال آن میکنند پس شخصیکہ در شب نامے مبارک این
 چنین عمل نماید حق تعالی رحم کند و بسخنہ آن راتا کہ باشد گرفتار آفت و شیب ہاے ماہ مبارک است
 بر بیماری ہر شخصیکہ در لے وے بیماری و عموما است یعنی بیماری ایشان زیادہ شود بمثل آن یعنی
 ولہذا سے کافرین و منافقین را خوشی مسلمانان در ماہ مبارک ناخوشی و زبون معلوم میشود پس ازین صاف
 معلوم میگردد کہ ہر کہ ازین عید یعنی خوشی ماہ مبارک انکار نماید و از اثرہ اسلام بیرون است مغاوا اللہ
 مشرک سے سبک معلوم کر کہ نفرین کرنا اہل اسلام کا او پر منکر محفل میلاد شریف کے اس قدر ہے جیسا
 کہ مسطور ہے باوجود اس کے یہ بیوہ اپنی شرارت سے باز نہ آکر پھل محفل میلاد کی تردید میں
 بیان کرتے ہیں کہ یہ فعل نہ مانہ ثلاثہ میں نہ تھا اور جو فعل نہ مانہ ثلاثہ میں نہ ہو وہ بدعت مذموم ہے کیسا
 ہی فعل مستحسن ہو اور اس کے مستحسن ہونے پر ائمہ و بن اور علمائے راغبین اور اولیائے متقین
 کا اتفاق ہوا سے سبک دلیل ان بیوہ و دیگر سمر غلط ہے کیونکہ ہزاروں باتیں بن میں بعد زمانہ
 ثلاثہ کے نکلی ہیں اور وہ باتیں نزدیک علما اور صلحا کے جائز اور محمود ہیں بلکہ ہر زمانہ میں جو بات
 نکلی اور اس بات کے مستحسن ہونے پر اکثر علمائے اور صلحاے اور ائمہ و بن کا اتفاق ہوا وہ بات
 عند اللہ صحیح مستحسن ہے نہ فقط عند الناس ہے چنانچہ ہوا ہر لبت نیہ میں حضرت عبداللہ ابن مسعود

رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے وہ یہ ہے مَا ذَاہُ الْمُتَعَلِّمُونَ حَسَنًا فَهَمَّ عِنْدَ اللَّهِ حَسَنٌ تَرْجَمَهُ
یعنی وہ بات کہ جس کو قرار دیوں مسلمان لوگ اچھا پس وہ نزدیک اللہ تعالیٰ کے اچھی ہے
فائدہ مراد مسلمانوں سے علمائے و صلحائے اور عالمین اور معتبرین ہے اور وہ بات اگرچہ زمانہ
سابق میں نہ ہوائے سالک ان زلہ خواران فلاسفہ کی شرارت معلوم کر کہ محفل میلاد کہ جن میں
ذکر خیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا باعظمت ہوتا ہے اُس کو پاب و لیل کہ یہ زمانہ ثلاثہ میں نہ
تھا بدعت بد ہے اور اپنے اُستادوں فلاسفہ کے عقیدوں کے علم یعنی حکمت اور منطق کے
حاصل کرنے کو واجب اور فرض کفایہ بتاتے ہیں اور صد ہا اور ہزار ہا کوس گردش اور بیوا فی
کر کے اس علم خبیث کو حاصل کرتے ہیں بقول مولانا کے روم شعر

علم وین فقہ است و تفسیر حدیث
ہر کہ خواند غیر ازین گرد و خبیث

بعد حاصل ہونے اس علم خبیث کے تمام علمائے حقانی پر اپنا تفاخر اور حقانیت عوام کا لانعام
کے اعتقاد میں جا کر اپنی رائے خبیث کو بصواب اور علمائے حقانی کی رائے باصواب کو بظلمت کہہ
کتے ہیں کہ جب تک آدمی اس علم منطق اور حکمت کو نہیں پڑھتا عالم نہیں ہوتا یہ مسئلہ اپنے
اُستادوں فلاسفہ کا عوام کا لانعام کے دل میں منقش کر کے تعلیم کرتی اس علم خبیث کی تا مرگ
مشغول ہو کر دین حق سے بے ادب اور اولیا اور انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جناب میں
گستاخ ہو کر آپ کو اور عوام کا لانعام کو صال اور گمراہ کر دیتے ہیں حالانکہ یہ علم خبیث بھی زمانہ ثلاثہ
میں نہ تھا مگر بعد زمانہ ثلاثہ کے یہ علم حادث ہوا چنانچہ اسی وقت سے تمام ایمان دین اور علمائے
راستخیز اور اولیاء مستندین نے اس علم کو حرام بلکہ کفر لکھا ہے چنانچہ ملا علی قاری ہر وی
رحمۃ اللہ علیہ بیچ شرح عبد العلم کے فرماتے ہیں الْمَنْطِقُ دِهْلِيْزُ الْكُفْرِ وَالْحِلْمَةُ عَيْنُ الْكُفْرِ رت
یعنی منطق دہلیز کفر کی اور حکمت عین کفر ہے اور ملا علی قاری شرح فقہ اکبر میں فرماتے ہیں شَيْخُ
مَشَائِخِنَا الْجَلَالُ الدِّينِ السِّيُوطِيُّ اِنَّهُ يَحْرُمُ عُلُوْمَ الْفَلَسَفَةِ كَالْمَنْطِقِ لِاجْتِمَاعِ السَّلْفِ وَالْكَثَرِ
الْمُفْتِيْنَ بَيْنَ الْمُعْتَبِرِيْنَ الْخَلْفِ وَمِمَّنْ صَرَّحَ بِذَاكَ ابْنُ الصَّلَاحِ وَالنُّوَوِيُّ وَخَلَقُوا لَا يَحْصُونَ

ترجمہ یعنی شیخ المشائخ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ سب علوم فلاسفہ حرام
ہیں۔ جیسے منطوق کہ اس پر اجماع ہے متقدمین اور اکثر مفسرین متاخرین معتبرین کا اور شیخ ابن
صلاح و امام نووی اور اکثر علمائے نے اس بات کی تصریح کی ہے اثنیٰ ذکر الشیخ الحافظ
سراج الدین القزوينی الحنفی فی کتابہ الذی عارتبہ فی تحننیمہ الفلّسفة ان الاما
محمد الغزالی رجع فی اخر عمرہ ۶ یمامدح الفلّسفة فی اقل کتابہ فی المنطق فی بدو حاکم
و اتفق القدماء من الاحناف و ابن الرشید من المالکیة علی ان من توغل فی
تلك العلوم لا تقبل روایته ترجمہ یعنی ذکر کیا شیخ حافظ سراج الدین قزوینی نے
کہ حنفیہ میں سے ہیں بیچ اس کتاب کے جو فلسفہ کی تحریم میں لکھی ہے کہ امام محمد غزالی نے
جو ابتدا میں فلسفہ کی مدح لکھی تھی اس سے آخر رجوع کیا ہے اول کتاب منطوقی میں یعنی آخر کار
اس کی مذمت لکھی ہے اور متقدمین حنفیہ نے اور مالکیہ میں سے ابن رشید خازم ہیں اس بات پر
کہ جو شخص ان علوم سے بہت مشغول رکھے اس کی روایت مقبول نہیں ہے اثنیٰ و عنہ ایضاً
من طلب العلم بالکلام تزندق ترجمہ میں شخص نے طلب علم ساتھ علم کلام کے کی وہ کافر
ہوا اثنیٰ و قال الامام الشافعی حکمی فی اهل الکلام ان یضربوا بالجرید والنعال
و یطاف بهم فی العشاء و القبائل و یقال هذا جزاء من تولى الکتاب و السنة و اقبل
علی کلام اهل البدعة اور فرمایا امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ حکم میرا یہ ہے بیچ اہل کلام کے
کہ ماریں لوگ ان کو رے اور جوتے اور پھراویں ان کو ان کے کنبہ میں اور کہا جاوے یہ
سزا اس شخص کی ہے کہ چھوڑے کتاب اور سنت کو اور متوجہ ہو طرف علوم فلسفہ کے
اثنیٰ و قال ایضاً کل العلوم مسویة القران مشغلة الا الحدیث و الفقه فی الدین
و العلم ما کان فیہ قال حدّثنا مسوی ذلک و ساوس الشیاطین اور یہ بھی انہوں نے
لکھا ہے کہ تمام علم سوا کے قرآن ایک مشغول ہے مگر حدیث اور فقہ دین کے علموں سے کیونکہ وہ
وہے جس میں ہوئے قال اور حدّثنا اور سوا اس کے سب و سوا اس شیطانوں کا ہے اثنیٰ۔

سُفِيَانٍ وَجَمِيعِ اَئِمَّةِ الْحَدِيثِ مِنَ السَّلَفِ اَنْتُمْ اَئِمَّةُ اِسْلَامِ صَاحِبِ لَيْسَ يَهِي لَكُمَا هِيَ كِه
 جو لوگ اس علم کلام کے جواز کے قائل ہیں بایں حسن جو اوپر مذکور ہے سو کہاں بلکہ لوگوں کو ضبط
 میں ڈالنا اور گمراہ کرنا اس علم میں اکثر ہے ائے سالک جب اس علم اور اہل اس علم کا یہ
 حال ہے مجر و علم فلاسفہ جس کو یہ بیہودہ فرض اور واجب کہتے ہیں کیا حال ہوگا کیونکہ یہ علم کئی دلیلوں
 سے مذموم اور ناقص ہے اول یہ کہ یہ علم فی نفسہ پلید اور مفسد دین ہے کیونکہ اس علم میں مجر و کفر یا
 اور لغویات اور واثل نقص کنندہ عقائد اسلام کے کچھ نہیں دوسرے یہ کہ تمام ائمہ دین اور علمائے
 مفسرین اور محدثین اور متقدمین اور متاخرین اور صلحائے معتبرین اس علم کو حرام بلکہ کفر لکھتے ہیں اور
 تیسرے یہ کہ یہ علم بھی بعد زمانہ ثلثہ کے حادث ہوا ہے باوجود اس کے یہ زلخوار فلاسفہ اس علم خبیث
 کے حال کرنے کو فرض اور واجب کہتے ہیں اور محفل میلاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جس میں سراسر
 خیر اور رحمت اور برکت ظاہری اور باطنی ہے اس کو جنم اشٹمی کہتے ہیں بایں دلیل کہ یہ فعل بعد زمانہ
 ثلثہ کے حادث ہوا ہے اے سالک ان بیہودوں کی بد ذاتی اور شرارت کو غور کر کہ ذکر خیر آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ جس پر اجماع ہے اکثر ائمہ دین اور علمائے محدثین اور مفسرین اور علمائے
 راہبین اور اولیائے کاملین معتبرین کا جنم اشٹمی کہتے ہیں دوسرے یہ کہ ذکر آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم فی نفسہ لطیف اور لطف ہیں بلکہ اس ذکر خیر کی لطافت اور تقدیس کے یہ بیہودہ بھی
 ظاہر میں بنفسہ قائل لیکن انعقاد محفل کو بدعت سیئہ کا حکم کر کے منعقد محفل کو بدعتی اور بد دین
 کہتے ہیں اور اس علم خبیث کو کہ جس کی حرمت میں تمام ائمہ دین اور علمائے معتبرین کا اتفاق ہے
 فرض اور واجب بتاتے ہیں دوسرے یہ علم خبیث فی نفسہ خبیث ہے اور ہر خاص و عام پر اس علم کی جنات
 ظاہر اور اظہر ہے تیسرے یہ علم بھی بعد زمانہ ثلثہ کے حادث ہوا ہے تو اے سالک معلوم کر کہ بعد زمانہ ثلثہ
 کے حادث ہونا ان دونوں یعنی محفل ذکر خیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اس علم خبیث کا مساوی
 ہے پھر یہ بیہودہ اس علم خبیث کو جو ان کے استادوں کے عقیدوں کا علم ہے کس وجہ سے مستحسن
 جانتے ہیں کیونکہ جو علت انعقاد محفل میلاد دین ہے وہ اس میں بھی موجود ہے یعنی بعد زمانہ ثلثہ کے

یہ بھی حادث ہوا ہے اور وہ بھی پھر محفل ذکر خیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیونکہ مذموم ہے اور وہ علم خبیث کیونکہ محمود ہے راست فرمایا کسی شاعر نے شعر

اشقیار احسن زشت آید پدید
حسن را بازشت بنید آں پلید

غرض کہ اے سالک محفل ذکر خیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم محمود اور مقبول ہے اور اس کا قائل اور سامع مستحق ثواب اور وہ علم خبیث مذموم اور مردود ہے پڑھنے والا اور پڑھا نیوالا دونوں فاسق اور مفسدین ہیں چنانچہ یہ بیہودہ کہتے ہیں کہ ہم میں اور نبی میں کچھ فرق نہیں الا اس قدر کہ ان پر وحی نازل ہوتی تھی ورنہ ہم اور وہ سب باتوں میں نزدیک حقتعالیٰ کے برابر ہیں لغو و بالتذمتنا اے سالک حقیقت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی بگوش ہوش سن تاکہ تو بھی مثل ان معینوں کے مصداق اس مصرعہ کا نہ ہو

چوں فرق مراتب نکنی زندقی

یعنی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی یہ حقیقت ہے کہ نبی ایک انسان ہے اور ہر انسان کو حقتعالیٰ نے دو قوتیں عطا کی ہیں ایک نظریہ اور ایک عملیہ اور قوت نظریہ سے دریافت اشیاء کرتا ہے اور قوت عملیہ سے اعمال نیک اور بد کی استعداد اور کھتا ہے اور حقتعالیٰ اس انسان یعنی نبی کو بلا واسطے تربیت بشری کے کمال ان قوتوں کا ساتھ اس طریق کے عطا فرماتا ہے کہ تاثیر نور اللہ کی بیچ قوت نظریہ ان کی کے ساتھ اس طرح کے منور ہے کہ غلط اور اشتباہ کو بیچ اور انکسنتی کے دخل نہیں اور قوت عملیہ میں ان کی ایسا ملکہ پیدا کرتا ہے کہ سبب اس کے اعمال صالح ساتھ کمال رغبت اور اعمال بد ساتھ کمال نفرت کے محفوظ رہتے ہیں بعد اس کے عقل بہ تجربہ اور ارادت عقلیہ اور اخلاق کریمہ اور علوم صادقہ اور بیان ثانی اور حجت واضح اور انوار باصحت اور معالجمرا روحانی اور معجزات فائزہ و بکرواسطے ہدایت خلق کے مبعوث فرمایا ہے اور خاص کر تمام حضرات انبیاء علیہم السلام سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو برسات منتخب اور برگزیدہ کر کے اپنی غلص رحمتوں کے ساتھ مخصوص کیا تا سب خلق معلوم کرے کہ یہ پیغمبر محبوب اور مخصوص خالق کون و مکان

ہے یہاں تک کہ اس کی رضا مندی خدا کی رضا مندی اور اس کی ناخوشی خدا کی ناخوشی ہے اور
 جو فضیلتیں حضرت کو حق تعالیٰ نے عطا کی ہیں وہ قسم ہیں ایک وہ قسم ہے کہ اور نبیا اس میں ایک
 ہیں یعنی جو کمال کہ ایک ایک ہر پیغمبر کی ذات میں جدا جدا تھے وہ سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 کی ایک ہی ذات جمع صفات میں مجتمع اور یکجا ہوئے چنانچہ خلافت اور ملک اور حسن اور خلعت
 اور کلام اور عبادت اور شکر جو حضرت آدم اور داؤد اور سلیمان اور یوسف اور ابراہیم اور موسیٰ اور
 نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جدا جدا دیا گیا تھا وہ سب کمال ذات سرور کائنات میں یکجا و قراہم
 ہوئے اور دوسری قسم وہ کہ مخصوص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے اور کسی نبی کو
 شرکت نہیں جیسے انواع ولایت اور محبوبیت مطلق اور اطفال مطلق اور رویت مطلق
 اور قرب انم اور شفاعت عظمیٰ اور جہاد اعداء اور ماسوا کے اس کے اور کمالات کہ بجائے خود
 مصرح مخصوص ساتھ حضرت کے ہیں اور صفات خلقیہ ہیں جیسے آگے اور پیچھے اور اندھیر اور اوجا
 میں برابر دیکھنا اور نبل شریف کا سفید ہمزنگ بدن کے صاف ہونا اور جمالی کا تمام عمر آنا اور اختتام کا
 نہ ہونا اور پسینے سے خوشبو مشک وغیرہ کی آنا اور زمین پر وقت قضایے حاجت تکاف ہونا اور
 بول و غائلط کا غائب ہونا اور اس مکان سے مشک کی خوشبو آنا اور فضلہ کا زمین پر نہ دیکھنا اور ختمہ
 کئے کر ائے اور ناف بریدہ پیدا ہونا اور وقت تولد کے سجدہ کرنا اور انگشت شہادت طرف آسمان
 کے اٹھانا اور کلمہ پڑھنا اور کلام کرنا اور فرشتوں کا مسد حضرت کو ہلانا اور چاند کا آپ کے ساتھ ہانا
 کرنا اور بوقت اشارہ آپ کی طرف مائل ہونا اور گھوارہ میں کلام کرنا اور پارہ ابر کا وقت گرمی آفتاب
 ہمیشہ آپ کے سر پر سایہ کرنا اور سایہ درخت کا آپ کی طرف متوجہ ہونا اور حضرت کے بدن اور کپڑوں پر
 مکھی کا نہ بیٹھنا اور جس جانور پر سوار ہوتے اس جانور کا تادمت سواری بول اور برانہ کرنا اور اوصاف
 مشہورہ سے بھی اور روایات صحیحہ ثابت ہے کہ حضرت قیر شریف میں زندہ ہیں اور قبر میں نماز
 پڑھتے ہیں اور حضرت کے مرقہ مبارک پر ایک فرشتہ متعین ہے کہ جو کوئی درود اور سلام آپ پر
 پہنچاتا ہے وہ اس کو آپ کے حضور میں عرض کرتا ہے اور عرض کئے جاتے ہیں اعمال اُمرت کے

اور آپ ان کے واسطے استغفار کرتے ہیں اور منجملہ خصائص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ
 ہیں کہ آپ عالم ارواح میں آپ پیدا ہوئے اور پہلے الست برکم کے جواب میں آپ نے بلکہ کہا
 اور سفر معراج مخصوص آپ کے ساتھ تھا اور سواری براق بھی مخصوص آپ کی تھی اور اوپر آسمان کے
 جانا اور حد قاب قوسین اور ادنیٰ کو پہنچنا اور ویدار الہی سے مشرف ہونا خاصہ آپ کا ہے اور
 فرشتوں کا فوج اور حشم ہونا اور آپ کے ساتھ ہو کر کافروں سے لڑنا مخصوص حضرت ہے اور فرشتوں
 اور ایسے معجزے عجیب و غریب جو آپ کے ظاہر ہوئے ہیں کسی اور پیغمبر سے ظاہر نہیں ہوئے
 پہلے قبر سے سر اٹھانا اور پہلے قیامت میں بیہوشی میں افاقہ پانا اور سواری براق اور ستر ہزار
 فرشتوں کا جلو میں ہونا اور جانب راست عرش کرسی کے اوپر بیٹھنا اور مقام محمودہ سے مشرف ہونا
 اور لولہ صمد کا ہاتھ میں دینا اور حضرت آدم علیہ السلام اور تمام ذریت کا اس نواسے کے سایہ میں ہونا اور
 سب انبیاء کا ساتھ امتیوں کے آپ کے پس رو ہونا اور پہلے ویدار خدا آپ سے شروع ہونا اور
 شفاعت عظمیٰ مخصوص ہونا اور پہلے پہل صراط پر گذرنا اور حضرت فاطمہ صاحبزادی کا صراط پر آنا اور
 سب خلق کو حکم آنکھیں ڈھانک لینے کا ہونا اور پہلے دروازہ بہشت کا آپ کا کھولنا اور دن
 قیامت کے مرتبہ وسیلہ مشرف ہونا یہ سب مخصوص حضرت کے ساتھ ہیں اور مرتبہ وسیلہ کا نہایت
 بلند ہے کہ سوائے آپ کے اور کسی پیغمبر کو میسر نہیں ہوا اور حقیقت رحمانی اس مرتبہ کی یہ ہے کہ حضرت
 قیامت کے دن حقیقی کی طرف سے بلاشبہ بمنزلہ وزیر کے بادشاہ کی طرف سے ہونگے
 بالجملہ بعد خدا کے سب مخلوق سے اشرف اور افضل اور اکمل اور اکرم ہمارے حضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم ہیں اور مناقب اور مدایح اور کمالات اور معجزات اور اخلاق حمیدہ اور اوصاف پسندیدہ
 اور شمائل ستودہ اور خصائل محمودہ حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زیادہ از حد اور بیشمار ہیں
 مقدور بشر نہیں ہے کہ سب کو احاطہ کرے۔ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر لے سالک
 مراتب حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بقدر ضروری دریافت کر چکا اب معلوم کر کہ یہ
 زلہ خوار فلاسفہ سراسر ضال اور گمراہ ہیں کیونکہ یہ کہتے ہیں کہ ہم سب باتوں میں ماسوائے وحی کے

نبیوں کے برابر ہیں تو گویا یہ جو مراتب مذکورہ ماسوائے وحی کے بیان کئے گئے ان کے منکر ہیں جو اس کا منکر ہے وہ اصل نبوت کا منکر ہے کیونکہ حقیقتاً لے پیشتر نبیوں کو ان صفتوں سے موصوف کر دیتا ہے بعد اس کے واسطے ہدایت خلق مبعوث فرماتا ہے اور دوسرے کہ کوئی منقشت نہ خوار فلاسفہ یہ کہے کہ ہم ان مراتبوں کو متعلق بہ وحی جانتے ہیں یعنی اقرار وحی معہ ان مراتبوں مذکورہ کے ہے اور یہ کہنا ہمارا باعتبار مخلوقیت کے ہے تو اس کا یہ جواب ہے کہ ایک موقع پر تو یوں کہنا درست ہے اور ایک موقع پر محض بے ادبی اور بے تعظیمی ہے چنانچہ اس کی یہ مثال ہے کہ کسی شخص نے کسی شخص سے کہا کہ تیرے باپ اور کتے میں کچھ فرق نہیں الایہ کہ باپ تیرا بشر ہے تو یہ کہنا کسر شان مخاطب کا باعث ہوگا اور یہ کہنے والا اور میان آدمیوں کے بے ادب مشہور ہوگا حالانکہ کتے اور مشار الیہ مخلوق ہونے میں برابر ہیں تو اُس سے صاف ثابت ہوا کہ جو شخص ان حضرات کو بایں طور یاد کرے تو وہ سب سے زیادہ بے ادب ہے اور جس شخص نے ان حضرات کے بے ادبی کی وہ مردود ہے کیونکہ عقائد کی کتابوں میں لکھا ہے کہ جو شخص حقیقتاً لے کو یوں پکارتے کہ اے پیدا کر نیوالے خوک کے تو وہ شخص کافر ہے حالانکہ سب شے کا خالق اللہ تعالیٰ ہے اور اگر یوں پکارتے کہ اے خالق مخلوق تو درست ہے بلکہ عبادت ہے تو تب کس اور ناکس کو لازم ہے کہ اٹھتے بیٹھتے یہ کلمہ کہے کہ ہم اور نبی برابر ہیں نعوذ باللہ منہ ع

گر حفظ مراتب نہ کنی زندیقی

مگر ماں اگر کوئی شخص ان حضرات کو شامل توجید الہی کرے تو بمقابلہ خالق کے ان حضرات کو مخلوق کہنا ضرور ہے کیونکہ کلمہ کے ہی معنی ہیں نہ کہ اپنی نسبت ساتھ ان حضرات کے مساوی ہونے دینا اگرچہ بمخلوقیت ہو عین بے ادبی ع

چہ نسبت خاک را با عالمے پاک

اے سالک بعض بعض نہ خوار فلاسفہ حضرات انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت بالوجاہت اور بالمحبوبیت کو مطلق شرک کہتے ہیں اور جو عبارت تقویۃ الایمان میں مولوی اسمعیل صاحب

در باب منع شفاعت بالوجاہت اور بالمحبوبیت کے لکھتے ہیں اس کو دلیل لاتے ہیں حالانکہ معنی
 اُس عبارت کے یہ معنی نہیں جو یہ بیوہ سمجھتے ہیں کیونکہ وہ شفاعت بالجبر کو شرک کہتے ہیں چنانچہ
 عبارت جو تقویت الایمان میں در باب شفاعت منقسم کے لکھی ہے اُس کا خلاصہ بیان پر لکھا
 جاتا ہے وہ خلاصہ یہ ہے یعنی بادشاہ کسی مجرم کو مستحق سزا کا جانے اور اُس کے سزا دینے کو
 بادشاہ کا جی چاہے لیکن بہ سبب سفارش کرنے امیر اور وزیر اعظم کے اور محبوب اہل بیت کے
 بایں لحاظ کہ یہ میرے ملک اور عیش میں خلل ڈال دینگے چارو تا چار اُس مجرم کی سزا سے
 و رگزر کرے اتنے اے سالک معلوم کر کہ اس طرح کی شفاعت اولیا اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ
 والسلام کی عند اللہ نہیں ہو سکتی کیونکہ یہ صورت شفاعت بالجبر کی ہے نہ شفاعت بالوجاہت
 اور بالمحبوبیت کی اور جو شخص کہ حق تعالیٰ کو کسی امور میں مجبور جانے وہ کافر ہے کچھ تخصیص شفاعت
 بالوجاہت اور محبوبیت کی نہیں اس سے ثابت ہے کہ جو شخص حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ
 والسلام کی مجر و شفاعت بالوجاہت اور بالمحبوبیت کا منکر ہے وہ مردود ہے کیونکہ شفاعت
 بالوجاہت اور بالمحبوبیت ان حضرات کی بلطف الہی ہے نہ بجز وجاہت اور محبوبیت اُن کی
 قرآن و حدیث سے ثابت و اثرت ہے۔ چنانچہ مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
 تکمیل الایمان میں مقام شفاعت حق کے بیچ شرح اس آیت کے وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ کے
 لکھتے ہیں کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے محمد و اے محب میرے و اے محبوب میرے و اے مطلوب میرے
 و اے بندہ خاص میرے اس قدر نعمت تجھ کو دوں کہ تو راضی ہو مجھ سے تاکہ کوئی آرزو تیرے دل
 میں باقی نہ رہے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوق میری رضا طلب کرتی ہے اور میں رضائیری
 چاہتا ہوں اور دوسرے یہ کہ حق تعالیٰ نے قرآن شریف میں آنحضرت کی حیات اور بقا کی قسم کھائی
 ہے لَعْمَلِكُمْ أَن تَمُنُّوا عَلَيَّ إِذْ لَمْ أَكُنْ بِمَنْعُومٍ جَمُورًا اہل تفسیر متفق ہیں اس بات پر کہ یہ قسم ہے
 پروردگار عزوجل سے بہت حیات اور بقا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اور یہ غایت تعظیم اور نہایت
 تکریم ہے جیسے عاشق اپنے معشوق کی قسم کھائے اور کہے تیری جان کی قسم اور ابن عباس سے روایت

ہے کہ پیرانہ کیا حقتعالیٰ نے کسی ذات کو گرامی تر نہ ہو ایک اپنے محبوب محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ اس کی حیات کی قسم کھائی نہ غیر اس کے اور ابو الجوز کہ اجلۃ بالعبین سے ہے کہتے ہیں کہ سو گندہ کھائی حق تعالیٰ نے کسی کی حیات کی سوا کے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اس واسطے کہ حضرت گرامی تر اور بزرگ تر ہیں خلق ہیں نزدیک حق تعالیٰ اجل و علی کے اور قرطی نے لکھا ہے کہ قسم کھانا حق تعالیٰ کا سبحات صلی اللہ علیہ وسلم بیان ہے صریح ہمارے واسطے کہ قسم کھائیں ہم آپ کی حیات کی اور امام احمد کہتے ہیں کہ اگر کوئی قسم کھائے آپ کی حیات کی میں منعقد ہوتی ہے اور عانت ہو تو کفارہ واجب ہوتا ہے بہ سبب ہونے حضرت کے ایک دو رکعتوں شہادت کا اور معمول اہل مدینہ ہے کہ حضرت کی قسم کھاتے ہیں اور کہتے ہیں بحق اُس کے پوشیدہ کیا ہے جس کو قبر نے اور بحق ساکن اس قبر کے یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور عنوان سورہ لا اُقْسِمُ بِهَذَا الْبَلَدِ وَ اَنْتَ حِلٌّ بِهَذَا الْبَلَدِ سے جو ثابت ہے ظاہر ہے زیادہ تر تشریف اور تعظیم متصور نہیں کہ تنبیہ کیا حقتعالیٰ نے قسم کو ببلد کہ حرام بلد جس کا نام ہے بوقت حلول اور نزول حضرت کے اُس شہر میں اس جا سے کہتے ہیں شرف المکان بالمکین اور مواہب لدنیہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے عرض کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت پاک میں یا بِنِ اَنْتَ وَ اُمِّیْ تَحْتَقِقُ پینچی فضیلت آپ کی نزدیک خدا کے اس مرتبہ کو کہ قسم کھائی خدائے آپ کی حیات کی نہ سائر انبیا کی اور پینچی فضیلت آپ کی نزدیک خدا کے اس حد کو کہ سو گندہ کھائی آپ کی خاک پاکی اور کہا لَا اُقْسِمُ بِهَذَا الْبَلَدِ وَ اَنْتَ حِلٌّ بِهَذَا الْبَلَدِ یعنی قسم کھانا بلد کی عبارت زمین سے ہے کہ اُن چلتے تھے قسم کھانا خاک پاکی ہے اے سالک یہ قسم ایک سر مکنون اور راز مکتوم ہے کہ کو چشمہ معنی اور نظر کوتاہ بینیوں کی اُس کے ادراک سے قاصر ہے لیکن جو صاف بین اور پاک نظر واقف انداز اور نیاز عاشق و معشوق ہیں وہ ہی ان باتوں کی حقیقت اور کیفیت سے لذت پاتے ہیں چنانچہ خواجہ حافظ فرماتے ہیں

سالہا سجدہ صاحب نظران خواہد بود

برزینے کہ نشان کف پائے تو بود

اور یہ جو کچھ مذکور ہوا مدارج النبوة میں مسطور ہے اتنے اے سالک اس سے زیادہ کیا محبوبیت اور
وجاہت ہوگی کہ حق تعالیٰ نے آپ کی حیات اور خاک پاکی قسم کھائی اور فرمایا کہ اے حبیب میرے
تمام عالم میری رضا طلب کرتا ہے اور میں تیری رضا چاہتا ہوں چنانچہ یہ عبارت تکمیل الایمان میں مرقوم
ہے بالجملہ روز روز محمد است و جا کے جا کے اوست و مقام مقام اوست و سخن سخن اوست و سمان سمان اوست
دیگر اہم طفیلی اندوز قرآن خطاب میرود و لَسَدَفَ لُغَطِيكَ رَبِّكَ فَتَرَفُنِي تَرَاكَ مُحَمَّدًا لَيْ
محب من اے محبوب من و اے مطلوب من اے بندہ خاص من چندان نعمت و ہم درجہت کنم کہ
راضی شوی از من بیچ آرزو کے دل تو شکند اے محمد ہمہ کس رضا کے من سے طلبند و من رضا کے
تو خواہم گفت راضی نشوم تا یکس ایک امت من نیام زنی و گویند آہ کر میہ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ
یعنی جب حق تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا کہ تمام مخلوق میری رضا چاہتی ہے اور میں تیری رضا چاہتا
ہوں تو آپ نے عرض کی کہ خداوند جب تک تو تمام امت میری کو نہ بخشے گا میں راضی نہ ہوں گا حکم ہوا
لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا مگر یہ اشارت مخصوص ساتھ امت مرحومہ
کے ہے نہ ساتھ غیر کے چنانچہ قوم نوح علیہ السلام کے ساتھ یہ خطاب ہوا يَغْفِرُ لَكُمْ مِنْ ذُنُوبِكُمْ
اور ساتھ قاعدہ نحو کے لفظ من کا فائدہ بعضیت کرتا ہے یعنی بعض گناہ تمہارے، غرض کہ مغفرت
اس امت مرحومہ کے ساتھ کرم الہی کے نہ مثل امت غیر انبیا کے چنانچہ اور کتابوں میں اس حدیث
أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللَّهُ نُورِي كِي تَشْرِيح میں لکھا ہے کہ حق تعالیٰ نے اُس معدن الوحدت سے
چار حصے لیکر چار چیز کو پیدا کیا پہلے عرش دوسرے کرسی اور تیسرے لوح اور چوتھے قلم بعد ازاں قلم کو
حکم ہوا اُكْتُبْ يَا قَلَمُ لِكَمْ اے قلم قلم نے عرض کی مَا اُكْتُبُ يَا رَبِّ كَيْفَا لِكَمْ اے پروردگار میرے
فرمایا اُكْتُبْ تَعْرِيفِي لِكَمْ توجب میری قلم نے کلمہ لَا اِلَهَ اِلَّا اللَّهُ لوح پر لکھا بعد اس کے
حکم ہوا لِكَمْ سب چیزیں قلم نے کہا کیونکر فرمایا لِكَمْ و ستمو العمل روز نامچہ سب باتوں کا اس طرح کے
اِنَّهُ اَدَمَ مَنْ اطَاعَ اللَّهَ اَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ وَمَنْ عَصَى اللَّهَ اَدْخَلَهُ النَّارَ امت آدم کی جو کوئی اطاعت
کر لگا اور کما مانے گا خدا کا داخل کرے گا خدا اُس کو بہشت میں اور جو کوئی نافرمانی کرے گا

اور کہانہ مانیکا خدا کا داخل کر یگا اُس کو دوزخ میں۔ اسی طرح اُس منشی دیوان فضل نے آدم اور نوح اور ابراہیم علیہم السلام کی امت سے لیکر تا امت موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام لکھا بعد اس کے جب امت بابرکت حضرت خاتم النبیین افضل المرسلین کی نوبت آئی قلم دستور سابق لکھنے لگا امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جو کوئی فرمانبرداری کریگا اور حکم مانیکا خدا کا داخل کر یگا خدا اُس کو بہشت میں اور جو کوئی نافرمانی کریگا اور کہنانہ مانیکا خدا کا قلم نے اس قدر لکھا چاہا کہ آگے لکھوں کہ داخل کر یگا خدا اس کو دوزخ میں ہنوز یہ لکھنا تھا کہ پروردگار رحیم اور خداوند کریم نے فرمایا تَادِبْ يَا قَلَمُ تَادِبْ اوب کر اے قلم یہ خطاب پر عتاب بن کر قلم شق ہو ا اور لکھنے سے رکا اور ہزار برس تک نپا اور اپنی جہارت سے ناوم اور شرمندہ ہوا پھر اس میں دست قدرت سے قلم لگا اور حکم ہوا کہ لکھ الامتہ منذ وَرَبُّ غَفُورٌ اُمت گنہگار ہے اور پروردگار غفار ہے قلم نے نوح پر ہی لکھا سبحان اللہ اس مقام سے مرتبہ اور شرف حضرت خاتم الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سمجھنا چاہئے کہ جن کی طفیل سے اُن کی امت کے حق میں قبل ایجاد عالم اور آدم کے یوں پرورش اور مہربانی فرمائی اے سالک تمام مسلمانوں کو چاہئے کہ ایسے نبی محبوب کی محبت میں دل اور جان اور مال مشغول رہیں اور اُس کے دائرہ اطاعت سے قدم باہر نہ رکھیں۔ اے سالک محبوبیت اور وجاہت حضرت خاتم الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء کی جو بیچ بیان تصرف کے اوپر مذکور ہو چکا ہے اسی پر اکتفا کی ورنہ تمام قرآن اور احادیث حضرت انبیاء اور اولیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی محبوبیت اور وجاہت سے مالا مال ہے مقدور بشر نہیں جو بیان کر سکے اور یہ جو بعض بعض نادان بڑھے جاہل زلخوار فلاسفہ مرکب گناہ کبیرہ کو لائق عفو نہیں جانتے یہ عقیدہ ان نادانوں کا خلاف عقیدت اہل سنت اور قرآن اور حدیث اور اجماع اور قیاس مجتہدوں کے ہے چنانچہ فرمایا حق تعالیٰ نے اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاءُ اور سوائے اس کے اور بھی صریح نص ہیں بلکہ تمام قرآن اور حدیث اس مضمون سے مملو اور مشحون ہے چنانچہ فرمایا حق تعالیٰ نے وَاللّٰهُ غَفُورٌ رَّحِيْمٌ اور اسی طرح کوئی شخص بیچ حدیث کے غور اور غوض کرے تو بالآخر صد تو اترے اس مضمون کو پاوے

چنانچہ یہ حدیث مشارق الاوار کی باب شفاعت میں بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے لکھی ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسعد الناس بشفاعتی یوم القیمۃ من قال لا الہ الا اللہ خالصاً من قبل نفسه یعنی بڑا سعادتمند لوگوں میں میری شفاعت کے واسطے قیامت کے دن وہ شخص ہو گا جس نے لا الہ الا اللہ کو اپنے دل سے خالص ہو کر کہا فائدہ یعنی ایماندار ہو خواہ متقی ہو خواہ گنہگار انتہی اور حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر سورہ بقرہ میں بیچ بیان اختلاف اہل قبلہ کے فرماتے ہیں مذہب صحیح کہ صحابہ تابعین آں را مشروحاً بیان فرمودہ اند و اہل سنت و جماعت آن اختیار نمودہ است کہ ترکیب کبیر قابل عفو است اگر بے تو بہ نہ ہو اور مانند سایر مسلمین است و نماز جنازہ و استغفار و اعانت تصدقات میراث و در حق او شفاعت پیغمبر و رحمت را امید و ارباید بود بلکہ یقین باید کرد کہ حق تعالیٰ بر رحمت بیغایت خود با شفاعت پیغمبر از بعضی مرتکبان کبیرہ عفو خواہد فرمود گو بعضی را از ایشان عذاب ہم کند و نیز یقین باید کرد کہ از یہا معذب خواہد شد عذاب او منقطع خواہد گشت بدی خاصہ کفر است بیچ گناہ مستحق آن نتوان شد لیکن معتزلہ ترکیب گناہ کبیرہ جو بے تو بہ مرا ہو اس کے واسطے تیسرا مرتبہ ثابت کرتے ہیں بعضی نہ مسلمان کہتے ہیں نہ کافر اور صدقات اور فاتحہ ورود و تلاوت و استغفار و نماز جنازہ اور دفن کرنا اس کا مقابریں مسلمانوں کے محض بیفائدہ جانتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ یہ امور شروط بایمان ہیں اور خوارج ترکیب گناہ کبیرہ کو مطلق کافر کہتے ہیں اور بعضی اہل ہوا کہتے ہیں کہ اصلاً فساق کو وعید نہیں اور بلکہ وعید در میان قرآن اور حدیث کے وارد ہے کافروں کے واسطے ہے کیونکہ وہ کفر اور فسق باہم رکھتے ہیں اور قول ان کا یہ ہے لا الہ الا اللہ بالفسوق ولا الفسوق الا بالکفر اور یہی قول ہے مرجیہ فذلہم اللہ کا چنانچہ بیچ حق انہو کے حدیث صحیح وارو ہے رجال قلوا بھم قلوب الشیاطین فی جثمان انس اور بعضی اہل ہوا وعید قطعی منقطع کو واسطے ان کے ثابت کرتے ہیں یعنی ترکیب گناہ کبیرہ کو قابل عفو نہیں جانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ترکیب گناہ کبیرہ البتہ معذوب ہو گا الا عذاب ان کا منقطع ہو کر آخر

بہشت کو جاوینگے چنانچہ یہی مذہب نسرقریشی اور خالد بنی اور دیگر جاہلان یہ یوقوف کا ہے۔ چنانچہ
 حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ولعوض ایشان و قطع منقطع رابرؤنا
 مکنتد و میگویند کہ اوشایاں نسبت البتہ معذب خواہ شد اما عذاب او منقطع خواہ گشت ^{بہشت}
 خواہد رفت و ہمیں است مذہب نسرقریشی و دیگر جاہلان یہ یوقوف انتہی اور بعضی زائر خوار فلاسفہ
 کہتے ہیں تقلید امام اربعہ کی بدعت بدہے سو یہ کہنا ان یہودوں کا مجنونیت سے خالی نہیں کیونکہ
 قیاس کرنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جا بجا حدیث سے ثابت ہے اور خوشنودی آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم کی اس میں شاہد ہے چنانچہ یہ حدیث بخاری و مسلم میں عبد اللہ بن عمر سے مروی ہے
 قَالَ ابْنُ عُمَرَ لَا يُصَلِّيْنَ أَحَدٌ الظُّهْرَ بِرُؤْيِ الْعَصْرِ إِلَّا فِي بَنِي قُرَيْظَةَ قَالَ مَنْصَرِفًا
 مِنَ الْأَحْزَابِ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ کوئی نماز پڑھے ظہر کی اور ایک
 روایت میں آیا ہے کہ عصر کی مگر بنی قریظہ میں یہ حضرت نے کفار کے گھروں کے لوٹتے وقت
 فرمایا ہے قریظہ یہودی لوگ تھے مدینہ کے قریب دو تین کوسوں کی بستی اور کوئی نہ تھی حضرت
 میں اور ان میں صلح تھی جب پانچویں سال ہجرت کے بعد جنگ احد کے کفار قریش عرب کی
 بہت قوموں کو مدینہ پر چڑھا لائے تو یہودی اپنی قریظہ نے بھی حضرت سے قول توڑا اور کافروں
 کے شریک ہوئے اس لڑائی کو جنگ خندق اور جنگ احزاب کہتے ہیں کافروں کا لشکر دس ہزار
 تھا اور حضرت کا لشکر تین ہزار چند روز کافر مدینہ کو گھیرے رہے خدائے نہایت سرور ہوا چلائی
 کافر نہ ٹھیر سکے نا امید پلٹ گئے تب حضرت کو حکم ہوا کہ بنی قریظہ سے لڑو تب حضرت نے
 اصحاب سے یہ حدیث فرمائی بخاری اور مسلم میں باقی حصہ حدیث کا یوں ہے کہ اصحاب حضرت کے
 حکم سے چلے عصر کا وقت راہ میں چلے لگا بعضوں نے راہ میں نماز پڑھی اور کہا حضرت کو یہ عین
 نہ تھی کہ اگرچہ نماز کا وقت جاتا ہے کوئی راہ میں سوائے بنی قریظہ کے نماز نہ پڑھے بلکہ عرض حضرت
 کے کلام سے جلدی جانا تھا اور بعض اصحاب نے راہ میں نماز نہ پڑھی اور کہا ہم تو بنی قریظہ میں جا کر
 پڑھینگے اگرچہ نماز کا وقت جاتا ہے حضرت نے ہم سے وہیں نماز کو فرمایا ہے بہر حال یعنی بعضوں کے

نماز پڑھنے کا اور بعضوں کے نماز نہ پڑھنے کا حضرت کے روبرو ذکر ہوا حضرت کسی پر ناخوش نہ
 ہوئے یعنی دونوں کو اچھا سمجھا قائدہ جیسا کہ حضرت کے اصحاب نے حدیث سے دو مطلب
 سمجھے بعضوں نے ظاہر حدیث پر عمل کیا اور بعضوں نے قیاس کیا اور سبب نکالا ویسے ہی مجتہد
 لوگ بعضی جگہ قرآن اور حدیث کے مطلب کو سمجھے ہیں اور سبب حق پر ہیں اسی واسطے اہل سنت
 و جماعت چار اماموں کے مذہب کو حق جانتے ہیں اور یہ جو بعض زلہ خوار فلاسفہ کہتے ہیں ایک
 دین محمدی میں اپنے قیاسوں سے اختلاف کر کے چار مذہب بنا دیئے اس حدیث صحیح سے
 معلوم ہوا کہ یہ زلہ خوار فلاسفہ بڑے احمق اور دیوانے ہیں کیونکہ ایسے اختلاف میں کچھ ہرج
 نہیں چنانچہ ایسا اختلاف اصحاب حضرت میں واقع ہوا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان
 کے اختلاف قیاس کو درست رکھا اتنے اسی طرح اربعہ امام کے قیاس میں اختلاف ہے اور وہ
 اختلاف کچھ مضر نہیں بلکہ رحمت ہے جیسے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اِخْتِلَافُ
 اُمَّتِي رَحْمَةٌ لِّكَ سَالِكِ طَرِيقِ حَقِّ اَنْ اَرْبَعِ اِمَامٍ مِنْ اَرْبَعِ اَوْجُوَانِ چاروں سے باہر
 وہ ضال اور گمراہ ہے کیونکہ یہ چاروں امام دین حق کے ستون ہیں اور چراغ ہیں چنانچہ وَعَنْهُ عَلَيْهِ
 الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ اِنَّ اَدَمَ افْتَخَرَ بِيْ وَاَنَا افْتَخِرُ بِرَجُلٍ مِنْ اُمَّتِيْ اِسْمُهُ نَعْمَانٌ وَكُنِيَّتُهُ
 اَبُو حَنِيفَةَ وَهِيَ سِرَاجُ اُمَّتِيْ یعنی وہ مختار میں ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ
 تحقیق آدم علیہ السلام فخر کرتے تھے ساتھ میرے اور میں فخر کرتا ہوں ساتھ ایک شخص کے اُمت
 اپنی سے کہ نام اس کا نعمان ہے اور کنیت اس کی ابو حنیفہ ہے اور وہ چراغ ہے اُمت میری کا
 یہ عبارت مقدمہ شرح مقدمہ ابی لیث کی ہے وَعَنْهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ اِنَّ سَائِرَ الْاَنْبِيَاءِ
 يَفْتَخِرُونَ بِيْ وَاَنَا افْتَخِرُ بِاَبِي حَنِيفَةَ مِنْ اَحِبِّهِ فَقَدْ احْبَبْنِيْ وَمِنْ الْبَغْضَةِ فَقَدْ الْبَغَضْنِيْ ایسے
 ہی بیچ مقدمہ شرح مقدمہ ابی لیث کے لَوْ كَانَ الْعِلْمُ عِنْدَ التُّرْبَانِ لَاقْتَدَى سَرَجٌ
 مِنْ اَبْنَاءِ فَارِسٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ اِذَا عَلِمَ نَزْدِيْكَ تَرِيَّاكَ الْبَنَّةُ لِيْ جَانَا اَسْ كُوَايْكَ شَخْصِ اَبْنَاءِ
 فَارِسٍ رَوَايَتِ كِيْ مُسْلِمٌ لِيْ اِنَّ تَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلُ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْا اُمَّتًا لَكُمْ

سُئِلَ عَنْهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ وَكَانَ سَلْمَانٌ إِلَى جَنْبِهِ فَصَرَبَ فِخْدَهُ وَقَالَ هَذَا

دَقُّومُهُ اُوْرِيْجُ بِيضَاوِي كِي نِيچِي اِسْ اِي كِي اِكْرُمْنِي پھيرو كِي تم بدل ويگا قوم تمھاري كو غير

تمھارا پھرنہ ہونگے وہ مانند تمھارے پوچھا گيا رسول خدا صلي اللہ عليه وسلم سے کہ وہ کون قوم

ہے اور حال یہ ہے کہ تھے سلمان رضی اللہ عنہ پاس آپ کے پس ہاتھ مارا آپ نے زانوں

اُن کے پر اور فرمایا یہ شخص مع قوم اپنی کے یعنی تحقیق یہ قوم محدوح اہل فارس ہیں اور ابو حنیفہ ان

میں سے ہیں انتہی غرض کہ اے سالک یہ زلہ خوار فلاسفہ آئیمہ ظاہر اور باطن کے دشمن ہیں اس

واسطے ہر انسان کو چاہئے کہ ان سے دور بھاگے۔ چنانچہ یہ حدیث مشارق الانوار میں ہے عَنْ

اَبِي هُرَيْرَةَ سَبِكُونُ فِي اٰخِرِ الزَّمَانِ اُنَاسٌ يُحَدِّثُوْنَ كُمْ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوْا اَنْتُمْ وَلَا اَبَاؤُكُمْ

فَاَيُّكُمْ وَاَيُّكُمْ مَسْلَمٌ فِي اَبْوَابِ رِيضِ اللّٰهِ عَنْهُ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ عنقریب

ہے کہ میری پھپھی اُمرت میں کچھ لوگ ہونگے جو حدیث ظاہر کریں گے اور وہ باتیں تم سے کہیں گے جو

تم نے اور تمھارے باپ دادا نے نہیں سنی ہیں سو دور بھاگو اُن سے فائدہ اس حدیث میں

اہل ہوا کا ذکر ہے یعنی جو برخلاف اجماع مجتہدوں کے کلام کرتے ہیں اُن سے دور بھاگنا

چاہئے انتہی اے سالک بعض بعض زلہ خوار فلاسفہ مطلق فاتحہ کو منع کر کے فاتحہ کو بدعت

اور اس کھانے کو حرام کہتے ہیں یعنی جو کچھ تخصیص نہیں کرتے کہ یوں درست ہے اور یوں ناست

ہے چنانچہ اُن میں سے ایک طریق تو جائز اور دوسرا اولے اور تیسرا حرام چنانچہ مولوی خرم علی

صاحب نے رسالہ نصیحت المسلمین کی فصل چوتھی میں جو رسومات شرک کے بیان میں اس کی

قسم دوسری میں خوب مفصل فاتحہ جائز اور حرام کا بیان لکھا ہے چنانچہ اس میں کھوڑی سی عبارت

یہ ہے جیسے حاضری حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی۔ صحیح حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی۔

گیارہویں حضرت عبدالقادر جیلانی کی۔ مالیدہ حضرت شاہ مدار کا۔ شیرینی حضرت ابو علی قلندر

کی۔ توشہ شاہ عبدالحق کا کرنا اس نیت سے کہ یا حضرت تم ہمارا قلانا کام کر دو تو حرام ہے۔ اور

نہایت بد ہے اور صاف شرک ہے اور اگر نیت نہیں ہے صرف اُن کی روح کو ثواب پہنچانا منظور

ہے تو درست ہے اس نیت سے ہرگز منع نہیں اتنے چنانچہ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی
رحمۃ اللہ علیہ اپنے فتوے میں سوال کے جواب میں ارقام فرماتے ہیں سوال خوردن چیز ہا کہ بر
تعزیرہ وغیرہ نذر و نیاز کے آرزو و درانجا نہادہ فاتحہ میدہند و نہادہ میدارند شب شورہ قاب کا
علو ابر تخت ضریح و تعزیرہ ہا سے ہند و صبح برداشتہ تبرکاً تقسیم میکنند جواب طعام سیکہ ثواب
اں نیاز حضرت امین نمایند و براں فاتحہ و قل و درود خوانند تبرک میشود و خوردن بسیار خوب
است لیکن بہ سبب بردن اں طعام پیش تعزیرہ ہا و نہادن پیش تعزیرہ غیرہ تمام شب بلکہ پیش قبول
حقیقی تشبیہ بکفار و بت پرستان میشود و پس ازین جہت کراہیت پیدا میکند و اللہ اعلم بالصواب
اتنے یہ جو بعضے شخص اُس فاتحہ کے کھانے کو حرام کہتے ہیں یہ محض ان کی بعلمی اور کم فہمی اور گمراہی کے
کیونکہ عقائد کی کتابوں میں لکھا ہے کہ جو شخص حلال کو حرام اور حرام کو حلال کہے وہ کافر ہے اور
اس کے حلال ہونے پر یہ آیت ناطق ہے فکلوا مما ذکر اسم اللہ علیہ انکمتم بایاتہ مؤمنین
و ما لکم ان لا تاکلوا مما ذکر اسم اللہ علیہ وقد فصل لکم ما حرم علیکم یعنی سو تم کھاؤ اُس
میں سے جس پر نام لیا اللہ کا اگر تم کو اس کے حکم پر یقین ہے اور کیا سبب کہ تم نہ کھاؤ اُس میں
جس پر نام اللہ کا لیا اور وہ کھول چکا جو کچھ تم پر حرام کیا ہے اتنے اے سالک یہ زلہ خوار فلا سفہر
بات میں حد سے گذر گئے ہیں اور جو حد سے گذر جاتا ہے اللہ اس کو دوست نہیں رکھتا چنانچہ
فرمایا حقتعالی نے ان اللہ لا یحبب المعتدین یعنی تحقیق اللہ دوست نہیں رکھتا ہے حد
سے گذر نیوالوں کو اتنے اے سالک حقیقت اہل ہوا کی تجھ پر کما بینغی ظاہر ہو گئی اب تجھ
کو چاہئے کہ ان بیہودوں کی صحبت سے بچ اگر نار جہنم سے بچنے والا ہے ورنہ تو اس آیت کا
مصدق ہو گا و لقد ذرؤنا لجهنم کثیرا من الجن و الإنس لہم قلوب لا یفقہون بہا و انہم
اعین لا یبصرون بہا و لہم اذان لا یسمعون بہا اذ انک لا تعلمون انہم قلوب لا یفقہون بہا و انہم
ہم النفاقون ہ اور ہم نے پھیلا رکھے دوزخ کی واسطے بہت جن اور آدمی جن کو دل میں اُن سے
سمجھتے نہیں اور آنکھیں میں اُن سے دیکھتے نہیں اور کان میں اُن کے سنتے نہیں وہ جیسے چوپائے

بلکہ ان سے زیادہ بے راہ وہی لوگ ہیں غافل لتتے۔ اے سالک حقیقت واقع ہونے شفاعت
 کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جو روز قیامت کے ظاہر ہوگی یوں ہے کہ جب تمام مخلوق شور
 جہنم اور عبرت حساب سے سر اسیمہ ہو کر حضرت آدم علیہ السلام کی خدمت بابرکت میں حاضر ہو کر
 عرض کریں گی کہ آپ کو حقتقالے نے اپنی بید قدرت سے بنا کر اپنی روح تمہارے جسد پاک میں
 پھونکی اور تباہ اور عورت اتم تم کو عطا کر کے مسجود ملائک کیا اس واسطے ہم آپ کی خدمت میں
 حاضر ہوئے ہیں کہ آپ اول پیغمبر اور باپ سب آدمیوں کے ہیں آج ہم کو اس مقام ہیتیناک سے نجات
 دلوائیے تو حضرت آدم علیہ السلام یہ سن کر گریہ و زاری کر کے کہیں گے کہ میں اس کے لائق نہیں
 کیونکہ میں خود شرمندہ اپنی زلات سے ہوں۔ مگر تم حضرت نوح علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کہ
 اول پیغمبر ہیں چنانچہ یہ حضرت نوح علیہ السلام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک سب کی خدمت
 میں حاضر ہو کر عرض حال اپنا کریں گے اور وہ سب حضرات مثل آدم علیہ السلام کے گریہ و زاری کر کے
 جواب دیں گے کہ ہم سب کا قول آج نفسی نفسی ہے مگر تم جاؤ پاس جناب خاتم النبیین سید المرسلین
 کے جو خاص بندے اور محبوب رب العالمین ہیں ان کی خدمت بابرکت میں حاضر ہو کر عرض حال
 کرو تا کہ یہ تمام مخلوق اس عذاب سخت سے نجات پائے چنانچہ کتابوں میں لکھا ہے کہ وہ روز اسیا
 سخت ہو گا کہ ماں باپ بیٹے کو اور بیٹا باپ کو اور شوہر زن کو اور زن شوہر کو اور برادر بھائی کو اور یا
 و آشنا کو بھول جائیں گے اور اپنے اپنے نفس کی خیر مانگیں گے اور تمام پیغمبر نفسی نفسی کریں گے اور آتش
 و دوزخ معصیت کی حرارت سب آدمیوں کے اندر اندر کھوپری کے ایسے پکینے جیسے ہانڈی چوٹھا
 پر پکتی ہے اور کسی کا یار اور مددگار بجز پروردگار کے اس مقام ہیت گاہ میں نہ ہو گا اس
 وقت پر آشوب میں جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جو شفیع المذنبین ہیں اس میدان زہرہ
 گداز شیر میں ایسے سر اسیمہ اور بیقرار اور چشم پر غم گھومتے پھرتے ہوں گے جیسے کہ کوئی عورت بیوہ اپنے
 اکلوتے بیٹے کو سن کر مبدلہ اور بازار میں ڈھونڈتی پھرتی ہے چنانچہ اس وقت حقتقالی کی طرف سے
 یہ ندا ہوگی کہ اے محبوب میرے ایسے میدان میں کہ جس میں لی ولایت کو بھولے جاتے ہیں

اور تمام نبی نفسی کہتے ہیں آپس کی جستجو اور تلاش میں ایسے مضطر اور بیقرار ہیں تو آپ بصد عجز و نیاز کے عرض کریں گے کہ الہ العالمین تو دانا اور بینا ہے میں اپنی اُمت ناتواں کو ڈھونڈتا پھرتا ہوں کہ دیکھوں اُن گنہگاروں کا کیا حال ہے۔ روحی فداک یا حبیب اللہ اُمت کو آپ کہیں بھولے چنانچہ کتابوں میں لکھا ہے کہ آپ کی عادت شریف اس طرح پر تھی کہ کچھ رات کو نماز اور ذکر الہی میں صرف کرتے اور کچھ رات کو استراحت فرماتے ایک روز بظاہر خواب میں یعنی وہ خواب جو تمام عارفوں اولین اور آخرین کی بیداری سے ایک ساعت اُس خواب کے لاکھوں حصے بہتر اور اچھی تھی مشغول با استراحت رہے ناگہاں جبرئیل امین تشریف لائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ سبحانہ تعالیٰ بعد تحفہ درود اور سلام کے آپ سے یہ ارشاد فرماتا ہے نظم

اے محمد خواب تو زمیندہ نیست	ہر کہ در خدمت نباشد بندہ نیست
من فرستادم ترا از بہر آں	تا شوی پشت پناہ امتاں
گر تو پروازی بخواب نیم شب	کردم اینک امتانم را غضب

یہ خطاب پر عتاب سکرید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بخاطر ملول اور سینہ مجروح یہ فرمانے لگے خداوند کس زبان سے عذر خواہی کروں یہ کہہ کر علامہ سر مبارک سے جدا کیا اور قطرات اشک آنکھوں سے بہاتے ہوئے سر بسجود ہو کر یہ عرض کی نظم

زارے نالیدمے گفت اے الہ	تا نہ بخشتی امتانم را گناہ
من نہ بروارم سر خود از زمین	تا بروز حشر باشم این چنین
ایچنیں میگفت و مے نالید زار	با دل پرورد چشم اشکبار

اے عاشقانِ روسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ولے شیفتہ گان گیسوے احمد صلی اللہ علیہ وسلم دیکھو کیا شفقت اور رحمت اپنی اُمت مرحومہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ حدیث سے باہر ہے چنانچہ یہ حدیث بخاری اور مسلم میں بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے وارو ہے کہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ہر پیغمبر کی اللہ تعالیٰ ایک ایک عالمیقینی قبول فرماتا ہے اگرچہ پیغمبروں کی بہت سی دعائیں قبول ہوتی ہیں لیکن اور دعاؤں میں امید ہے اور اس میں یقین۔ سو آپ فرماتے ہیں کہ ہر نبی نے اپنی اپنی دعا مقبول اللہ تعالیٰ سے مانگ لی مگر میں نے اپنی یقینی مقبول دعا واسطے اُمت اپنی کے ذخیرہ کر رکھا ہے کہ قیامت کے دن ان کے کام آئے چنانچہ وہ حدیث یہ ہے اِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةً وَ اِنِّي اُحْتَبَاتُ دَعْوَتِي شِفَاعَةً لِّاُمَّتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ زَادَهُ النَّسُ ۝

گفت پیغمبر کہ روزے رستخیر من شافع عاصیا باشم بجان ورحمیم ہجر شاں دوری وہم ہر نبی درخواست چیزے از خدا	کے گزارم مجرماں را اشک ریز تا رہا نذاذ عتاب نقص آں پس رحتیق وصل شاں برکت نهم من شفاعت خواستم روز جزا
---	---

مدارج النبوت میں بروایت والدہ ماجدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منقول ہے کہ آپ فرماتی ہیں جب حضرت قوا اور مریم اور ماجرہ رضی اللہ عنہما نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دیکر مجھ کو دیکھا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے سجدہ کیا اور پچھے یہ کہا حدیث اللہمَّ هَبْ لِي اُمَّتِي اے پروردگار بخش تو میرے واسطے اُمت کو اور بروایت صحیح ثابت ہے کہ اللہ جل شانہ فرشتوں سے فرماتا ہے گواہ ہو فرشتو میرے کہ دوست میرا نہ بھولا اپنی اُمت کو وقت ولادت کے پھر کیونکر بھولے گا اپنی اُمت کو دن قیامت کے انتہا اور حالات شب معراج میں لکھا ہے کہ جس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے براق کو دیکھا آبدیدہ ہوئے جناب باری نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے ارشاد کیا کہ میرے حبیب سے پوچھو کہ یہ وقت ثاوانی اور عیش و کامرانی کا ہے سبب رنج اور ملال کا کیا ہے آپ نے فرمایا کہ اے جبرئیل آج مجھے خلعت سرفرازی کا عنایت ہوا براق سواری کو اور ملائک مقربین استقبال کو آئے۔ آہ قیامت کے دن میری اُمت کے لوگ بھوکے پیاسے

ننگے۔ بوجھ گناہوں کے گردن پر رکھے ہاتھ مظلومی اور بکسی کا پھیلائے پچائے مصیبت کے
 بائے اپنی قبروں سے نکلینگے۔ سچاس ہزار برس کی راہ قیامت اور تیس ہزار برس کی راہ پل
 باریک و تازی یک دوزخ پر کھنچی ہوگی یہ سب غریب فقیر لے بضاعت اس قدر قطع مسافت
 کیونکر کریں گے اور کس طرح سے قدم اٹھائیں گے یہ ہرگز شرط موت اور طریقہ شفقت مقتضی نہیں
 کہ میں آج ان بیچاروں کا غم غربت اور بکسی بھول جاؤں اور میں خوشی و خرمی براق پر سوار ہوں حکم آیا
 کہ اے رحمۃ للعالمین آپ اس کا کچھ غم نہ کیجئے جس طرح آج آپ کے در دولت پر براق بھیجا
 ہے قیامت کو آپ کی ہر ایک امت کی قبر پر ایک ایک براق بھیجوں گا اور سب کو سوار کر کے
 طرفۃ العین میں راہ قیامت اور پل صراط طے کر کے داخل بہشت کروں گا پس خواجہ عالم صلی اللہ
 علیہ وسلم خوش ہو کر براق پر سوار ہوئے اتنے۔ اور قسیم بن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں
 کہ جس وقت جد مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر شریف میں سریر خاک پر لٹایا چہرہ
 نورانی سے پردہ کفن اٹھایا میں نے دیکھا کہ لب ہائے مبارک کو جنبش ہے آہستہ آہستہ
 کچھ فرماتے ہیں میں نے اپنے کانوں سے بخوبی سنا کہ قبر میں بھی آپ متی فرماتے تھے عرض کہ
 اے سالک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے بہر حال شفیع ہیں اور جو شخص آپ کو
 شافع نہ جائے وہ مردود ہے کیونکہ یہ عقیدہ اہل سنت کا ہے الشفاعة حق لیکن شفاعت
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چھ طرح پر ہوگی چنانچہ بخاری اور مسلم میں یہ حدیث وارد ہے یعنی اول
 تو حشر میں بوقت حساب کتاب کے یعنی جب لوگ قبروں سے اٹھیں گے حساب کے میدان
 میں کھڑے کھڑے گرمی کی شدت سے بیقرار ہوں گے اور سب پیغمبر جواب دہ چکینگے تو اس وقت
 ہمائے حضرت کمر شفاعت باندھ کر حساب کتاب کروا کر مخلوق کو اس مصیبت سے نجات دلا کر
 داخل بہشت کریں گے چنانچہ اس کا نام شفاعت کہلے ہے اور یہ شفاعت آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم کو مخصوص ہے دوسرے کا اس میں دخل نہیں اور اسی مقام کو مقام محمودہ اور
 شفاعت عظمیٰ کہتے ہیں اور پہلے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شفاعت اس واسطے نہ

شروع ہوئی تاکہ تمام خلق کو پیغمبروں کی زبان سے ثابت ہو جائے کہ سوائے حضرت کے کسی
 کو ایسا رتبہ نہیں ہے چنید اور اولیا اور انبیا اور علمائے کی شفاعت ثابت ہے لیکن وہ شفاعت
 جزئی ہے کلی نہیں۔ غرضکہ اول میدان شفاعت میں سوائے حضرت کے کوئی قدم نہ رکھ
 سکتا ہے۔ پھر جب شفاعت کا دروازہ کھلا اور قہرا پر وہی بہ سبب ملاحظہ محمدی فرود ہوا تو اور پیغمبر اور امام
 بھی بقدر اپنے مراتب کے شفاعت پر مستعد ہونگے تو اے سالک اس حدیث سے معلوم ہوا
 کہ یہ جو بعضے پڑھے جاہل کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہے اس کو نسیع کر دے۔ یہ کہنا ان
 کا محض غلط ہے اور حقیقت بلکہ درپردہ انکار شفاعت ہے کیونکہ شفاعت عظمیٰ مخصوص ہے آپ
 کے واسطے ہے اور دوسری شفاعت اُس وقت واقع ہوگی کہ جس کو اللہ تعالیٰ بعد حساب
 کے مستحق جہنم کا کرے طرف جہنم کے روانہ کریگا ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم راہ سے پھر
 لا کر ان کی شفاعت کر کے داخل بہشت کریگے اور تیسری اُس وقت کہ کچھ لوگ جہنم کے کنارے
 مستحق جہنم ہو کر پہنچینگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کی شفاعت کر کے ان کو بہشت
 میں داخل کریگے اور چوتھی اُس وقت کہ کچھ لوگ جہنم میں داخل ہونگے ان کے واسطے حضرت
 اپنے رب سے اذن مانگ کر ان کی شفاعت کر کے دوزخ سے بچا دینگے اور پانچویں شفاعت
 تخفیف عذاب کی ہوگی ان لوگوں کے لئے جو بامر الہی دوزخ ہی میں رہینگے اور چھٹی شفاعت
 ترقی درجات کی ہوگی اہل جنت کے واسطے اور بعض علما کے نزدیک مقام شفاعت کے پانچ
 اس طور پر ہیں کہ اول شفاعت موقف حشر میں آپ فرمایینگے تابش آفتاب کی حرارت اور انتظار
 حساب کی شدت کو کم کریینگے دوسری شفاعت سوال و جواب کے وقت آپ فرمایینگے اور
 بے حساب اُمتیوں کو بخشوا کر بہشت میں داخل کریینگے تیسری شفاعت بعد حساب نیکی اور
 بدی کے ہوگی ان لوگوں کے حق میں جو حساب میں پورے نہ اُترینگے اور مستحق عذاب ہوجایینگے
 آپ کی شفاعت کے ذریعہ سے اللہ جل شانہ ان کا عقاب رفع کرے گا۔ اور چوتھی
 شفاعت ان لوگوں کے واسطے ہوگی جو دوزخ میں ڈال دیئے جائیں گے آپ کی شفاعت

کے وسیلہ سے اللہ جل شانہ ان لوگوں کو دوزخ سے نکال کر بہشت میں داخل کرے گا۔
پانچویں شفاعت اہل جنت کے واسطے ہوگی بلندی درجات کے واسطے آپ کی شفاعت کے
واسطے جنتیوں کے درجے بلند فرمائیں گے۔ بعض علما چھٹی شفاعت اور لکھتے ہیں اور آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم خاص اپنے چچا ابوطالب کے واسطے تخفیف عذاب کی فرمائیں گے اور
بعضوں کے نزدیک ساتویں شفاعت اور بھی ہے کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ
وسلم اہل مدینہ کے واسطے فرمائیں گے۔ شیخ ابن حجر مکی کہتے ہیں کہ یہ سب شفاعتیں انہیں
پانچ قسموں میں داخل ہیں جن کا ذکر کیا گیا ورنہ اور بھی اقسام ان پانچ قسموں کے سوا
پیدا ہو سکتی ہیں جیسا کہ فرمایا ہے آنحضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے میں
اول شفاعت مدینہ والوں کی کروں گا۔ پھر مکہ والوں کی پھر طائف والوں کی پھر ان لوگوں
کی جنہوں نے میری قبر کی زیارت کی پھر ان لوگوں کی جو اجابت کرتے ہیں اذان کی یعنی
اذان سنتے ہی نماز کے واسطے مسجد کو جانتے ہیں اور ورود بھیجتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم پر صلحا کی تفصیلات کے معاف کرانے میں پھر ان لوگوں کی جن کی نیکی بدی برابر
ہونگی۔ الغرض حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات اور کمالات کی حد نہیں
اور پائیاں نہیں ۵

گر بگویم شرح میں لے حد شود

شعوی ہفتاد من کاغذ شود

اے سالک جو لوگ زلہ خوار فلاسفہ ہیں ان کی چشم بصیرت نابینا ہے حقیقت محمدی صلی اللہ
علیہ وسلم ان کو نظر نہیں آتی معاذ اللہ وہ آپ کو بشر ہی سمجھتے ہیں جیسا کہ ابو جہل مردود
ہی کرتا رہا اور ایمان نہ لایا خوب کہا کسی نے ۵

گر شان محمد کی ابو جہل پہ کھلتی

ایمان کے لاسنے میں کبھی ننگ نہ کرتا

پس اس زلخوار فلسفہ کے کفریات پر ہرگز اعتقاد نہ رکھنا چاہئے اور اہل ہنر لیبیات سے
 بچنا چاہئے اور اہل اللہ کے دامن سے لگنا چاہئے کہ نفس و شیطان کی راہوں سے نجات
 ملے اور اتباع و اطاعت حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی حاصل ہو جو باعث
 بہبودیئے دایین ہے۔ رَزَقْنَا اللّٰهَ وَاِيَّاكُمْ اِتِّبَاعَ رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ وَنَبِيِّهِ
 الْعَظِيْمِ اَحْمَدِ بْنِ اَبِي حَسْبَى مُحَمَّدِ بْنِ اَلْمُصْطَفَى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى
 عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهِ مُحَمَّدٍ وَاٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ اَجْمَعِيْنَ ؕ

مَمَّتْ بِالْخَيْرِ

”تمام حقوق بذریعہ رجسٹری محفوظ ہیں“

اردو ترجمہ کتاب خلاصۃ العارفين

یہ مجبوء ملفوظات حضرت خواجہ قطب الاقطاب حضرت بہاؤ الدین ذکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت بابا فرید الدین گنج شکر و حضرت مخدوم بہانیاں جہاں گشت اور حضرت محبوب الہی نظام الدین قدس سرہ اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان مبارک سے لکھے گئے ہیں وہ کاغذ اعلا قسم پر قیمت ۴۰

اردو ترجمہ رسالہ نقش بندہ

اس رسالہ میں نقش بندہ طریقہ کے ذکر اور لطائف قلبی و مراتبہ وغیرہ کا بیان ہے اور اس کے ساتھ طریق مراقبہ بھی بتایا گیا ہے اور دل کا نقشہ دکھلا کر ہر ایک لطیفہ کا مقام دکھایا گیا ہے قیمت ۴۰

اردو ترجمہ کتاب موس جاں

یہ کتاب حضرت شیخ ابو المعالی قادری علیہ الرحمۃ کی تصنیف سے ہے۔ اس میں پانچ مقالے ہیں (۱) میں حقائق (۲) میں احادیث اور کلمات مشائخ (۳) میں محبت (۴) میں مطاببات اور نہایت (۵) میں ذکر شعر۔ نہایت ہی دلچسپ کتاب ہے اور روزانہ تصوف کو دلکش پیرایہ میں بیان کیا گیا ہے قیمت .. ۴۰

اردو ترجمہ گلستان باغ ارم

یہ کتاب بھی حضرت شیخ ابو المعالی قادری رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف سے ہے اور اس میں چار طراز ہیں طراز اول در حالات خواجہ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طراز دوم در لطائف اولیا طراز سوم در سخنان حکما جو بے زبانوں کی تشبیل میں ہیں طراز چہارم در نصیحت و نصیحت ۴۰

اردو ترجمہ کتاب نفحات الانس

یہ بے نظیر کتاب حضرت مولانا عبد الرحمن جامی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کی اعلا تصنیفات میں سے ہے حضرت موصوف کی تصنیف کسی تعریف کی محتاج نہیں۔ اس میں اکثر اولیا اور خاتونان باصفا کا جو اولیا اللہ میں سے گزری ذکر ہے قابل دید لاجواب کتاب ہے قیمت ۴۰

عقائد التوار

عقائد جامی رح مندرجہ سلسلہ المذہب کا با محاورہ نظم اردو ترجمہ قیمت .. ۱۰

روز جمعہ ہر دو سہ ہفتہ
مکتوبات

امام تاج محمد الفثانی شیخ احمد قوی سرھند

مفصل عمری

کون شخص ہے جو محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نام نامی و اسم گرامی سے واقف ہو وہ آپ کا مجموعہ
 مکتوبات سے جو آپ نے وقت فوقتہ اپنے پیر شیکر حضرت باقی باللہ قدس سرہ کی خدمت اقدس میں
 اور نیز دیگر احباب کی طرف فرمائے تھے اور جن کی تلاش اور جستجو میں ثبوت یاد اور عرصہ بعد
 طالبان مولیٰ اعمو ما اور حلقہ گوشتان سرکار عالیہ نقشبندیہ خصوصاً حیران سرگرداں پتے تھے۔
 چونکہ یہ گنجیدہ اور معانی نہایت دقیق فارسی زبان میں ہونے والے کی تمہید کا بہ تھا۔ لہذا
 ہم خادمان فقرا نے پاس خاطر ہر چہ اسللال عالیہ اور حلقہ گوشتان خاندان عالیہ نقشبندیہ کے لئے
 بصر فیکثیر اور دو ترجمہ کر کے نہایت خوشخط اعلیٰ درجہ کے کاغذ پر طبع کرائے ہیں جن کو

خرید کر ہر ایک طالب مولیٰ بیاختہ یہ شعر اپنی زبان سے ورد کرے گا
 جہاں چہ دو اوم جان خدیم نام ایز و عجب زان خدیم
 قیمت فتاویٰ ص ۱۰ دفتر دوم کا دفتر سوم کا

سوختمی محمد صاحب حسب علیحدہ بھی مل سکتی ہے قیمت ۸

اللہ والے کی قومی کان ملک چین بین ملک فضل الدین کی قومی
 تاجر کتب قومی بازار کشمیری
 لاہور

۱۹۲۵
 یکم دسمبر

اس کتاب کے تمام حق حقوق پر جو بیک وقت نمبر ۱۱۵۲ کے اردو سے ملک صہن الدین کے نام محفوظ ہیں

سلسلہ تصوف نمبر (۱۱۵۲)

اردو ترجمہ کتاب

سائنس السالکین

سائنس السالکین

تصنیف لطیف

امام سہام حجۃ الاسلام امام محمد الغزالی رحمۃ اللہ علیہ

حسے

اللہ والے کی قومی کان

ملک صہن الدین خلف ملک فضل الدین گزنی نقشبندی مجددی تاجرتب قومی

کوچہ گزنی منزل نقشبندیہ بازار کشمیری

لاہور

تیسری عالمی پریس لاہور میں پائیدار گناہ کے چھپو

۲۲۳۲۵

تصویب کی پیرا حرمیت فی نظر کتابوں کا جواب سلسلہ

ارڈو ترجمہ پہل مکتوب حضرت خواجہ عثمان جانبدھری نقشبندی

ان چالیس مکتوبات میں حضرت نے مسائل توجید کو جس خوبی سے بیان فرمایا ہے۔ وہ انہیں کا حصہ تھا قیمت علم

ارڈو ترجمہ مکتوبات میر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت میر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات کا اردو ترجمہ سلطان بن راجہ حقیقت کے لئے اس کا مطالعہ نہایت مفید ہے۔ حضرت بوضوح نے دنیا کی بے ثباتی اور ذات باری تعالیٰ کی محبت کو اس طریق سے بیان فرمایا ہے کہ پڑھتے وقت طبیعت متاثر ہو جاتی ہے قیمت

ارڈو ترجمہ کتاب بدۃ المقامات

یہ نادر اور بے مثل کتاب حضرت قطب الاقطاب ہجرت شیخ و مشاب حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ و خواجہ خواجگان والا مکان حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے خلفائے نامدار اور آپ کی اولاد پاک کے حالات پاک سے پڑھے قیمت

ارڈو ترجمہ مقامات احمدیہ و ملفوظات معصومہ

حضرت خواجہ محمد امجد علی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور نیز صاحب دکان والا تبار کے حالات قلمبند فرمائے ہیں ہر ایک نقشبندی مجددی کا فرض ہے کہ اس کتاب کو خرید کر مطالعہ فرمائیں اس کتاب میں بارہ باب ہیں قابل دید ہے قیمت

اسرار الاولیاء

ملفوظات حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ مرتبہ حضرت بد الدین رحمۃ اللہ علیہ قیمت

ارڈو ترجمہ حجت المحبین

ملفوظات حضرت محبوب الہی نظام الدین بدایونی رحمۃ اللہ علیہ مرتبہ حضرت خسرو دہلوی قیمت

ارڈو ترجمہ فوائد الفوائد

ملفوظات حضرت محبوب الہی نظام الدین بدایونی مرتبہ حضرت خواجہ حسن دہلوی قیمت

اردو ترجمہ کتاب

ریاض السالکین یعنی سراج السالکین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

رب طرح کی تعریف خدا ہی کے لئے سزاوار ہے۔ جو مالک حکمت والا۔ اور صاحب بخشش کریم۔ اور کامل عزت والا مہربان ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو اپنی قدرت سے پیدا کیا۔ اور اپنی حکمت کے ساتھ دونوں جہان کے کام سنوارے اور صرف اپنی عبادت ہی کے لئے انسان اور جنات کو پیدا کیا۔ لہذا سالکوں کے لئے راہ صاف ہے۔ اور ناظرین کے لئے دلیل واضح ہے۔ ولیکن خدا نے تعالیٰ جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے۔ اور جس کو چاہتا ہے ہدایت عنایت فرماتا ہے۔ اور جو لوگ (اپنے اعمال صالحہ کے ذریعہ) مستحق ہدایت ہیں ان کو خوب اچھی طرح جانتا ہے۔ اور صلوٰۃ اور سلام نازل ہو محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم) پر اور آپ کے تابعداروں پر چونکہ ان کا اور پاک ہیں *

میرے پیارے بھائیو! اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو رضا مند یوں کی سعادت عنایت فرمائے۔ بعد حمد اور صلوٰۃ کے اس بات کو جان لو۔ کہ عبادت علم کا پھل اور عمر کا فائدہ۔ اور بنارے کا مدعا اور اللہ کے دوستوں کا مہربانیہ۔ اور پرہیزگاروں کا طریقہ اور پیاروں کا نصیب۔ اور ہمت والوں کا مقصد۔ اور کریموں کا لباس۔ اور مردوں کا پیشہ۔ اور بصیرت والوں کا پسندیدہ طریق ہے۔ عبادت کی راہ میں سعادت اور بہشت ہے۔ وَأَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُونِ۔ (میں ہی تمہارا پروردگار ہوں۔ میری ہی

عبادت کرو) *

نیز حق تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ اِنَّ هٰذَا كَانَ لَكُمْ جَزَاءً وَكَانَ سَعْيِكُمْ مَّشْكُورًا (ضرورتاً تمہاری کوشش کا یہی بدلہ ہے۔ اور تمہاری کوشش پسندیدہ ہے) مذکورہ بالا فرمان قیامت کے روز حق تعالیٰ کی طرف سے نیکو کار پسندیدہ بندوں کو ہوگا۔

لہذا بندے کو عبادت سے چارہ نہیں ہے۔ ہم نے عبادت کے طریقے میں خوب نظر سوج بچار کی ہے۔ ہم نے عبادت کی راہ کو شروع سے اخیر تک مشکل اور سخت گھاٹیوں سے۔ اور جان جو کھوں مشقتیں اور مسافت و راز۔ اور بڑی بڑی آفتیں۔ اور بہت سی رکاوٹیں۔ اور زبردست دشمنوں۔ اور بے شمار ڈاکٹوں سے پٹا ہوا پایا ہے اور اس راہ میں پوشیدہ طور پر آفات اور جان لیوا مصیبتوں کی بھرمار ہے۔ اور درد وینے والے دورت بہت کم۔ اور ضروریہ راستہ ایسا ہی ہونا چاہئے تھا۔ کیونکہ بہت کی راہ ہے۔ *

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ بہت تنگیوں اور ناگوار چیزوں کے ساتھ ڈھانپا گیا ہے۔ اور دوزخ آسانی اور شہوت اور لذتوں کے ساتھ ڈھانپا گیا ہے۔ *

پاؤں جو دران و شواہیوں کے۔ جو میں نے بیان کی ہیں۔ بندہ ضعیف۔ اور زمانہ نازک۔ اور دین کے کام میں نقصان۔ اور فرصت حقوڑی۔ اور کام بہت۔ اور عمر کم۔ اور عمل نامتام۔ اور آنکھوں والے حقوڑے۔ اور موت قریب۔ اور سفر دور کا ہے۔ اور عبادت راہ کی خوراک۔ کہ جس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں ہے۔ اگر گره سے جاتی رہی تو اس کا حاصل کرنا ممکن نہیں ہے۔ جو شخص اس پر کامیاب ہو اس نے سعادت ابدی پائی۔ اور جس سے کھولی گئی وہ ہمیشہ کے لئے بدبخت ہوا۔

لہذا یہ کام۔ خدا کی قسم انہایت مشکل ہے۔ اور اس کا اندیشہ بہت بڑا ہے۔ اپنی واسطے بہت ہی حقوڑے لوگ اس راستے کا ارادہ کرتے ہیں۔ اور جو ارادہ کرتے ہیں ان میں سے بہت حقوڑے چلتے ہیں۔ اور جو چلتے ہیں ان میں سے بہت حقوڑے منزل مقصود پر پہنچ کر کامیاب ہوتے ہیں۔ اور جو لوگ مقصود پر پہنچتے ہیں۔ وہی خدا کے

پیارے ہیں۔ جن کو اپنی معرفت اور محبت کے لئے انتخاب کیا ہے۔ اور ان کو نیک توفیق اور پاک وامتی کی حفاظت پر قوت عنایت فرمائی ہے۔ پھر ان کو اپنے فضل سے اپنی خوشنودی اور بہشت کی طرف رہبری کی ہے۔ یہ سب خدا! مجھ کو اور تمام مسلمانوں کو ان ہی لوگوں میں سے کر دے؟

اب سنو! کہ جب ہم نے عبادت کی راہ کو ان صفات پر پایا۔ تب ہم نے نہایت باریک نگاہ سے اس سفر کے طے کرنے کی کیفیت کو ملاحظہ کیا۔ کہ بندہ کس چیز کا محتاج ہے کہ اس سفر کو زور راہ اور حیلہ علم و عمل کے ساتھ سلامتی سے طے کرے۔ اور ہلاک کرنے والی گھاٹیوں میں تھک کر نہ رہ جائے۔ تاکہ برباد ہونے والوں کے ساتھ برباد نہ ہو جائے۔
پناہ بخدا!

اسی واسطے ہم نے اس سفر اور سلوک کو طے کرنے کے لئے اس طریق میں کئی کتابیں تصنیف کیں۔ جیسے احیاء علوم الدین۔ کتاب الاسرار۔ کتاب قربتہ الی اللہ۔ وغیرہ۔ جو مشکل اور باریک علموں پر شامل ہیں۔ اور عام لوگوں کا فہم وہاں تک نہ پہنچا۔ تو اعتراض کرنے لگے۔ اور ان کتابوں پر آواز سے کہے۔ اور ان چیزوں میں غور کرنے لگے کہ جو ان کو معلوم نہ ہوئیں۔ یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ کے کلام سے اور کلام کو نسا زیادہ فصاحت والا ہے۔ جب اس کو نہ معلوم کر سکے تو اس کا طیرا کلاؤ لیں کہ پہلوں کی کماوتیں کہنے لگے۔

لہذا دین داری کے طور پر وقت نے یہی تقاضا کیا۔ کہ ہم تمام مخلوق کو رحمت کی نظر سے دیکھیں۔ اور تو تو۔ میں میں۔ میں نہ پڑیں۔ اور خدائے تعالیٰ سے دعا لگی۔ کہ ایسی کتاب کے تصنیف کرنے کی توفیق عنایت فرمائے۔ کہ جس پر سب لوگ اتفاق کریں۔ اور اس کے پڑھنے سے سب کو مساوی فائدہ حاصل ہو۔ چونکہ خدائے تعالیٰ عاجزوں کی دعا قبول کرتا ہے۔ اس نے میری دعا قبول کی۔ اور اپنے فضل سے اس کام پر طلاع فرمائی۔ اور اس کتاب میں عجب طرح کی ترتیب الہام فرمائی۔ جو اس علم کی میری دوسری تصنیفات میں نہیں ہے۔ اور اس ترتیب کی میں صفت بیان کرتا ہوں۔

سنو! اس طرح ہے۔ پہلی چیز جو انسان کو خواب غفلت سے بیدار کرتی ہے۔ اور اس راہ پر چلنے کے لئے آمادہ کرتی ہے۔ یہ امداد آسمانی اور توفیق خاص خداوندی ہے۔

اور بندہ سے کہے دل میں گذرتا ہے۔ کہ میں اپنے آپ کو طرح طرح کی نعمتوں میں مستغرق پاتا ہوں۔
 جیسے حیات قدرت۔ اور عقل۔ اور طاقت گویائی۔ اور کئی طرح کے شریف مطالب۔ اور کئی طرح
 کے نقصانوں اور آفتوں سے سلامتی میں ہوں۔ اور کوئی نعمت دینے والا ضرور ہے۔ جس کا
 مجھ کو خادم اور شکر گزار ہونا چاہئے۔ اور اگر میں نے غفلت کی تو اپنی نعمتیں مجھ سے چھین لیگا
 اور عذاب کے شکنجے میں کسے گا۔ اور حجت پوری کرنے کے لئے۔ رسول علیہ السلام کو مبعوث
 فرمایا ہے۔ اور خبر دی ہے کہ تیرا پروردگار قادر۔ عالم۔ زندہ۔ ارادے والا۔ کلام کرنے
 والا۔ امر کرنے والا۔ اور روکنے والا ہے۔ اور اس بات پر قادر ہے۔ کہ اگر گناہ کرو گے تو
 عذاب دیگا۔ اور اگر تابعداری کرو گے تو ثواب عطا کرے گا۔ تمام رازوں کو اور جو کچھ
 دل میں گذرتا ہے جانتا ہے۔ بہشت کا وعدہ دینے والا۔ اور دوزخ سے ڈرانے والا ہے
 قرآن کے قانون اور شرع کی میزان پر چلنے کا حکم دیا ہے۔ جب یہ مطلب انسان کے دل
 پر گذرتا ہے۔ اور اپنی جان پر خوف کرتا ہے اور گھبراتا ہے۔ اور چاہتا ہے کہ اپنی خلاصی
 کا کوئی راستہ جانے۔ اور اس کے لئے کوئی راستہ نہیں ملتا ہے۔ سوائے اس کے کہ عقل
 کے ذریعے دلائل میں نظر کرے۔ اور صنعت کے ذریعے صانع پر دلیل حاصل کرے۔ تاکہ
 اس کو علم اور یقین حاصل ہو جائے۔ اس چیز پر جو غیب ہے۔ اور کہ بندے کیلئے پروردگار
 ہے جس نے کہ بندے کو مکلف بنایا ہے۔ اور امر و نہی کیا ہے۔ یہ پہلی گھاٹی ہے۔ جو
 بندے کو راہ عبادت میں پیش آتی ہے۔ اس کا نام علم کی گھاٹی ہے۔
 بندہ لاچار علم کی گھاٹی طے کرنے میں مشغول ہوتا ہے۔ دلائل میں نظر کرتا ہے۔
 اور علمائے آخرت سے جو رہبر اور امت کے چراغ ہیں۔ پوچھنے اور دریافت کرنے
 لگتا ہے۔ تاکہ اس منزل کو توفیق الہی سے۔ طے کرے۔ اور اس کو غیب پر علم اور یقین
 حاصل ہو۔ اس طرح کہ وہ جان لے کہ اس کا خدا واحد لا شریک ہے۔ اور وہی پیا۔ کرنے
 والا۔ اور اپنی تابعداری اور خدمت کا۔ ظاہر اور باطن میں امر کرنے والا ہے۔ کفر اور
 نافرمانی سے منع کرنے والا ہے۔ تابعداری کی صورت میں ہمیشہ کا ثواب۔ اور گناہ و
 نافرمانی کی حالت میں ہمیشہ کے عذاب کا حکم فرمایا ہے۔ جب یہ معرفت حاصل ہو جائے
 اور غیب پر یقین ہو جائے۔ تو ضرور خدمت کے لئے چرت ہو کہ عبادت کی طرف توجہ کرے گا
 لیکن یہ نہ جانے گا۔ کہ کس طرح عبادت کرے۔ اور عبادت ظاہری اور باطنی میں کس چیز

کی ضرورت ہے پھر خدا نے تعالیٰ کی معرفت۔ اور جو کچھ اس پر واجب ہے شرعی فرائض سے ظاہر اور باطن میں حاصل کر کے۔ عبادت کو شروع کرنا چاہے گا۔ اپنی نگاہ کو قائم کرے گا۔ گناہوں میں جکڑا ہوا ہوگا۔ طرح طرح کی نافرمانیوں اور بدیوں میں گھٹھا ہوگا۔ کہے گا۔ کہ میں عبادت کا رخ کس طرح کروں؟ کیونکہ میں گناہوں کی پلیدی سے بھرپور ہوں۔ لہذا مجھ پر واجب ہے۔ کہ پہلے توبہ کروں۔ اور خداے تعالیٰ کی طرف رجوع کروں۔ تاکہ میرے گناہ بخشے۔ اور گناہوں کی قید سے نجات عنایت فرمائے۔ اور نافرمانیوں کی نجاست سے پاک کرے۔ تاکہ مجھ کو خدوت اور قربت کے فرشتے رکھنے سے ہونے کی قابلیت حاصل ہو۔ لہذا اس مقام پر بندے کے سامنے توبہ کی گھائی آتی ہے۔

بندے پر لازم ہوا کہ توبہ کی گھائی کو عبور کرے۔ تاکہ منزل مقصود پر پہنچے۔ اور جب توبہ کی۔ اور تمام شرطیں توبہ کی بجالیایا۔ اور اس گھائی کو طے کر کے فارغ ہوا۔ چاہا کہ عبادت کرے۔ تو اپنے اس پاس بہت سی رکاوٹیں دیکھیں۔ تاکہ ہر ایک ان میں سے خاص طرح سے عبادت سے روکتی ہے۔ جب ان میں سورج بچا کی تو چار رکاوٹیں معلوم کیں۔ دنیا۔ مخلوق۔ شیطان۔ نفس۔ پھر عبور ہوا کہ اپنے آپ سے ان رکاوٹوں اور حجابوں کو دور کرے۔ ورنہ ان کے غلبہ کی صورت میں عبادت کا کرنا ناممکن ہے۔ اس منزل میں بندے کے سامنے رکاوٹوں کی گھائی آتی ہے۔

چار چیز کے ذریعے اس گھائی کو عبور کرنے کی ضرورت ہوئی۔ دنیا کو ترک کرنا اور خلقت سے جدا ہونا۔ اور شیطان کے ساتھ جنگ کرنا۔ اور اپنے نفس کو پرہیزگاری کی رگام دینا۔ جب یہ سب کچھ کر لیا۔ اور اس گھائی کو طے کر کے فارغ ہوا۔ پھر چاہا کہ عبادت کرے۔ پھر کئی چیزیں سامنے آتی ہیں۔ اور عبادت سے روکتی ہیں۔ جب سوچا تو چار چیزیں معلوم ہوئیں۔ اول رزق۔ کیونکہ نفس کہتا ہے کہ میرے لئے رزق اور پائیداری کی ضرورت ہے۔ اور تو نے دنیا کو ترک کر دیا۔ اور خلقت سے دور ہو گیا۔ میرے لئے رزق اور پائیداری کہاں سے ہوگی۔ دوسرے کسی طرح کے کاموں کا اندیشہ۔ کیونکہ ان کی درستی اور خرابی کا نتیجہ معلوم نہیں ہے۔ یہ دل کی مشغولی کا باعث ہے۔ تاکہ کسی طرح کے فساد اور آفت میں مبتلا نہ ہو جائے۔ تیسرے کسی طرح کی سختی اور مصیبت جو آدمی پر سب طرف سے آتی ہے خاص کر ایسے شخص پر کہ جس نے مخلوقات کی مخالفت کی ہو۔ اور اپنے نفس

کے ساتھ جہاد کر رہا ہو۔ اور شیطان کے ساتھ جنگ کر رہا ہو۔ ایسے شخص کو کس قدر سچ و
 عم کا سامنا ہوگا۔ اور کس قدر سختیاں جھیلنی ہونگی۔ چوتھے کی طرح کی قضائے الہی جو ساعت
 بساعت نازل ہوگی۔ گاہے مناسب حال بھی ہوگی۔ اس منزل میں بندے کے لئے
 عوارضات کی گھائی پیش آتی ہے۔

اس گھائی کو چار چیز کے ذریعے طے کرنا ضروری ہوا۔ رزق کے بارے میں خدا
 تعالیٰ پر توکل کرنا۔ اور سب کام خدا کے سپرد کرنے۔ خواہ کسی طرح کا خطرہ ہو۔ اور سب طرح
 کی آفات پر صبر کرنا۔ اور راضی بقضائے ہوا۔ جب یہ سب کچھ کر لیا۔ اور اس گھائی کو طے کر چکا
 تو یہ مسافر عبادت کرتی چاہے گا۔ اور اپنے نفس کو عبادت میں سست اور کمزور پائے گا۔
 ذکر میں خوش نہ ہوگا۔ اور فکر میں فراغت نہ ہوگی۔ بلکہ غفلت اور آرام طلبی۔ بیکاری
 اور حرص۔ فضولیات حماقت۔ اور جہالت کی طرف مائل ہوگا۔ لہذا اپنے نفس کے بارے
 میں رہبر کا محتاج ہوگا۔ جو اس کو تابداری اور بکار خیر کی طرف رہبری کرے۔ اور
 عبادت کے شغل میں خوش گوار کرے۔ شہرت اور نافرمانی کی رغبتوں اور خواہشات
 کو جو طہ سے اگھاڑ کر پھینک دے۔ یہ رہبر خوف اور امید ہے۔ کیونکہ خداے تعالیٰ
 سے ثواب کی امید رکھنی جو اس لئے طرح طرح کی بخششوں کا وعدہ فرمایا ہے۔ یہ ایسا رہبر ہے جو
 نفس کو طاعت اور عبادت پر اُبھارتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کے دردناک عذاب۔ اور
 اس کی سختی سے خوف کرنا۔ کہ طرح طرح کے عذاب اور ذلت و خواری کا وعدہ کیا ہوا ہے
 نفس کو گناہ کے روکنے کے لئے ایک زبردست تنبیہ کرنے والا ہے۔ یہ باعثات کی
 گھائی ہے۔ جو اس منزل میں پیش آتی ہے۔ اور اس کو خوف اور امید کے ذریعہ طے کر لیتا
 ہے۔

جب اس سے بھی فراغت پائی اور عبادت کرنے لگا۔ تو اپنے آپ کو ہر ایک
 رکاوٹ اور مزاحمت سے فارغ پایا۔ خوشی اور شوق اور رغبت سے عبادت میں مشغول ہوا
 اور اسی پر کار بند ہو گیا۔ اسی اثنا میں عبادت کے بارے میں۔ جو بندے نے محنت اور
 مشقت برداشت کی ہے۔ بہت بڑی دو آفتیں دیکھتا ہے۔ ایک ریاء۔ دوسرے
 اتزانا۔ کیونکہ طاعت میں ریاء ہو۔ تو طاعت باطل و بیکار ہو جاتی ہے۔ اور اگر کسی وقت
 ریاء سے رک جائے۔ تو اس کے باعث اتزانا لگتا ہے۔ اور اتزانا بھی عابد کو مرتبے سے

گرا دیتا ہے۔ اس منزل میں قوا وح کی گھائی پیش آتی ہے۔
 اس کو اخلاص کے ذریعے طے کرنا پڑتا ہے۔ اور خدا کا احسان یاد کرے۔
 تاکہ اس کا عمل سلامت رہے۔ جب اس سے بھی فارغ ہوا۔ تو اس کو مقام عبادت جیسا کہ
 چاہئے حاصل ہوا۔ اور تمام آفات سے سلامتی میں آیا۔ ولیکن جب دیکھا تو اپنے آپ کو طرح
 طرح کی نعمتوں کے دریا میں غرق پاتا ہے۔ جو خدا تعالیٰ نے اس کو عنایت فرمائی ہیں۔ اور
 ڈرتا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ شکر میں غفلت کر کے۔ کفرانِ نعمت میں جاگروں۔ اور صالحین کے
 مقام سے گرا کر موردِ غضبِ الہی نہ بن جاؤں۔ اس منزل میں بندے کے لئے شکر اور
 حمد کی گھائی پیش آتی ہے۔

جب حمد اور شکر خداوندی کر کے۔ جتنا کہ ہو سکے۔ اس گھائی کو عبور کر لیتا ہے
 تو اپنے مطلوب اور مقصود کو۔ اپنے سامنے معلوم کر لیتا ہے۔ اور زیادہ وقت نہیں گذرتا
 ہے۔ کہ اپنے آپ کو سحر اے شوق اور میدانِ بخت میں پاتا ہے۔ اور وہاں سے خوشنودی
 الہی کے باغات۔ اور ارضیت کے چمنوں میں پہنچ کر۔ کئی طرح کے انعامات اور بیش بہا
 خلعتیں اپنے پروردگار کی جناب سے حاصل کرتا ہے۔ اور اس کی حالت ایسی ہوتی ہے۔
 کہ جسم دنیا میں اور دل آخرت میں ہے۔ ہر وقت رسولِ حق کا منتظر ہوتا ہے۔ خلقت سے
 رنجیدہ۔ اور دنیا کو ناپاک جانتا ہے۔ اسی حالت میں پروردگار عالم کے رسول حاضر ہوتے
 ہیں۔ پروردگار کی طرف سے۔ خوشی اور حزن۔ راحت اور رخصا مندی۔ اور کبھی بھی غصے
 نہ ہونے کی بشارت دیتے ہیں۔ پھر دارِ فانی سے لے جاتے ہیں۔ اور اس کا ٹھکانہ درگاہ
 الہی میں ریاضِ جنت میں بناتے ہیں۔ اس جگہ اپنے نفسِ فقیرِ حقیرِ ضعیف کو دیکھتا ہے۔
 کہ بہت بڑی سلطنت ملی ہے۔ اور ہر وقت اپنے سردارِ رحیم سے۔ لطف اور انعام
 قربت اور اکرام مشاہدہ کرتا ہے۔ کوئی شخص اس مرتبہ کی صفت بیان نہیں کر سکتا ہے۔ اور
 ابد الابد تک بڑھتا رہتا ہے۔ کیا ہی بڑی سعادت! اور کتنا بڑا بندہ نیک نصیب! اور
 نہایت بڑی دولت! کیسے بنے ہوئے کام! اور میں خداوند تعالیٰ سے دعا مانگتا ہوں۔
 کہ مجھ کو اور تمام مسلمانوں کو۔ یہ نعمت ہائے بزرگ عنایت فرمائے! اور ان لوگوں میں
 سے نہ کرے۔ کہ جو اس انعام سے بے نصیب ہیں۔ جن کا کام صرف۔ بیان کرنا۔ اور آرزو۔
 اور سننا دیکھنا بے فائدہ! اور ہمارے علم کو ہمارے لئے حجاب نہ کرے۔ اور ہم کو عملِ صالح

کی توفیق عنایت فرمائے۔ اور رضائے خدا۔ اور اس کی پسندیدگی پر قائم رہیں۔ کیونکہ وہی سب سے زیادہ بخشش کرنے والا۔ اور سب کرمیوں سے بڑھ کر کرم ہے۔ یہ وہی ترتیب ہے کہ جو خداوند تعالیٰ اجل شانہ نے۔ مجھ کو عبادت کے بارے میں الہام فرمائی ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ عبادت کی منزل کے سفر میں۔ سات گھاٹیوں آتی ہیں۔ علم۔ توبہ۔ مانعات۔ عوارضات۔ باعثات۔ قاصحات۔ حمد و شکر۔ ان گھاٹیوں کے تمام ہونے پر۔ کتاب منہج العابدین الی الجنۃ (بہشت کی طرف عابدوں کا زمینہ) تمام ہوتی ہے۔ اب میں ان گھاٹیوں کی شرح مختصر الفاظ میں کرتا ہوں۔ جو نہایت عمدہ نکات پر شامل ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ جو توفیق اور استقلال کا مالک ہے۔ وَالْحَوْلُ وَالْقُوَّةُ بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ اور نہیں ہے باز رہنا گناہ سے۔ اور نہ طاقت نیکی کی۔ مگر ساتھ توفیق اللہ بلند تر بزرگ کے)۔

(پہلی گھاٹی علم ہے)

طالبانِ اخصاص و عبادت! پہلے تم پر علم فرض ہے۔ کیونکہ اسی پر دونوں جہان کا دار و مدار ہے۔ اور جان لو! کہ علم اور عبادت دو جوہر ہیں۔ کہ جن کے باعث اہل تصنیف کی تصنیف۔ اور معلموں کی تعلیم۔ اور ناصحوں کی نصیحت سننتے اور دیکھتے ہو۔ بلکہ علم اور عبادت ہی کے لئے۔ کتابوں اور رسولوں کو خدا نے مبعوث فرمایا ہے۔ اور آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان میں مخلوقات ہے۔ خدا نے پیدا کیا ہے۔ اور قرآن مجید کی ان دو آیتوں میں اچھی طرح غور کرو۔

پہلی آیت جو حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے اللّٰهُ الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ وَمِنَ الْأَرْضِ مِثْلَهُنَّ يَتَنَزَّلُ الْأَنْزَارُ عَلَيْهِنَّ لِيُخَلِّقُوا إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِكُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وَأَنَّ اللَّهَ قَدْ أَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا ۗ اشد ہی کی ذات پاک ہے۔ کہ جس نے سات آسمانوں کو۔ اور مثل ان کی زمین کو پیدا کیا۔ اپنا حکم ان کے درمیان نازل فرماتا ہے۔ تاکہ تم اچھی طرح جان لو! کہ اشد ہر ایک چیز پر قادر ہے اور یقیناً اشد کا علم ہر ایک چیز کو احاطہ کرنے والا ہے)۔ یہ آیت علم کی شرافت پر خصوصاً علم توحید پر دلیل کافی ہے۔

دوسری آیت: حَقُّ تَعَالَى كَافِرَانِ هِيَ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ اور انسان کو صرف اپنی عبادت ہی کے لئے پیدا کیا ہے یہ آیت شرافت عبادت اور عبادت کرنے پر دلیل کافی ہے۔ لہذا علم اور عبادت کی نہایت ہی قدر کرو۔ کیونکہ دونوں جہان کو پیدا کرنے کا یہی باعث ہے۔ بنا برین بندے پر واجب ہے کہ ان ہی میں نظر رکھے اور ان ہی میں مشغول رہے۔ اور جان رکھو! کہ ان دو کے سوا باقی سب کام بے فائدہ اور لغو اور لاحال ہیں۔

جب تم علم اور عبادت کی فضیلت جان چکے۔ تو اب یہ بات معلوم کرو کہ علم۔ عمل سے شریف تر ہے۔ اسی واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ اصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ عالم کی فضیلت عابد پر اتنی ہے۔ کہ جتنی میری فضیلت میری اُمت پر ہے۔

نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ ایک نظر عالم کی طرف کرنی۔ خدا تعالیٰ کے نزدیک ایک سو سال کی عبادت نماز اور روزہ سے زیادہ محبوب ہے۔

نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ میں تمہیں اہل بہشت میں سے شریف ترین لوگ بتاؤں گا حضور کے اصحاب نے عرض کی۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ارشاد فرمائے گا فرمایا کہ وہ لوگ میری اُمت کے عالم ہیں۔

اس جگہ یہ بات واضح ہو گئی ہے۔ کہ عبادت کی نسبت۔ علم نہایت شریف ہے لیکن بنارے کو بغیر عبادت کے چارہ نہیں ہے۔ ورنہ علم بغیر عمل کے بیکار محض ہے کیونکہ علم بمنزلہ درخت ہے۔ اور عمل بمنزلہ ثمرہ ہے۔ اور شرافت و رخت کے لئے ہے۔ جو اصل ہے۔ لیکن و رخت کے وجود سے فائدہ اور نفع پھل سے ہے۔ جب ایسا ہے تو بنارے کے لئے لازم ہے۔ کہ عالم اور عمل میں حصہ ہو۔

اسی واسطے حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا ہے علم کو اس طرح طلب کرو کہ عبادت میں رکاوٹ نہ ہو۔ اور عبادت کو اس طرح کرو کہ تحصیل علم میں رکاوٹ نہ کرے۔ لہذا علم کو طلب کرو اور بے عبادت نہ رہو۔ اور عبادت کرو۔

اس طرح کہ علم کے حصول میں خلل نہ ہو۔

جب معلوم ہو کہ بندے کو علم اور عبادت کے بغیر چارہ نہیں ہے۔ تو اب جان لو کہ علم کو عمل پر مقدم رکھنا بہتر ہے کیونکہ علم اصل اور رہبر ہے۔ اسی واسطے پیغمبر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ علم عمل کا امام ہے۔ اور عمل علم کا تابعدار ہے۔

علم اصل اور امام ہے۔ اور عبادت پر دو طرح سے مقدم ہے۔ اول یہ ہے کہ عبادت کرنے سے پہلے مصلوہ کی شناخت واجب ہے۔ پھر عبادت کرنی چاہئے۔ جس ذات کی شناخت نہیں۔ اور اس کا نام اور صفت نہیں جانتے ہو۔ اس کی عبادت کس طرح کر سکتے ہو؟ اس کے بارے میں کیا عقیدہ رکھو گے؟ اور کس چیز پر اعتقاد رکھو گے؟ اور ایسا ہی ہوتا ہے کہ تم کسی چیز کا اعتقاد اس کی ذات اور صفت میں کر لو۔ حالانکہ وہ اعتقاد حق کے خلاف ہے۔ اس باعث سے تمام عبادت کی کرائی ضائع ہوگی۔ لہذا ضرور ہے کہ شرع شریف میں جن چیزوں کے کرنے کا حکم ہے۔ اور جس طرح کہ بجالانے کا امر ہے۔ پہلے اس کو جان لو۔ اور جن چیزوں کی ممنوعات سے ترک واجب ہے۔ تاکہ ان کی ترک کرو۔ اس بات کو بھی جان لو۔ اور عبادت کے لئے کس طرح فارغ ہو سکتے ہو۔ تا وقتیکہ یہ نہ جانو کہ کیا ہے؟ اور کس طرح ہے؟ اور کس طرح بجالانا ہے۔ اور گناہ سے کس طرح پرہیز کرو گے۔ جب تک کہ نہ جان لو۔ کہ یہ گناہ ہے اور اس سے کس طرح بچنا ہے۔

لہذا عبادت شرعی جیسے طہارت اور نماز اور روزہ تمام شرائط اور احکام کے ساتھ سیکھو۔ تاکہ ان پر قائم رہو۔ بسا اوقات ایسا ہی ہوتا ہے کہ تم ایک چیز کے کرنے پر پلے ہوئے ہو۔ حالانکہ وہ عبادت کو فاسد کرنے والی ہے۔ یا سنت طریق کے مخالف ہے۔ اور تم کو اس کی اطلاع نہیں ہے۔

اور ایسا ہی ہوتا ہے کہ تم کو عبادت میں کوئی مشکل پیش آئے۔ جس کو تم نہ خود جانتے ہو اور نہ کوئی ایسا شخص موجود ہے۔ کہ جس سے دریافت کر سکو۔

پھر اس بات کو یاد رکھو کہ عبادت ظاہری کا دار و مدار عبادت باطنی پر ہے جس کا تعلق دل کے ساتھ ہے۔ اس کا سیکھنا بھی تم پر فرض ہے۔ جیسے توکل اور سیر و خد

رضاصبر تو بہِ خلاص و غیرہ۔ ان چیزوں کا بیان انشاء اللہ تعالیٰ اس کتاب میں آئیگا۔
 سنو! جسم کا پاک رکھنا اور جسم کی عبادت ایک حصہ عبادت کا ہے۔ اور
 دل کو پاک رکھنا اور دل کی عبادت ۹۹ حصے عبادت کے ہیں۔ لہذا عبادت باطنی اسکے
 ارکان کی صدوں کا بھی سیکھنا تم پر فرض ہے۔ جیسے عدم توکل۔ درازی امید۔ حسد
 زیادتیکر۔ اترانا وغیرہ۔ تاکہ تم ان چیزوں سے پرہیز کرو۔ ان امور کا علم اور عمل از روئے
 حکم قرآن مجید فرض ہے۔

حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ وَعَلَى اللَّهِ قَتُولُكُمْ وَإِن كُنْتُمْ مَوْتِينَ

(اگر تم ایمان والے ہو تو صرف اللہ پر بھروسہ رکھو)۔

پھر ارشاد ہوتا ہے۔ وَاشْكُرُوا لِلَّهِ إِن كُنْتُمْ رِيبَاءَ تَعْبُدُونَ

(اگر تم خاص اللہ ہی کی عبادت کرتے ہو۔ تو اس کا شکر بھی کرو)۔

اور دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے۔ وَاصْبِرُوا وَاصْبِرْ لِحُكْمِ اللَّهِ

(صبر کرو! اور نہیں ہے صبر کرنا تیرا۔ مگر اللہ کی توفیق کے ساتھ)۔

پھر ارشاد ہوتا ہے۔ وَتَبْتَئِلْ إِلَيْهِ تَتُنَبِّئُكَ رَبُّكَ فَتَلْعَق لسانَكَ

اللہ ہی کے ساتھ ہو جاؤ)۔

ان کے علاوہ اس بیان میں اور آیات قرآنی بھی ہیں۔ جیسے کہ نماز اور روزہ
 کی فرضیت میں ہیں۔ پھر تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ کہ نماز اور روزہ اور زکوٰۃ کو فرض جانتے ہو
 اور ان باطنی فرائض کو ترک کرتے ہو؟ حالانکہ دونوں کا فرمانے والا ایک ہے۔ اور
 قرآن مجید بھی ایک ہے۔ بلکہ تم ان فرائض سے بالکل غافل ہو۔ اور ان کے نام تک
 نہیں جانتے ہو؟

میں نہیں جانتا! کہ تم نے کس شخص کے فتوے پر اعتقاد کر رکھا ہے۔ مگر ایسے
 شخص کے فتوے پر کہ جس کی ہمت کا دار و مدار محض دنیا ہی ہے۔ کہ نیک کو بد سمجھا ہے
 اور بد کو نیک!! اور جن علوم کا خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں۔ نور اور حکمت۔ اور ہدایت
 نام رکھا ہے۔ ان کو بالکل ترک کر دیا ہے۔ اور مال حرام جمع کرنے کی طرف کامل توجہ
 کر رکھی ہے؟

خدا سے ڈرو! کہ ان فرائض کو ترک کر رہے ہو۔ اور نماز روزہ نقلی میں لگے

ہوئے ہو۔ یہ تمہیں کچھ بھی فائدہ نہ دینگے۔ اور بسا اوقات گناہ پر اصرار کرتے ہو۔ جو دوزخ میں لیجانے کا باعث ہے۔ اور میل چیزوں کو کھانے اور پینے اور خواب وغیرہ کو ترک کرتے ہو۔ اور تمہارا خیال ہے۔ کہ اس طرح خدا کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ حالانکہ تم غلط راستے پر چل رہے ہو۔

اور اس سے بھی بڑی بات یہ ہے۔ کہ تم درازی امید میں مبتلا ہو۔ حالانکہ درازی امید۔ محض گناہ اور مصیبت ہے۔ اور اپنی جمالت کے باعث اس کو نیت خیر خیال کرتے ہو۔ باوجودیکہ نیت خیر اور درازی امید میں بڑا فرق ہے۔

اسی طرح جھوک اور من کے مارنے میں ہوتے ہو۔ اور گمان کرتے ہو کہ میں عاجزی اور انکساری کر رہا ہوں۔

اور اسی طرح صرف ریاکاری میں ہوتے ہو۔ اور گمان کرتے ہو کہ میں خدا تعالیٰ کی حمد و تعریف کر رہا ہوں۔ یا گمان کرتے ہو۔ کہ میں لوگوں کو نیکی کی طرف بلارہا ہوں۔

حاصل یہ ہے۔ کہ خدا کے بارے میں۔ گناہوں کو عجبوت۔ اور دردناک عذاب کی جگہ بہت بڑے ثواب کی امید رکھتے ہو۔ بنا برین بہت بڑے غرور اور بھاری غفلت میں رہتے ہو۔

قسم بخدا! یہ فعل جاہل عابدوں کے لئے۔ ایک بہت بڑی بھاری مصیبت ہے۔

اس کے بعد جان لو! کہ اعمال ظاہری کو اعمال باطنی کے ساتھ ایک خاص تعلق ہے۔ کہ جس کے باعث درست ہو جائیں۔ یا بگڑ جائیں۔ جیسے اخلاص اور ریا اترانا اور احسان کا ذکر کرنا وغیرہ۔ لہذا جو شخص اعمال باطن کو نہیں جانتا۔ اور ان کی تاثیر اعمال ظاہری میں نہیں پہچانتا۔ اور بچنے کا طریق۔ اور اس سے اعمال کی حفاظت نہیں جانتا ہے۔ تو ایسے شخص کا کوئی عمل اعمال ظاہری سے سلامت نہیں رہ سکتا ہے۔ اور اس کی ظاہری اور باطنی عبادت فوت ہو جاتی ہے۔ اس کے ہاتھ میں سوائے بچ اور بار بختی کے کوئی چیز نہیں رہتی ہے۔ اور یہ ظاہر نقصان ہے۔

اسی واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ جاہل کے نماز پڑھنے سے عالم کا خواب کرنا بہتر ہے۔ اور عالم بے علم صلاحیت کی

نسبت خرابی بہت کرتا ہے۔
 نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ نیک بختوں
 کو علم الہام ہوتا ہے۔ اور بد بخت علم سے محروم ہوتے ہیں۔ بد بختی اس باعث سے
 ہے۔ کہ علم نہ سیکھا۔ اور بے علمی کی حالت میں عمل کیا۔ جو قیامت کو فائدہ نہ دیکھا
 اسی واسطے پہلے زمانے کے زاہدان رضی اللہ عنہم نے علم حاصل کرنے
 کے بارے میں سخت تاکید کی ہے۔ اور سب کاموں میں سے علم کے کام کو اختیار
 کیا ہے۔ کیونکہ عبودیت کا مدار علم پر ہے۔ جب تم نے یہ جان لیا کہ عبادت علم
 کے بغیر نہیں ہے۔ تو ثابت ہوگا کہ علم عبادت پر مقدم ہے۔
 دوسری وجہ علم کے عمل پر مقدم ہونے کی یہ ہے۔ کہ علم نافع و بہشت
 اور خوفِ خدا کا سبب ہے۔ جیسے کہ اللہ جل شانہ نے ارشاد فرمایا ہے۔ اِنَّمَا
 يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ (خدا کے بندوں میں سے صرف عالم ہی
 ڈرتے ہیں)۔

یہ اس وجہ سے ہے۔ کہ جو شخص خدا تعالیٰ کی شناخت۔ جو حق شناخت
 نہیں کرتا ہے۔ وہ خدا سے نہیں ڈرتا ہے۔ جو ڈرنے کا حق ہے۔ اور حرمت نہیں
 کرتا ہے۔ اور تعظیم نہیں کرتا ہے۔ جو حق تعظیم کرنے کا ہے۔ لہذا سب طرح کی عبادتیں
 علم کا ثمرہ ہیں۔ اور علم ہی سب گناہوں سے بچانے والا ہے۔ ان دو کے سوا بندے
 کے لئے خدا تعالیٰ کی عبادت میں۔ اور کوئی چیز مقصود نہیں ہے۔ بنا بریں راہ
 آخرت کے سفر کرنے کے لئے۔ تم پر علم ہی فرض ہے۔ اور اللہ ہی توفیق دینے
 والا ہے۔

سوال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے طَلَبِ الْعِلْمِ
 فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ وَ مُسْلِمَةٍ (ہر ایک مسلمان مرد اور عورت پر۔ علم کا
 طلب کرنا فرض ہے) کونسا علم ہے کہ جس کا طلب کرنا لازم اور فرض ہے؟ اس کی
 حد اور مقدار کیا ہے؟ کہ بندے کو عبادت کے کام میں اس کو حاصل کرنا چاہئے؟
 جواب جن علموں کا طلب کرنا ضروری اور فرض ہے تین ہیں۔ علم توحید
 علم شریعت جس کا تعلق دل کے ساتھ ہے۔ علم شریعت۔

(۱) علم توحید کی مقدار اس قدر واجب ہے۔ کہ جس سے دین کے اصول کی معرفت ہو جائے۔ یعنی کہ خداوند تعالیٰ علیم۔ قادر۔ حئی (زندہ) مرید و ارادہ کرنے والا۔ متکلم کلام کرنے والا۔ سمیع۔ بصیر۔ واحد۔ لا شریک۔ صفات کمال کے ساتھ توحید حدوث (نوپیدگی) سے پاک۔ تمام چیزوں پر تنہا قدیم ہے۔
 اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اس کے بندے اور رسول۔ اور تمام چیزیں جو انحضرتؐ نے امور آخرت کے متعلق بیان فرمائی ہیں۔ ان میں آپ صادق ہیں۔

اور تم پر لازم ہے۔ کہ ایسی چیز پر اعتقاد نہ کرو۔ جب تک کہ اس کو قرآن مجید اور حدیث شریف میں معلوم نہ کرو۔ حاصل یہ ہے کہ جس چیز کا جاننا باعث ہلاکت ہے۔ اس کا سیکھنا فرض عین ہے۔

(۲) علم شر اس قدر سیکھنا فرض ہے۔ کہ جس سے واجبات اور ممنوعات جان سکو۔ تاکہ حق تعالیٰ کی تعظیم اور خلاص اور سلامتی عمل حاصل ہو۔ اور اس کا کامل بیان انشاء اللہ تعالیٰ اس کتاب میں آئیگا۔

(۳) علم شریعت پر جس قدر عمل کرنا فرض ہے۔ اسی قدر اس کا سیکھنا بھی فرض ہے۔ تاکہ اس کے حق کے مطابق ادا کر سکو۔ جیسے طہارت اور نماز اور روزے کا علم۔ لیکن حج اور زکوٰۃ اور جہاد کا علم اگر یہ بھی تم پر فرض ہو۔ تو اس کا بھی سیکھنا فرض ہے۔ ورنہ خیر۔

یہ ان ہر سہ علوم کی حد ہے۔ کہ جن کا سیکھنا فرض ہے۔ لیکن علم توحید کا ہر قدر سیکھنا کہ جس سے اہل بدعت کو معقول کرو اور ملزم قرار دے سکو۔ فرض عین نہیں ہے۔ بلکہ فرض کفایہ ہے۔ فرض عین اسی قدر ہے۔ کہ جس سے اپنا اعتقاد درست رکھ سکو۔

یہی حالت علم شر کی ہے۔ عجائبات قلب کی۔ بہت بڑی شرح ہے۔ اس کے سب کی معرفت تم پر واجب نہیں ہے۔ بلکہ اسی قدر۔ جو عبادت میں فائدہ دے جاننا فرض عین ہے۔ تاکہ نقصان دینے والی چیزوں سے پرہیز کرو۔ اور جن کی سخت ضرورت ہے۔ جیسے خلاص توکل حمد شکر ان کو حاصل کرو۔

اسی طرح علم فقہ میں واجب نہیں ہے۔ کہ تم سب باب فقہ کے جیسے خرید و فروخت اجازت نکاح طلاق وغیرہ سب کو ازیر یاد کرو۔ کیونکہ سب کا جاننا فرض کفایہ ہے۔ فرض عین بقدر ضرورت ہے۔

سوال۔ اگر یہ پوچھو کہ علم توحید جس قدر کہ فرض ہے۔ صرف مطالعہ کُتب سے بغیر استاد کے حاصل ہو سکتا ہے؟

جواب ہستاد آسان اور واضح کرنے والا ہے۔ اس کے ذریعے علم حاصل کرنا بہت سہل ہے۔ لیکن اگر خدا تعالیٰ اپنے فضل سے کسی کا خود معلم ہو جائے تو خیر۔ جب یہ سمجھ لیا تو جان لو کہ علم کی گھائی نہایت سخت ہے۔ مطلوب اور مقصود اسی سے حاصل ہوتا ہے۔ اور اس کا نفع بہت ہے۔ اس کا طے کرنا مشکل اور بڑا خطرناک ہے۔ جس نے کہ اس سے منہ موڑا گمراہ ہوا۔ بہت سے لوگ ستر سال تک طے کرتے رہے **وَ اَلَا مَرُّ كَلِّهِ بِبَيْدِ اللّٰهِ عَسْرٌ وَ حَلُّهُ كَامِيَابِي خَدَا تَعَالٰى كَيْ قَبْضُهُ** قدرت میں ہے)۔

علم کے فائدے کو ہم نے ذکر دیا ہے۔ عبادت کا مدار علم پر ہے۔ اس کی طرف نہایت حاجت ہے۔ خاص کر علم توحید اور علم شرع۔ حدیث شریف میں وارد ہے۔ کہ خدا تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی کی۔ کہ اے داؤد! علم نافع سیکھو۔ آپ نے عرض کی۔ خدایا! علم نافع کونسا ہے؟ جواب ملا۔ کہ جس علم کے ساتھ۔ میرا جلال اور عظمت اور کبریائی اور سب چیزوں پر میرا کمال قدرت معلوم کرو۔ یہی علم ہے۔ جو تم کو میرے قریب کرے گا۔

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ آپ نے فرمایا۔ اگر میں بچپن میں مرنا۔ اور بہشت میں داخل ہوتا۔ تو مجھے بغیر معرفت خدا تعالیٰ کے۔ بہشت بھلا نہ معلوم ہوتا۔

علم کی آفت سے بچنا یہی ہے کہ اس کی طلب میں۔ اخلاص کرنا چاہئے۔ جو شخص علم کو اس واسطے طلب کرے۔ کہ لوگ اس کی طرف توجہ کریں۔ اور امیروں کی ہمنشین حاصل ہو۔ اور محفلوں میں علم کے ذریعے فخر کرے۔ اور دنیا کا مال حرام خمار کرے

ایسا عالم نہایت ہی سخت نقصان اٹھانے والوں میں سے ہے۔
 حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا ہے۔ میں نے تیس
 سال مجاہدہ کیا۔ اور کوئی چیز مجھ پر علم کے کام سے زیادہ سخت نہ تھی۔
 اور اس بات سے پرہیز کرو کہ شیطان تمہارے ساتھ بکر کرے۔ اور اس
 طرح کہے۔ کہ جب علم ایسا خطرناک ہے۔ اور اس کا حاصل کرنا مشکل ہے۔ تو اس کا ترک
 کرنا نہایت بہتر ہے۔ لہذا اس خیال شیطانی پر علم سے رُک نہ جانا۔
 کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ
 میں نے شرب معراج میں دوزخ کو دیکھا۔ اس میں اکثر دوزخی فقیر تھے۔ اصحابِ صنوان
 علیہم اجمعین نے عرض کی۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کیا وہ مال
 کے فقیر تھے؟ فرمایا نہیں! وہ علم کے فقیر تھے۔ یعنی جاہل تھے۔
 لہذا جو شخص علم نہ سیکھے گا۔ اس کو عبادت کرنیکا حق معلوم نہ ہوگا۔ اگر کوئی
 شخص سات آسمان کے فرشتوں کی طرح حق تعالیٰ کی عبادت کرے۔ اور اس کو علم نہیں ہے
 تو ایسا شخص نقصان اٹھانے والوں میں سے ہے۔

لہذا علم کی طلب میں بادرِ یعیہ بحث اور تلقین اور تدریس۔ چرت و چالاک
 بنو۔ سستی اور رنج سے پرہیز کرو۔ ورنہ گمراہی کے خطرے میں پڑو گے۔ نعوذ
 باللہ منہما۔

حاصل کلام یہ ہے۔ کہ جب خدا تعالیٰ صنعت کے دلائل میں غور سے نظر کرو گے
 اور معلوم کرو گے کہ تمہارا معبود قادر۔ عالم۔ حی۔ مرید۔ متکلم۔ سمیع۔ بصیر۔
 حادث سے بری۔ تمام نقصانوں اور آفتوں سے پاک ہے۔ جو صفات نوپیدگان
 اور مخلوقات کے لئے ہیں۔ اس کے لئے روا نہیں ہے۔ وہ کسی چیز میں نہیں ہے
 اور نہ اس میں کوئی چیز ہے۔ مکان اور جہات سے پاک ہے۔

اور تم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے معجزات میں
 نظر کی۔ اور جان لیا کہ حضور خدا کے رسول ہیں۔ اور آپ پر خدا کی طرف سے وحی
 نازل ہوئی ہے۔ اور جن چیزوں پر گزشتہ ٹیک لوگوں نے اعتقاد کیا ہے۔ کہ وید اور
 الہی آختر میں ہوگا۔ اور قرآن خدا کا کلام غیر مخلوق۔ جنس حروف اور آواز سے

نہیں ہے۔ ملک اور ملکوت میں کوئی چیز دل میں نہیں گذرتی ہے۔ اور کوئی چیز جنبش نہیں کرتی ہے۔ مگر خدا تعالیٰ کی قضا اور قدرت اور ارادے۔ اور مشیت کے ساتھ۔ خیر اور شر۔ نفع اور نقصان۔ ایمان اور کفر۔ سب کچھ خدا کی طرف سے ہے۔ اور مخلوقات کی طرف سے خدا کے ذمے کوئی چیز نہیں ہے۔ جس کو ثواب دیتا ہے اپنے فضل سے دیتا ہے۔ اور جس کو عذاب کرتا ہے اپنے عدل سے کرتا ہے اور جو کچھ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان مبارک پر امور آخرت کے متعلق وارد ہوا ہے۔ جیسے حشر و نشر۔ نامہ اعمال۔ عذاب قبر۔ سوال منکر و نکیر۔ میزان۔ پل سراط۔ یہ سب کچھ حق ہے۔

یہ اصول ہیں کہ جن پر سلف صالحین رضوان اللہ علیہم اجمعین نے خود اعتقاد رکھا اور دوسروں کو امر کیا ہے۔ قبل اس کے کہ اسلام میں بدعتوں کا ظہور ہو۔ سب سے پہلی انہی اصولوں پر اجماع کیا ہے۔

پھر دل کے اعمال میں نظر کرو۔ اور باطن کے واجبات اور ممنوعات کو جانو کہ جن کی شرح اس کتاب میں آئے گی۔ تاکہ تم کو ان کا علم حاصل ہو۔ جن چیزوں کے کرنے کے تم محتاج ہو۔ ان کو تم نے جان لیا ہے۔ جیسے طہارت اور صوم صلوٰۃ۔ اور تم نے علم کے بارے میں خداوند تعالیٰ جل شانہ کا فرض ادا کر لیا۔ اور آنحضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی امت کے عالموں میں سے ہو گئے۔ اگر تم نے اس سیکھے ہوئے علم پر عمل کر لیا۔ تو تمہارے لئے بہت بڑی بزرگی۔ اور تمہارے علم کے لئے بے حد بے شمار قیمت حاصل ہو گئی۔ اور تم نے علم کی گھائی کو طے کر لیا۔ اور آگے بڑھے۔ اور تمہارے لئے بے اندازہ ثواب حاصل ہو گیا۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ نہیں ہے بازگشت گناہ سے اور نہ طاقت نیکی کی مگر ساتھ توفیق اللہ بلند تر اور بزرگ کے۔

دوسری گھائی توبہ کی ہے

طالبان عبادت! اس کے بعد تم پر توبہ واجب ہے۔ اور اس کے

دو سبب ہیں۔

(اول) تاکہ تم کو عبادت کی توفیق ہو۔ کیونکہ آدمی سے گناہ شدنی ہیں۔ جو عبادت سے محروم کر کے خواری اور ذلت کا باعث ہوتے ہیں۔ اور آدمی کو گناہوں کی قید عبادت کی طرف جانے سے روکتی ہے۔ اور گناہوں پر اصرار۔ قلب کی سیاہی کے باعث ہے الْقَلْبُ إِذَا أَقْضَى كَأَيْبِ الْإِنِّ إِذَا عَطَى رَجَبٌ دَلَّ آتَاہُ تُوَانِعَامٌ كُوْبِحِي كُھُوْبِيْطْنَاہُ)۔

اگر خدا رحمت نہ کرے تو آدمی کے گناہ کفر کی طرف لیجا یس۔ جن کا دل سخت اور گناہوں کی شامت ہے۔ اس کو عبادت کی توفیق کیسے ہو سکتی ہے جس شخص کو گناہوں پر اصرار ہے۔ اس کو طاعت کا راستہ تک ملتا ہے؛ جو آدمی گناہوں کی نجاست میں لہکتا ہے۔ اس کو سرگوشی کے لئے۔ کب قریب کرتے ہیں؟

حدیث شریف میں وارد ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ جب کوئی بندہ جھوٹ بولتا ہے۔ تو اس کے منہ کی گندگی اور بدبو کے باعث۔ دونوں فرشتے (کراما کاتبین) اس سے جدا ہوتے ہیں۔ ایسی زبان کو ذکر الہی کی صلاحیت کیسے ہو سکتی ہے؟

لامحالہ جس شخص کا گناہ پر اصرار ہے۔ اس کو عبادت کی توفیق نہیں ہو سکتی ہے۔ اگر گناہ توفیق عبادت کی ہو بھی جائے۔ تو اس کو بشری عبادت کم اور صفائی حاصل نہ ہوگی۔ اور بہت سی زحمت اٹھائے گا۔ اس کا باعث گناہوں کی شامت اور ترک توبہ ہے۔

کہنے والے نے سچ کہا ہے اگر تم رات کا قیام اور دن کے روزے نہ رکھ سکو۔ تو سمجھ لو کہ تم قیدی ہو۔ اور تمہارے گناہوں نے تمہیں قید کر رکھا ہے۔

(دوسرا) سبب وجوب توبہ کا یہ ہے۔ کہ تمہاری عبادت قبول ہو۔ کیونکہ قرض خواہ۔ قرض دہندہ کے ہدیہ کو قبول نہیں کرتا ہے۔ اس کا باعث یہ ہے۔ کہ گناہوں سے توبہ۔ اور دشمنوں کا خوش کرنا فرض عین ہے۔ تمہاری ساری عبادت نقل ہے۔ فرض عین کی بجائے نقل کو کیسے قبول کیا جائے؟ اور یہ کیسے جائز ہے کہ تم حلال اور مباح کو چھوڑ کر۔ حرام پر اصرار کرو۔ اور اپنے خداوند کے ساتھ کیسے

سرگوشی کر سکتے ہو؟ اور کچھ مانگ سکتے ہو؟ حالانکہ وہ تم سے خفا ہے۔ یہ اُن گنہگاروں کا حال ہے کہ جو اپنے گناہوں پر اصرار کرتے ہیں۔
سوال اگر پوچھو کہ توبۃ النصوح کیا چیز ہے؟ اور اُس کی تعریف کیا ہے؟ اور کس عمل سے بندہ تمام گناہوں سے نکل سکتا ہے؟

جواب یہ بات جان لو! کہ توبہ دل کے اعمال سے ہے۔ اور اس کا نتیجہ دل کو گناہوں سے پاک کرنا ہے۔ اور میرے پیر و مرشد حضرت شیخ ابوالمعالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے توبہ کی تعریف میں اس طرح ارشاد فرمایا ہے۔ کہ توبہ گناہ کو ترک کرنے کا نام ہے۔ کہ پھر ایسا گناہ باعتبار مرتبہ اور صورت کے کبھی ظاہر نہ ہو۔ اور اس کے ترک کرنے کا باعث خوفِ الہی ہو۔ لہذا توبہ کے لئے چار شرطیں ہیں۔
شرط اول یہ ہے۔ کہ گناہ سے اس طرح ترک اختیار کرے۔ اور ایسا عزم اور یقین ہو کہ پھر گناہ نہ کرے گا۔ اور اگر گناہ کو ترک کیا۔ اور دل میں اس طرح ہو۔ کہ شاید یہ گناہ پھر ہو جائے۔ یہ شخص تائب نہ ہوگا۔ بلکہ گناہ سے پرہیز کرنے والا ہوگا۔

دوسری شرط یہ ہے کہ گناہ سے توبہ کرے کہ اس جیسا گناہ پہلے کر چکا ہے اگر اُس جیسا گناہ پہلے کبھی نہیں کیا ہے۔ تو وہ شخص متقی ہے تائب نہیں ہے۔ تمہیں معلوم نہیں؟ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی شانِ اقدس میں تائب کا لفظ استعمال نہیں کر سکتے ہیں۔ کیونکہ آپ کے کفر کی حرکت ہی۔ کبھی پہلے صادر نہ ہوئی تھی۔ بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم متقی کفر سے ہیں۔ اور حضرت امیر المؤمنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں کہہ سکتے ہیں۔ کہ آپ تائب کفر سے تھے۔ کیونکہ قبل اسلام کفر کی حرکات صادر ہوئی تھیں۔

تیسری شرط یہ ہے۔ کہ جو گناہ بندے سے ظاہر ہو چکا ہے۔ اُس گناہ جیسا ہے کہ جس کو ترک کرتا ہے۔ بہ اعتبار صورت کے۔ گذشتہ گناہ کے ساتھ قدر اور مرتبہ میں مماثل ہے۔ مثلاً کوئی ضعیف شخص بڑی عمر والا۔ جو زانی اور رہساز تھا۔ وہ چاہتا ہے کہ ان ہر دو فعلوں سے توبہ کرے۔ اُس کی توبہ درست ہے کیونکہ توبہ کا دروازہ بند نہیں ہے۔

سوال اگر یہ اعتراض کرو کہ ایسا شخص زنا اور رہسزنی پر اس وقت قاور ہی نہیں ہے۔ تو پھر اس کو زنا اور رہسزنی سے تارک کیسے کہہ سکتے ہیں؟ بلکہ یہ پوڑھا آدمی عاجز ہے؟

جواب شخص زیر بحث۔ دوسرے گناہوں پر۔ جو زنا اور رہسزنی کے مرتبہ اور درجے میں مساوی ہیں۔ کرنے پر قاور ہے۔ جیسے پارہا، عورت کو بھونٹی ٹہمت لگانا۔ اور غیبت اور غمازی کرنا۔ یہ بھی سب گناہ ہیں۔ اگرچہ گناہ میں مختلف ہیں لیکن یہ سب گناہ۔ جرم ہونے کے حق میں مساوی مرتبہ رکھتے ہیں۔ اور یہ گناہ اعمال بدعت سے مرتبے میں کم ہیں۔ اور اعمال بدعت اعمال کفر سے درجے میں کم تر ہیں۔ لہذا جو شخص زنا اور رہسزنی اور تمام گناہوں سے۔ کہ جن کے کرنے سے آج عاجز ہے اس صورت میں اگر توبہ کرے گا۔ تو اس کی توبہ درست ہے؟

چوتھی شرط یہ ہے۔ کہ توبہ لوگوں سے ڈر کر نہیں۔ دنیا کی رغبت کے باعث نہیں۔ طلب دج یا ضعف نفس یا تنگی وغیرہ کے خوف کے بدب نہیں ہے۔ بلکہ محض خدا تعالیٰ کے امر کی تعظیم کے لئے اور اس کے دردناک عذاب سے بچنے کے واسطے ہے۔ یہ توبہ کے شرائط اور اس کے ارکان بیان کئے گئے ہیں۔ جب یہ حاصل ہوں تو توبہ درست ہوتی ہے۔ لیکن توبہ کے مقدمات تین وجہ پر ہیں۔ (اول) اپنی بربادی کو جو گناہوں کے باعث ہے۔ یاد کرے۔ (دوسرے) خدا تعالیٰ کے عذاب کو کہ جس کی سختی برداشت نہیں کر سکتا ہے۔ یاد کرے۔ (تیسرے) اپنی کمزوری اور بیچارگی کو یاد کرے۔ جو شخص آفتاب کی تپش۔ اور حاکم کے سپاہی کی تہپیڑ اور چیونٹی کے کانٹے کو برداشت نہیں کر سکتا ہے۔ ایسا آدمی عذاب آتش دوزخ۔ اور مؤگلاں دوزخ کے گذر۔ اور اونٹ کی گردن جیسے اثر دھاؤں کا ڈسٹنا۔ اور اونٹ کے برابر کئے پھیوں کا ڈنگ کب برداشت کر سکتا ہے؟ اگر ان سب چیزوں کو رات دن نگاہ رکھو گے اور اپنے دل میں یاد کرو گے۔ تو اس بات پر آمادہ ہو جاؤ گے۔ کہ تمام گناہوں سے توبۃ النصوح کرو اللہ ہی توفیق دینے والا ہے؟

سوال آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔

کہ توبہ پشیمانی ہے۔ اور جو شرطیہ کہ آپ نے توبہ کے بارے میں ذکر کی ہیں۔ آنحضرت نے نہیں فرمائی ہیں؟

جواب اس بات کو جان لو کہ پشیمان ہونا بندے کی قدرت سے باہر ہے۔ بندہ کئی بار چاہتا ہے کہ پشیمان ہو۔ لیکن نہیں ہو سکتا ہے۔ اور عمل توبہ بندے کے اختیار میں ہے۔ اور ہمیں یقیناً معلوم ہے۔ کہ اگر کوئی شخص گناہ پر پشیمان ہو۔ اس واسطے کہ اس کا مرتبہ لوگوں میں کم ہو گیا۔ یا اس کا مال گنہگاری کے پیشے میں کم ہو گیا۔ تو ایسی ندامت توبہ نہیں ہے۔ بلکہ خالص گناہ ہے۔ اب تمہیں یہ بھی واضح ہو گیا ہو گا کہ حدیث شریف کے جو تم نے ظاہری معنی لئے ہیں۔ اس کے معنی خاص ہیں۔ وہ یہ ہیں۔ کہ ندامت صرف خدا قائلے کی تعظیم اور اس کے عذاب کے خوف سے ہو۔ جو آدمی کو توبہ النصوح پر آمادہ کرے۔ اگر ہر سہ و جوہات توبہ کو یاد کر کے۔ پشیمان ہو گا۔ تو پشیمانی گناہ کی ترک کا باعث ہوگی۔ اور آئندہ زمانے تک یہی پشیمانی دل میں قائم رہے گی۔ اور بالفعل عاجزی اور فروماندگی کی باعث ہوگی۔ چونکہ پشیمانی توبہ کا باعث ہے۔ اس واسطے حدیث شریف میں توبہ کو پشیمانی ارشاد فرمایا ہے۔

سوال یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ کہ جس نے کبھی گناہ صغیرہ اور کبیرہ نہیں کیا ہے؟ توبہ کرے۔ اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام جو اشرف ترین مخلوق کے ہیں۔ ان کے بارے میں اختلاف ہے۔ کہ انہوں نے یہ درجہ پایا ہے یا نہیں؟

جواب اس بات کو جان لو کہ یہ خیال شیطانی ہے۔ یہ تمہیں کہاں سے معلوم ہوا۔ کہ پھر گناہ کرنے کے لئے زندہ بھی رہو گے؟ شاید ہے کہ پھر گناہ کرو یا مر جاؤ لیکن گناہ سے روکنے کے لئے تمہیں اسی بات کا خوف ہونا چاہئے۔ کہ تمہاری توبہ صدق دل سے ہو۔ اور محفوظ رکھنا خدا کے اختیار ہے۔ اگر محفوظ رہے تو مطلوب حاصل ہوا۔ ورنہ توبہ سے گزشتہ گناہ بخشے گئے۔ اور ان سے بالکل پاک ہو گیا۔ اور تم پر بس گناہ جدید کے سوا اور کوئی گناہ باقی نہ رہا۔ یہ نہایت عمدہ سودا اور بہت بڑا فائدہ ہے۔ اور تم پر لازم ہے کہ پھر دوبارہ گناہ کرنے کے خوف سے۔ ہرگز کبھی بھی توجہ سے باز رہنا۔ کیونکہ دو فائدوں میں سے ایک ضرور حاصل ہو گا۔ اور

اشارت توفیق غنایت فرمانے والا ہے ۔

لیکن دشمنان روحانی۔ اور گناہوں سے نجات پانے کا یہ طریقہ ہے۔
کہ تم جان لو کہ گناہ تین قسم ہیں ۔

(اول) جو کچھ تم پر واجب ہے اس کو ترک کرو۔ جیسے نماز روزہ زکوٰۃ
وغیرہ۔ اور بقدر امکان جتنا ہو سکتا ہے۔ ان کی قضا بھی نہ کرو ۔

(دوم) وہ گناہ ہے جو تمہارے اور خدا تعالیٰ کے درمیان حائل ہے۔ جیسے
شراب خوری۔ مزا میر ساز سازنگی کا سننا۔ بیاج خوری وغیرہ۔ انسان ان نگاہوں
سے اس طرح بچ سکتا ہے۔ کہ ناوم ہو جائے۔ اور پکارا وہ کرے کہ پھر آئندہ ایسا
فعل نہ کروں گا ۔

(تیسرا) وہ گناہ ہے۔ جو تمہارے اور دوسرے بندوں کے متعلق ہے
یہ نہایت سخت اور مشکل ترین ہے۔ یہ کئی قسموں پر ہے۔ مال میں۔ نفس میں۔ عورت
و آبرو میں۔ دین میں۔ لونڈی باندی میں عورت کے بارے میں ۔

(۱) مال کی بابت یہ ہے۔ کہ تم اگر ممکن ہو تو صاحب مال کو اس کا مال واپس
کرو۔ اگر واپس کرنے کا مقدور نہیں ہے۔ تو صاحب مال سے بخشو لو۔ اگر صاحب مال
غائب ہو چکا ہے تو اس کی روح پر صدقہ کرو۔ اور حتی المقدور نیکی بہت کرو۔ اور
خدا تعالیٰ کی درگاہ میں نہایت عاجزی کے ساتھ دعا مانگو۔ تاکہ وہ اپنے فضل سے
قیامت کے روز۔ صاحب مال کو تم سے خوش کرے ۔

(۲) اور جو نفس کے بارے میں ہے۔ یعنی تم نے خون ناحق کیا ہے۔ تو
مقتول کے وارثوں کے پاس جاؤ۔ کہ وہ تم سے قصاص لیں۔ یا معاف کریں۔ اگر
ایسا نہ ہو سکے۔ تو خدا تعالیٰ سے دعا مانگو۔ کہ وہ مقتول کو قیامت کے روز تم سے
خوش کر دے ۔

(۳) عورت و آبرو کی بابت۔ کسی کی غیبت کی ہو۔ بہتان لگایا ہو۔ ظلم
کیا ہو۔ اگر ممکن ہو تو جس کی تم نے غیبت کی ہے۔ اس کے پاس جاؤ اور اس کے
سامنے پینے جھوٹ کا اقبال کرو۔ یہ اس صورت میں ہے۔ کہ اس شخص کے غصہ
بھرنے سے تم محفوظ رہو۔ اگر وہ اس صفت کا ہے کہ تمہارے غیبت کے لڑا کرنے

سے غصے سے مرنے ہو جائیگا۔ تو خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کرو۔ اور اس کے لئے
دُعائے مغفرت مانگو۔

(۴) دین کے بارے میں یعنی کسی آدمی کو تم نے کافر یا گمراہ کہا ہے۔ یہ بات
نہایت مشکل ہے۔ اگر ممکن ہو تو اس شخص کے پاس جا کر اپنے جھوٹ کا اقرار کرو۔ اور
بہت سی پشیمانی کرو۔ تاکہ خدا تعالیٰ اس کو تم سے خوش کرے۔

(۵) اگر کسی کی عورت اور کنیزک کے بارے میں ہے۔ تو اس سے معافی
نہ مانگو۔ خواہ معافی مانگتے وقت اس کے غصے سے بھی محفوظ رہ سکو۔ اس بات کو
ظاہر نہ کرو۔ بلکہ اس کا طریق یہ ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کرو۔ تاکہ خدا تعالیٰ
قیامت کے روز۔ اس شخص کو تم سے خوش کر دے گا۔

حاصل کلام یہ ہے۔ کہ جہاں تک ہو سکے۔ ان لوگوں کو راضی کر لو۔ جن کی تم
نے حق تلفی کی ہے۔ اگر ایسا نہ ہو سکے تو حق تعالیٰ کی طرف صدق اور عاجزی کے
ساتھ رجوع کرو۔ تاکہ وہ قیامت کے دن۔ ان کو تم سے خوش کر دے۔ اور خدا تعالیٰ
کے فضل و کرم سے امید قوی ہے۔ کہ جب وہ بندے کے صدق کی عملی حالت
دیکھ لے گا۔ تو وہ اس سے اس کے حق خواہوں کو اپنے خزانہ رحمت سے
خوش کر دے گا۔

جب تم نے ان بیان کردہ مسائل پر عمل کر لیا۔ اور گناہوں کی ترک پر اپنے
دل کو قائم کر لیا۔ تو سب گناہوں سے پاک ہو گئے۔ اور اگر گناہوں کی ترک اور
توبہ کا ارادہ کیا۔ اور گزشتہ کی قضا نہ کی۔ اور حق خواہوں کو خوش نہ کیا۔ تو ضرور
قیامت کو پوچھا جائے گا۔ اور باقی گناہ بخشے جائیں گے۔ اور اللہ ہی توفیق
دینے والا ہے۔

(فصل)

اس بات کو یقین کر لو کہ توبہ کی گھائی نہایت سخت اور بڑی مہم اور نہایت
ہی خطرناک ہے۔ یہاں تک کہ روایت بیان کرتے ہیں۔ کہ حضرت ابواسحاق سفرائی
رحمۃ اللہ علیہ۔ جو کہ منجملہ مشائخین سے ہیں۔ آپ بیان فرماتے ہیں۔ کہ میں تین سال

تک خدا تعالیٰ سے توبہ انصوح بابت دعا مانگتا رہا۔ میری دعا قبول نہ ہوئی۔ میں نے ایک وقت بطور تعجب عرض کی۔ سبحان اللہ تیس سال گزرے ایک ہی مراد مانگی تھی۔ وہ بھی پوری نہ ہوئی۔ پھر میں نے خواب میں دیکھا کہ ہاتف غیب کہہ رہا ہے۔ تم تعجب کرتے ہو! اور نہیں جانتے ہو کہ کیا مانگتے ہو! یہ چاہتے ہو کہ خدا تعالیٰ تم کو اپنا دوست بنائے؟ حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ **إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ** (یقیناً اللہ تعالیٰ پاک بندوں کو اور توبہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے) میرے پیارے! غور کر کہ ان بزرگوں کو دین کے کام اور دل کی اصلاح۔ اور زاو راہِ آخرت کے لئے کس قدر اہتمام تھا۔

توبہ نہ کرنے سے یہ نقصان ہے۔ کہ گناہ کی ابتداء دل کی سختی اور سیاہی ہے۔ اور گناہ کا اخیر کفر اور بے نصیبی ہے۔ پناہ بخداوند تعالیٰ۔ ہوشیار رہو! اور حکایت ابلیس اور بلعم با عور کی مست بھولو! کہ ان کے کام کا اول گناہ تھا۔ اور آخر کفر تھا۔ لہذا ہلاک ہونے والوں کے ساتھ ہی ابد الابد تک ہلاک ہو گئے۔ بنا برین تم بیدار رہو! اور کوشش کرو! تاکہ اپنے دل سے گناہوں پر اصرار کے تقاضے کا قلع و قمع کر ڈالو۔

صالحین میں سے ایک بزرگ ارشاد فرماتا ہے۔ کہ دل کی سیاہی گناہوں سے ہے۔ اور سیاہی دل کی یہ علامت ہے۔ کہ تم گناہ کرنے سے نہ ڈرو گے۔ اور عبادت میں لذت نہ پاؤ گے۔ اور اگر نصیحت سُنو گے۔ تو دل پر اثر نہ پاؤ گے اور تم پر لازم ہے۔ کہ کسی گناہ کو ادنیٰ درجہ کا نہ جانو۔ اور ایسا بھی ہوتا ہے۔ کہ توبہ نہ کرنے کی صورت میں گناہ کبیرہ پر اصرار ہوتے لگتا ہے۔

حضرت کھمش بن حسن رضی اللہ عنہ جو ابدالان وقت میں سے تھے۔ ان سے روایت ہے۔ کہ انہوں نے فرمایا۔ میں نے ایک گناہ کیا۔ اور اس پر روتے کو چالیس سال گزر گئے ہیں۔ حاضرین نے عرض کی۔ کہ وہ گناہ کیا ہے۔؟ فرمایا کہ ایک بھائی میری ملاقات کو آیا۔ میں نے اس کے لئے ایک چھٹی خریدی۔ اور ہاتھ دھونے کے وقت۔ میں نے پھوڑی مٹی ہمسائے کی دیوار میں سے لی۔ اور ہاتھ دھو لئے۔ میں اسی روز سے پشیمان ہوں کہ نالک دیوار کی اجازت کے بغیر

میں نے مٹی لی۔ اور اس پر تصرف کیا۔ یہ مجھ سے گناہ سرزد ہوا ہے۔
 اور بیان کرتے ہیں۔ کہ ایک شخص کو ایک مکان میں رہنا تھا۔ اسے خط
 لکھا اور چاہا کہ اس گھر کی دیوار کی مٹی سے خط کو خشک کرے۔ پھر اس کے دل میں
 خیال آیا۔ کہ یہ مکان کس کا ہے؟ اس طرح خط کو خشک کرنا اچھا ہے؟ پھر خیال آیا
 معمولی بات ہے۔ اس کی کیا وقعت ہے؟ پھر خط پر مٹی کو چھڑک لیا۔ ہاتھ غیبی
 آواز دی۔ سَيَعْلَمُ الْمُسْتَجِلُّ مِنَ التُّرَابِ مَا يُبْقِي غَدًا مِنْ حُلُولِ الْحِسَابِ
 (مٹی کے جائز کرنے والے کو جلدی معلوم ہو جائیگا! کہ تیار کیے دن کتنے سوخت حساب
 میں ڈالا جائے گا!) لہذا میرے پیارے! غفلت نہ کر! اپنے نفس کے ساتھ
 حساب کر! اور توبہ کرنے میں جلدی کر! کیونکہ موت چھپی ہوئی ہے۔ اور دنیا فریب
 دینے والی ہے۔

حضرت آدم علیہ وعلی نبینا الصلوٰۃ والسلام کی حالت یاد کر خدا ان کو اپنی
 قدرت کے ہاتھ سے پیا کیا۔ اور بہشت میں داخل کیا۔ انہوں نے صرف ایک گناہ
 کیا۔ پھر ان کے ساتھ جو ہونا تھا سو ہوا۔ روایت کرتے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ نے
 دریافت کیا۔ کہ آدم! میں تیرا کیا ہمسایہ تھا؟ عرض کی میرے رب! بہت اچھا
 ہمسایہ۔ فرمایا۔ آدم! میری ہمسائیگی سے نکل جا۔ تاج کرامت اپنے سر سے اتار
 ڈال۔ میرا نافرمان میری ہمسائیگی میں نہیں رہ سکتا ہے۔ بیان کرتے ہیں۔ کہ اپنے
 گناہ پر چالیس سال روئے۔ پھر خدا تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول کی۔ اور ایک گناہ
 بخشا۔ یہ حال پیغمبر گزیدہ خدا کا ہے۔ جس نے ایک گناہ سے زیادہ نہیں کیا،
 دوسرے لوگوں کا کیا حال ہے؟ کہ جن کے گناہ بے شمار ہیں۔ یہ حال ایسے شخص کا
 ہے۔ جو چالیس سال رویا۔ اور توبہ کی۔ اور ایسے شخص کا کیا حال ہے۔ کہ جو گناہوں
 پر اصرار کرنے والا ہے۔ اور اگر توبہ کرتا ہے۔ تو توبہ شکنی کرتا ہے۔ پھر گناہ کرتا ہے
 پھر توبہ کی حالت میں اپنے نفس کو کتا ہے۔ کہ شاید پھر گناہ کر کے۔ میں مروں گا۔
 اسی طرح دو بار تین بار چار بار۔

جتنی بار کہ گناہ کرو۔ توبہ کرو۔ گناہ کرنے کی نسبت توبہ کرنے میں عاجز نہ

بنو۔ اور شیطانوں کے منع کرنے سے توبہ سے نہ روکو۔ تم نے سنا نہیں؟ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ تم میں سے بہتر آدمی وہی ہے۔ جو بہت گناہ کرتا ہے۔ اور بہت توبہ کرتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کے فرمان کو یاد کرو۔ وَمَنْ تَجَمَّلَ بِسُوءٍ أَوْ بَطَّلَ نَفْسَهُ ثُمَّ لَيْسَتْ عَفْوُ اللَّهِ بِحَسْبِهِ مِمَّا هُوَ رَجُوهُ شَخْصٌ بَدِي كَرْتَا هِيَ۔ یا اپنی جان پر ظلم کرتا ہے۔ پھر اللہ سے معافی مانگتا ہے۔ وہ شخص اللہ کو بخشنے والا مہربان پائے گا اور اللہ ہی تو فیق دینے والا ہے *۔

(فصل)

حاصلِ حکامِ توبہ کے باب میں یہ ہے۔ جب تم نے گناہوں کی ترک پر ارادہ مستحکم کر لیا۔ کہ خدا تعالیٰ نے تمہارے دل سے جان لیا۔ کہ آئندہ گناہ نہ کرو گے اور تم نے حق خواہوں کو بقدر امکان خوش کر لیا۔ اور حتی المقدور فوت شدہ فرائض کو قضا کر لیا۔ اور باقی عمر خدا تعالیٰ کی درگاہ میں عاجزی سے گزارنے لگا۔ لہذا غسل کر کے پاک ہو۔ اور کپڑے پاک پہن۔ اور چار رکعت نماز حضورِ دل سے گزار۔ پھر اپنا چہرہ زمین پر خالی جگہ رکھ۔ اور سوائے خدا تعالیٰ کے۔ دوسرا آدمی تم کو نہ دیکھے۔ سر پر خاک ڈالو۔ اور اپنا سر اور چہرہ خاک میں ملو۔ چشم گریاں اور دل بریاں سے بلند آواز کے ساتھ۔ عمر بھر کے گناہ ایک ایک کر کے اپنی زبان پر لاؤ۔ اور اپنے نفس کو ملامت کرو۔ کہ اے نفس! کیا توبہ کا وقت نہیں آیا ہے اور خدا کی طرف رجوع نہیں کرنا ہے؟ یا خود تجھ میں طاقت ہے کہ خدا تعالیٰ کے عذاب پر صبر کر سکے گا؟ یا تیرے پاس کوئی ایسی چیز ہے۔ کہ جو عذاب کو روکے گی۔ اس قسم بہت سے کلمات بیان کرو۔ اور دونوں ہاتھ اٹھاؤ۔ اور خدا کے ساتھ سر گوشی کرو۔ کہ میرے خدا! عاجز بندہ تیرے دروازے پر آیا ہے۔ الہی گنہگار بندہ۔ عذر میں توبہ پیش کرتا ہے۔ اس کو معاف کر۔ اور اپنے فضل سے اور نظر قبول سے میری طرف دیکھ۔ اے رب! مجھے کو بخش۔ اور میرے تمام گزشتہ گناہوں سے درگزر کر۔ اور میری باقی عمر میں مجھ کو گناہوں سے بچا۔ کیونکہ تمام بھلائی تیرے ہی قبضہ قدرت میں ہے۔ اور تو ہی بخشنے والا

ہے۔ پھر یہ دعا مانگو اللھم یا مجھ کی عطا ئم الامور یا منھنی اھمۃ المؤمنین
یا من اذا اراد شیئاً ان یقول لہ کون فیکون۔ احاطت بنا ذنوبنا
انت المدخود طہا۔ یا مدخوؤرا لکل شدۃ۔ کنت ادخراک لھذا
الساعۃ فنب علی انک انت التواب الرحیم (اے خدا! بڑے بڑے
کاموں کو ظاہر کرنے والے۔ اے نہایت مقصود ہمت ہمت تمام ہمت والوں کے۔
اے وہ ذات! کہ جب کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے۔ تو اس کو کہتا ہے کہ ہو جا۔ پس ہو
جاتی ہے۔ ہمارے گناہ بہت بڑھ گئے۔ تو ہی ذخیرہ کیا گیا ہے۔ اے تمام سختیوں
کے لئے ذخیرہ کئے گئے۔ میں اس ساعت میں تجھی کو ذخیرہ کرتا ہوں۔ میری توبہ
قبول کر۔ تو ہی تو توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے)۔

پھر بہت سی گریہ اور زاری کرو اور یہ دعا مانگو۔ یا من لا یسئلک
ستم عن ستم۔ یا من لا یغلطک کثرۃ المسائل۔ یا من لا یومد الخا ح
الملحین۔ ولا تصیرک مسئلۃ السائلین۔ اذقنا برد عقیقک و
حلاوۃ رحمۃک۔ انک علی کل شیء قدیور۔
ترجمہ (اے وہ ذات! کہ جس کو ایک چیز کا سنا دوسری چیز کے سننے سے
نہیں روکتا ہے۔ اے وہ ذات! کہ جس کو سوالوں کی کثرت غلطی میں نہیں ڈالتی ہے
اے وہ ذات! کہ جس کو دل کی فریادیں تنگ نہیں کرتی ہیں۔ اور سائلوں کا سوال
سختی میں نہیں ڈالتا ہے۔ ہم کو اپنی معافی کی ٹھنک اور اپنی رحمت کی شیرینی کا
مزا چکھا۔ یقیناً توبہ ایک چیز پر قادر ہے)۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پر درود شریف بھیجو۔ اور رب
مسلمانوں کے لئے بخشش مانگو۔ اور عبادت میں مشغول ہو جاؤ۔ کہ تم نے توبہ نصوح
کی ہے۔ اور رب گناہوں سے نکل کر پاک ہو گئے ہو۔ جیسے کہ آج اپنی مادر کے شکم
سے پیدا ہوئے ہو۔ اور خدا تعالیٰ نے تم کو اپنا دوست بنا لیا ہے۔ اور تم کو بہت
اجر اور ثواب حاصل ہوا۔ اور تم پر برکت اور رحمت اس قدر نازل ہوئی ہے۔
کہ کوئی شخص اس کی صفت بیان نہیں کر سکتا ہے۔ اور تم نے دنیا اور آخرت کی
بلا اور عذاب سے نجات پائی۔ اور تم نے خدا تعالیٰ کی توفیق اور بار سے اس توبہ

کی گھائی کو بھی طے کر لیا ہے۔ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ ﴿۱﴾
(اور نہیں ہے باز رہنا گناہ سے اور نہ طاقت نیکی کی مگر ساتھ توفیق اللہ برتر بزرگ
کے) ﴿۱﴾

(تیسری گھائی رکاوٹوں کی ہے)

طالبِ عبادت! توبہ کی گھائی کے بعد۔ تم پر لازم ہے۔ کہ مانعات اور رکاوٹوں
کی گھائی کو طے کرو۔ تاکہ تمہارے لئے عبادت میں استقامت حاصل ہو۔ اور اہل
تحقیق بیان کرتے ہیں۔ کہ عابد کو عبادت کی راہ میں چار طرح کی رکاوٹیں پیش آتی ہیں ﴿۱﴾
پہلی رکاوٹ عبادت کی راہ میں دُنیا ہے۔ اُس کی ترک یہی ہے۔ کہ اس سے
دُور رہو۔ اور اس میں زہد کرو۔ اور تمہارے لئے دُنیا کی ترک دو سببوں کی وجہ
سے ضروری ہے ﴿۱﴾

پہلا سبب یہ ہے۔ کہ عبادت میں استقامت ہو۔ کیونکہ دُنیا کی رغبت عبادت
سے مانع ہے۔ اس واسطے کہ اگر تمہارا ظاہر دُنیا کی طلب میں مشغول ہو۔ اور تمہارا
باطن اُس کی ارادت میں ہو۔ تو عبادت کیسے کر سکتے ہو؟ دل ایک ہے۔ جب
ایک چیز کی طرف مشغول ہوگا۔ تو دوسری چیز کی طرف مشغول نہ ہوگا۔ اور نیز یہ
بھی ہے۔ کہ دُنیا اور آخرت کی مثال دو سو کونوں کی ہے۔ جب ایک کو راہنی کر دو گے
تو دوسری ناراض ہو جائے گی۔ اس طرح کہ ایک کے نزدیک ہو گے۔ تو دوسری سے
دُور ہو جاؤ گے۔ اور بات یہ ہے کہ دُنیا اور آخرت۔ مشرق اور مغرب کی طرح
ہے۔ ایک طرف جاؤ گے۔ تو دوسری طرف سے دُور ہو جاؤ گے۔ دُنیا کا ظاہر
طور پر عبادت سے روکنا خود ظاہر ہے ﴿۱﴾

اور حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے
ارشاد فرمایا کہ میں نے چاہا۔ کہ عبادت اور تجارت کو جمع کروں۔ لیکن جمع نہ کر سکا۔
لہذا صرف عبادت کرنے لگا۔ اور تجارت کو ترک کر دیا ﴿۱﴾
اور حضرت امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے
ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ کہ دُنیا اور آخرت اگر کسی کے لئے جمع ہو تیں تو میرے لئے

حج ہوتیں۔ اس قوت کے باعث کہ جو خدا تعالیٰ نے مجھ کو عنایت کی ہے۔
 جب ایسا حال ہے۔ تو فانی میں نقصان اٹھانا بہتر ہے دنیا اور دل کی
 مشغولی عبادت سے اس واسطے مانع ہے۔ کہ جب دل چاہے گا۔ دنیا میں مشغول
 ہو جائے گا۔ عبادت میں کیسے لگے گا؟ جیسے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ
 وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ جس نے آخرت کو چاہا اس نے دنیا کا نقصان کیا۔
 اور جس نے دنیا کو چاہا۔ اس نے آخرت کا نقصان کیا! لہذا باقی کو فانی پر
 اختیار کرو۔

تمہیں یہاں سے معلوم ہو گیا ہو گا۔ کہ جب ظاہر دنیا میں مشغول ہو۔ اور باطن
 اس کی ارادت میں۔ تو اس طرح عبادت کرنا سہل نہیں ہے۔ اور اگر دنیا کو ترک کرو
 اور ظاہر اور باطن میں اس سے دست بردار ہو جاؤ۔ تو عبادت نہایت آسانی کے
 ساتھ کر سکتے ہو۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت بیان فرمائی ہے
 کہ جب بندہ دنیا کو ترک کرتا ہے۔ تو اس کا دل حکمت سے روشن ہوتا ہے۔ اور اس
 کے اعضا عبادت کے کام میں مدد کرتے ہیں۔

دوسرا سبب دنیا کو ترک کرنے کا یہ ہے۔ کہ تمہارے عمل کی قیمت بڑھ
 جائے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ جو شخص
 عالم زاہد تارک دنیا ہے۔ اس کی دو رکعت نماز خدا تعالیٰ کے نزدیک۔ قیامت
 تک کے تمام عبادوں کی عبادت سے۔ محبوب اور پسندیدہ ہے۔
 جب ترک دنیا کی صورت میں عبادت کا یہ مرتبہ ہے۔ تو طالب عبادت پر
 واجب ہے کہ دنیا کو ترک کرے۔

سوال اگر تم یہ دریافت کرو کہ دنیا میں زہد کا کیا مطلب ہے؟
 جواب اہل علم کے نزدیک زہد دو قسم پر ہے۔ زہد اختیاری۔ اور زہد
 غیر اختیاری۔ زہد اختیاری میں تین چیزیں ہیں۔

(۱) جو دنیاوی چیز پاس نہیں ہے۔ اس کی طلب ترک کرے۔ (۲) دنیا کی چیز
 جو پاس ہے۔ اس کو دور کرے۔ (۳) اپنے باطن سے دنیا کی طلب کو ترک کرے۔

زہد غیر اختیاری یہ ہے کہ دنیا کی طرف سے۔ دل بالکل سرو ہو جائے۔ زہد اختیاری
 زہد غیر اختیاری کی ابتدا ہے۔ جب بندہ۔ زہد اختیاری بجالائے۔ یعنی نیت
 کی طلب نہ کرے۔ اور موجود کو دور کرے۔ اور دل سے طلب کو ہٹائے۔ تو زہد
 غیر اختیاری حاصل ہوتا ہے۔ یعنی اس کا دل۔ دنیا سے بالکل سرو ہو جاتا ہے۔ میرے
 نزدیک زہد حقیقی یہی ہے۔ ان تینوں میں مشکل۔ دنیاوی محبت کا دل سے نکالنا ہے
 کیونکہ بہت سے لوگ بظاہر تارک دنیا ہیں۔ اور باطن میں اس کے محبت ہیں۔ اور
 مقصود یہی ہے۔ کہ دنیا کی محبت باطن میں نہ رہے۔

تم نے سنا نہیں! کہ حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ
 نَجَّهَاهَا لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَلَا فَسَادًا
 وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ ہم نے بہشت انہی لوگوں کے واسطے بنایا ہے
 کہ جو زمین پر فخر اور فساد نہیں چاہتے ہیں۔ اور نیکیوں کی عاقبت کی پرہیزگاروں کے
 واسطے ہے) اس آیت میں سعادت آخرت کا دار و مدار۔ نفی طلب دنیا پر رکھا
 ہے۔ نہ کہ طلب دنیا پر۔

مطلب یہ ہے۔ کہ دنیا کی طلب دل سے دور ہو۔ اور جب بندہ ان
 دو چیزوں پر ہو رہتا ہے۔ تو خدا تعالیٰ توفیق عنایت کرتا ہے۔ کہ دنیا کی طلب بھی دل
 سے نکل جائے۔ ترک دنیا پر یہ چیزیں باعث ہیں۔ کہ دنیا کی آفات اور عیبوں
 کو یاد کرے۔ اور دنیا کی آفات اور عیبوں کے بیان میں مشائخین رحمۃ اللہ علیہم
 نے بہت سا ذکر کیا ہے۔

ازاں جملہ یہ ہے۔ کہ ایک بزرگ نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ میں نے دنیا
 کو اس کی بے اعتباری اور کثرتِ خست اور سرعتِ فنا اور شریکوں کی تنگدلی
 کے باعث ترک کر دیا ہے۔ میرے شیخ نے اس تقریر پر ارشاد فرمایا ہے۔ کہ
 اس بات سے دنیا کی رغبت کی بولتی ہے۔ کیونکہ جو شخص کسی کے فراق کی شکایت کرتا
 ہے۔ وہ اس کے وصال کو چاہتا ہے۔ اور جو کوئی شخص کسی چیز کو اس کے شریکوں
 کی مزاحمت کے باعث ترک کرتا ہے۔ اگر مزاحمت نہ ہو تو قبول کرے گا۔ لہذا پوری
 تقریر دنیا کی بڑائی میں یہ ہے۔ کہ جو میرے پیرو مشائخین رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا

ہے۔ کہ دُنیا خدا تعالیٰ کی دشمن ہے۔ اور تم اس کو دوست رکھتے ہو۔ جو کوئی کسی کے ساتھ محبت رکھتا ہے۔ اس کے دشمن کو بھی دشمن جانتا ہے۔ اور یہ بھی ارشاد فرمایا ہے۔ کہ دُنیا مردار ہے۔ جو خوشبو اور زینت سے آراستہ ہے۔ غافل لوگ اس کے ظاہر پر دھوکہ کھاتے ہیں۔ اور عقل والے ترک کرتے ہیں۔

سوال دُنیا میں زہد کی بابت کیا حکم ہے؟ فرض ہے یا مستحب ہے؟

جواب زہد حلال میں ہوتا ہے اور حرام میں ہوتا ہے۔ حرام میں فرض اور حلال میں مستحب ہے۔ حرام چیز میں زہدان لوگوں کے لئے ہے۔ کہ جن کو عبادت میں استقامت حاصل نہیں ہے۔ بمنزلے مردار کے ہے۔ کہ جس کے کھانے پر اقدام نہیں کرتے ہیں۔ مگر ضرورت کے وقت۔ اس قدر کہ اس سے ضرر کا دفعیہ ہو جائے اور حلال چیز میں زہد ابداً ان رحمتہ اللہ علیہم کے واسطے حاصل ہے۔ کہ حلال چیز ان کے نزدیک بمنزلہ مردار کے ہے۔ اسی قدر کھاتے ہیں۔ کہ جس کے بغیر چارہ نہیں ہے۔ اور حرام چیز ان کے نزدیک بمنزلہ آتش کے ہے۔ کہ اس کے کھانے کا خیال کسی حالت میں بھی ان کے دل میں نہیں گذرتا ہے۔ دُنیا پر دل کے سرد ہونے کا یہی مطلب ہے۔ یعنی اپنی ہمت کامل طور پر۔ دُنیا کی طلب سے قطع کرے۔ اس سے نفرت ہو۔ اور ناپاک جانے۔ اس طرح پر کہ اس کے دل میں۔ دُنیا کی خواہش اور رغبت قطع نہ کرے۔

سوال اگر کہو کہ یہ کس طرح ممکن ہے۔ کہ دنیا باوجود اس قدر لذتوں اور خواہشوں

کے۔ اس کا حرام ہونا جیسا ہو؟ اور اس کا حلال مردار جیسا ہو؟

جواب اس بات کو جان لو کہ جس کو خدا تعالیٰ توفیق عنایت فرماتا ہے۔

اور اس کو دُنیا کی بربادی اور آفات کا علم دیتا ہے۔ اس کے نزدیک ایسا ہی ہوتا ہے جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے۔ اور اس بات پر وہی لوگ تعجب کرتے ہیں۔ کہ جو دین کے عجیب اور اس کی آفات دیکھنے سے اندھے ہیں۔ اور ظاہر دُنیا کا دیکھ کر دھوکہ کھاتے ہیں۔ یہاں پر ہم ایک مثال حسب حال تحریر کرتے ہیں۔ تاکہ تم اچھی طرح سمجھ جاؤ!

سنو! اس کا بیان اس شخص کے مشابہ ہے۔ جس نے کہ نہایت عمدہ حلوا سونے

اور چاندی کے ورق ڈال کر بنایا اور اس میں پورے اجزا ابادام۔ شکر پستہ۔ موز اور خوشبو کے لئے زعفران وغیرہ ڈالے۔ پھر اس میں پوشیدہ طور پر زہر قاتل ملا دی۔ ایک

شخص نے اس فعل کو دیکھ لیا۔ اور دوسرے نے نہ دیکھا۔ پھر حلو اہلانے والے نے یہ حلو ایسے شخص کے سامنے رکھا۔ کہ جس شخص کو زہر ملائے کا علم ہے۔ یہ شخص اس حلو کی طرف رغبت نہ کرے گا۔ اور اس کے دل میں ہرگز خیال نہ آئے گا۔ کہ کسی حالت میں بھی اس حلو سے کچھ نہ کچھ کھائے۔ اور یہ حلو اس کے نزدیک چلانے والی آگ ہے۔ بلکہ اس سے بھی سخت ہے۔ کیونکہ وہ آفت پر مطلع ہے۔ اور کسی طرح بھی حلو کی ظاہری حالت اور اس کی زہریت پر فریفتہ اور شیدا نہ ہوگا۔ لیکن یہ مسکین بیچارہ دوسرا شخص کہ جو زہر ملائے پر مطلع نہیں ہے۔ حلو کی ظاہری حالت دیکھ کر اس پر گر پڑے گا۔ اور نہایت رغبت کے ساتھ کھائے گا۔ اور دوسرے شخص پر ہیز کرنے والے کو طعن و تشنیع کرے گا۔ اور کہے گا۔ کہ ایسے لطیف حلو سے کیوں پرہیز کرتے ہو؟ شاید کہ ویوانے شیطانی ہو؟ یہ مثال دنیا کے حرام کی اہل بصیرت اور جاہلوں کے نزدیک ہے۔

اسی طرح حلوئے مذکور میں اگر بجائے زہر قاتل کے۔ ناک سنک کر اس میں سے آلائش نکال کر ملا دی جائے۔ تو جس شخص نے اس فعل کا مشاہدہ کر لیا ہے اس کے نزدیک یہ حلو انکار وہ ہوگا۔ اور اس کی طبیعت اس سے نفرت کرے گی۔ اور اس پر ہرگز ہاتھ نہ ڈالے گا۔ مگر نہایت ہی سخت بھوک کے وقت۔ اور وہ دوسرا آدمی کہ جو بے خبر ہے۔ اس حلو کے کو نہایت ہی رغبت اور خواہش کے ساتھ کھائے گا۔ یہ دنیا کے حلال کی مثال اہل بصیرت اور استقامت اور اہل رغبت اور غفلت کی ہے۔ یہ دو شخصوں کا حلال ہے۔ جو طبعی طور پر برابر یا مختلف ہیں۔ باعتبار علم اور بے خبری کے کہ جو اس حلو سے کے متعلق ہے۔ اگر جاہل کو بھی علم ہوتا جیسا کہ عالم کو ہے۔ تو اسی طرح زہر کرتا جیسے کہ اس نے کیا ہے۔ اور اگر عالم بے خبر ہوتا جیسے کہ جاہل بے خبر تھا۔ تو وہ بھی نہایت رغبت کے ساتھ حلو سے کو کھالیتا۔ جیسے کہ جاہل نے کھالیا تھا۔ لہذا تم کو یہاں سے معلوم ہو گیا۔ کہ تمیز دل میں ہے۔ عادت میں نہیں ہے۔ یہ بات ظاہر اور نہایت ہی مفید اصل ہے۔ جس شخص کو عقل اور انصاف سے حصہ ہے۔ وہ اس بات کا اقرار کرے گا۔

سوال اگر یہ دریافت کرو کہ دُنیا کی کچھ نہ کچھ مقدار لئے بغیر چارہ نہیں ہے۔ کیونکہ وہ نفس کی طاقت کا باعث ہے۔ پھر میں زہد کس طرح کروں؟

جواب اس بات کو جان لو کہ زہد فضول چیزوں میں ہے۔ جن کی کمزوری زندگی میں حاجت نہیں ہے۔ کیونکہ زندگی دُنیا میں اسی قدر مضبوطی اور طاقت کی ضرورت ہے۔ کہ جس کے ذریعہ خدا تعالیٰ کی عبادت کر سکیں۔ نہ کہ کھانا اور پینا اور محض لذات کا حاصل کرنا۔ اور اگر خداوند کریم چاہے تو کسی چیز کی طاقت دے اور اگر چاہے تو بغیر کسی چیز کی طاقت عنایت فرمائے۔ جیسے کہ فرشتوں کو طاقت عطا فرمائی ہے۔ جب اس طرح ہے۔ تو خدا چاہے۔ تو ان چیزوں کے ساتھ طاقت عنایت فرمائے جو تمہارے پاس نہ دیک اور موجود۔ اور تمہاری طلب اور کسب میں ہیں۔ اور اگر چاہے۔ تو طاقت ایسی چیز سے عطا فرمائے کہ جو خدا کے پاس ہے۔ اور تمہیں ایسی جگہ سے پہنچائے۔ کہ تم کو شش اور طلب کرنا بھول جاؤ۔ جیسے حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ (اور جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے۔ اللہ اس کو سب طرح کی بندشوں سے نکالتا ہے۔ اور اس کو ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے۔ کہ جو اس کے خیال میں بھی نہیں ہے) جب یہ حال ہے۔ تو کسی وقت بھی رزق کے طلب کرنے کی حاجت نہیں ہے۔ اور اگر تمہاری رسائی یہاں تک نہیں ہے۔ اور طلب ہی کرنے کی نیت ہے۔ تو اس قدر طلب کرو کہ جتنا رزق عبادت الہی میں تقویت دے۔ نہ اس قدر کہ شہوت اور لذت حاصل کرو۔ اگر اس نیت سے دُنیا میں رہو۔ تو یہ تمہارے لئے بھلائی ہے۔ اور تمہارے زہد میں بھی رکاوٹ نہ ہوگی۔

دوسری رکاوٹ مخلوق کی ہے۔ طالب عبادت خدا! پھر تم پر لازم ہے کہ مخلوق کے میل ملاپ سے کنارہ کشی کرو۔ یہ دو چیزوں کے باعث ہے۔ (۱) ایک تو یہ ہے کہ لوگ عبادت کرنے سے روکتے ہیں۔

ذکر کرتے ہیں کہ ایک نے مشائخ ان طریقت میں سے بیان کیا ہے۔ میں ایک جماعت پر گذرا کہ جو تیر چلاتے تھے۔ اور ایک شخص ان میں سے دوڑ بیٹھا ہوا تھا۔ میں نے چاہا کہ اس کے ساتھ بات کروں۔ اس نے جواب دیا کہ مسیکہ زہد ایک خدا کا ذکر بہتر ہے۔ میں نے سوال کیا کہ تم تنہا کیوں بیٹھے ہو؟ اس نے جواب دیا کہ میرے

ساتھ میرا پروردگار اور دو فرشتے ہیں۔ میں نے سوال کیا کہ جماعت میں سبقت والا کون ہے؟ جواب دیا جس کو کہ خدا تعالیٰ نے بخشا ہے۔ میں نے پوچھا کہ کونسا راستہ ہے؟ اس نے اپنے دائرے ہاتھ سے آسمان کی طرف اشارہ کیا۔ اٹھا اور چل دیا۔
 اسی طرح آدمی کو مخلوق عبادت سے روکتی ہے۔ اسی پر کفایت نہیں ہے۔ بلکہ مخلوق تباہی اور نافرمانی میں ڈالتی ہے۔ جیسے کہ حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ سے حکایت کرتے ہیں۔ آپ نے بیان فرمایا۔ کہ میں نے مخلوق سے پانچ چیزیں طلب کیں اور نہ پائیں میں نے طاعت اور زہد طلب کیا اور نہ پایا۔ میں نے کہا اچھا! میری طاعت اور زہد پر مدد کرو۔ انہوں نے نہ کی۔ میں نے کہا اچھا! جب میں طاعت اور زہد کروں تو مجھ سے راضی رہو! وہ راضی بھی نہ رہے۔ میں نے کہا اچھا! مجھ کو طاعت اور زہد سے منع نہ کرو وہ منع کرنے لگے۔ میں نے کہا اچھا! جس پر خدا راضی نہیں ہے۔ مجھ کو اس پر نہ بلاؤ۔ اور اگر نہ کروں تو میرے ساتھ عداوت نہ کرنا۔ انہوں نے مجھ سے عداوت کی۔ آخر میں نے سب کو ترک کیا۔ اور اپنے آپ میں مشغول ہوا۔

میکر دینی برادر! اس بات کو جان لو۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے گوشہ نشینی کے زمانوں کی صفت اور اس کے اہل کی شرح اچھی طرح سے بیان فرمائی ہے۔ اور مخلوق سے جدا رہنے کا بیان کر دیا ہے۔ اس بات میں کوئی شک نہیں ہے۔ کہ آنحضرت ہماری مصلحتوں کو خوب جانتے ہیں۔ اور آپ ہمارے لئے ہم سے زیادہ ناصح شفیق ہیں۔ جب زمانے کی وہ صفت پاؤ جو آپ نے بیان فرمائی ہے۔ تو آپ کا حکم بجا لاؤ اور حضور کی نصیحت قبول کرو۔ اور اس بات میں شک نہ کرو۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سب لوگوں سے زیادہ دانا ہیں۔ اور اس زمانے کی ہماری مصلحتوں کو اچھی طرح جانتے تھے۔ یہودہ عذر کر کے اپنے آپ کو نقصان میں نہ رکھو۔ تاکہ ہلاک ہونے والوں میں سے نہ ہو جاؤ۔

اور جو کچھ آپ نے ارشاد فرمایا ہے یہ ہے۔ کہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہم نے بیان کیا ہے۔ کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا۔ کہ آپ نے فتنے کا ذکر کیا۔ اور ارشاد فرمایا۔ کہ جب تم لوگوں کو دیکھو۔ کہ اپنے غمخوڑوں سے پھر گئے۔ اور امانتوں میں خیانت کرنے لگے؟ میں نے عرض کی۔ کہ اے رسول خدا!

اللہ مجھ کو آپ پر قربان کرے۔ میں اُس زمانے میں کیا کروں؟ فرمایا کہ اپنے گھر میں رہو اور اپنی زبان کی حفاظت رکھو۔ جو کچھ جانتے ہو اس پر عمل کرو۔ اور جو کچھ نہیں جانتے ہو۔ اُس کو ترک کرو۔ اور اپنا کام کرنا۔ اور دوسرے کے کام کو ترک کرنا۔

اور دوسری حدیث شریف میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و صحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ وہ ہرج کے دن ہوں گے۔ صحابہ نے عرض کی کہ ہرج کے دن کیا ہیں؟ فرمایا کہ ایسا زمانہ ہے۔ کہ لوگ اپنے ہمتیوں سے امن میں نہ ہوں گے۔ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ دوسری روایت آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و صحابہ وسلم سے بیان کرتے ہیں۔ کہ آپ نے حارث بن عمر کو فرمایا کہ اگر تمہاری عمر پلاز ہوئی تو تم پر ایک زمانہ آئے گا۔ اُس زمانے میں واعظ بہت ہوں گے۔ اور اعمال کم۔ اور سائل بہت ہوں گے۔ اور دینے والے کھوڑے۔ اُس زمانے میں جہاں کو حرص کھینچنے لئے پھرے گی۔ میں نے عرض کی کہ وہ دن کب آئے گا؟ فرمایا کہ جن دن نماز کو ترک کریں گے۔ اور دین کو کھوڑے سامان دنیاوی کے عوض فروخت کرینگے۔ دور رہ اے نیک بخت! اُس زمانے سے دور رہ۔

میں بیان کرتا ہوں کہ جو کچھ ان احادیث میں وارد ہے۔ میں نے اپنے زمانے میں اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ہے۔ لہذا اچھی طرح سے غور کرو کہ تم کو کیا کرنا چاہئے۔ اور سلف صالحین رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اپنے اپنے زمانے میں اہل زمانہ سے دور رہنے پر اتفاق کیا ہے۔ اور گوشہ نشینی کو اختیار کیا ہے۔ اور گوشہ نشینی کا حکم دیا ہے۔ اس بات میں کوئی شک نہیں ہے۔ کہ وہ لوگ ہم سے زیادہ دانا اور زیادہ سمجھدار تھے اور ان کے بعد زمانہ بہتری پر نہیں آیا ہے۔ بلکہ ان کے وقت سے آگے کو۔ اور زیادہ تباہی بڑھتی گئی ہے۔

حضرت یوسف بن اسباط رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہے۔ کہ آپ فرماتے تھے۔ قسم بخدا کہ جس کے سوا دوسرا خدا نہیں ہے۔ اس زمانہ میں گوشہ نشینی حلال ہو گئی ہے۔ اور میں کہتا ہوں۔ کہ اگر زمانہ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ میں گوشہ نشینی حلال ہوئی تھی تو ہمارے زمانے میں واجب اور فرض ہو گئی ہے۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے خاصانِ خدا کی طرف خط لکھا کہ تم اس زمانے میں ہو۔ کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس زمانے کو پانے سے پناہ مانگتے تھے۔ اور ان کو وہ علم تھا کہ جو ہم کو نہیں ہے۔ تو ہمارا حال کیا ہوگا؟ کہ اس زمانے میں ہم بھڑے علم اور بھڑے صبر کے ساتھ اور ذکر کے ساتھ موجود ہیں۔ لوگوں میں بہت سانس اور بڑھ گیا ہے اٹھو!

اور حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ برے ہمنشینوں سے گوشہ نشینی میں راحت ہے۔ حضرت سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کی۔ کہ آپ مجھے کچھ وصیت ارشاد فرمائیں۔ لوگوں کے ساتھ میل ملاپ کم کر دو۔ میں نے عرض کی کہ یہ نہیں ہے! کہ حدیث شریف میں وارد ہے۔ کہ لوگوں کے ساتھ میل ملاپ زیادہ کرو کیونکہ ہر ایک ایماندار کے لئے شفاعت ہے۔ فرمایا کہ میں معلوم نہیں کرتا ہوں؟ کہ کسی وقت تم کو کسی جان پہچان سے کوئی بات قابلِ نفرت پہنچی ہو؟ میں نے ایجاب میں جواب دیا۔ پھر میں نے آپ کو آپ کے فوت ہونے کے بعد۔ کئی سال گزرنے پر خواب میں دیکھا۔ میں نے عرض کی کہ آپ مجھ کو کچھ وصیت فرمائیں؟ ارشاد فرمایا کہ لوگوں کی ملاقات ترک کر دو۔ کیونکہ ان سے نجات پانا مشکل ہے۔

اور حضرت فضیل رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا ہے۔ یہ وہ زمانہ ہے۔ کہ اس میں زبان کی حفاظت کرنی چاہئے۔ اور پوشیدہ جگہ میں رہ کر دل کا علاج کرنا چاہئے۔ اور جو کچھ جانتے ہو اس کو کرو۔ اور جو کچھ نہیں جانتے ہو۔ اس کو ترک کرنا چاہئے۔ حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ دنیا میں روزہ رکھو۔ اور آخرت میں افطار کرو۔ اور لوگوں سے اس طرح بھاگو کہ جیسے شیر کو دیکھ کر بھاگتے ہو۔

حضرت ابو عبید اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ میں نے کسی حکیم کو نہیں دیکھا۔ مگر اس نے مجھ کو وصیت کی کہ اگر تم کسی کو دوست بناؤ۔ تو ایسے کو کہ جو تم کو پہچانتا نہیں ہے۔ پھر اس بات کو جان لو! کہ تمہیں خدا کے پاس کام ہے۔ دوسری خصلت کہ جس کے باعث گوشہ نشینی اختیار کی جاتی ہے۔ یہ ہے۔

کہ کی کرانی عبادت کو۔ لوگ باطل اور میکار کر دیتے ہیں۔ کیونکہ ان کی طرف سے ریا اور ظاہری ٹیپ ٹاپ پیش آتی ہے۔ اور حضرت سحیح بن معاذ رازی رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بیان فرمایا ہے کہ زاہدان گذشتہ اور مردان میدان کی زیارت بے تیسر نہیں ہوتی ہے بنا برین ہم نے کلی طور پر ایک دوسرے کی ملاقات کو ترک کر دیا ہے۔ اور روایت کرتے ہیں کہ حضرت ہر بن بیان رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کیا کہ آؤ ایک دوسرے کی ملاقات کریں۔ اور ایک جگہ ہیں آپ نے جواب دیا کہ غائبانہ و عا ایک دوسرے کی ملاقات سے بہتر ہے۔ کیونکہ میل ملاپ میں ریا اور ظاہر داری ہوتی ہے۔

لوگوں نے حضرت سلیمان خواص رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ شریف لائے ہیں۔ ان کی زیارت کو آپ کیوں نہیں جلتے ہیں؟ جواب دیا کہ ان کی ملاقات سے شیطان کی ملاقات کرنی بہتر ہے۔ لوگوں نے یہ بات سن کر نہایت تعجب کیا۔ آپ نے جواب دیا کہ جب میں ابراہیم ادہم کو دیکھوں گا۔ تو ریا کروں گا۔ اور جب میں شیطان کو دیکھوں گا۔ تو ریا سے پرہیز کروں گا۔

میرے شیخ پیر مرشد نے عارفان الہی میں سے ایک عارف کی ملاقات کی۔ اور محفل میں دیر تک بیٹھے رہے۔ جب محفل ختم ہوئی تو دعا مانگ کر اٹھے۔ اور میرے شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا۔ مجھے یاد نہیں کہ اس محفل کی نسبت کسی دوسری محفل میں۔ میں زیادہ اُمیوار بیٹھا ہوں؟ عارف نے جواب دیا۔ کہ مجھے یاد نہیں کہ میں اس محفل کی نسبت کسی دوسری محفل میں زیادہ خوف کھانے والا بیٹھا ہوں؟ کیونکہ آپ نے بہت سی باتیں۔ اور عجیب و غریب علوم بیان کئے۔ اور میں نے بھی ایسے بیان کئے۔ لہذا ہم دونوں میں ریاکاری کا وقوع ہوا۔ یہ بات سن کر میرے پیر مرشد شیخ بہت روئے۔ یہاں تک کہ بیہوش ہو کر گر پڑے۔ اہل زہد اور ریاضت کا باہمی ملاقات میں یہ حال ہے۔ اہل غربت اور دنیا داروں کا کیا حال ہے؟ بلکہ جاہلوں اور شریروں کی کیا حالت ہے؟

اس بات کو جان لو! کہ زمانہ بالکل نکمٹا ہو گیا ہے۔ اور لوگ پورے طور پر تباہ ہو گئے ہیں۔ اس حد تک نوبت پہنچی ہے کہ تم عبادت سے روکیں۔ اور تم کبھی بھی عبادت

نہ کر سکو۔ اور تمہارے کئے کر اے کو بھی بیکار اور ضائع کر دیں۔ لہذا تم پر واجب ہے کہ گوشہ نشینی اختیار کرو۔ اور لوگوں سے جدا ہو جاؤ۔ اور زمانہ اور اہل زمانہ کی تباہی سے۔ خدا تعالیٰ کی پناہ مانگو۔ وَاللّٰهُ الْحَافِظُ بِفَضْلِهِ وَسِرِّمَتِهِ (اور اللہ ہی اپنے فضل اور رحمت کے ساتھ حفاظت کر رہا ہے)۔

سوال۔ اگر پوچھو کہ گوشہ نشینی اور لوگوں سے جدا ہونے کا کیا حکم ہے؟ اور بیان کرو کہ لوگوں سے جدا ہونے کا کیا طریقہ ہے۔ اور کس حد تک یہ کام واجب ہے؟ جواب یہ بات جان لو کہ اس کام میں دو قسم کے لوگ ہیں۔ ایک وہ شخص ہے۔ کہ جس کے علم کی لوگوں کو ضرورت نہیں ہے۔ ایسے آدمی کو چاہئے کہ لوگوں سے بالکل جدا رہے۔ اور ہرگز میل جول نہ رکھے۔ مگر جمعہ یا جماعت۔ عید الفطر عید الاضحیٰ۔ حج یا کوئی علمی نفع دینے والی مجلس۔ یا کسی اور ضرورت کے واسطے۔ کہ لوگ اس کو پہچانیں اور وہ لوگوں کو نہ پہچانے۔ ضرور حاضر ہوا کرے۔ اور اگر یہ چاہے کہ لوگوں سے بالکل قطع تعلق کرے۔ دین اور دنیا کے رب کاموں میں۔ اور کسی طرح کا اختلاط نہ رکھے۔ کسی مصلحت کے باعث کہ جو اس کو معلوم ہے۔ تو ایسا قطع تعلق اس کے لئے جائز نہیں ہے۔ تا وقتیکہ دو کاموں میں سے ایک کو نہ کرے۔ یا تو کسی دور کے مقام پر رہائش اختیار کرے۔ کہ اس پر جمعہ اور جماعت فرض نہ ہو۔ جیسے پہاڑ اور جزائر۔ شاید کہ یہی سبب ہے کہ غائب لوگ دوسرے آدمیوں سے الگ ہو کر۔ ان جیسی جگہوں میں سکونت رکھتے ہیں۔ یا حقیقی طور پر اس بات کو جانتا ہے۔ کہ جو نقصان لوگوں سے حاصل ہوگا۔ جمعہ اور جماعت میں حاضر ہو کر۔ وہ نقصان جمعہ اور جماعت کے ثواب سے بہت زیادہ ہے۔ لہذا اگر گناہ ثواب سے زیادہ ہو تو ایسے شخص کے لئے جمعہ اور جماعت کو ترک کرنا جائز ہے۔ میں نے مشائخ کبار میں سے ایک شخص کو مکہ شریف میں بخشیم خود دیکھا۔ کہ جو اہل علم میں سے تھے۔ جمعہ اور جماعت کے لئے مسجد حرام میں تشریف نہ لاتے تھے اور ان کے لئے بظاہر کوئی رکاوٹ نہ تھی۔ اور میں کچھ فائدہ حاصل کرنے کے لئے ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور اس بات بابت بھی دریافت کیا۔ انہوں نے جواب دیا کہ جس قدر گناہ لوگوں کے میل جول سے حاصل ہوتا ہے۔ وہ اس ثواب سے کہ جو جمعہ اور جماعت سے حاصل ہوتا ہے۔ بہت بڑا ہے۔ میں بیان کرتا ہوں کہ حاصل کلام یہ ہے کہ

جو شخص معذور ہے۔ اُس پر عتاب نہیں ہے۔ اور خدا تعالیٰ عالم الغیب وانا اور بینا ہے۔ اور ہر ایک شخص کے عذر کو خوب جانتا ہے۔

بہترین طریق عدل یہ ہے کہ ایسا آدمی جمعہ اور جماعت اور دوسرے خیرات کے کاموں میں۔ لوگوں کے ساتھ مخالفت کرے۔ اور ان کے سوا دوسرے کاموں میں جُدا رہے۔ اور اگر چاہے کہ دوسرے طریق پر عمل کرے۔ تو لوگوں سے قطعی تعلق توڑے اور جمعہ اور جماعت میں حاضر نہ ہو۔ اُس عذر کے باعث کہ جس کو وہ جانتا ہے۔ اس کا طریقہ یہی ہے۔ کہ ایسی جگہ سکونت اختیار کرے کہ جہاں پر جمعہ اور جماعت فرض ہی نہیں ہے۔ اور تیسرا طریقہ یعنی جو شخص شہر میں رہتا ہے اور جمعہ اور جماعت میں حاضر نہیں ہوتا ہے۔ اُس عذر کے باعث جس کو کہ وہ جانتا ہے۔ یعنی ملاقات مردمان سے سخت نقصان اٹھاتا ہے۔ یہ شخص نظر دقیق کا محتاج ہے۔ اور اس میں غلطی کا اندیشہ ہے۔ اور پہلے طریق میں رب طرح سے سلامتی ہے۔ اور اللہ ہی اپنے فضل کے توفیق دینے والا ہے۔

لیکن دوسرے گروہ کا آدمی کہ جو علم میں مقتدر ہے۔ اور لوگ دین کے کاموں میں اُس کے محتاج ہیں۔ کہ وہ علم اور حکمت اور حق کو بیان کرتا ہے۔ اور اہل بدعت کی تردید کرتا ہے۔ اور اپنے قول اور فعل سے نیکی کی طرف بلاتا ہے۔ ایسے آدمی کو لوگوں سے قطعی طور پر دور نہ ہونا چاہئے۔ بلکہ اُن کے درمیان رہے۔ اور مخلوق خدا کو نصیحت کرے۔ اور اُن کو آخرت کے احکام سنائے۔

پہنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپ نے ارشاد فرمایا۔ جب بدعتیں ظاہر ہوں۔ اور عالم خاموش رہے۔ تو ایسے عالم پر خدا کی لعنت ہو۔ لہذا مخلوق کے درمیان رہے۔ اگر درمیان نہ رہے تو اُس کو قطع تعلق کرنا بھی جائز نہیں ہے۔

روایت کرتے ہیں کہ حضرت ہُتَیْبُ ابوبکر بن فُورِکِ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ نے ارادہ کیا کہ لوگوں سے گوشہ نشینی اختیار کر کے عبادت الہی میں مشغول ہوں۔ اور کسی پہاڑ میں شریف لے گئے۔ ہاتھ غیب سے آواز دی۔ کہ اے ابوبکر! تم خدا کی طرف سے مخلوق پر حجت ہو۔ خدا تعالیٰ کے بندوں کو کیوں چھوڑا؟ لہذا آپ واپس ہوئے۔

اور بن گان خدا میں آئے۔ اس واسطے ان کی صحبت مخلوقات سے تھی۔

میرے رفیق مومن بن احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت استاذ ابو اسحاق رحمۃ اللہ علیہ سے ایک حکایت بیان کی ہے کہ آپ نے جیل لبنان کے عابدوں کو فرمایا۔ گھاس پات گھانے والو! تم نے اُمّت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو اہل عبت کے ماتھے میں چھوڑا۔ اور یہاں گھاس پات کھاتے ہو! انہوں نے عرض کی کہ ہم کو لوگوں کی صحبت کی طاقت نہیں ہے۔ حق تعالیٰ نے آپ کو طاقت عنایت فرمائی ہے۔ آپ پر فرض ہے کہ بن گان خدا کو نصیحت کرو۔ اس وقوعے کے بعد آپ نے کتاب جامع الجلی والنحفی تصنیف کی۔

اس بات کو جان لو! کہ ایسا مرد عالم مخلوق کی صحبت میں نہایت ہی سخت کاموں کی طرف محتاج ہے۔ پہلے صبر و راز اور حلم عظیم اور نظر دقیق ہو۔ اور ہمیشہ رب کاموں میں خدا تعالیٰ سے مدد مانگے۔ دوسرے باطن میں تنہا ہو۔ اگرچہ بظاہر لوگوں میں ہو۔ اگر اس سے بات کریں تو بات کرے۔ اگر اس کی زیارت کریں۔ تو ہر ایک کے انداز سے اور قدر پر تعظیم کرے۔ اور ہر ایک کا شکر یہ ادا کرے۔ اور اگر اس سے روگردانی کریں تو اس بات کو عنینت جانے۔ اگر نیک کام کریں تو ان کا یار بنے۔ اگر تباہی میں پڑیں تو ان کی مخالفت کرے۔ اور منع کرے۔ اگر یہ جانے کہ وہ مان لیں گے۔ ان کے تمام حقوق پر قائم رہے۔ ان سے ملاقات کرے۔ بیمار کی بیماری پرسی کرے۔ اور حتی المقدور ان کی حاجتوں کو پورا کرے۔ اور ان سے بدلہ کا خواستگار نہ ہوے۔ اگر قادر ہو تو ان کو کچھ دیا کرے۔ اور ان سے کچھ نہ لے۔ اگر دیں بھی تو جہاں تک ہو سکے لینے کا قصد نہ کرے۔ اگر تکلیف دیں تو تحمل کرے۔ اور کسی طریق پر بھی بدلہ نہ لے۔ اور بالکل رنج ظاہر نہ کرے۔ اور اپنی ضرورتوں کو ان سے پوشیدہ رکھے۔ اور جہاں تک ہو سکے اپنی ضرورتوں کو آسانی یا تکلیف کے ساتھ خود پورا کرے۔ باوجود ان سب باتوں کے ایسے عالم کو سخت ضرورت ہے کہ آخرت کے لئے بھی ذخیرہ جمع کرے۔

چنانچہ حضرت امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرمایا ہے اگر میں نے رات میں اپنی آنکھ صنایع پائی ہو۔ اور دن میں رعیت کی آنکھ صنایع پائی ہو

تو ان چیزوں کے درمیان کیسے خواب کر سکتا ہوں؟

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا ہے۔ تو یا میں لوگوں سے اتنا میل ملاپ رکھو کہ تمہارے دین کو نقصان نہ پہنچے۔ لیکن میں بیان کرتا ہوں۔ کہ جب فتنے موج مازنے لگیں۔ اور دین کا کام ایسا ہو کہ عالم کو طلب نہ کریں۔ اور دین کا فائدہ حاصل کرنا نہ چاہیں۔ اور دنیا کا کام خطرناک ہو جائے۔ تو ایسے وقت میں عالم بھی معذور ہے۔ کہ گوشہ نشینی اختیار کرے۔ اور لوگوں سے دور رہے۔ اور علم کو زندہ درگور کرے اور میں ڈر رہا ہوں کہ جس زمانے کا میں نے ذکر کیا ہے۔ یہ میرا ہی زمانہ ہو؛ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ (اور اللہ ہی سے مدد مانگی گئی ہے) یہ لوگوں سے جدا رہنے اور گوشہ نشینی کا حکم ہے۔ اس کو اچھی طرح سے سمجھو۔ کیونکہ عموماً اس کی غلطی بڑی اور اس کا بہت بڑا نقصان ہے۔ اور اللہ ہی نیک توفیق کا مالک اور صاحب ہے۔

سوال اگر دریافت کرو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ تمہیں لازم ہے کہ جماعت کے ساتھ رہو کیونکہ اللہ کا ساتھ جماعت پر ہے اور شیطان آدمی کے واسطے بھیر پڑا ہے۔ کہ تنہا کو پکڑ لیتا ہے۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ شیطان تنہا آدمی کے ساتھ ہے۔ اور دو آدمیوں سے دور ہے!!

جواب یہ بیشک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا ارشاد ہے۔ لیکن حبیب خدا نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے۔ اَلنِّمَّ بَلِيْنُكَ (اپنے گھر ہی میں رہو) نیز آنحضرت نے زمانہ فتنہ و فساد میں لوگوں سے الگ رہنے اور گوشہ نشینی کا حکم فرمایا ہے۔ حضور کے ارشاد میں تناقض نہیں ہے۔ دونوں حکموں کے جمع کرنے کی بابت۔ میں بیان واضح تحریر کرتا ہوں۔ حضور نے جو جماعت کو لازم پکڑنے کے متعلق ارشاد فرمایا ہے۔ اس کے تین احتمال ہیں۔

(۱) تم پر جماعت لازم ہے؛ دین اور حکم شریعت ہیں۔ کیونکہ اس امت مرحومہ کا گمراہی پر کبھی اجماع نہ ہوگا۔ لہذا اجماع سے منہ موڑنا۔ اور اس کے خلاف حکم کرنا۔ جس پر کہ امت کا اتفاق ہے۔ باطل اور گمراہی ہے۔ لیکن جو شخص لوگوں سے اصلاح دین کے لئے جدا ہو وہ مراد نہیں ہے۔

(۲) تم پر جماعت لازم ہے۔ کہ جمعہ اور جماعتِ جمعہ میں ان سے جدا نہ ہونا کیونکہ اس میں دین کی قوت اور اسلام کی خوبی ہے۔ اور کافروں اور ملعونوں کو غضبناکی ہے اور طرح طرح کی برکتوں سے خالی نہیں ہے۔ اور نیز میں بیان کرتا ہوں کہ گوشہ نشین پر حق ہے۔ کہ لوگوں کے ساتھ تمام نیک کاموں میں شریک ہو۔ اور لوگوں کی صحبت اور مزاحمت سے دوسرے کاموں میں احتراز کرے۔ تاکہ ان کی آفات سے بچے۔

(۳) تم پر جماعت لازم ہے۔ فتنہ کا زمانہ ہے۔ فتنے کی صورت میں ارشاد فرمایا ہے۔ ایسے شخص کے لئے کہ جو دین کے کام میں کمر بند ہو۔ لیکن قوی مرد صاحب بصیرت دین کے کام میں جب فتنے کو مشاہدہ کرے تو گوشہ نشینی اختیار کرے۔ اور جمعہ اور جماعت کے سوا باہر نہ نکلے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ظاہری اور باطنی طور پر پچھنے کے لئے ارشاد فرمایا ہے۔ اور اگر چاہے کہ بالکل قطع تعلق کرے۔ تو کسی پہاڑ یا جزیرے میں سکونت اختیار کرے۔ تاکہ حسب قرار داد خود اپنے دین کی اصلاح کر سکے۔

گروہ ابدالان رحمۃ اللہ علیہم اجمعین سے اس طرح روایت کرتے ہیں۔ کہ یہ ابدال لوگ جمعہ اور جماعت میں حاضر ہوتے ہیں۔ اور زمین پر جس جگہ چاہتے ہیں۔ ایک ساعت میں جامو جو ہوتے ہیں۔ اور زمین میں کے واسطے سمیٹ لی جاتی ہے۔ یہ بات ان کے لئے خوش گوار ہو۔ جس پر گویا کامیاب ہوئے ہیں۔

سوال اگر یہ دریافت کرو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ میری امت کے راہب وہ لوگ ہیں کہ مسجدوں میں بیٹھے رہتے ہیں! حدیث شریف سے ثابت ہوا۔ کہ لوگوں سے کلمہ کشی کرنی منع ہے۔

جواب اس بات کو جان لو کہ یہ حکم اس زمانے کی بابت ہے کہ جس میں فتنہ اور فساد نہ ہو۔ جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ اس بات کا خوف بھی نہیں ہے۔ کہ مسجد میں بیٹھے اور لوگوں کے ساتھ میل ملاپ کر کے ظاہر میں لوگوں کے ساتھ ہو اور باطن میں ان سے جدا ہو۔ گوشہ نشینی کے بارے میں جو کچھ ہم نے بیان کیا ہے اس سے ہمارا یہی مطلب ہے۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ جسم کے ساتھ لوگوں سے دور ہو جاؤ۔ اور دل کے ساتھ ان کے نزدیک رہو۔

اسی بیان میں حضرت پیر بہیم اوم رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا ہے گن و جگہ
جانباً و من زینک ذالک انہن۔ و من الناس و حشیشاً (لوگوں کے درمیان رہو۔
تہا رہو۔ اور اپنے رب کے ساتھ حشیش پکڑو۔ اور لوگوں سے بھاگتے رہو)۔
سوال اگر یہ بات ہیافت کرو! علمائے آخرت کے مدارس میں سکونت
اور صوفیوں کی سرائیوں میں رہائش کرنی۔ کہ جو راہ آخرت کے سالک ہیں! اس کی بات
آپ کی کیا رائے ہے؟

جواب اس بات کو جان لو! کہ اس بارے میں یہ نہایت ہی اچھا طریقہ ہے
کیونکہ ایسی جگہوں میں سکونت اختیار کرے۔ جن کا کہ تم نے ذکر کیا ہے۔ یہ دونوں فائدہ
کو جامع ہے۔ (۱) لوگوں سے گوشہ نشینی۔ (۲) ان کے ساتھ جمعہ اور جماعت اور تمام
نیک کاموں میں شرکت ہے۔ ایسا شخص سلامتی میں ہے۔ کہ جو گوشہ نشینوں کو حاصل ہے
اور ثواب بھی ہے۔ کہ جو تمام مسلمانوں کو حاصل ہے۔ صوفیاء کرام کے رباط میں رہنا۔
نہایت عمدہ طریق ہے۔ اس میں اکثر عارف لوگ۔ لوگوں کے درمیان رہتے ہیں
تاکہ لوگوں کو ان سے فائدہ ہو۔ اور ان کی حالت کو مشاہدہ کریں۔ اور ان جیسا عمل کریں
کیونکہ زبان حال زبان مقل کی نسبت زیادہ اثر کرتی ہے۔

سوال اگر یہ پوچھو کہ مرید کا کیا حال ہے؟ جو لوگ مجاہدہ اور ریاضت
میں مشغول ہیں۔ ان سے میل ملاپ کرے؟ یا نہ کرے؟

جواب اس بات کو جان لو! کہ اگر یہ لوگ گذشتہ مشائخین کے طریقے پر
ثابت ہیں۔ تو یہ لوگ تمہارے بہت برادر ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کی عبادت پر تمہارے
مددگار ہیں۔ اور اگر ان کے طریقے میں نہیں ہیں۔ اور ان کی راہ و رسم کو چھوڑ بیٹھے ہیں۔ تو
مرید کو ان کے ساتھ میل جول نہ رکھنا چاہئے۔ بلکہ جدا اپنے گوشہ تنہائی میں بیٹھے۔
سوال اگر پوچھو کہ گوشہ نشین آدمی اگر مدارس علماء اور خانقاہ صوفیاء سے
باہر نکل آئے۔ اور دوسری جگہ سکونت اختیار کرے۔ کہ اس میں اپنے لئے بھلائی معلوم
کرتا ہے۔ ایسا چاہئے یا نہیں؟

جواب اس بات کو جان لو! کہ مدارس اور خانقاہیں بمنزلہ قلعہ کے ہیں۔ جو
آدمی کو چوروں اور لٹیروں سے حفاظت میں رکھتے ہیں۔ اور قلعہ کا باہر بمنزلہ جنگل

کے ہے۔ جس میں کہ شیطانوں کے سوار اٹیوہ وراٹیوہ پھرتے ہیں۔ اس بات کا خوف ہے کہ اُس کو پکڑ لیں اور قید کریں۔ لہذا کمزور آدمی کے واسطے لازم ہے کہ قلعہ میں سکونت اختیار کرے۔ لیکن اگر مرد قوی اور صاحب بصیرت ہو۔ کہ دشمن اُس پر غالب نہیں آسکتا ہے۔ اُس کے واسطے قلعہ اور میدان برابر ہے۔ ایسے شخص کو میدان میں رہنے سے کچھ خوف نہیں ہے۔ پھر بھی سکونت قلعہ میں بہتر ہے!

سوال اگر یہ پوچھو! کہ دینی براوران کی زیارت۔ اور اُن کی ملاقات اور اِن کے ذکر کی بابت کیا رائے ہے؟

جواب اس بات کو جان لو! کہ براوران دینی کی زیارت۔ عبادت کے خواہر اور خدا تعالیٰ کی قربت کا باعث ہے۔ اور بہت سے فائدوں پر مشتمل ہے۔ لیکن اس میں دو باتوں کا خیال رکھنا چاہئے۔ ایک یہ ہے کہ زیارت ہی میں نہ لگے رہو۔ اور دوسرے یہ کہ گذر و سار غیباً تو در حقیقت گاہے گاہے زیارت کرو تا کہ تمہاری محبت بڑھے (دوسرے یہ ہے۔ کہ زیارت کا حق نگاہ رکھو۔ اور وہ یہ ہے کہ بناوٹ اور فضولیات اور غیبت وغیرہ سے پرہیز کرو۔ تاکہ اپنے آپ کو اور اس دوست کو گناہ میں نہ ڈالو۔

سوال اگر یہ پوچھو! لوگوں سے جدا رہنے اور قطع تعلق پر کیا چیز باعث ہے؟ اور کن چیزوں کے سبب گوشہ نشینی میں آسانی ہوتی ہے؟

جواب اس بات کو جان لو! کہ تین چیزوں کے باعث گوشہ نشینی میں آسانی ہوتی ہے۔

ایک یہ ہے کہ بحر عبادت میں غرق ہو جاؤ۔ کیونکہ عبادت میں مشغولی اور خدا تعالیٰ کے ساتھ اُنس۔ میل ملاپ کے روکتا ہے۔ کیونکہ لوگوں کے ساتھ اُنس حاصل کرنا۔ افلاس کی علامت ہے۔ جب یہ بات معلوم کرو! کہ تمہارا نفس لوگوں کے ساتھ ملاقات کو چاہتا ہے۔ تو سمجھ لو کہ یہ اُس کی بیکاری کا سبب ہے۔ لہذا جو شخص عبادت میں مشغول ہو جیسے کہ حق مشغولی کا ہے۔ تو بجز و نیاز الہی میں شیرینی پائے گا۔ اور اُس کو خدا تعالیٰ اور اُس کے کلام کے ساتھ اُنس حاصل ہوگا۔ اور دوسروں کی صحبت سے قطع کر لے کرے گا۔ چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہے۔ کہ حضرت موسیٰ صلوات اللہ علیہ علی نبینا جب خدا تعالیٰ کی کلام سن کر اور مناجات کر کے واپس تشریف لائے۔ تو لوگوں سے

وور بھاگتے اور اپنے دونوں کانوں میں انگلیاں دیتے۔ تاکہ لوگوں کی باتیں سنائی نہ
 دیں۔ اور اس وقت لوگوں کی باتیں آپ کے نزدیک گدھے کی آواز کے مشابہ ہوتی تھیں۔
 تم پر لازم ہے کہ میرے پیر و مرشد حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے
 مطابق عمل کرواؤ اللہ صاحباً و ذریعاً لئلا جانبا خدا سے جوڑا لوگوں
 سے توڑا۔

دوسری بات یہ ہے کہ لوگوں سے کسی طرح کی امید نہ رکھو۔ کیونکہ اگر کسی سے
 امید رکھو گے۔ اور اس کے ضرر سے نہ ڈرو گے۔ تو اس کا وجود اور عدم تمہارے
 نزدیک برابر ہوگا۔

تیسری بات یہ ہے کہ میل و ملاپ کی آفات کو اپنے دل میں اچھی طرح سمجھو۔
 جب اس بات پر عمل کرو گے۔ تو یہ بات تم کو صحبتِ خلق سے روکے گی۔ اور تمہارا ہنہام پر
 آسان ہو جائے گا۔ اور اللہ ہی توفیق عنایت فرمائے واللہ

تیسری رکاوٹ راہِ عبادت میں شیطان ہے۔ طالبِ عبادت! اس کے
 بعد تم پر لازم ہے۔ کہ شیطان کے ساتھ جنگ کرو۔ اور اس کو مغلوب کرو۔ یہ دو خصالتوں
 کے باعث ہے۔

پہلی خصالت یہ ہے۔ کہ شیطان دشمن ہے۔ اس سے مصالحت کی امید نہ
 نہ رکھو۔ جب تک تباہ نہ کرے۔ قلع اور خوشنود نہیں ہوتا ہے۔ ایسے دشمن سے
 بیخوف رہنا نہایت درجے کی غفلت ہے۔

دوسری خصالت یہ ہے۔ کہ شیطان تمہارا عداوت پر پیدا کیا گیا ہے۔ رات
 اور دن تمہاری گھات میں لگا رہتا ہے۔ اور تم اس سے غافل ہو۔ خاصکر شیطان کو
 تمہارے ساتھ عداوت کرنے کا ایک دوسرا سبب بھی ہے۔ وہ یہ ہے کہ تم حق کی
 عبادت میں ہر وقت مشغول ہو۔ اور دوسرے لوگوں کو اپنے قول اور فعل سے عبادت
 کی طرف بلاتے ہو۔ اور یہ شیطان کے کام کے برخلاف ہے۔ گویا کہ تم ہر وقت ہر
 گھڑی شیطان کو غضبناک اور بھڑکانے رہتے ہو۔ اس نے بھی تمہاری تباہی اور پرہیزی
 پر کمر باندھ رکھی ہے۔ وہ تمہارے جیسے لوگوں کے ساتھ عداوت کیوں نہ کرے؟
 حالانکہ وہ اپنے دوستوں کے ساتھ۔ جو اہل ضلالت اور اہل بدعت اور اہل کفر ہیں بعض

حالتوں میں عداوت کرتا ہے۔ لہذا تمہارے ساتھ کہ تم اس کے خلاف لگے رہتے ہو اور اس کو غصہ دلاتے ہو۔ اور اس کے برعکس سب کام کرتے ہو۔ کس طرح عداوت نہ کرے گا؟ اس لحاظ سے اس کو دوسرے لوگوں کے ساتھ عداوت عام ہے۔ اور تمہارے جیسوں کے ساتھ علم و عبادت میں کوشش کرنے والے عداوت خاص ہے۔ تمہارا کام اس کے واسطے بڑی مہم ہے۔ تمہاری بابت شیطان کے اور مددگار بھی ہیں۔ ان میں سے سخت ترین۔ معاون شیطان تمہاری خواہش نفسانی ہے۔ اور شیطان کی ذل نازی کے بہت سے اسباب ہیں۔ اور تم ان سے غافل ہو! اور حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ نے سچ فرمایا ہے۔ کہ شیطان فارغ ہے۔ اور تم مشغول ہو۔ وہ تم کو دیکھتا ہے۔ اور تم اس کو نہیں دیکھتے ہو۔ وہ تم کو بھلاتا نہیں ہے۔ اور تم اس کو بھول جاتے ہو۔ جب ایسی حالت ہے۔ تو اس کے ساتھ جنگ اور جدال کئے بغیر چارہ نہیں ہے۔

سوال اگر یہ پوچھو! کہ میں! کن چیزوں کے ذریعے شیطان کے ساتھ جنگ کروں؟ اور کس چیز کے ساتھ اس کو مغلوب کروں؟
جواب اس بات کو جان لو! کہ شیطان کے ساتھ محاربہ و جنگ کرنے والوں کے پاس دو طریقے ہیں۔

ایک یہ ہے کہ بعض اہل علم نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ شیطان کے دفعیہ کی تدبیر استعاذہ ہے۔ یعنی خدا تعالیٰ سے پناہ مانگتا ہے۔ اور کوئی دوسری چیز نہیں ہے۔ کیونکہ شیطان ایک کتاب ہے کہ جس کو خدا تعالیٰ نے تم پر مسلط کیا ہے۔ اگر تم اس کے ساتھ جنگ کرو گے تو اپنا وقت ضائع کرو گے۔ اور کئی طرح کی تکلیف اٹھائو گے۔ لہذا آگے کے مالک کی طرف رجوع کرنا بہتر ہے۔ تاکہ وہ اس کو تم سے دُور رکھے۔

دوسرا طریق یہ ہے۔ کہ دوسرے عالموں نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ شیطان کو دُور کرنے کا طریقہ مجاہدہ اور بیاضت ہے۔ لیکن سیکر نہ دیک بہتر اور عدل کا طریق یہ ہے کہ دونوں طریقوں کو جمع کر لیا جائے۔ پہلے استعاذہ کریں۔ تاکہ اس کے شر سے بچیں۔ جیسے کہ اوپر مذکور ہے۔ اگر استعاذہ کے بعد اس کی شرارت ختم نہ ہو

تو جان لین کہ یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے آزمائش ہے۔ کہ اُس نے شیطان کو ہم پر مستط کیا ہے۔ تاکہ اُس کی عداوت پر ہمارا صبر اور ہماری قوت مجاہدہ ظاہر ہو۔ گا ہے خدا تعالیٰ ہم پر کافروں کو مستط کرے گا۔ باوجودیکہ اُن کی شرارت کے دفعیہ پر قادر ہے تاکہ ہمارے صبر کو اُن پر جہاد کرنے سے ملاحظہ فرمائے۔ اس بات کو جان لو! کہ شیطان کے ساتھ محاربہ کرنا اور اُس کو مغلوب کرنا تین چیزیں منحصر ہے:

اول یہ ہے کہ شیطان کے نکر اور جیلوں کو معلوم کرو! جب معلوم کر لو گے تو تم پر دلیری نہ کر سکے گا۔ جیسے کہ چور جب صاحب خانہ کو بیدار اور ہوشیار معلوم کرتا ہے۔ تو بھاگ جاتا ہے۔

دوسری چیز یہ ہے کہ شیطان کے دوسو سے پہلے نہ کرو۔ اور اپنے دل کو اُس میں مشغول نہ کرو۔ کیونکہ شیطان کتے کی طرح شور کرتا ہے۔ لگر چھپو گے۔ تو پل پڑے گا۔ اگر مہنہ موڑو گے تو خاموش رہے گا۔

تیسری چیز یہ ہے کہ ہر وقت دل اور زبان کے ساتھ ذکر حق میں مشغول ہو۔ اس واسطے کہ حدیث شریف میں وارد ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کا ذکر شیطان کے پہلو میں۔ ایسا ہے۔ کہ جیسے نبی آدم کے پہلو میں طاعون کی زہریلی گلی ہوتی ہے۔ سوال اگر یہ پوچھو! کہ شیطان کے مکر و فریب کیسے پہچاننے جائیں؟ اور ان کی معرفت کا کیا طریقہ ہے؟

جواب اس بات کو جان لو! کہ شیطان کے دوسو سے بمنزلہ تیروں کے ہیں جن کو کہ وہ ہر وقت ڈالتا رہتا ہے۔ اور حقیقت اُس وقت کھلتی ہے۔ کہ اُس کے خطرات کی سبب قسمیں معلوم کرو۔ دوسری بات یہ ہے کہ اُس کے جیلے بمنزلہ جانوں کے ہیں۔ کہ جو پھیلانے لگتے ہیں۔ اصلیت اسی وقت روشن ہوتی ہے۔ کہ اُس کے جیلوں کے اقسام جان لو!

خطرات کی اصل یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے نبی آدم کے دل پر ایک فرشتے کو موکل کر رکھا ہے۔ کہ ہمیشہ بھلائی کی طرف بلاتا ہے۔ اس کو ملہم اور اُس کی دعوت کو ملہم کہتے ہیں۔ اور اُس فرشتے کے مقابلہ میں ایک شیطان بھی مسلط کر رکھا ہے۔ کہ وہ ہمیشہ بُرائی کی طرف بلاتا ہے۔ اس کا نام دسواس ہے۔

میکے شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا ہے۔ ایسا بھی ہوتا ہے۔ کہ شیطان
خیر کی طرف بھی بلاتا ہے۔ اس کا مقصود اس میں بڑائی ہوتی ہے۔ کم درجہ خیر کی طرف
بلا کر اعلیٰ درجے کو ترک کرتا ہے۔ اور ایسی نیکی کی طرف بلاتا ہے۔ کہ جس کا ثمر بدی
ہے۔ تاکہ ثواب کی نسبت گناہ زیادہ ہو جیسے خود پسندی وغیرہ۔ ان اسباب کے
علاوہ خدا تعالیٰ نے آدمی کی سرشت میں طبیعت کو بھی مرکب بنایا ہے۔ کہ وہ بھی ہمیشہ
خواہشات اور لذات کی طرف مائل ہے۔ خواہشات اور لذات نیک ہوں۔ خواہ بد ہوں
ثابت ہوا کہ انسان کے واسطے تین داعی ہیں *

جب یہ مقدمہ جان چکے : تو اب اس بات کو جان لو : کہ سب خطرات
جو بندے کے دل پر پیدا ہوتے ہیں۔ اور فعل اور ترک فعل پر جو باعث ہوتے ہیں۔
باوجودیکہ ان کی حقیقت حق تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ لیکن چار قسم پر ہیں :
پہلی قسم وہ ہے کہ جس کو خدا تعالیٰ پہلے پہل بندے کے دل پر پیدا کرتا ہے
اس کا نام خاطر ہے *

دوسری قسم وہ ہے۔ کہ انسان کی طبع کے موافق پیدا کرتا ہے۔ اس کا نام
خواہش نفسانی ہے *

تیسری قسم وہ ہے کہ ملہم کی دعوت کے بعد پیدا کرتا ہے۔ اس کا نام
الہام ہے *

چوتھی قسم وہ ہے کہ جس کو شیطان کی دعوت کے بعد پیدا کرتا ہے اس کا
نام دوسو ہے *

یہ خطرات کی چار قسم ہیں۔ جب اس تقسیم کو جان چکے۔ اب معلوم کرو کہ جو
خاطر خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ گاہے اس کی ابتدا خیر کے ساتھ ہوتی ہے
اکرام اور الزام حجت کے واسطے۔ اور گاہے ابتدا شر کے ساتھ ہوتی ہے۔
آزمائش اور محنت کے واسطے *

اور جو خطرہ فرشتہ ملہم کی طرف سے ہوتا ہے۔ وہ صرف خیر ہی کے
لئے ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ رہنمائی اور نصیحت کے لئے مسطر ہے *

اور جو خطرہ شیطان کی طرف سے ہے۔ وہ صرف بدی اور گمراہی اور ہنگامے

کے واسطے ہوتا ہے۔ اور گاہے مکر اور استدراج کیلئے بظاہر خیر بھی ہوتا ہے۔
اور جو خطرہ کہ خواہش نفسانی سے ہوتا ہے۔ اس کا انجام شر ہے۔ اس میں
خیر نہیں ہوتی ہے۔

اور بعض سلف صالحین رضوان اللہ علیہم اجمعین نے ارشاد فرمایا ہے
کہ ہوائے نفسانی خیر کی طرف بلاتی ہے۔ اور اس کے نیچے شرارت ہوتی ہے۔ جیسے
شیطان بلاتا ہے۔ یہ خطرات کی قسمیں ہیں۔ جب یہ معلوم ہو چکا۔ تو اب تمہارے
واسطے تین فرق معلوم کرنے ضروری ہیں۔ جو کہ متصور ہیں۔

اول یہ ہے کہ خاطر خیر اور خاطر شر میں فرق معلوم کرو۔
دوسرے ابتدائی خطرہ شر۔ اور خطرہ شیطان۔ اور خطرہ ہوائے نفس
میں فرق معلوم کرو۔ اور ہر سہ اقسام کے وضعیہ کا علاج معلوم کرو۔
تیسرے یہ ہے کہ خطرہ خیر ابتدائی۔ اور خطرہ الہامی۔ اور خطرہ شیطانی
میں فرق معلوم کرو۔ تاکہ جو خطرہ کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ یا ملہم کی طرف
سے ہے اس کا اتباع کرو۔ اور جو شیطان کی طرف سے ہے۔ اس سے پرہیز کرو۔ اسی
طرح ہوائے نفسانی ان لوگوں کی رائے کے مطابق کہ جو اس کے خیر بھی ہونے
کے قائل ہیں۔

(فصل اول)

اگر یہ چلتے ہو! خطرہ خیر اور خطرہ شر کو معلوم کرو اور ان میں فرق کو جانو!
تو ان تین میزانوں کے ساتھ اس کو وزن کرو۔ تاکہ حقیقت حال روشن ہو جائے۔
(اول) جو خطرہ دل پر گذرا ہے۔ اس کو شرع شریف پر پیش کرو۔ اگر موافق
ہے تو خیر ہے۔ اگر مخالف ہے یا مشتبہ اور مشکوک ہے تو شر ہے۔ اگر اس میزان
پر اصلیت واضح نہ ہو۔ تو اس کو صالحین کے اتباع پر پیش کرو۔ اگر اس کے کرنے
میں نیک لوگوں کی تابعداری ہے۔ تو خیر ہے ورنہ شر ہے۔ اگر اس میزان سے
بھی حقیقت حال منکشف نہ ہو تو اپنے نفس اور خواہش پر پیش کرو۔ نیک خطرہ وہ
ہے۔ کہ جس سے نفس اور طبع کو نفرت ہو۔ اور خدا تعالیٰ کا خوف پیدا ہو۔ اور بر اخطا

وہ ہے۔ کہ جس کی طرف نفس اور طبع کا میلان ہو۔ اور خدا تعالیٰ کے ثبوت کی طرف رغبت نہ ہو۔ کیونکہ نفس بدی کا حکم کرنے والا ہے۔ اس کا میلان نیکی کی طرف کبھی نہ ہوگا جب تم ان چیزوں پر خطرات کا وزن کرو گے تو نیک خطرہ برے خطرے سے صاف طور پر ظاہر ہو جائے گا۔

فصل دوم

جب چاہو کہ خطرہ شریں فرق کرو۔ کہ خواہش نفس سے ہے۔ یا بتداء خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ تو اس پر بھی تین طرح سے نظر کرو۔
 ایک یہ ہے۔ کہ اگر ایک ہی حال پر پاؤ۔ تو خدا تعالیٰ سے یا ہوائے نفس سے ہے۔ اگر ایک حال پر نہیں ہے بلکہ تردد ہے۔ تو شیطان کی طرف سے ہے۔
 اور ایک عارف رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ ہوائے نفسانی کی مثال چیتے کے مشابہ ہے۔ لڑائی میں آسانی کے ساتھ دوڑ نہیں ہوتا ہے۔ اور شیطان کی مثال بھیرے کی ہے۔ اگر ایک طرف سے ہانکو تو دوسری طرف سے آتا ہے۔
 دوسرے یہ ہے کہ اگر خطرے کو گناہ کرنے کے بعد پاؤ۔ تو خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اس کا باعث عذاب اور ذلت ہے۔ جو گناہ کی شامت سے حاصل ہے۔ اور اگر یہ خطرہ پہلے پہل ہے اور گناہ کے بعد نہیں ہے۔ تو جان لو کہ یہ شیطان کی طرف سے ہے۔ کیونکہ شیطان ہر ایک حالت میں بہکانا چاہتا ہے۔
 تیسرے یہ ہے۔ کہ اگر اس خطرے کو کسی وقت بھی خدا تعالیٰ کا نام لینے سے کم اور کمزور نہ پاؤ۔ تو سمجھ لو کہ خواہش نفس سے ہے۔ اور اگر خدا کا ذکر کرنے سے کم ہو جائے۔ تو یہ خطرہ شیطان سے ہے۔ کیونکہ ذکر خدا کی صورت میں شیطان پیچھے ہٹتا ہے۔ اور غفلت کی حالت میں وسوسہ ڈالتا ہے۔

فصل سوم

جب یہ چاہو کہ خطرہ خیر میں فرق کرو۔ کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ یا فرشتے کی طرف سے ہے۔ تو بھی تین طرح پر نظر کرو۔

(۱) اگر ہمیشہ اس خطر کو قوت اور یقین کے ساتھ پاؤ تو خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اگر اس میں تردد ہے تو فرشتے کی طرف سے ہے۔ کیونکہ فرشتہ بمنزلے ناصح کے ہے کئی کئی طرح سے نصیحت کرتا ہے جس طرز پر کہ امکان ہو ۛ

(۲) اگر یہ خطر خیر اور طاقت کے بعد ہے۔ کہ جو تم نے کی ہے۔ تو حق تعالیٰ کی طرف سے۔ تمہارے اکرام اور اعزاز کے واسطے ہے۔ اگر طاعت کے بعد نہیں ہے۔ ابتدائی ہے۔ تو اکثر اوقات فرشتے کی طرف سے ہوتا ہے ۛ

(۳) اگر یہ خطرہ اصول اور باطنی علوم کے بارے میں ہے۔ تو جان لو! کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اور اگر فروع اور اعمال ظاہر میں ہے۔ تو اکثر اوقات فرشتے کی طرف سے ہوتا ہے۔ کیونکہ فرشتے کو بندے کے باطن پر اطلاع نہیں ہے اور جو خیر کے خطرات شیطان کی طرف سے۔ مگر اور راست راج کے واسطے ہیں۔ ان میں غور کرو! اگر نفس کو اس فعل میں خوشی ہے۔ خوف نہیں ہے۔ اور جلد بازی ہے۔ ہمتنگی نہیں ہے۔ اور امن کی حالت ہے۔ خوف نہیں ہے۔ اور دل کی تاریکی ہے۔ نور بصرہ نہیں ہے۔ تو جان لو! کہ یہ شیطان کی طرف سے ہے۔ امن سے پرہیز کرو۔ اور اگر نفس کو ان امور کی ضد پر پاؤ۔ یعنی خوف۔ خوشی آہستگی ہے۔ جلدی نہیں۔ خوف ہے۔ امن نہیں انجام کار میں بصارت ہے۔ تاریکی دل نہیں ہے۔ تو جان لو! کہ یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے یا فرشتے کی طرف سے ہے ۛ

میں بیان کرتا ہوں! کہ خوشی سے مراد سبکی ہے کہ جو آدمی کو کاموں میں حاصل ہوتی ہے۔ قطع نظر اس سے کہ ثواب کا لالچ ہو یا اور آہستگی سب جگہ بہتر ہے سوائے چند جگہوں کے۔ جیسے بالغ لڑکی کا نکاح کرنا۔ اور عرض ادا کرنا۔ اور میت کو دفن کرنا۔ اور مہمان کو کھانا دینا۔ اور گناہوں سے توبہ کرنا۔ خوف کا مطلب یہ ہے کہ اس فعل کو تمام کرنے اور ادا کرنے کے بعد۔ جیسے کہ حق ادا کرنے کا ہے۔ احتمال ہو۔ کہ خدا تعالیٰ اس کو قبول کرے یا رد کرے ۛ

اور انجام کار کی بصارت کا یہ مطلب ہے۔ کہ اس میں نظر کرے اور یقین کرے۔ کہ رشتہ اور خیر ہے۔ اور آخرت کے ثواب کی اس میں امید ہو۔ خواہ ظہر کو جاننے کے لئے۔ ان تین فصلوں کا تم پر جاننا واجب ہے۔ اور ان فصلوں میں حتیٰ الامکان خوب

غور کرو۔ کہ ان میں لطیف علوم اور شریف اسرار ہیں۔ اور اللہ ہی اپنے فضل کے ساتھ توفیق عنایت فرماتے والا ہے۔

بہر حال شیطان کے مکروں کی تفصیل یہ ہے۔ کہ شیطان کو بنی آدم کے ساتھ عبادت کے کام میں سات قسم کے فریب اور دھوکے ہیں۔

اول یہ ہے کہ نفس۔ عبادت سے روکتا ہے۔ اگر بندہ اللہ تعالیٰ کی توفیق کے ساتھ مدد کرے۔ اور کہے۔ کہ میں عبادت کا محتاج ہوں۔ کیونکہ مجھ کو آخرت کے زاد راہ سے چارہ نہیں ہے۔ ضرور مجھے عبادت کرنی چاہئے۔ اور دنیا سے فانی سے آخرت کے لئے توشہ اور عبادت چاہئے۔

پھر شیطان دوسری وجہ پیش کرتا ہے۔ آخرت کے لئے توشہ اور عبادت میں تاخیر کا امر کرتا ہے۔ اگر بندہ اللہ کی توفیق سے اس کو بھی روکرے۔ اور جواب دے کہ میری موت میرے ہاتھ میں نہیں ہے۔ اور میری عمر وفا کرے یا نہ کرے۔ نیز یہ بھی ہے کہ اگر آج کے عمل میں کل تک توقف کروں تو کل کا عمل کب کروں گا۔ کیونکہ ہر روز عمل کرنا ٹھیرا۔

پھر شیطان تیسری وجہ پیش کرتا ہے! اور عبادت میں جلدی کرنے کو کہتا ہے۔ اور ادا کرنے کا جوت ہے اس سے روکتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ جلدی کرو تاکہ یہ کام بھی کر لو۔ اور وہ کام بھی کر لو۔ اگر بندہ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اس بات کو بھی روکرے۔ اور کہے کہ میرا حقوڑا عمل آہستگی اور احتیاط کے ساتھ۔ بہتے عمل سے کہ جو نقصان اور جلدی کے ساتھ ہو۔ بہتر ہے۔

پھر شیطان چوتھی وجہ پیش کرتا ہے! اور عمل کے تمام کرنے کو جیسے کہ اس کا حق ہے امر کرتا ہے۔ یہاں تک کہ ریاکاری میں ڈالتا ہے۔ پھر اگر اللہ تعالیٰ کی توفیق کے ساتھ روکرے۔ اور کہے کہ لوگوں کو دکھانا میرے کس کام ہے؟ میرے لئے خدا کا دیکھنا کافی اور وافی ہے۔

پھر شیطان پانچویں وجہ پیش کرتا ہے۔ اور خود پسندی میں ڈالتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ کہ آج تمہارے جیسا مخلص بندہ کون ہے؟ تیری بیاری کا علم کیا ہی اچھا ہے؟ اگر بندہ اللہ تعالیٰ کی توفیق کے ساتھ اس کو بھی روکرے۔ اور کہے کہ خدا تعالیٰ

کا احسان ہے کہ مجھے کو اس قابل کیا ہے۔ اگر اس کی توفیق نہ ہوتی تو میری اور میرے عمل کی کیا قدر ہوتی؟

پھر شیطان چھیڑ جبر پیش کرتا ہے۔ اور اس وجہ پر سوائے عالمانِ دانا اور بیدار مغرز کے کوئی شخص مطلع نہیں ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ شیطان کہتا ہے کہ اپنی عبادت کو اچھی طرح ادا کرو۔ کیونکہ خدا تعالیٰ تمہاری حالت کو مخلوق پر ظاہر کرے گا۔ اور اس سے شیطان کا مقصود ایک قسم کی پوشیدہ ریاکاری ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی توفیق سے۔ اس کو بھی بندہ ترک کرے اور کہے کہ اے شیطان ملعون! اس وقت تک تو میری عبادت کو فاسد کرنے میں لگا رہا۔ اب تو اصلاح کرنے کے لئے آگے بڑھا ہے تاکہ مجھے عبادت ظاہر کر کے مجھ کو خراب اور برباد کرے۔ میں بندہ ناچیز ہوں۔ مجھ کو عبادت کرنی چاہئے۔ اگر خدا تعالیٰ چاہے گا تو ظاہر کرے گا۔ اور اگر چاہے گا تو پوشیدہ رکھے گا۔ اور یہ بھی ہے کہ مخلوق کے ہاتھ میں کیا ہے؟ جو مجھ کو عبادت کے ذریعے ملیے گا۔

پھر شیطان ساتویں وجہ پیش کرتا ہے اور بحث و تکرار کرتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ تم کو عمل کی بارگاہ ضرورت نہیں ہے؛ کیونکہ اگر تم کو نیک بخت اور سعید پیرا کیا ہے۔ تو ترک عمل سے نقصان نہ ہوگا۔ اور اگر بد بخت اور شقی پیدا کیا ہے۔ تو جو عمل کرو گے خاندہ نہ دیگا۔ اگر خدا تعالیٰ کی توفیق اور حفاظت عنایت فرمائے تو بندہ جواب دے گا۔ اے شیطان ملعون! میں بندہ ہوں۔ اور بندے پر پروردگار کی فرمانبرداری فرض ہے۔ سعادت اور شقاوت کا حکم صرف اسی کو معلوم ہے۔ مجھ کو اس بات سے کیا مطلب؟ اور میں ہر ایک طرز پر عمل کا محتاج ہوں۔ اگر میں نیک بخت ہوں۔ تو زیادتی کا محتاج ہوں۔ اور اگر نعوذ باللہ منہا بد بخت ہوں۔ تو بھی عمل کا محتاج ہوں۔ تاکہ اپنے آپ کو لامنت نہ کروں کہ یہ بد بختی میری طرف سے ہوئی ہے اور اگر میں فرمانبردار ہو کر آتشِ دوزخ میں جاؤں۔ تو اس سے بہتر ہے۔ کہ آتشِ دوزخ میں نا فرمانبردار ہو کر جاؤں۔ باوجود اس کے کہ میں خوب جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ عبادت پر عذاب نہ کرے گا۔ بلکہ اس نے ثواب عنایت کرنے کا وعدہ فرمایا ہوا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا وعدہ خلاف ہونے والا نہیں ہے۔ اور اللہ ہی توفیق عنایت

قرآن والہ ہے۔

چوتھی رکاوٹ راہ عبادت میں نفس کی ہے۔ طالب عبادت! اس کے بعد تم پر لازم ہے کہ نفس سے خوف کرو۔ جو تباہی کا امر کرنے والا ہے۔ اور وہ تمام دشمنوں سے بدترین ہے۔ اور اس کی بلا تمام بلاؤں سے زیادہ سخت ہے۔ اس کا علاج بہت مشکل ہے۔ اور اس کی دوا اور بھی مشکل ہے۔

اس کا باعث دو چیزیں ہیں۔ سبب اول یہ ہے۔ کہ نفس اندرونی دشمن ہے جب چور گھر میں سے ہو تو اس کا دُور کرنا مشکل ہے۔ دوسرا سبب یہ ہے۔ کہ نفس محبوب دشمن ہے۔ اور انسان اپنے محبوب کے عیبوں سے اندھا ہوا کرتا ہے۔ جو کچھ اپنے نفس سے تباہی دیکھتا ہے۔ اس کو بھلائی معلوم ہوتی ہے۔ جب ایسی حالت ہے تو دیر نہ ہوگی۔ تا وقتیکہ خدا تعالیٰ اپنے فضل اور رحمت سے اس کی مدد نہ کرے۔ لہذا ایک ٹکٹے پر جس سے کہ قناعت ہو جائے تامل کرو۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ جب اچھی طرح سے غور کرو گے۔ تو اس نفس انارہ کو۔ تمام فتنوں اور رسوائی اور خواری اور بربادی کی جڑ پاؤ گے۔ اور جس قدر آفات مخلوق پر آئی ہیں یا آئیں گی۔ ابتداءً پیدائش سے روز قیامت تک۔ ان سب کا باعث یہی نفس شوم ہے جو شخص کو بلا میں پڑھے۔ یا تو صرف نفس کے باعث۔ یا نفس کی مدد اور مشارکت کے باعث۔ یا شیطان کے باعث پڑھے۔ کیونکہ پہلے پہل خدا تعالیٰ کی نافرمانی ابلیس نے کی ہے۔ اور اس کا سبب حکم سابق کے بعد۔ خواہش نفسانی تھی۔ کیونکہ تکبر اور حسد نے شیطان کو۔ آٹھ ہزار سال کی عبادت کے بعد گمراہی کے دریا میں غرق کیا ہے۔ اس طرح کہ ابد الآباد کے لئے ڈوب گیا۔ اور اس وقت اس کا باعث نہ دنیا تھی۔ اور نہ شیطان تھا۔ اور نہ کوئی مخلوق تھی۔ بلکہ صرف ابلیس کا نفس تھا۔ کہ تکبر اور حسد نے اس کے ساتھ کیا جو کچھ کہ کیا!

اس کے بعد حضرت مہتر آدم علیہ وعلیٰ نبینا الصلوٰۃ والسلام کی خطا تھی۔ کہ شہوت نفس اور بقائے حیات کی حرص نے۔ ان کو اس بلا میں ڈالا۔ کہ ابلیس کے کہنے

سے نفس انسان کے نہایت ہی نزدیک ہے۔ اسی واسطے اس کے عیب نظر نہیں آتے ہیں جسے کہ سلائی مرمرہ آلود۔ جب تک کہ آنکھ سے دور ہے نظر آتی ہے۔ اور جب آنکھ میں ڈال بیٹھے ہو۔ تو نظر نہیں آتی ہے۔ جو چیز کہ نہایت ہی قریب ہو۔ اس کی یہی حالت ہے۔

سے دھوکے میں پڑے۔ اور شیطان اور خواہش نفس کے دھوکے کے باعث خدا تعالیٰ کی ہمسائیگی اور فردوس بریں سے اس ذلیل اور فانی دنیا میں گرے۔ اور انہوں نے دیکھا! جو کچھ کہ دیکھا! اور ابدالاً تک دیکھتے رہیں گے۔

اس کے بعد بابل رحمۃ اللہ علیہ اور قابیل کی حالت پر غور کرو۔ کہ ان میں گناہ کا سبب حسد اور زحمت تھا۔ پھر ہاروت اور ماروت کی بات یاد کرو۔ کہ ان میں بھی نافرمانی کا باعث شہوت نفسانی ہی تھی۔ اسی طرح روز قیامت تک شمار کرتے جاؤ! مخلوقات میں فتنہ اور گمراہی اور نافرمانی اور رسوائی کا باعث۔ نفس اور اس کی خواہش ہی ہوگی۔ ورنہ سب مخلوق خیریت اور سلامتی میں رہتی۔ لہذا جب دشمن اس صفت کا ہو۔ تو عقلمندوں پر اس سے بھگتنے کا بندوبست کرنا فرض ہے۔

سوال اگر پوچھو! کہ ایسے دشمن کے دور کرنے کا کیا حیلہ ہے؟ اور اس کے ساتھ نپٹنے کی کیا تدبیر ہے؟

جواب اس بات کو جان لو! کہ ہم نے اوپر بیان کر دیا ہے۔ کہ نفس کا کام نہایت مشکل ہے۔ دو کے دشمنوں کی طرح اس کو ایک دم مغلوب کر لینا ناممکن ہے۔ کیونکہ یہ ایک مرکب آلہ ہے۔ اور ایک دم اس کو چھوڑ بھی نہیں سکتے ہیں۔ کیونکہ اس میں بھی نقصان ہے۔ لہذا اس کے ساتھ دونوں طریقے برتنے چاہئیں۔ ایک یہ ہے۔ کہ اس کی پرورش کرو اور تقویت دو۔ اس قدر کہ فعل خیر برداشت کرے۔ اور اس کو کمزور کرو اور بند رکھو۔ اس حد تک کہ تمہارا حکم مانے۔ لہذا تم نفس کے علاج میں سخت طریق اور نظر دقیق کے محتاج ہو۔ اور ہم نے بیان کر دیا ہے۔ کہ اس کا طریق یہ ہے کہ تم نفس کو پرہیزگاری کی لگام دو۔ تاکہ تمہارے لئے دو نو فائدے جو میں نے بیان کئے ہیں۔ حاصل ہو جائیں۔

سوال اگر یہ پوچھو! کہ نفس ایک چوپایہ نافرمان ہے۔ اس کو لگام کس طرح دیں؟ اور اس کے بارے کیا حیلہ ہے کہ اس کو لگام دے سکیں؟

جواب تم سچ کہتے ہو! اس بات کو جان لو! کہ اس میں حیلہ یہ ہے۔ کہ پہلے اس کو نرم کرو۔ تاکہ لگام دے سکو۔ اور اس کام کے عالموں نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ نفس کو تین چیزوں کے ساتھ نرم کر سکتے ہیں۔ ایک یہ ہے۔ کہ شہوتوں اور لذتوں سے بالکل

رذک رکھو۔ کیونکہ کمرش چوپائے کو جب خوراک نہیں ملتی ہے۔ تو نرم ہو جاتا ہے۔
 دوسرے یہ ہے کہ اس پر عبادت کا بھاری بوجھ لا دو۔ کہ گدھے بوجھ بہت
 بھار لا دیں۔ اور خاص کر جب خوراک بھی کم کریں تو نرم ہو جاتا ہے۔
 تیسرے یہ ہے۔ کہ خدا تعالیٰ سے مدد مانگو۔ اور نفس کے سامنے مرت گرو۔
 ورنہ اس کی شرارت سے نجات پانی مشکل ہو جائے گی۔ تم نے سنا نہیں کہ حضرت یوسف
 علیہ وعلیٰ نبینا الصلوٰۃ والسلام نے کیا فرمایا ہے؛ اِنَّ الدَّفْسَ کَالْمَسَّةِ بِالسُّوءِ
 اِنَّ کَانَ حَمْدَ رَبِّیْ (یقیناً نفس برائی کی طرف امر کرنے والا ہے۔ مگر وہ شخص بچا رہتا
 ہے) کہ جس پر میرا رب رحم کرے) اگر تم ان تین چیزوں پر ہمیشہ خیال رکھو گے، تو نافرمان
 نفس۔ فرمانبردار ہو جائے گا۔ اور اس حالت میں جلدی کرو۔ اور اس کو پرہیزگاری کی
 لگام دو۔ اور اس کی شرارت سے بے خوف ہو جاؤ۔

سوال اگر یہ پوچھو! کہ ہم کو پرہیزگاری بتائے؛ تاکہ ہم جان لیں۔ کہ وہ کیا

چیز ہے!

جواب اس بات کو جان لو! کہ تقویٰ ایک بہت بڑا خزانہ ہے۔ اگر تم اس
 پر کامیاب ہو جاؤ۔ تو خیر کثیر۔ اور رزق کریم۔ اور کامیابی بڑی۔ اور بھاری غنیمت۔
 اور ملک عظیم ہے۔ تم کہو گے کہ تمام چیزیں دنیا اور آخرت کی اسی ایک خصلت میں
 جمع کر دی گئی ہیں۔ کہ جس کا نام تقویٰ ہے۔ اور قرآن مجید میں عجز کرو کہ اس کا ذکر کتنی جگہ
 پر آیا ہے۔ اور کس قدر خیر اور ثواب اس کے متعلق ہے۔ اور جس قدر کہ سعادتیں تقویٰ
 کے متعلق منسوب ہیں۔ میں ان میں سے بارہ کا شمار کرتا ہوں۔

(۱) مدح اور شائق تعالیٰ ارشاد فرمایا ہے وَ اِنْ تَصْبِرُوْا وَ تَتَّقُوْا اِنَّ

ذَٰلِکَ مِنْ عِنْدِہِمْ اَلْاَسُوْرَۃُ (اور اگر تم صبر کرو۔ اور تقویٰ کرو تو یہ کام کی باتوں
 سے ہے) یعنی ان کاموں میں سے ہے۔ کہ جن پر عزم کرنا واجب ہے۔

(۲) دشمنوں سے حفاظت اور نگہبانی ہے۔ جن تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے

وَ اِنْ تَصْبِرُوْا وَ تَتَّقُوْا اَلَا یُضْذِکُمْ شَیْئًا (اور اگر تم صبر کرو۔ اور تقویٰ کرو

تو کافروں کا فریب تمہیں کسی طرح کا نقصان نہ دے گا)۔

(۳) خدا کی مدد۔ جن تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا

وَالَّذِينَ هُمْ يُحْسِنُونَ ۝ (یقیناً اللہ انہی کے ساتھ ہے کہ جو تقویٰ کرتے ہیں اور جو لوگ نیکو کار ہیں) ۝

(۳) سختیوں سے نجات اور حلال کی روزی۔ حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔
وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ
(اور جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے۔ اللہ اس کو تمام تنگیوں سے نکالتا ہے۔ اور اس کو رزق ایسی جگہ دیتا ہے کہ جس کو وہ نہیں جانتا ہے) ۝

(۵) اصلاح عمل۔ حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَأَلِمْنَا الْوَالِدَ لِلذَّكَرِ ۝ (اور سچی بات کہو۔ تاکہ تمہارے لئے تمہارے اعمال کی اصلاح ہو) ۝
(۴) گناہوں کی بخشش۔ حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ (تقویٰ کرو) تاکہ اللہ تمہارے گناہ تم کو بخشے) ۝

(۷) خدا تعالیٰ کی محبت۔ حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ (یقیناً اللہ پرہیزگاروں کو دوست رکھتا ہے) ۝
(۸) عبادت قبول ہوتی ہے۔ حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللَّهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ ۝ (سوائے اس کے نہیں کہ اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں ہی سے قبول کرتا ہے) ۝

(۹) خدا کے نزدیک عزت۔ حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ إِنَّ الْكِرَامَ كُنُفًا عِنْدَ اللَّهِ اتَّقَاكُمْ (یقیناً اللہ کے نزدیک زیادہ مکرم وہی شخص ہے کہ جو تم سے زیادہ پرہیزگار ہے) ۝

(۱۰) فوت ہوتے وقت بشارت ملتی ہے۔ حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔
الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ لَهُمُ الْبُشْرَىٰ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَ فِي
الْآخِرَةِ ۝ (جو لوگ کہ ایمان لائے۔ اور ہیں وہ پرہیزگار ان کے واسطے زندگی دنیا میں اور آخرت میں خوشخبری ہے) ۝

(۱۱) دوزخ سے نجات ہے۔ حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ثُمَّ نَجَّيْنَا
الَّذِينَ اتَّقَوْا (پھر ہم پرہیزگاروں کو (آتش دوزخ سے) نجات دیں گے) ۝

(۱۲) بہشت میں ہمیشہ رہیں گے۔ حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ اُحَدَّثْتُ
لِلْمُتَّقِينَ۔ (پرہیزگاروں کے واسطے بہشت) تیار کیا گیا ہے)۔

یہ بے دونوں جہان کی خیر اور سعادت جو پرہیزگاری کے تحت میں ہے۔
لہذا اپنے نصیب کو پرہیزگاری کے متعلق مت بھولو۔

اس بات کو جان لو! کہ فعل عبادت میں تین چیزیں اصل ہیں۔

(۱) توفیق اور امداد الہی جو خاص پرہیزگاروں کے واسطے ہے۔ حق تعالیٰ
ارشاد فرماتا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ ۝ (یقیناً اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے)۔

(۲) عمل کی اصلاح اور نقص کا نہ رہنا۔ یہ بھی پرہیزگاروں کے واسطے ہے
جیسے کہ حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے یُضَلِّمْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ ۝ (اگر تقویٰ کرو گے
تو تمہارے واسطے تمہارے اعمال سوارے گا)۔

(۳) قبول عمل وہ بھی پرہیزگاروں ہی کے واسطے ہے حق تعالیٰ ارشاد فرماتا
ہے۔ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ ۝ (سوائے اس کے نہیں!)

کہ قبول کرتا ہے اللہ پرہیزگاروں سے) عبادت تین چیز پر موقوف ہے اول توفیق
تاکہ عمل کرے۔ پھر اصلاح تاکہ کمی کو پورا کرے۔ اور جب تمام ہو جائے تو قبولیت ہو۔

دکنی تین چیز کے واسطے رب لوگوں کا سوال اور گریہ و زاری ہے۔ تمہیں معلوم نہیں؟
کہ اس طرح دعا کرتے ہیں۔ سَمَّيْنَا وَفِقْنَا بِطَاعَتِكَ وَتَمِّمْتَ تَقْصِيْدَنَا وَتَقَبَّلْنَا
دہمارے رب! ہم کو عبادت کی توفیق عنایت فرما۔ اور ہمارے عمل کی کمی کو پورا کر۔ اور

ہم سے قبول فرما! ان سب چیزوں کا اللہ تعالیٰ نے پرہیزگار کے واسطے وعدہ
کیا ہے۔ اور متقیوں پر یہ سب مہربانی ہوئی ہے۔ سوال کریں یا نہ کریں۔

تم پر لازم ہے۔ اگر تم طالب عبادت ہو۔ بلکہ اگر دنیا اور آخرت کی سعادت
کے طالب ہو! تو اس ایک ہی قاعدے میں غور کرو۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ تم

نے عمر بھر عبادت میں تکلیف اٹھائی اور مجاہدہ کیا۔ یہاں تک کہ تمہارا ارادہ
پورا ہوا۔ مگر قبولیت عبادت کا حال معلوم نہ ہوا۔ تمہیں معلوم ہے کہ حق تعالیٰ

ارشاد فرماتا ہے۔ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ ۝ (اللہ تعالیٰ صرف
پرہیزگاروں ہی سے قبول کرتا ہے)۔ لہذا اس کام کی اصلیت تقویٰ ہی ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ارشاد فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دنیا میں سے سوائے پرہیزگار کے اور کچھ اچھا معلوم نہ ہوتا تھا۔

اور حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ تو رات شریف میں ہے کہ اے فرزند ان آدم! تقویٰ کرو۔ اور جہاں چاہو! سو رہو! اور بیان کرتے ہیں کہ حضرت عامر بن قیس رحمۃ اللہ علیہ رات اور دن میں ایک ہزار رکعت نماز نفل پڑھتے۔ جب اپنے بستر پر آتے تو اپنے نفس کو مخاطب کرتے کہ نفس! تمام بد کاریوں کی جگہ! میں ایک پلک مارنے کا وقفہ بھی تجھ سے راہی نہ ہوا۔ تو تقویٰ کی طرف توجہ نہیں کرتا ہے۔ فرمایا کہ خدا تعالیٰ کا یہ فرمان! **إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللَّهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ** اور اللہ تو پرہیزگاروں ہی سے قبول کرتا ہے۔

اب تم ایک دوسرے نکتے میں غور کرو۔ اور یہ تمام اصولوں کا اصل ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ ایک شخص نے صالحین میں سے اپنے شیخ کی خدمت میں عرض کی کہ آپ مجھ کو کچھ وصیت فرمائیں۔ شیخ نے ارشاد فرمایا۔ کہ میں تم کو وہ وصیت کرتا ہوں۔ **جَوْرَتُ الْعَالَمِينَ** نے وصیت فرمائی ہے **وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَإِيَّاكُمْ أَنْ اتَّقُوا اللَّهَ** اور ہم نے تم سے پہلے اہل کتاب کو وصیت کی ہے اور تم کو بھی (یہی وصیت ہے) کہ خدا سے ڈرو! میں کہتا ہوں! کہ یہی نہیں کہ خدا تعالیٰ بندوں کی مصلحتوں کو سب سے خوب جانتا ہے۔ اور یہی نہیں کہ وہ سب سے زیادہ بندوں پر مہربان ہے۔ بنا بریں اگر جہاں میں کوئی اور خصالت ہوتی۔ جو بندے کے لئے زیادہ مفید ہوتی۔ اور تمام خیرات کو جامع۔ اور ثواب میں زیادہ۔ اور عبادت کے لئے بڑی شان والی۔ اور تمام امیدوں کو بر لائے والی اس خصالت سے کہ جس کا نام تقویٰ ہے۔ تو حق تعالیٰ ضرور بندوں کو اس کا امر فرماتا۔ اور اس کی وصیت کرتا۔ چونکہ اور کوئی خصالت ایسی نہ تھی۔ لہذا اسی پرہیزگاری پر کفایت کی۔ اور جان لیا کہ یہی ایک خصالت دنیا اور آخرت کی بھلائی کے واسطے جامع ہے۔ اور تمام مہمات کو کافی ہے۔ اور بندے کو۔ عبادت کے بلند ترین درجات تک

پہنچانے والی ہے۔ اور یہ ایسا اہل ہے کہ اس سے بڑھ کر دوسرا نہیں ہے۔ اور جو شخص کہ نظر غور سے دیکھے اور اس پر عمل کرے۔ اس کے واسطے کافی ہے۔ اور اللہ ہی توفیق دینے والا ہے۔

سوال اگر یہ پوچھو! کہ یہ خصلت نہایت ہی اعلیٰ ہے۔ اور اس کی معرفت کی سخت ضرورت ہے۔ تو اب اس بات کے سوا چارہ نہیں ہے۔ کہ آپ تقویٰ کی خصلت کو مفصل بیان کریں؟

جواب اس بات کو جان لو! کہ جیسے سائل نے بیان کیا ہے۔ سچ ہے۔ ضرور ہے۔ کہ اس خصلت کی طرف کمال ضرورت ہے۔ لیکن اس بات کو جان لو! کہ جو چیز معزز اور محترم ہوگی۔ اس کے حاصل کرنے میں سنج اور زحمت بھی ہوگی اور بلند ہمت چاہئے تاکہ ہاتھ لگے۔ لہذا یہ خصلت جیسے بزرگ اور محترم ہے ایسے ہی اس کی طلب میں ثابت قدم رہنا اور مجاہدہ کرنا بھی سخت مشکل ہے کیونکہ عظمت محنت کے اندازے پر ہے۔ اور مشقت کے موافق ہوتی ہے۔ حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔ وَالَّذِينَ جَاهِدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا (جو لوگ ہماری طلب میں مجاہدہ کرتے ہیں ہم ان پر اپنے کئی رستے کھول دیتے ہیں) لہذا سُنُو! اور ہوشیار ہو جاؤ! اور اس خصلت کو سمجھو! اور پھر اس پر عمل کرنے کے لئے جہت و چالاک ہو جاؤ۔ اور عمل پر خدا تعالیٰ سے مدد مانگو اور اللہ ہی توفیق عنایت فرمانے والا ہے۔

میں کہتا ہوں۔ کہ اوصحرا کان لگاؤ! پہلے اس بات کو جان لو! کہ ہمارے مشکل کے قول میں۔ گناہوں سے دل کو پاک کرنے کا نام تقویٰ ہے۔ کہ اس گناہ کی مثل کبھی تم سے سرزد نہیں ہوا ہے۔ تاکہ تم کو اس کی ترک پر عزم کی قوت حاصل ہو۔ اور تمہارے گناہوں کے درمیان پردہ ہو۔ اور قرآن مجید میں تقویٰ کو تین چیزوں پر بولا گیا ہے۔

(۱) خدا تعالیٰ سے خوف اور وحشت پر۔ حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَأَيُّهَا فَتَقْوَىٰ (مجھ ہی سے ڈرو!)۔

(۲) طاعت اور عبادت پر۔ حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ

انتقامت طاعت پر۔ یہ وہ بیان ہے کہ اہل علم نے تقویٰ کے بارے میں
ارشاد فرمایا ہے۔

میں بیان کرتا ہوں کہ میں نے فضول حلال سے بچنے کو بھی تقویٰ کے معنوں میں
دیکھا ہے، چنانچہ مشہور حدیث شریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم
نے ارشاد فرمایا ہے کہ پرہیز گاروں کو پرہیز گار اس واسطے کہتے ہیں کہ ایسی
چیز کو ترک کرتے ہیں کہ جس میں خوف نہیں ہے۔ اس وجہ سے کہ ایسی چیز میں
مبتلا نہ ہوں کہ جس میں خوف ہے۔

بنابرین میری خوشی یہ ہے کہ جو کچھ علما بیان فرماتے ہیں اور جو کچھ حدیث
شریف میں وارد ہوا ہے ان دونوں کو ایک جگہ جمع کروں تاکہ اپنے اندرونی معنی
کے لئے اور بیرونی کو روکنے کے لئے ایک حد معین ہو جائے۔ لہذا میں گزارش
کرتا ہوں کہ تقویٰ کے معنی میں پرہیز کرنا ایسی ہر ایک چیز سے کہ جس سے دین میں
نقصان کا خوف ہو۔ تمہیں معلوم نہیں کہ بیار پرہیز کرنے والے کو متقی کہتے ہیں کیونکہ
وہ ہر ایک چیز سے کہ جو نقصان دینے والی ہے پرہیز کرتا ہے۔ جیسے کھانے
اور پینے کی چیزیں اور میوہ جات وغیرہ۔

جن چیزوں سے دین میں ضرر کا خوف ہے۔ وہ دو قسم پر ہیں۔ ایک محض
حرام اور گناہ دو سے کہ حلال کہ جو فضولیات سے ہے۔ کیونکہ فضول حلال میں مشغول
ہونا۔ انسان کو حرام اور صرف گناہوں کی طرف دھکیلتا ہے۔ جو شخص اپنے دین
کی سلامتی چاہتا ہے۔ اس خطر سے پرہیز کرے۔ اور فضول حلال سے اپنے آپ کو بچائے
لہذا جامع اور مانع تقویٰ یہ ہے کہ ہر ایک چیز سے پرہیز کریں۔ جس سے کہ دین میں
نقصان ہو۔ اور وہ چیز گناہ اور فضول حلال ہے۔ تقویٰ کی بابت یہی تفصیل ہے۔
اور اب اس بات کو جان لو کہ حرام سے پرہیز فرض ہے۔ اس کی ترک سے
گناہ لازم آتا ہے۔ اور فضول حلال سے پرہیز کرنا نہایت ہی عمدہ کام ہے۔ اس کی ترک
سے جہنم اور حساب اور عیب لازم آتا ہے۔ اور حرام سے پرہیز کرنے والا تقویٰ کے
کے اولیٰ درجہ میں ہے۔ اور جو شخص فضول حلال سے پرہیز کرے۔ وہ شخص تقویٰ کے
اعلیٰ درجہ میں ہے جب بندہ دونوں پرہیزوں کو جمع کرے۔ یعنی معصیت اور فضول

دونوں سے پرہیز کرے۔ تو اس کا تقویٰ کمال کو پہنچا ہوا ہوگا۔ اور جو محتہ ہے اس کو پورا کیا ہوگا۔ یہ تقویٰ کے معنی اور اس کا بیان ہے۔ اس کو اچھی طرح سمجھ رکھو۔
سوال اگر یہ پوچھو! کہ اب بیان کرو؟ کہ ان معنی پر نفس میں کیسے عمل کروں؟ اور اس کو تقویٰ کی رگام کس طرح دوں؟ اس لحاظ سے کہ جو اپنے تفصیل بیان کی ہے۔ اور جس کا نام تقویٰ رکھا ہے؟

جواب اس بات کو جان لو! کہ اس کی تفصیل نفس کے بارے میں یہ ہے۔ کہ پوری طاقت کے ساتھ قائم ہو جاؤ۔ اور نفس کو تمام گناہوں سے روکو۔ اور تمام فضولیات سے پرہیز کرو۔ جب اس طرح کرو گے تو آنکھ اور کان اور زبان اور دل اور شکم اور شرمگاہ اور سب اعضا کا تقویٰ کر لیا ہے۔ اور نفس کو تقویٰ کی رگام دی گئی ہے۔

لیکن اس بات کے علم بغیر چارہ نہیں ہے۔ وہ یہ ہے کہ میں بیان کرنا ہوں جو شخص کہ تقویٰ کرنا چاہتا ہے۔ ان پانچ اعضا کو۔ کہ جو اصل میں نگاہ رکھے۔ اور وہ آنکھ کان۔ زبان۔ دل۔ اور شکم ہے۔ تو ان پانچ کو نگاہیں رکھو۔ ایسی چیز سے کہ جس میں تمہیں نقصان کا خوف ہے۔ گناہ اور حرام اور فضول حلال سے۔ جب اس طرح کی حفاظت حاصل ہوگی۔ تو تم یہ ہے کہ تمام اعضا حفاظت میں رہیں گے۔ اور تقویٰ میں جن باتوں کی ضرورت ہے۔ ان میں پورا اور کمال ہوگا۔ لہذا ضرورت ہوئی کہ پانچ فضلیں ان پانچ اعضا کے بیان میں ذکر کریں۔ اور ہر ایک میں حرام اور فضول کی تفصیل اس کتاب کے لائق بیان کریں۔

پہلی فصل

آنکھ کے بیان میں

تم پر لازم ہے کہ آنکھ کی حفاظت کرو! کیونکہ وہی بہت سی آفتوں اور فتنوں کا سبب ہے۔ اور آنکھ کے کام کے متعلق ان میں اصول کو یاد رکھو۔
اصل اول حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے قُلْ لِّمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا الْبَصَارَ

هُم مَّا يَعْظُمُوهَا وَأَوْجَاهُهُمْ ذَلِكِ أَلْذِي كَفَّمْنَا اللَّهُ خَيْرٌ مِّنْ مَا يَصْنَعُونَ

(ایمان والوں کو کہو! کہ اپنی نگاہوں کو دبائے رکھیں۔ اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔ یہ ان کے لئے نہایت ہی پاکیزگی کی بات ہے۔ یقیناً اللہ جو کچھ کہہ کرے وہ کرتے ہیں یا خیر ہے)۔

اس بات کو جان لو! کہ میں نے اس آیت میں نازل کیا۔ یا جو دیکھ آیت نہایت

مختصر ہے۔ اپنے اختصار پر بھی تین عظیم الشان مطالب پر حاوی ہے۔ ایک ادب کرنا اور سکر بیدار کرنا تیسرے متنبہ کرنا۔ بہر حال ادب! مالک کی فرمانبرداری ہے ورنہ بے ادب ہوگا۔ اور بے ادب کو مجلس سے نکال دیتے ہیں۔ اور اس لائق نہیں ہے۔ کہ درگاہ میں بٹھے۔ اس بات کو سمجھو! اور اس میں خوب غور کرو! کیونکہ سب کچھ اسی میں ہیں! اور بیدار کرنا یہ ہے کہ اس پاک کرنے والے نے ارشاد فرمایا ہے یعنی جو بندوں کے دلوں کو پاک کرنے والا ہے۔ اور یہ اس طرح ہے۔ کہ اگر آنکھ دبا گئے رکھو گے۔ اور جدھر چاہو گے دیکھو گے۔ تو اس امر سے خالی نہیں ہے۔ کہ تمہاری آنکھ حرام پر پڑے۔ اور اگر عمدہ دیکھو گے تو گناہ کبیرہ ہوگا۔ اور بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے۔ کہ تمہارا دل اس میں پھنس جائے۔ اور اس کے باعث ہلاک ہو جاؤ اور اگر نظر کسی معمولی چیز پر پڑے۔ تو ایسا اتفاق بھی ہوتا ہے۔ کہ تمہارا دل اس میں لگ جائے۔ اور اس طرح کے دوسو اس پیرا ہوں۔ اور شاید ہے کہ اس سے خوف کرو۔ اور دل پریشان رہے۔ اور بھلائی سے دور جا پڑو۔ اور اگر نگاہ کو دبائے رکھو گے۔ تو تمام بلاؤں سے محفوظ رہو گے۔

اسی مطالب کے بیان میں سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ وعلیٰ نبینا الصلوٰۃ والسلام نے

ارشاد فرمایا ہے۔ کہ نظر سے پرہیز کرو! کیونکہ دل میں شہوت کا تخم بونتی ہے۔ صاحب نظر کو بھی فتنہ کافی ہے۔

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ نگاہ کا بند

رکھنا تمام آرزوؤں کے لئے حجاب ہے! لہذا اگر آنکھ کو دبائے رکھو گے! اور اوپر نہ اٹھاؤ گے۔ تو خارج دل اور تمام دوسووں سے محفوظ رہو گے۔

اور آیت مذکور میں جو تفسیر بیان فرمائی ہے۔ یہ ہے کہ حق تعالیٰ جو کچھ کہتے

میں جانتا ہے۔ گناہوں سے پرہیز کرنے کے لئے یہی ایک بات کافی ہے۔ ان لوگوں کے واسطے کہ جو خوفِ خدا رکھتے ہیں۔ یہ ایک اصل ہم نے خدا تعالیٰ کی کتاب سے تحریر کیا ہے۔

اصل دوسرا یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ خوبصورت عورت کی طرف نگاہ کرنا۔ ایک زہر آلودہ تیر شیطان کے پیروں میں سے ہے۔ جو کوئی اس نگاہ کو دبائے رکھے۔ تو حق تعالیٰ اس کو عبادت کا ذائقہ اور حلاوت اور مناجات کی لذت عنایت فرمائے گا۔

یہ ایک بڑا عظیم الشان کام ہے۔ اور یہ بالکل صحیح ہے۔ کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ اور اس کو تجربہ کار آدمی ہی جانتا ہے۔ کہ نظر کا بند رکھنا عبادت کی لذت اور حلاوت۔ اور صفائیِ قلب کا باعث ہے۔

تیسرا اصل یہ ہے کہ اپنے اعضا میں سے ہر ایک عضو پر نگاہ کرے۔ کہ حق تعالیٰ نے اس کو کس واسطے پیدا کیا ہے؟ جس واسطے اس کو پیدا کیا ہے۔ نگاہ رکھے۔ کہ پاؤں بہشت کے باغوں اور محلوں میں چلنے کے واسطے عنایت کئے ہیں۔ اور ہاتھ بہشت کے میوے اور شرابِ طہور کے پیالے پکڑنے کے واسطے پیدا کئے ہیں۔ اسی طرح تمام اعضا۔ اور اسی طرح آنکھ حضرت رب العالمین کے دیدار کے واسطے پیدا کی گئی ہے اور دونوں جہان میں دیدار آئی جیسی اور کوئی نعمت نہیں ہے۔ لہذا اس سعادتِ عظمیٰ کے حصول کے لئے آنکھ کا دبائے رکھنا نہایت ضروری ہے۔ یہ تین اصل ہیں۔ جب ان میں اچھی طرح غور کرو گے۔ تو یہ نگاہِ چشم کو دبائے رکھنے کے واسطے کافی ہیں۔

دوسری فصل

کان کے بیان میں

فحش اور فضول باتوں سے کان کی حفاظت کرو۔ اس کے دو باعث ہیں۔ ایک یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے روایت ہے۔ کہ کلام کرنے والے کے ساتھ۔ سننے والا بھی شریک ہے۔ دوسرا یہ ہے۔ کہ سننے سے دل میں خطرات

پیدا ہوتے ہیں۔ اور سو سے اٹھتے ہیں۔ بعدہ دل اور جسم میں کئی طرح کے شغل پیدا کرتے ہیں۔ اس طرح کہ دل میں عبادت کا کوئی خیال نہیں رہتا ہے۔ اور اس بات کو جاں لو کہ دل میں جو بات کان سے آتی ہے۔ ایسی ہے کہ جیسے پیٹ میں کھانا آتا ہے۔ بعضی غذا نقصان دینے والی۔ اور بعضی نفع دینے والی اور بعضی زہر قاتل ہوتی ہے۔ اور دل میں بات بہ نسبت کھانے کے پیٹ میں دیر تک قائم رہتی ہے۔ کیونکہ طعام معدے سے خواب وغیرہ کے ذریعے زائل ہو جاتا ہے۔ اور بسا اوقات بات کا اثر دل میں مدت تک رہتا ہے۔ بلکہ عمر پھر بھی نہیں جاتا ہے۔ پھر اس سے زیادہ تباہ کرنے والی اور کون سی چیز ہوگی؟ جو ہمیشہ رنج اور بلا میں رکھتی ہے۔ اور اس کے باعث دل میں کئی طرح کے وسوسے اور خطرات پیدا ہوتے ہیں۔ کہ جو بلا میں ڈالتے ہیں۔ اگر کان کو فضولیات کے سننے سے بچائے رکھو گے۔ اور اللہ ہی توفیق دینے والا ہے۔

تیسرا فصل

زبان کے بیان میں

تم پر زبان کا بند رکھنا اور اس کو تیر رکھنا اور نگاہ رکھنا ضروری ہے۔ کیونکہ ناقربانی میں۔ زبان سب اعضا سے سخت ترین ہے۔ اور اس کی خرابی بہت ہے۔ حضرت سفیان بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں۔ کہ میں نے عرض کی۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم۔ وہ کیا چیز ہے؟ کہ جس کے باعث آپ کو مجھ پر بہت خوف ہو! آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اپنی زبان کو پکڑا۔ اور فرمایا کہ یہ ہے! اور حضرت یونس بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ میرا نفس نہایت سخت گرمی میں روزہ رکھ سکتا ہے۔ اور ایک فضول کلمہ کو ترک نہیں کر سکتا ہے۔ جبکہ زبان اور نفس کا یہ معاملہ ہے۔ تو تم پر لازم ہے کہ زبان کو سب طرح کی معلومہ جدوجہد کے ساتھ جفا طرت میں رکھو۔ اور ان پانچ اصل میں نگار کھو۔ اصل اول یہ ہے کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں

کہ جب آدمی صبح کو اٹھتا ہے۔ تو تمام اعضا۔ زبان کو خدا تعالیٰ کی قسم دیتے ہیں۔ اور سوال کرتے ہیں۔ کہ تم راست رہو۔ کیونکہ تمہاری راستی کے ساتھ ہم سب راست ہیں۔ اور تمہاری کجی کے ساتھ ہم سب کج ہیں۔ یعنی کلام کرنے سے تمام اعضا میں بھلایا یا بڑا اثر ہوتا ہے۔

اور اسی طلب کی تائید میں حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔ جو اپنے فرمایا ہے۔ جب تم دل میں سختی اور حسد میں سُستی اور رزق میں گھٹانا دیکھو تو معلوم کرو کہ تم نے کوئی واہیات بات بولی ہے۔

دوسرا اصل زبان کو کلام کرتے وقت نگاہ رکھنا ہے۔ کیونکہ ذکر الہی کے سوا باقی اکثر باتیں لغو ہیں جن سے کہ وقت ضائع ہوتا ہے۔

حسان بن سنان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک نئے بالا خانہ کے پاس سے گزرے۔ فرمایا کہ یہ بالا خانہ کس نے بنایا ہے؟ پھر اپنے نفس کی طرف متوجہ ہوئے اور کہنے لگے کہ اے نفس معزور! جو اپنے کام کی بات نہیں ہے۔ اس کی بابت کیا دریا کرتے ہو؟ پھر اپنے اپنے نفس پر ایک سال کے روزوں کا جرمانہ کیا۔

میں کہتا ہوں! کہ ایسے لوگ کیا ہی خوش قسمت ہیں۔ کہ جو اپنے دین کا اس قدر اہتمام رکھتے ہیں؟ اور ان غفلوں پر افسوس ہے۔ کہ جنہوں نے اپنے نفس کی رگام ڈھیلی چھوڑ رکھی ہے۔ کہ جدھر چاہتا ہے۔ تارا مارا پھرتا ہے۔

تیسرا اصل یہ ہے کہ زبان کو نگاہ رکھنے میں۔ عمل ضائع کا نگاہ رکھنا ہے۔ کیونکہ جو آدمی زبان کو نگاہ میں نہیں رکھتا ہے۔ اور باتیں بہت کرتا ہے۔ بالضرور لوگوں کی غیبت میں پڑے گا۔ جیسا کہ کہتے ہیں۔ کہ جو شخص بہت باتیں کرے گا۔ بہت سا خطاب کرے گا۔ اور غیبت بجلی ہے کہ جو تمام طاعات کو تباہ کر دیتی ہے۔ جیسا کہ بیان کرتے ہیں۔ جو شخص لوگوں کی غیبت کرتا ہے۔ اس کی مثال اس شخص کے مشابہ ہے۔ کہ جو منجینیق (گوپیا) کے ذریعے سے اپنی نیکیوں کو پوربٹ پھینم اور دکن اور اتر کی طرف پھینکتا ہے۔

روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ کو کسی شخص نے کہا۔ کہ فلان شخص آپ کی غیبت کرتا ہے۔ آپ نے ایک طباق کھجوروں کا بھر کر اس کی طرف

بھیجا۔ اور ساتھ ہی کہلا بھیجا کہ میں نے سنا ہے کہ آپ نے اپنی نیکیاں بطور ہدیہ میری طرف ارسال کی ہیں۔ اُن کے بدلے میں میں نے یہ بھیجا ہے۔

اور حضرت ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی محفل میں غیبت کے بارے میں بات چل پڑی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر میں کسی کی غیبت کروں۔ تو اپنے ماں باپ کی غیبت کروں۔ کیونکہ وہ حق دار ہیں کہ میری نیکیوں کو لیں۔

اور بیان کرتے ہیں کہ حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ کو ایک بار شب کا قیام فوت ہوا۔ آپ کی عورت نے آپ کے پاس تعزیت کی۔ حاتم نے جواب دیا۔ کہ ایک گروہ نے رات کا قیام کیا ہے۔ انہوں نے صبح کے وقت میری غیبت کی ہے۔ اُن کی نماز قیامت کے روز میرے نامہ اعمال کی میزان میں ہوگی۔

چوتھا اصل یہ ہے۔ کہ حضرت سفیان رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے۔ ایسی بات زبان سے نہ کہو کہ جو دانتوں کو توڑے۔ اور ایک دوسرے بزرگ نے فرمایا ہے۔ کہ اپنی زبان کو کشادہ نہ کرو۔ تاکہ تم پر تنگی نہ ہو۔ اور بطور مثال بیان کرتے ہیں۔ کہ بہت سے کلمات اپنے بولنے والے کو کہتے ہیں۔ کہ ہم کو چھوڑو۔

پانچواں اصل یہ ہے۔ کہ انجام کار کی خرابی اور آفات کو یاد کرو۔ اور ایک نکتہ سن لو۔ اور وہ یہ ہے کہ تمہاری بات وہ حال سے خالی نہیں ہے۔ یا حرام ہوگی یا فضول حلال ہوگی۔ اگر حرام ہے تو اس میں اتنا عذاب ہے۔ کہ جس کی تم کو برداشت نہیں ہے۔

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ میں نے مشب معراج میں ایک گروہ کو دوزخ میں مردار کھاتے ہوئے دیکھا۔ میں نے دریافت کیا کہ بھائی جبرائیل! یہ کون لوگ ہیں؟ جواب دیا کہ یہ وہ آدمی ہیں کہ جو لوگوں کا گوشت کھاتے تھے۔ یعنی غیبت کرتے تھے۔

اگر تمہاری بات مباح ہے۔ تو اس میں چار آفتیں ہیں۔

ایک تو یہ ہے کہ تم نے بے فائدہ میں کراہا کا تبین کو لگایا۔ اور انسان پر لازم ہے کہ کراہا کا تبین سے شرم کرے۔ اور اُن کو تکلیف نہ دے۔

دوسرے یہ ہے کہ بہت بات کرنا خدا تعالیٰ کی طرف لغو اور بیہودہ خط

املا کرنے کے مشابہ ہے۔ لہذا پرہیز کرو۔ اور سوچو کہ کیا کرتے ہو؟ اور ایک نے بزرگوں میں سے ایک شخص کو دیکھا۔ کہ گالی گلوچ بکتا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ فلا نے! فکر نہیں کرتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کی طرف کیسا خط لکھ رہا ہے۔ ڈر اور خوف کر۔ تاکہ قیامت کے روز افسوس اور پشیمانی نہ ہو۔*

تیسرے یہ ہے۔ کہ جو کچھ بولو گے۔ خدائے جبار کے سامنے پیش ہو گا۔ اور تمام عالم کے سامنے پڑھا جائے گا۔

چوتھے یہ ہے کہ قیامت کے روز عیب اور ملامت ہو گا۔ کہ فضول بکوا کیوں کیا؟ اور خدا سے شرم نہ کی۔ اور بکوا اسی کی ججیتیں توڑی جائیں گی پھر اس کو دوزخ میں ڈالیں گے۔ جو شخص خوب چھٹی طرح سے غور کرے گا۔ یہ اصول اس کے واسطے کافی ہیں۔*

چوتھی فصل

دل کے بیان میں

تم پر لازم ہے۔ کہ دل کو نگاہ رکھو اور اس کی اصلاح کرو۔ کہ اس کو نگاہ رکھنا دوسرے اعضا کی نسبت بہت مشکل ہے۔ اور اس کا خطر بہت بڑا ہے۔ اور اس کو نگاہ میں رکھنا بہت باریک اور سخت مشکل ہے۔ اور اس کام میں پانچ اصول کو یاد رکھنا کافی ہے۔*

پہلا اصل جو حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے یَعْلَمُ خَائِنَتِ الْاَعْيُنِ وَ مَا تُخْفِي الصُّدُورُ (اور اللہ تعالیٰ آنکھوں کی خیانت اور سینے کے رازوں کو جانتا ہے) دوسری جگہ حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ فَاغْيُ قُلُوبِكُمْ (اور اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں کی چیزوں کو جانتا ہے) اور نیز ارشاد فرمایا ہے اِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ (اور یقیناً وہ سینے کے رازوں کو جانتا ہے)۔*

دیکھو! قرآن مجید میں کتنی جگہ ذکر ہے۔ اور پھر مکرر بیان ہے۔ تمہارے پرہیز کرنے کے واسطے ہی کافی ہے، کہ خدا تعالیٰ کے علم اور نظر میں ہے خدا تعالیٰ

کا مطلع ہونا اور عِلَامُ الْعِیُوبِ کے ساتھ معاملہ پڑنا نہایت ہی عظیم ایشان امر ہے
لہذا اچھی طرح بخور کرو۔ اور اپنے کام کو سوچو، کہ خدا تعالیٰ تمہارے دل کی نیت نیک
اور بد کو جانتا ہے۔

دوسرا اصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا
ہے: **إِنَّ اللَّهَ كَأَيُّكُمْ إِلَى صُورِكُمْ وَإِلَى أَعْمَالِكُمْ وَلَكِنْ يَلْظُمُ إِلَى تَقْوِكُمْ**
وَنِيَّاتِكُمْ یقیناً حق تعالیٰ تمہاری صورتوں اور عملوں کو نہیں دیکھتا ہے۔ لیکن تمہاری
نیتوں اور دلوں کو دیکھتا ہے، چونکہ خداوند عالم کی نظر گاہ قلب ہے۔ جو شخص کہ اپنے
چہرے اور جسم کو صاف ستھرا رکھتا ہے۔ یہ نظر گاہ خلق ہے۔ اس واسطے کہ لوگ اس کے
عیب اور گندے پن پر مطلع نہ ہوں۔ اور دل جو نظر گاہ پروردگار ہے۔ اس کو حرص
اور طمع میں گنڈا کر رکھا ہے۔ اس کو صاف اور ستھرا کرنے کی طرف توجہ نہیں کرتا ہے۔
اور خوف نہیں کرتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ اس کی نیت اور عیبوں پر مطلع ہے۔ اگر مخلوق
کسی کے عیب اور خرابی پر مطلع ہو جائے۔ تو اس سے بیزار ہو جاتی ہے۔ اور اس کو
پنہ سے جدا کر دیتی ہے۔

تیسرا اصل یہ ہے کہ دل بادشاہ ہے۔ اور باقی اعضا اس کے تابع ہیں۔ اگر
بادشاہ خوش ہوگا تو رعیت بھی خوش ہوگی۔

جیسے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے
إِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضغَةً كَوْصَلِحَتِ لِحَصَاكُمُ **الْجَسَدِ كُلُّهُ** وَلَوْ فَسَدَ الْجَسَدُ
كُلُّهُ إِلَّا وَهِيَ الْقَلْبُ (جسم میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے۔ اگر درست ہو جائے تو سارا جسم
درست ہو جاتا ہے۔ اور اگر وہ خراب ہو جائے تو سارا جسم خراب ہو جاتا ہے۔ یاد رکھو!
وہ دل ہے)۔

بنابرین جبکہ تمام اعضا کی اصلاح دل کی اصلاح پر موقوف ہے۔ تو واجب ہے کہ
دل کی اصلاح میں پوری طرح کوشش کرو!

چوتھا اصل یہ ہے کہ دل نفیس جوہر کا خزانہ ہے۔ اس میں اول عقل ہے۔ اور سب
نفساں میں اعلیٰ خدا تعالیٰ کی معرفت ہے۔ کہ وہ دونوں جہان کی سعادت کا باعث
ہے۔ پھر بصیرت ہے کہ جن کے باعث حق تعالیٰ کے نزدیک بزرگی حاصل ہوتی ہے۔

اس کے بعد نیت خالص ہے کہ جن کے طفیل ثواب ابدی حاصل ہوتا ہے۔ پھر سب طرح کے علوم اور حکمتیں ہیں۔ کہ جن کے ذریعہ انسان کے واسطے شرف حاصل ہے۔ لہذا واجب ہے کہ ایسے خزانے کو چوروں اور ڈاکوؤں کی دست برد سے بچاؤ۔ تاکہ ان بیش قیمت جواہر کو آفت نہ پہنچے۔ اور ان پر دشمن کو کسی طرح کی دست رس نہ ہو۔

پانچواں اصل یہ ہے کہ میں نے دل کی حالت پر غور کیا۔ اس میں پانچ چیزیں معلوم کیں۔ کہ دو سکر اعضا میں نہیں ہیں۔ کہ جن کے باعث دشمن اس پر حملہ کرتا ہے۔ ایک یہ ہے کہ قلب الہام اور وسوسے کی منزل ہے۔ اور یہ دونوں۔ دل کو خیر اور شر کی طرف بلاتے ہیں۔ الہام فرشتے کی طرف سے اور وسوسہ شیطان کی طرف سے ہے۔

دوسرا یہ ہے کہ دل بڑے معرکے کی جگہ ہے۔ اس میں ایک خواہش نفسانی اور اس کا لشکر ہے۔ اور دوسرے عقل اور اس کا لشکر ہے۔ دل اور ایمان اس محاربہ اور عقائد کی کشمکش ہے۔ لہذا اس کی حفاظت واجب ہے اور خوف کی جگہ میں غافل نہ رہنا چاہئے۔ تیسرے یہ ہے کہ دل کے واسطے بہت سے عوارضات ہیں۔ اور خطرات کے تیر بادش کی طرح اس میں رہتے رہتے ہیں۔ اور تم ان کو کسی طرح سے روک نہیں سکتے ہو کیونکہ دل کی حالت آنکھ کے مشابہ نہیں ہے۔ کہ دو پلکوں کے اندر بند کر لو! اور یہاں تک ایک مکان میں جا کر بیٹھ جاؤ۔ اور امن میں ہو جاؤ۔ اور دل زبان کے مشابہ بھی نہیں ہے۔ کہ لبوں کے پردوں اور دانتوں کے درمیان ہے۔ بلکہ دل بہت سے خطرات کی اماں جگہ ہے۔ اور تم ان کے روکنے پر قادر نہیں ہو۔ باوجود ان باتوں کے نفس ان خطرات کے پیچھے دوڑنے والا ہے۔ لہذا اس کام میں احتیاط نہایت مشکل اور بہت بڑا کام ہے۔

چوتھے یہ ہے کہ دل کا کام تم پر نہایت مشکل ہے۔ کیونکہ وہ تم سے زور والا ہے۔ اور بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے۔ کہ تم اپنی لاعلمی کی حالت میں کسی نہ کسی آفت میں مبتلا ہو جاتے ہو۔

پانچویں یہ ہے کہ دل کی طرف آفات دوڑ کر آتی ہیں۔ اور اس کی حالت بھی بدل جاتی ہے۔ اور بیان کرتے ہیں۔ کہ جوش مارنے والی دیگ سے بھی زیادہ دل کی حالت

میں تیزی ہے۔ اور نعوذ باللہ منہا۔ دل کی لغزش کی حالت میں۔ ابتداً ایسا ہی ہے۔ اور غیر اللہ کی طرف رغبت کرنا ہے۔ اور انجام کار دل کا۔ کفر کی محبت ہے۔ لہذا دل کا کام نہایت ہی خطرناک ہے۔ اور یہ بھی ہے۔ کہ اس کا ادنیٰ کام سخت دلی ہے۔ اور آخری کام خدا تعالیٰ کے ساتھ تکبر ہے۔

تم نے حق تعالیٰ کا فرمان سنا نہیں ہے اِنِّیْ وَاَسْتَکْبِرُوْکَانَ مِنْ
الْکَافِرِیْنَ ؕ (اس نے انکار کیا اور تکبر کیا اور کافروں میں سے ہوا) اور دلی تکبر کو
کفر کا پھل لگتا ہے۔ اسی مطلب کے باعث خاصانِ خدا۔ دلوں کی حالتوں پر نہایت
ہی خوف کھاتے اور کانپتے اور گریہ و زاری کرتے ہیں۔ اور اپنی پوری توجہ اسی
میں خرچ کرتے ہیں۔ حق تعالیٰ ان کی صفت میں ارشاد فرماتا ہے۔ یُنَاجِسُوْنَ
یَوْمًا یَتَّقِلْبُ فِیْہِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَاۡرُ ؕ (وہ اس دن سے ڈرتے ہیں
کہ جس دن نگاہیں اور دل پلٹا کھاتے ہیں)۔

سوال اگر یہ پوچھو! کہ جب دل کا کام ایسا سخت ہے جیسا کہ آپ نے بیان
کیا ہے۔ تو اب آپ وہ مطالب بیان فرمائیں۔ کہ جن سے دل کی اصلاح ہو۔ تاکہ
آفات اور تباہی سے نجات ہو۔ اور ان پر عمل کرنے کی توفیق ہو؟

جواب اس بات کو جان لو! کہ ان مطالب کی تفصیل دراز ہے۔ اس
مختصر رسالہ میں گنجائش نہیں ہے۔ اور علمائے آخرت نے اس بارے میں بہت سی
کتابیں تصنیف کی ہیں۔ اور تخریصیں مفید اور اسی قدر مضر بیان کی ہیں۔ جس شخص کو دین کے
کام کی طرف توجہ ہو۔ اور خواب غفلت سے بیداری ہو۔ اور خدا تعالیٰ سے
ان کے حصول کی توفیق حاصل ہو۔ ان تمام کتابوں کا مطالعہ اور ان پر عمل کرنا مشکل نہ
ہوگا۔ اور ہم اس کتاب میں چند اصول کہ جن کے سوا چارہ نہیں ہے۔ ذکر کرتے ہیں۔
اور وہ چار ہیں۔ نسی امیہ۔ اور عجلت۔ اور حسد۔ اور کبر۔ اور ان کے مقابلے
میں چار صفات عمدہ ہیں۔ کوتاہی امیہ۔ اور کاموں میں آہستگی۔ اور مخلوق کو نصیحت
اور تواضع۔ یہ وہ اصول ہیں۔ کہ جن کے سوا دل کی اصلاح میں چارہ نہیں ہے۔
اب کانوں کو ادھر لگاؤ! اور سنو! کہ ہر ایک میں کیا آفات ہیں۔ اور
چست و چالاک ہو کر ان آفات کے دفیہ میں جدوجہد کرو۔

اول طولِ عمل یہ تمام خیرات اور طاعات کو روکنے والی ہے۔ اور تمام شرارتوں اور فتنوں کا باعث ہے۔ اور سخت درد ہے کہ خلقت کو طرح طرح کی آفات اور بلا میں مبتلا کرتا ہے۔ اور سب طرح کی خرابی اور بربادی اسی کے باعث ہے۔ اس بات کو جان لو کہ اگر اپنی اُمید کو دراز کرو گے۔ تو اُس سے چار طرح کی آفتیں پیدا ہوں گی *
 اول عبادت کی ترک اور اُس میں سستی۔ تم کہو گے کہ ابھی بہت دن باقی ہیں۔ حضرت یحییٰ بن معاذ رازی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ درازی اُمید سب طرح کی خیرات کو روکنے والی ہے *

دوسرے تو بہ کی ترک اور اُس میں تاخیر کرنا ہے۔ تم کہو گے کہ ابھی بہت روز پڑے ہیں۔ تو بہ کر لوں گا۔ میں جوان ہوں۔ ابھی تھوڑی عمر ہوئی ہے۔ اور مجھے قدرت ہے۔ جب چاہوں گا تو بہ کر لوں گا۔ حالانکہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ موت آجاتی ہے۔ اور اصلاحِ عمل سے پہلے ہی لے جاتی ہے۔ اور تم کہتے ہو کہ بڑھا ہوں گا۔ تو تو بہ کر لوں گا بہت لوگ جوان مرتے ہیں اور بڑھا پئے تک نہیں پہنچتے ہیں *

تیسرے مال جمع کرنے کی حرص۔ اور دُنیا کا شغل ہے۔ اور آخرت کی تیاری کو چھوڑنا ہے۔ تم کہو گے کہ بڑھا پئے کی حالت میں تنگی سے ڈرتا ہوں۔ کمانے سے ضعیف اور عاجز ہو جاؤں گا۔ میرے واسطے رزق کی بچت کے سوا چارہ نہیں ہے۔ تاکہ بیماری وغیرہ کی حالت میں میرے کام آوے۔ اس قسم کے بہت سے اندیشے و رازی اُمید کے باعث دنیاوی تحریک کرتے رہتے ہیں۔ اور تم کو حرص۔ اور بھی زیادتی پر مائل کرتی ہے۔ یہاں تک کہ تم کہتے ہو۔ کہ جاڑے میں کیا پہنوں گا۔ اور گرمی میں کیا کھاؤں گا عمر لنی ہوگی تو لوگوں کا محتاج ہوں گا۔ اور بڑھا پئے میں محتاج ہونا نہایت ہی تکلیف دہ ہے *

چوتھے دل کی بات میں لگے رہنا۔ اور آخرت کو بھلا دینا۔ کیونکہ درازی اُمید کی صورت میں موت اور قبر کو یاد نہ کرو گے۔ اور دل کی نرمی اور صفائی موت اور قبر کی یاد سے ہوتی ہے۔ اور ثواب اور عذاب اور احوالِ آخرت سے حاصل ہوتی ہے۔ اور جس دل میں ان باتوں کا گزر نہیں ہے۔ اس کے واسطے صفائی اور نرمی کیسے حاصل ہوگی؟ حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ فَطَالَ عَلَيْهِمْ أَهْمًا فَفَسَقَتْ قُلُوبُهُمْ

ان کی امید ورا نہ ہوئی لہذا ان کے دل بدکار ہوئے، اگر امید ورا نہ کرو گے تو تمہاری
 طاعت تھوڑی۔ اور توبہ میں تاخیر۔ اور گناہوں میں کثرت۔ اور حرص میں زیادتی ہوگی
 اور غفلت مضبوط ہوگی۔ بلکہ خوف ہوگا۔ کہ آخرت کو بھی برباد کر دو گے۔ اس سے
 برا حال اور کونسا ہوگا؟ اور اس سے بڑی آفت اور کیا ہوگی۔ اور یہ سب کچھ درانی امید
 کے باعث ہے۔ اور اگر امید کوتاہ اور موت کو نزدیک جانو گے۔ اور ان بھائیوں
 اور دوستوں کی حالت یاد کرو گے۔ جن کو موت نے ایسے وقت میں آلیا کہ ان کو خیال
 بھی نہ تھا۔ ممکن ہے۔ کہ تمہاری حالت بھی ان ہی لوگوں کی حالت کے مشابہ ہو جائے۔
 لہذا مغرور! بیدار ہو جا۔ اور غفلت کو چھوڑ۔ اور یاد کر جو کچھ کہ حضرت
 عوف بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ بہت سے امیدوار
 دن کے ہیں کہ انہوں نے دن کو رات تک نہ پہنچایا۔ اور بہت سے منتظر فردا کے
 ہیں کہ انہوں نے فردا کو نہ پایا۔ اگر تم موت اور اس کی آمد کی طرف خیال رکھو۔ تو دراز
 امید تم کو بہت ہی بری معلوم ہوگی۔

حضرت عیسیٰ بن مریم صلوات اللہ علیہ وعلیٰ نبینا ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ دنیا
 تین روز ہے۔ روز گذشتہ کہ گذ گیا اس میں سے کوئی چیز تمہارے پلے نہ پڑی۔
 اور فردا کی امید نہیں ہے۔ کہ دیکھنا نصیب ہو یا نہ ہو۔ اور تیسرا دن کہ جس میں تم اب
 موجود ہو۔ یہی تمہارے سامنے ہے۔ اس کو اپنے ہاتھ میں غنیمت جانو!

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ دنیا تین گھڑی
 سے زیادہ نہیں ہے۔ جو ساعت گذری اس میں سے تمہارے ہاتھ کچھ بھی نہیں ہے
 اور آئینہ ساعت کا علم نہیں ہے۔ کہ تم پاؤ۔ یا نہ پاؤ۔ اور تیسری گھڑی وہ ہے۔ کہ
 جس میں اب۔ تم موجود ہو۔ لہذا حقیقتاً تم دنیا میں ایک گھڑی سے زیادہ کے
 مالک نہیں ہو۔

اور سیکر پیر و مرث حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ دنیا
 صرف تین سانس ہے۔ ایک سانس تو گذ گیا اس میں تم نے کیا جو کچھ کہ کیا! اور ایک سانس
 آنے والا ہے۔ معلوم نہیں ہے۔ کہ تم اس کو پاؤ یا نہ پاؤ۔ بہت سے آدمیوں کو ایک
 سانس کے بعد دوسرا سانس نہیں آیا ہے۔ تیسرا سانس وہ ہے کہ جس میں تم اب موجود

ہو۔ لہذا تم سوائے ایک سانس کے دوسرے کے مالک نہیں ہو۔ لہذا اس میں جلدی سے توبہ اور طاعت آئی کرو۔ ممکن ہے کہ دوسرے سانس میں دم نکل جائے۔ اور رزق کے لئے غم نہ کھاؤ۔ شاید ہے کہ جب وقت ضرورت کا پاوے۔ تم زندہ نہ رہو۔ آدمی کو ایک روز یا ایک ساعت یا ایک سانس کا خیال رکھنا چاہئے۔ اور دوسرے سانس میں تو مرنا ضرور ہے۔

اس بات کو یاد رکھو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے صحاب کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو حضرت اُسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں ارشاد فرمائی ہے۔ کہ وہ درازی مدت پر تامل نہیں کرتا ہے۔ کہ ایک ماہ کی مہلت پر کینزک خریدی ہے۔ اُسامہ درازی مدت شخص ہے۔ قسم بخدا! کہ میں قدم رکھتا ہوں اور ساکت رہی گمان ہوتا ہے کہ اس کو اٹھاؤں گا یا نہیں۔ اور کھانے کا نوالہ اٹھاتا ہوں۔ اور ساکت رہی گمان ہوتا ہے۔ کہ اس کو خلق کے نیچے اتار سکوں گا یا نہیں۔

بنابرین طالبِ مولے! اگر ان بیان کردہ چیزوں کو یاد رکھو گے۔ اور ان کو وظیفہ بناؤ گے۔ اور رات اور دن دہراتے رہو گے۔ تو حق تعالیٰ کی عنایت کے ساتھ اپنی امیہ کو کوتاہ پاؤ گے۔ اور اپنے نفس کو طاعت میں جلدی کرنے والا۔ اور توبہ میں فوراً متوجہ ہونے والا۔ اور دنیا کے بارے میں زہد کرنے والا پاؤ گے اور دل کو خدا تعالیٰ سے خوف والا۔ اور آخرت کی سعادت کا امیہ وار معلوم کرو گے۔ اور یہ رب کچھ خدا تعالیٰ کے فضل کے بعد۔ کوتاہی امیہ کا نتیجہ ہے۔

حکایت بیان کرتے ہیں۔ کہ حضرت زرارۃ بن ابی اونی کو۔ لوگوں نے ان کی دہات کے بعد خواب میں دیکھا۔ دیکھنے والوں نے سوال کیا کہ آپ کے نزدیک کونسا عمل نہایت ہی اعلیٰ ہے؟ آپ نے جواب دیا۔ کہ رضا بحکم خدا۔ اور کوتاہی امیہ! مسیک بھائی! اپنے آپ میں نگاہ کرو۔ اور اس اعلیٰ بات میں اپنی کامل کوشش صرف کرو۔ کہ یہ اصلاح قلب اور نفس کے واسطے نہایت ہی اعلیٰ مقصد پُراثر ہے۔ اور اللہ ہی توفیق عنایت فرمانے والا ہے۔

اب حصار کا بیان سنو! کہ یہ عبادت کو خراب کرنے والا۔ اور گناہوں کا باعث ہے۔ یہ ایسا درد ہے۔ کہ اس میں عام اور جاہل لوگوں کے سوا۔ عالم اور عابد بھی مبتلا ہیں

تاکہ حسد کے باعث دوزخ میں جائیں۔ تم نے سنا نہیں، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
 واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ چھ قسم کی آدمی چھ اور دوزخ میں داخل ہو
 عرب پر سبب عداوت اور ہمدردی قوم۔ کہ جس کا باعث ظلم ہو۔ امیر لوگ ظلم اور
 ناانصافی کے باعث۔ اور وہمقان لوگ تکبر کے باعث۔ اور کاشتکار جہالت کے
 باعث۔ اور عالم لوگ باہمی حسد کے باعث۔ عالم جس بلا کے باعث دوزخ میں
 جائیں گے۔ ان کو اس سے بچنا واجب ہے۔

اس بات کو جان لو! کہ حسد سے پانچ چیزیں ظہور میں آتی ہیں۔
 پہلی۔ عبادت کی تباہی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے
 ارشاد فرمایا ہے۔ حسد نیکیوں کو اس کھاتا ہے کہ جیسے آگ لکڑیوں کو بسیم کر ڈالتی ہے۔
 دوسرے بذافعال کا ظہور میں آنا۔ چنانچہ حضرت وہب رحمۃ اللہ علیہ ارشاد
 فرماتے ہیں۔ کہ حاسد کی تین علامتیں ہیں۔ پاس ہے تو خوشامد کرتا ہے۔ غائب ہے
 تو غیبت کرتا ہے۔ آفت میں پڑے تمہاری طرف رجوع کرتا ہے۔ میں کہتا ہوں
 کہ حاسد کی بڑائی میں حق تعالیٰ کا ارشاد کافی ہے۔ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ
 (اور خدا کی پناہ ہے۔ شرارت حاسد سے جب وہ حسد کرتا ہے) جیسے شرارت شیطان
 اور جادوگر سے پناہ مانگنے کا حکم ہے۔ اسی طرح حاسد سے ہے۔
 تیسرے بہت سے نقصان کے باعث فضول بربخ اور غم برداشت کرتا ہے
 جیسے کہ حضرت ابن اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں۔ ظالم جو مظلوم کے
 مشابہ ہے۔ حاسد سے بڑھ کر اور کوئی نہیں ہے۔ اور ہمیشہ بربخ میں دائم غم میں۔ اور
 غافل سویا پڑا ہے۔

چوتھے یہ ہے کہ حاسد دل کا اندھا ہے۔ خدا تعالیٰ کے احکام کو سمجھنے
 سے قاصر ہے۔ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا ہے۔ تمہیں
 بالکل خاموش رہنا چاہئے۔ تاکہ تقویٰ کے مالک بن جاؤ۔ اور دنیا پر حرص نہ
 کرو۔ تاکہ جو کچھ سنو یا رکھو۔ اور کسی پر طعنہ نہ کرو تاکہ لوگوں کی زبان سے نجات پاؤ
 اور حاسد نہ بنو۔ تاکہ زود فہم ہو جاؤ۔

پانچویں چیز یہ ہے۔ کہ حاسد کو محرومی اور شرمندگی ہے۔ اس کو مراد نہیں ملتی

ہے۔ اور نہ دشمن پر کوئی اُس کی مدد کرتا ہے۔ جیسے کہ حضرت حاتم اہم رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ کینہ ور بیدین ہے۔ اور غیبت کرنے والا عابد نہیں ہے اور گمانے بچھانے والا امانت دار نہیں ہے۔ اور حاسد کا کوئی مددگار نہیں ہے۔

یہ بیان کرتا ہوں۔ کہ حاسد کیسے کامیاب ہو سکتا ہے؟ کیونکہ اُس کی مراد یہ ہے۔ کہ مسلمان جس کے سے خدا تعالیٰ کی نعمت زائل ہو جائے۔ اور دشمنوں پر مدد کیسے دین۔ کیونکہ مسلمان خدا کے نبی ہیں۔

اور حضرت ابو یعقوب رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ہی خوب فرمایا ہے۔

اللَّهُمَّ صَبِّرْنَا عَلَى تَدَامِ النَّعَمِ عَلَى عِبَادِكَ وَحَسِّنْ أَحْوَالَهُمْ
(اے خدا اپنے بندوں پر نعمتیں پوری ہونے کے واسطے ہم کو صبر عنایت فرما اور ان کے احوال پسندیدہ کر) حال یہ ہے کہ حسد ایسی زحمت ہے۔ کہ عبادات کو تباہ کرتی ہے۔ اور انسان کو شرمسار کرتی ہے۔ روح کو آرام نہیں لینے دیتی ہے۔ قلب کی بصارت نہیں رہتی ہے۔ اور دشمنوں پر مدد نہیں ملتی ہے۔ اور اس کے باعث مقصد سے نامرادی ہے۔ اُس سے دردناک اور کونسا درد ہوگا؟ لہذا اپنے نفس کا حسد کے بارے میں اچھی طرح علاج کرو۔

اور جلد بازی کا حال سنو! کہ تمام مقصودوں سے دور۔ اور گناہوں میں ڈالتی ہے۔ اس عادت میں چار آفات ہیں۔

ایک یہ ہے کہ عابد کا ارادہ۔ ہوتا ہے کہ کسی مشتبہ کے حصول میں کوشش کرے۔ اور وہ اُس کی طلب میں عجلت کرتا ہے۔ حالانکہ یہ بات قبل از وقت ہوتی ہے۔ لہذا جلدی کے باعث نا اُمید ہو جاتا ہے۔ اور عبادت کو ترک کرنے کا ارادہ کر لیتا ہے۔ اور اُس مرتبے سے محروم رہ جاتا ہے۔ یا اُس کی طلب میں اور نفس کو رنج دینے میں حد سے بڑھ جاتا ہے۔ کہ عجلت کے باعث اُس سے اُمید منقطع ہو جاتی ہے۔ لہذا وہ کمی اور بیشی میں پڑ جاتا ہے۔ حالانکہ حد سے بڑھنا اور کمی کرنا دونوں فعل مذموم ہیں۔ انحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ ہمارا دین نہایت ہی محکم ہے۔ لہذا اُس میں زحی اور ہستکی کے ساتھ آؤ۔ اور یہ مثال مشہور ہے ان شاء اللہ تعالیٰ

(اگر جلدی نہ کرو گے تو مراد کو پہنچو گے)۔
 دوسرے یہ ہے کہ عباد کو کچھ ضرورت ہوتی ہے۔ اور خدا تعالیٰ سے
 مانگتا ہے۔ اور پوری کوشش سے دعا مانگتا ہے۔ اور قبولیت دعا میں جلد بازی کرتا
 ہے اور قبل از وقت مطلوب ملتا نہیں ہے۔ اس واسطے اس کی رغبت کم ہو جاتی
 ہے۔ اور دعا مانگنا چھوڑ دیتا ہے۔ اور اپنی حاجت اور مقصود سے محروم
 رہ جاتا ہے۔

تیسرے یہ ہے کہ اس پر کوئی ظلم کرتا ہے۔ اور وہ بد دعا میں جلدی کرتا
 ہے۔ کہ مسلمان اس کے باعث ہلاک ہو جائے۔ اور بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے
 کہ بد دعا کرنے میں حد سے گذر جاتا ہے۔ اس سبب گنہگار ہو جاتا ہے۔
 چوتھے یہ ہے کہ عبادت کا اصل تقویٰ ہے۔ اور تقویٰ کا اصل چیزوں
 میں احتیاط سے نظر کرنا ہے۔ لہذا جو آدمی کہ کاموں میں جلد باز ہوگا۔ وہ شخص
 کھانے اور پینے اور لباس اور کلام وغیرہ میں غور و فکر نہ کرے گا۔ اور فوراً بھول بھلیا
 میں پڑ کر فضیلت میں جا کرے گا۔

اب تکبر کا حال سنو! تمہیں معلوم نہیں ہے۔ کہ حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔
 اَبٰی وَاَسْتَكْبِرُ وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِیْنَ (اس نے انکار کیا اور تکبر کیا اور
 کافروں سے ہوا) اس بات کو جان لو! کہ خصلت تکبر دوسری خصلتوں جیسی نہیں ہے
 کیونکہ اس کا نقصان ظاہر اعمال کے علاوہ ایمان کی بیخ کنی کرنے والی ہے۔ اور جب
 یہ نعوذ باللہ منہا مستحکم اور مضبوط ہو جائے۔ تو اس کا تدارک ناممکن ہے۔ اور
 کم سے کم اس خصلت کے باعث چار آفتیں پیدا ہوتی ہیں۔

پہلی آفت یہ ہے کہ تکبر حق سے محروم ہوتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی آیات
 اور فہم احکام سے اس کا دل اندھا ہو جاتا ہے۔ جیسے کہ حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے
 سَاَصْرَفُ عَنْ اٰیٰتِیَ الَّذِیْنَ یَتَكَبَّرُوْنَ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ
 (جو لوگ زمین پر ناحق تکبر کرتے ہیں۔ ان کو میں اپنی آیتوں سے پھیر دوں گا)۔
 دوسری آفت یہ ہے کہ تکبر غضب الہی میں مبتلا ہوتا ہے۔ جیسے کہ حق تعالیٰ
 ارشاد فرماتا ہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ لَا یُحِبُّوْنَ اَمْلَسَتْ کِبْرِیْنَ (یقیناً حق تعالیٰ اترنے والوں

کو پسند نہیں کرتا ہے)۔

روایت کرتے ہیں کہ حضرت موسیٰ صلوات اللہ علیہ نے درگاہ رب العزت میں عرض کی: میرے خدا! مخلوق میں سب سے زیادہ تیرے نزدیک مورد غضب کون شخص ہے؟ ارشاد ہوا: جس کے دل میں تکبر ہو۔ اور اس کی زبان سخت ہو۔ اور اس کی آنکھ حق سے بند ہو۔ اور اس کا ہاتھ بخیل ہو۔ اور اس کا خلق بد ہو۔

تیسری آفت یہ ہے کہ متکبر کو دنیا میں ذلت اور آخرت میں عذاب ہے۔ حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: لوگوں کی تین حالتوں سے بچو: تکبر اور جس اور حرام سے۔ کیونکہ تکبر دنیا سے سفر نہیں کرتا ہے۔ مگر اپنے سے نہایت ہی کمزور لوگوں سے ذلت اور خواری اٹھالیتا ہے۔ اور حریص دنیا سے نہیں جاتا ہے۔ تا وقتیکہ روٹی کے ٹکڑے اور پانی کے گھونٹ کا محتاج نہ ہو جاوے۔ اور حرام خورد دنیا سے نہیں جاتا ہے۔ جب تک کہ اپنے بول اور نجاست میں نہ لوٹ پوٹ ہو جائے۔

چوتھی آفت یہ ہے کہ متکبر کو آخرت میں دوزخ اور عذاب دردناک ہے۔ جیسے کہ روایت کرتے ہیں: کہ حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے (حدیث قدسی) الْكِبْرِيَاءُ رِدَائِي وَ الْعُظْمَانُ إِزْدَائِي (مخز میری چادر ہے اور عظمت میرا ازار ہے) جو کوئی شخص اس بارے میں میرا مقابلہ کرے گا۔ اس کو دوزخ کی آتش میں ڈالوں گا۔

لہذا جس خصالت سے کہ معرفت حق زائل ہو۔ اور آیات اور احکام کا فہم نہ رہے۔ جو اصل مقصود ہے۔ پھر خدا تعالیٰ کو غضبناک کرے۔ اور دنیا میں ذلت اور آخرت میں دوزخ کا باعث ہو۔ عقلمند کو ایسا نہ چاہئے کہ اس سے غفرت کرے۔ اور اس کے دور کرنے میں اپنے نفس کی اصلاح نہ کرے۔ یہ مذکور ان چار خصالت کی بعض آفات کے بیان میں ہے۔ اور اللہ ہی اپنے فضل کے ساتھ توفیق دینے والا ہے۔

سوال اگر ان خصلتوں میں اس قدر آفات ہیں۔ اور اپنے آپ کو ان سے بچانا فرض ہے۔ لہذا ہر ایک کی حد اور حقیقت کا جاننا گزیر ہے۔ آپ بیان فرمائیں تاکہ ہر ایک سے بچنے کا طریقہ معلوم ہو جائے۔ کہ کس طرح انسان کو اپنی نگاہداشت چاہئے؟

جواب اس بات کو جان لو! کہ ہر ایک خصالت کے بارے میں بہت سا

کلام ہے۔ اور ہم نے اُس کو مفصل طور پر کتاب احیاء العلوم میں بیان کر دیا ہے۔ اور
اس جگہ جس قدر کہ نہایت ضروری ہے۔ اُس کو چار اہل میں بیان کرتے ہیں *

پہلا اہل اُمید کے بیان میں۔ اہل علم نے اُمید کی یہ تعریف بیان کی ہے۔ اپنی زندگی
میں کسی چیز کا ارادہ کرنا۔ کہ آئندہ اُس کو ضرور یقیناً کروں گا۔ اور کوتاہی اُمید کا یہ مطلب
ہے۔ کہ اُس چیز کے یقیناً کرنے کو ترک کرے۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ کے مگر خدا کی مشیت
اور علم اور ارادے کے سپرد کرے۔ یا اُس میں خدا کی طرف سے خیر اور اصلاح کی شرط لگا دے
پھر اگر زندگی کی صورت نکل آوے۔ یعنی دوسرا سانس یا دوسری گھڑی یا دوسرا دن
آجاوے تو یقیناً اُمید وار ہو جاؤ گے۔ کیونکہ کرنے اور مصروف ہونے کا موقع مل گیا
ہے۔ اور اگر تم اسی طرح کہو۔ کہ اگر خدا نے چاہا یا اُس کے علم میں ہوا۔ یا میں کل تک زندہ
رہا اور خدا نے چاہا۔ یا خدا تعالیٰ کے حکم میں ہو۔ تو ان صورتوں میں تمہارے ذمے
اُمید کے بارے میں کچھ بوجھ نہیں رہا ہے۔ اسی طرح اگر اپنی زندگی کا دوسرا وقت
تک تصور کرو گے۔ تو صاحب اُمید کہلاؤ گے۔ اور اگر خدا تعالیٰ کی اصلاح کے سپرد کرو گے
تو صاحب اُمید نہ ہو گے۔ یعنی کوتاہی اُمید کے ساتھ موصوف ہو گے۔ کیونکہ تم نے
یقینی ارادے کو ترک کر دیا ہے۔ لہذا اپنی زندگی کے بارے میں قطعی ارادے کو ترک
کر دو۔ اس سے مراد صرف زبان کا ذکر نہیں ہے۔ بلکہ دل کا ذکر اور اُمس کی تاب
قدمی ہے *

اور اس بات کو یاد رکھو! کہ اُمید دو قسم پر ہے۔ ایک اُمید عوام دوں کے اُمید
خواص۔ عام لوگوں کی اُمید۔ یہ ہے کہ وہ اپنی زندگی اور بقا دنیاوی مفاد اور دنیاوی
مال جمع کرنے کے واسطے چاہتے ہیں۔ اور یہ صرف نگاہ ہے۔ اور اس کی ضد اُمید کی
کوتاہی ہے۔ اور خاص لوگوں کی اُمید یہ ہے۔ کہ وہ زندگی اور بقا کو عمل پورا کرنے
کے واسطے چاہتے ہیں۔ ایسا عمل کہ جس میں بھلائی یقینی نہیں ہے۔ کیونکہ ایسے بہت
سے اعمال ہیں۔ کہ جو بذاتِ خود خیر ہیں۔ مگر بندے کے لئے ان میں خیر نہیں ہوتی ہے
مگر ہے۔ کہ ایسے عمل کے باعث کسی آفت میں مبتلا ہو جائے۔ جب ایسا حال ہے
تو بندے کے واسطے لائق نہیں ہے۔ کہ جب نماز یا روزہ شروع کرے۔ تو ساتھ
ہی یقین کرے کہ میں اُس کو ضرور پورا بھی کروں گا۔ کیونکہ یہ علم غیب خداوندی میں ہے

اور یہ بھی نہ خیال کرے کہ میں اس کو خیر و خوبی کے ساتھ پورا کروں گا۔ ممکن ہے۔ کہ اس کو پورا کرنے کے بعد خیر و خوبی نہ ملے۔ بلکہ لازم ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ کے اور خدا کی طرف سے صلاح کی شرط لگاوے۔ تاکہ اس کے عیب سے نجات ملے۔ جیسے کہ حق تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو ارشاد فرمایا ہے وَلَا تَقُولَنَّ لَشَيْءٍ اِنِّي قَاعِلٌ كَذَلِكَ عَصِيَ الْاَكْفَارُ اِنْ يَشَاءَ اللّٰهُ (کسی چیز کی بابت ایسا مت کہو۔ کہ میں اس کو کل کر لوں گا۔ بلکہ اس طرح کہو) کہ اگر خدا نے چاہا (تو کل کو کروں گا) اور ان خاص لوگوں کی اُمید کی ضد۔ نیت نیک ہے۔ اور نیت نیک کو اُمید کی ضد کہنا مجازاً ہے۔ کیونکہ نیت نیک والا اُمید سے باز رہنے والا ہے۔ کیونکہ نیت نیک والا شخص عمل کے شروع میں یقین کا خواستگار ہے۔ اور اس کے پورا ہونے کو انشاء اللہ کہہ کر خدا کے سپرد کرتا ہے۔

سوال اگر یہ دریافت کرو کہ ابتدا میں عمل کے کرنے پر یقین رکھنا کیوں جائز ہے اور اس کے پورا کرنے میں انشاء اللہ کہنا اور سپردِ خدا کرنا کیوں واجب ہے؟

جواب اس بات کو جان لو کہ ابتدا میں کوئی خطرہ نہیں ہے۔ اور عمل کے تمام کرنے تک دو خطرے ہیں۔ ایک خطرہ تو یہ ہے کہ بندے کو علم نہیں ہے کہ پورا کرے گا یا نہیں۔ دوسرا خطرہ عمل کے فاسد ہونے کا ہے۔ کیونکہ اس بات کا علم نہیں ہے کہ اس میں بندے کے لئے انجام کا بیسود ہی ہے یا نہیں ہے۔ بنا برین وصول کے خطرے کے باعث انشاء اللہ کہنا۔ اور فاسد ہو جانے کے خطرے کے باعث سپردِ خدا کرنا واجب ہے۔

اور اس بات کو جان لو کہ اُمید کو کوتاہ کرنے کا علاج موت کی یاد ہے۔ اور اس سے بھی بڑھ کر علاج یہ ہے۔ کہ ناگہانی موت کو ہر وقت یاد رکھے۔ اور انشاء ہی توفیق عنایت فرمانے والا ہے۔

دوسرا اصل حسد کے بیان میں ہے۔ اس بات کو جان لو کہ خدا تعالیٰ کی نعمت کا زوال۔ کسی مسلمان بھائی سے چاہنا۔ جس میں کہ اس کی خیر اور بہتری ہے۔ اس کا نام حسد ہے۔ اور اگر کسی شخص کا ارادہ زوالِ نعمت نہ ہو۔ بلکہ اس طرح کی نعمت اپنے واسطے بھی چاہتا ہے۔ تو یہ حسد نہیں ہے۔ بلکہ اس کا نام غیظ ہے۔ یعنی آرزو

کرنا۔ یہ جاڑ پیے۔ اور حسد کی ضد نصیحت ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی نعمت کی بقا اپنے مسلمان بھائی کے واسطے چاہیں۔ جس میں کہ اس کے واسطے خیر اور بہبودی ہے۔

سوال اگر یہ دریافت کرو کہ ہمیں کیسے علم ہے؟ کہ اس نعمت میں صلاح ہے یا فساد۔ یا نصیحت۔ یا حسد ہے؟

جواب اس بات کو جان لو کہ ایسے امور کے متعلق۔ غالب ظن بمنزلے علم ہے۔ اور شبہ حالت میں کسی مسلمان سے نعمت کا زوال نہ چاہو۔ مگر اس کو صلاحیت کی شرط لگا کر سپردِ خدا کرو۔ تاکہ حاسد بننے سے نجات پاؤ۔ اور نصیحت کا فائدہ بھی حاصل کرو۔ اور نصیحت جو حسد سے روکنے والی ہے۔ اس پر اس طرح کار بند ہو سکتے ہو کہ خدا تعالیٰ کے وعدے یاد کرو۔ جو اس نے مسلمانوں کے ساتھ محبت رکھنے میں کئے ہیں۔ اور بہترین علاج دو چیزیں ہیں۔ کہ جو حق تعالیٰ نے ایمان دار کے حق میں حکم کی ہیں۔ اس کے لئے بڑی کرامات ہیں۔ اور اس کا قدر اور مرتبہ خدا تعالیٰ کے نزدیک آخرت میں نہایت بلند ہے۔ اور دنیا میں انسان کو دوستوں سے جمعہ اور جماعت میں جمع ہونے کے علاوہ۔ کام و کاج میں امداد کے بہت سے فائدے ہیں۔ اور آخرت میں اہل ایمان ایک دوسرے کی شفاعت کریں گے۔ اس قسم کی باتوں کا یاد رکھنا اہل اسلام کے لئے نصیحت کا باعث ہیں۔ اور جو نعمتیں ان کو خدا تعالیٰ نے عنایت فرمائی ہیں۔ ان میں حسد کرنے سے روکتی ہیں۔

تیسرا اصل جلد بازی کے بیان میں ہے۔ اس بات کو جان لو کہ عجلت ایک چیز دل میں ثابت ہے۔ جس کے باعث کاموں پر فوراً توجہ ہوتی ہے۔ بے توقف اور بے سوچے سمجھے کام کرنے لگتا ہے۔ اور اس کی ضد توقف ہے۔ یہ ایک قوت دل میں قائم ہے۔ جس کے باعث صدور افعال میں احتیاط ہوتی ہے۔ اور ان کے کرنے میں خوب غور اور تامل ہوتا ہے اور توقف کی ضد تعسف ہے۔

اور سیکر پیر و مرشد حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ توقف اور آہستگی میں یہ فرق ہے۔ کہ توقف بہترین کام کے شروع کرنے سے پہلے ہوتا ہے اور آہستگی کام میں داخل ہونے کے بعد ہوتی ہے۔ تاکہ کام کے ہر ایک حصہ کو ایسا ادا

کرے۔ کہ جو اس کے ادا کرنے کا حق ہے۔ آہستگی اسی صورت میں ہوتی ہے۔ کہ عبادت کے باعث جو خطرات پیش آتے ہیں۔ ان کو مد نظر رکھے۔ اور آہستگی کے باعث جو سلامتی ہے۔ اس پر غور کرے۔ ایسی باتوں کے یاد کرنے سے۔ انسان کام میں توقف اور تامل کرتا ہے۔ اور جلد بازی سے رک جاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ مصالیح کو خوب جانتا ہے۔ اور انہی کے دست قدرت میں توفیق کی ڈور ہے۔

چوتھا اصل تکبر کے بیان میں ہے۔ اس بات کو جان لو! کہ کبر ایک خطرہ آدمی کے دل میں پیدا ہوتا ہے۔ کہ اپنے نفس کی بلندی اور عظمت۔ اور دوسروں کی ذلت چاہتا ہے۔ اور اس کے تابع تکبر ہے۔ اور وضعت ایک خطرہ ہے کہ جس کے باعث انسان اپنے نفس کو ذلیل اور خوار جانتا ہے۔ اور اس کے تابع تواضع ہے۔ اور عام اور خاص لوگوں کے واسطے تواضع اور تکبر جدا جدا ہے۔ عام لوگوں کی تواضع یہ ہے۔ کہ وہ لباس اور طعام اور مکان اور سواری بقدر کفایت پسند کرتے ہیں۔ اور ان کا تکبر یہ ہے کہ وہ بہترین اور نہایت اعلیٰ لباس اور کھانا۔ اور گھر اور سواری طلب کرتے ہیں۔ اور خاص لوگوں کی تواضع یہ ہے۔ کہ حق بات کو قبول کریں۔ اس کا بیان کئے والا خواہ جھوٹا ہو یا بڑا۔ خواہ اعلیٰ ہو یا اونٹ۔ اور ان کا تکبر یہ ہے۔ کہ حق بات کو نہ سنیں۔ یہ بڑی نافرمانی اور بھاری گناہ ہے۔

عوام الناس کی تواضع کا یہ علاج ہے۔ کہ اپنی حالت کے بتاؤ اور درمیان کو اور اخیر کو سوچیں۔ ان کی حالت کی ابتداء۔ منی کا گندہ پانی ہے۔ اور درمیان حالت کا یہ ہے کہ وہ ہر وقت نجاست کی گھٹری کو اٹھائے پھرتے ہیں۔ اور آخر حالت میں گندے مردار ہیں۔ اور خاص لوگوں کی تواضع کا یہ علاج ہے۔ کہ وہ خدا تعالیٰ کے عذاب کو ان لوگوں کے متعلق یاد کریں۔ کہ جو حق کو ترک کرتے ہیں اور باطل میں مشغول ہوتے ہیں۔



پانچویں فصل

شکم کے بیان میں ہے

طالب عبادت با تم پر لازم ہے کہ شکم کو نگاہ رکھو اور اس کی اصلاح کرو۔ کیونکہ شکم کی اصلاح نہایت ہی مشکل اور مرید پر بہت بڑی مہم ہے۔ اور اس کا ضرر بڑا اور اثر بہت قوی ہے۔ اس واسطے کہ تمام آخرت کے گناہوں کا منبع اور معدن شکم ہی ہے۔ اور تمام اعضا میں قوت اور ضعف، اور عصمت اور معصیت شکم ہی سے اٹھ کر جاتے ہیں۔ بنا بریں شکم کی حفاظت فرض ہے۔ اول حرام سے اور شہتہ حرام سے۔ پھر فضول حلال سے۔ اگر عبادت کرنے کی ہمت ہے۔ اور حرام اور شہتہ حرام سے پرہیز کرنا چاہتے ہو۔ تو اس کے تین باعث ہیں:

پہلا باعث یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يَأْكُلُوْنَ اَمْوَالِ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اَتْمٰا يَأْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نٰرًا وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْدًا ؕ (جو لوگ کہ ظلم کے ساتھ یتیموں کا مال کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹوں میں آگ کو کھاتے ہیں۔ اور وہ عنقریب ہی دوزخ میں پہنچیں گے) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ جس گوشت نے حرام پرورش پائی ہے۔ اس کے واسطے آگ بہتر ہے۔

دوسرا باعث یہ ہے۔ کہ حرام اور شہتہ حرام کھانے والا راندہ درگاہ الہی ہے کہ عبادت کی توفیق نہیں رکھتا ہے۔ کیونکہ پاک لوگ ہی خدمت حق تعالیٰ کے لائق ہیں۔

تیسرا باعث یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے جہنمی شخص کو اپنی مساجد میں آنے کو منع کیا ہے۔ اور بے وضو آدمی کو اپنی کتاب قرآن مجید چھونے سے منع فرمایا ہے۔ باوجودیکہ جنائت اور بے وضو ہونا۔ ایک فعل مباح کا اثر ہے۔ بنا بریں ایسا آدمی حق تعالیٰ کی عبادت میں کیسے باریاب ہو سکتا ہے؟ کہ جو سر سے پاؤں تک حرام میں ڈوبا ہوا ہے۔ اور ایسی زبان کو ذکر الہی کی کیسے توفیق ہو سکتی ہے؟ کہ جو حرام اور شہتہ

حرام کی نجاست میں آلود ہے۔

حضرت یحییٰ بن معاذ ثوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ طاعت خدا تعالیٰ کے خواہنے کے اندر ہے۔ اور اس خواہنے کی چابی دعا ہے۔ اور اس چابی کے دندانے اکل حلال ہے۔ اگر چابی کے دندانے نہ ہوں تو دروازہ نہیں کھلے گا۔ اور جب خواہنے کا دروازہ نہ کھلے گا۔ تو عبادت چو خواہنے کے اندر ہے کیسے ہاتھ لگ سکتی ہے؟

تیسرا باعث یہ ہے کہ حرام اور شبہ حرام کھانے والا خیرات کے افعال سے محروم ہے۔ اور اگر اچانک اس سے خیر ہو جائے تو مقبول نہیں ہے۔ پھر اس کے منہ پر ماری جاتی ہے۔ پھر اس عمل سے سوائے زحمت کے اور کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا ہے جیسے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ بہت سے لوگ قیام شب کرتے ہیں۔ مگر ان کو اس قیام شب سے سوائے بیداری کے اور کچھ فائدہ نہیں ہے۔ اور کئی روزے دار ہیں۔ ان کو روزہ رکھنے سے سوائے بھوکے مرنے کے کچھ حاصل نہیں ہے۔

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ جس شخص کے پیٹ میں حرام ہے۔ اس کو خدا تعالیٰ کی قبولیت حاصل نہیں ہے۔ یہ حرام اور شبہ حرام کی حالت ہے۔ اب فضول حلال کی بابت سنو! یہ عابدوں اور مجاہدوں کے واسطے آفت ہے۔ اور میں نے فضول حلال کو شکم پر کر کے کھانے میں خوب غور کیا ہے۔ اس میں میں نے دس آفات معلوم کئے ہیں۔ کہ ہر ایک فعل عبادت میں دس اصل ہیں۔

پہلی آفت یہ ہے۔ کہ جلال کے زیادہ کھانے میں دل سخت ہوتا ہے۔ اور اس کا نور جاتا رہتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ زیادہ کھانے اور زیادہ پینے سے دل مرجاتے ہیں۔ کیونکہ دل بمنزلے زراعت کے ہے۔ اور زراعت بہت پانی سے تباہ ہو جاتی ہے۔

دوسری آفت یہ ہے۔ کہ زیادہ خوری تمام اعضا کے لئے فتنہ ہے۔ اور فضول اور فساد کا باعث ہے۔ کیونکہ جب آدمی سپر ہوتا ہے۔ تو اس کی آنکھ اونچا دیکھنے لگتی

ہے۔ اور یہودہ بائیں سُننے کی کوشش کرتا ہے۔ اور اُس کی زبان یہودہ بکواس کرنے لگتی ہے۔ اور یہی حالت شرمگاہ اور ہاتھ اور پاؤں وغیرہ کی ہو جاتی ہے۔ اور اگر بھوکا ہو تو اُس کے تمام اعضا سکون میں ہوتے ہیں۔ حضرت استاد ابو جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ شکم ایسا عضو ہے۔ کہ اگر یہ بھوکا ہو تو سب اعضا نافرمانی سے سیر ہوتے ہیں۔ اور اگر شکم سیر ہو تو سب اعضا نافرمانی کے واسطے بھوکے ہوتے ہیں۔

جمل کلام یہ ہے۔ کہ انسان کے سب اقوال اور افعال اُس کے کھانے اور پینے کے مطابق ہیں۔ اگر شکم میں حرام جانا ہے تو اُس کے اقوال اور افعال حرام سے باہر آتے ہیں۔ لہذا اس طرح کہو! کہ طعام اقوال اور افعال کا تخم ہے۔ اور اقوال اور افعال پورے ہیں کہ جو اُس سے نکلے ہیں۔

تیسری آفت یہ ہے۔ کہ بہت کھانے سے عقل اور فہم کی کمی ہوتی ہے۔ کہ سیر ہو کر کھانا طبیعت کی زیر کی اور جولانی کو دُور کر دیتا ہے۔ حضرت ابوسلیمان دلدانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا ہے۔ اگر کوئی دین یا دُنیا کا کام کرنے لگو۔ تو جب تک اُس سے فارغ نہ ہو جاؤ۔ کھانا نہ کھاؤ۔ کیونکہ طعام عقل کو مارنے والا ہے۔ اور یہ ایسے شخص کا بیان ہے کہ جس نے خود تجربہ کیا ہے۔

چوتھی آفت یہ ہے کہ بہت کھانے سے عبادت کم ہوتی ہے۔ کیونکہ زیادہ کھانے سے جسم بھاری ہوتا ہے۔ اور خواب غلبہ کرتی ہے۔ باوجود کوشش کرنے کے عبادت نہیں کر سکتا ہے۔ مگر بے حس و حرکت مردار کی طرح پڑا رہتا ہے۔ اور اگر گاہے کچھ عبادت کو بھی کئے تو لذت اور شرمینی عبادت کی نہیں پاتا ہے۔

ایک بزرگ نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ جس وقت آدمی کا شکم پُر ہو جائے تو اپنے آپ کو گرا پڑا ہوا جانے۔

حضرت یحییٰ صلوات اللہ علیہ نبیاً وعلیہ نے ابلیس ملعون کو دیکھا۔ کہ اُس کے ہاتھ پر بہت سے پھنڈے ہیں۔ حضرت نے دریافت فرمایا کہ یہ کیا ہے؟ اُس نے جواب دیا کہ یہ شہوات ہیں۔ اُن کے ذریعے لوگوں کو شکار کرتا ہوں۔ حضرت نے فرمایا کہ ان میں کوئی ایسی چیز بھی ہے کہ جس سے مجھے شکار کر سکو؟ اُس نے جواب دیا کہ نہیں!

مگر ہاں ایک رات آپ نے سیر ہو کر کھانا کھایا تھا۔ اور جسم بوجھل ہو گیا تھا۔ تو آپ کو نماز سے روکا تھا۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے جواب دیا کہ میں آئندہ کبھی پریٹ بھر کر کھانا نہ کھاؤں گا! ابلیس نے کہا کہ میں بھی پھر کبھی کسی کو سچی بات نہ بتاؤں گا! یہ حالت اس شخص کی ہے کہ جس نے عمر بھر ایک بار سیر ہو کر کھانا کھایا تھا۔ تو ایسے شخص کی کیا حالت ہے؟ کہ جو عمر بھر ایک رات بھی ٹھوکانہ رہا، اور اس کو عبادت کرنے کی بھی خواہش نہ ہو!۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ عبادت ایک پیشہ ہے۔ اور اس کی دکان خلوت ہے۔ اور اس کے مالک کو اونچا کرنے والی بھوک ہے! پانچویں آفت یہ ہے کہ شکم پر سی سے عبادت کی حلاوت جاتی رہتی ہے! حضرت امیر المؤمنین ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ میں جس روز سے مسلمان ہوا ہوں۔ میں نے پریٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا ہے۔ تاکہ عبادت کی حلاوت حاصل کروں۔ اور میں نے اپنے پروردگار کے شوق میں۔ پانی بھی سیر ہو کر نہیں پیا ہے!۔

اور حضرت ابوسلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ میرے نزدیک عبادت کی حلاوت اسی وقت ہے۔ کہ شکم کمر کے ساتھ جڑا ہوا ہے!۔ چھٹی آفت یہ ہے کہ بہت کھانے کی طلب میں۔ حرام اور شبہ حرام میں پڑنے کا اندیشہ ہے۔ کیونکہ حلال سوائے مقدار قوت کے حاصل نہیں ہوتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ حلال! مقدار قوت سے زیادہ نہ پاؤ گے۔ اور حرام بہت سا مل جائے گا!۔

ساتویں آفت یہ ہے کہ بسیار خوری کیلئے جسم اور دل کی مشغولی ہے۔ پہلے صل کرنے میں۔ پھر سنبھالے میں اور پھر کھانے میں۔ پھر بار بار خلا خانے میں جانے کی واسطے ہے۔ حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دوستوں کو فرمایا۔ دوستو! میں وضو خانے میں اس قدر جاتا ہوں۔ کہ مجھ کو تم سے شرم آتی ہے!۔

آٹھویں آفت یہ ہے کہ سکرات موت کی سختی کا وارو مدار حیات کی لذت پر ہے۔ جس شخص کو زندگی کے دنوں میں بہت لذت ہے۔ اس پر سکرات موت کے

بہت ہی سخت ہیں *

تو میں آفت یہ ہے کہ زیادہ خوری میں ثوابِ آخرت کا نقصان ہے۔ جیسے کہ حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ اَذْهَبْتُمْ طَيِّبَاتِكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا فَالْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُونِ بِمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُونَ فِي الْأَرْضِ يُذَوِّجُ لَكُمْ نَفْسَكُمْ (تم نے زندگی دنیا کی خوبیوں کو حاصل کیا۔ اور ان سے فائدہ اٹھایا۔ لہذا آج ذات کے عذاب کا بدلہ دئے جاؤ گے۔ اس باعث سے کہ تم زمین پر ناحق تکبر کرتے تھے۔ اور اس وجہ سے کہ تم بدکار تھے) اور اسی واسطے ہے کہ جب دنیا آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم کے سامنے پیش کی گئی۔ اور کہا گیا۔ کہ اس شرط پر قبول کرو۔ کہ آخرت میں سے کوئی چیز کم نہ ہو۔ بنا بریں آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم نے فقر کو اختیار کیا۔ یہ بات آنحضرت کے غیر کے واسطے ذلیل ہے۔ کہ دنیا کے باعث اس کی آخرت کا نقصان ہوتا ہے بد

اور روایت کرتے ہیں کہ حضرت امیر المؤمنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ کو پیاس لگی ایک شخص نہایت ہی سرد پانی کہ جس میں کھجوریں ڈالی ہوئی تھیں لایا۔ جب حضرت نے پیاس تو اس کو نہایت سرد اور شیریں پایا۔ اپنے منہ سے دُور کیا اور آہ سرد بھری۔ اس شخص نے عرض کی۔ کہ یا امیر المؤمنین! پانی سرد اور شیریں ہے۔ اپنے فرمایا کہ کسی چیرے نے مجھ کو پینے سے روک دیا ہے۔ اے نیک بخت! اگر آخرت کا خوف نہ ہوتا۔ تو میں بھی کھانے اور پینے میں تمہارے ساتھ شامل ہوتا۔ *

دو تو یہ آفت یہ ہے۔ کہ بہت کھانے میں۔ جس اور حساب اور ملازمت اور ترکِ ادب فضول میں۔ اور خواہشات نفسانی کی طلب ہے۔ کیونکہ دنیا کا حلال حساب ہے۔ اور دنیا کا حرام عذاب ہے۔ یہ وہ دس چیزیں ہیں۔ کہ جو حلال کے زیادہ کھانے کے متعلق ہیں۔ اور ان میں سے ہر ایک۔ اس شخص کے لئے کافی ہے۔ کہ جو اپنے دین میں اہتمام رکھتا ہو۔ *

سوال اگر یہ دریافت کرو کہ ہمارے واسطے حرام اور شہتہ حرام کا حکم بیان فرمائیں۔ اور ان میں سے ہر ایک کی واضح تعریف بیان کیجئے۔

جواب اس بات کو جان لو کہ اس بارے میں اہل علم کی مختلف رائیں ہیں

بعض عالم یہ ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ جس چیز کو یقیناً جان لو۔ کہ وہ دوسرے کی ملکیت ہے اور شرع شریف نے اس کے لینے کو منع فرمایا ہے۔ تو ایسی چیز محض حرام ہے۔ اور اگر یقیناً معلوم نہ ہو کہ وہ دوسرے کی ملکیت ہے۔ مگر ظن غالب ہے تو یہ شائبہ حرام ہے۔ حرام سے بچنا واجب ہے اور شائبہ حرام سے بچنا تقویٰ اور پرہیزگاری ہے۔

سوال اگر یہ دریافت کرو۔ کہ ہمارے زمانے میں بادشاہ لوگ جو وظائف دیتے ہیں۔ ان کی بابت کیا حکم ہے؟

جواب اس بات کو جاں لو! کہ اس بارے میں علمائے اختلاف کیا ہے ایک قوم کی رائے ہے۔ کہ جس چیز کی بابت تمہیں حرام ہونے کا یقین نہیں ہے۔ تمہارے واسطے جائز ہے کہ اس کو لے لو! اور بعض اہل علم کی رائے ہے۔ کہ جس چیز کے حلال ہونے کی بابت یقین ہو اس کا لینا حلال ہے۔ اور چونکہ اکثر ہمارے زمانے کے بادشاہوں کے مال حرام ہیں۔ اور حلال ان کے ہاتھ میں نا دریا معدوم ہے۔

اور بعض اہل علم کی رائے ہے۔ کہ بادشاہوں کے عطیے اور وظائف جب تک کہ ان کے حرام ہونے کا یقین نہ ہو۔ ہر ایک شخص غنی اور فقیر کے واسطے لینے حلال ہیں۔ ان علمائے اپنے قول کی سند میں بیان کیا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شاہ مقوقس والے اسکرریہ کا ہدیہ قبول فرمایا تھا۔ اور آپ نے ایک یہودی سے قرض لیا تھا۔ باوجودیکہ حق تعالیٰ نے یہود کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے۔

اَكَا لُوْنَ لِلسُّخْتِ (کہ یہود حرام خور ہیں) اور اس وقوعے سے بھی سند حاصل کی ہے کہ ایک جماعت صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے سلاطین اہل ظلم کا زمانہ پایا ہے اور ان سے عطیات قبول کئے ہیں۔ چنانچہ اسی جماعت میں سے حضرت ابو ہریرہ اور عبد اللہ بن عباس اور عبد اللہ بن عمر رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہیں۔

اور بعض دوسرے اہل علم کی رائے ہے۔ کہ بادشاہوں کا مال غنی اور فقیر کسی کے واسطے بھی لینا حلال نہیں ہے۔ کیونکہ وہ ظالم ہیں۔ اور ان کے اکثر اموال حرام ہیں۔ اور اعتبار اکثریت کا ہوتا ہے۔ لہذا ان کے مالوں سے اجتناب کرنا واجب ہے۔

اور بعض متاخرین میں سے اہل علم کی رائے ہے۔ کہ جس مال کے حرام ہونے

کا یقین نہیں ہے۔ اس کا لینا غنی آدمی کو ناجائز۔ اور فقیر کو جائز ہے۔ اور اگر فقیر کو بھی یقین ہو جائے۔ کہ وہ مال بیگانہ حق چھینا ہوا ہے۔ تو اس کو صاحب مال کی طرف واپس کرے۔ اس کا لینا جائز نہیں ہے۔ اس صورت کے علاوہ فقیر کو مال سلاطین میں سے کچھ لینے کا خوف نہیں ہے۔ کیونکہ مال اگر بادشاہ کی ملک خاص سے نہ تو مالک نے فقیر کو دیا ہے۔ تو کیوں نہ لے؟ اور اگر مال۔ مال غنیمت یا خراج یا عیش کا ہے۔ تو بھی فقیر کو لے اس میں حق ہے۔

اسی طرح خاص الخواص اہل علم میں سے۔ حضرت امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ جو کوئی شخص اپنی رضا و رغبت سے اسلام میں داخل ہووے اور قرآن مجید پڑھتا ہے۔ تو اس شخص کے واسطے بیت المال۔ اہل اسلام میں حق ہے۔ کہ چالیس درم سالانہ وظیفہ حاصل کرے۔ اور ایک روایت میں بجائے درم کے لفظ دینار ہے۔ اور شرط یہ ہے۔ کہ یہ شخص صرف طالب آخرت ہو۔ اور دنیا دار نہ ہووے۔

جب یہ حالت ہے۔ تو مسئلہ صاف ہو گیا۔ تنگ دست لوگ اور اہل علم جو وظائف لیتے ہیں۔ وہ اپنا حق لیتے ہیں۔ اور ان مسائل کے متعلق نہایت تحقیق اور بحث کے بعد فتویٰ دینا ممکن ہے۔ اگر میں پوری تقریر بیان کروں۔ تو مطالبے بہت دور جا پڑوں گا۔ اور اگر ان مسائل کی معرفت پورے طور پر جاہل کرنا چاہتے ہو۔ تو کتاب احیاء العلوم میں۔ کتاب حلال اور حرام کا مطالعہ کرو۔

سوال اگر یہ دریافت کرو۔ کہ اہل بازار وغیرہ کے عطیات کی بابت کیا حکم ہے؟ کہ ان کو واپس کرنا یا ان کے بارے میں بحث کرنی واجب ہے یا نہیں۔ اور بازاریوں کی حالت اور ان کا جھوٹ۔ اور معاملات کے بارے میں ان کی بے اعتنائی معلوم ہے؟ اور اسی طرح دوسرے اور ان کے عطیات کی بابت کیا فرمان ہے۔ کیا واپس کئے جائیں یا قبول کئے جائیں؟

جواب اس بات کو جان لو کہ انسان کی ظاہری حالت پر وہ پوشی اور صلاحیت ہے۔ لہذا ایسے لوگوں کے صدقات اور عطیات قبول کرنے میں خوف نہیں ہے۔ اور تمہارے واسطے بحث اور کہنا کہ زمانہ تباہ ہو گیا ہے۔ واجب نہیں ہے۔

کیونکہ یہ اہل اسلام پر گمان بد کرنا ہے۔ اور ہمیں حکم ہے کہ مسلمان پر نیک گمان رکھیں۔

پھر اس بات کو جان لو! کہ اس جگہ دو باتیں ہیں۔ ایک شرع شریف کا حکم اور اس کا ظاہر۔ دوسرے پرہیزگاری کا حکم اور اس کا حق۔ اور شرع کا حکم یہ ہے۔ کہ اگر کوئی شخص تم کو کوئی چیز دے۔ اور بظاہر صلاحیت معلوم ہوتی ہے۔ تو اس کو لے لو۔ اور یہ سوال کرو کہ کہاں سے لائے ہو؟ ہاں اگر تمہیں یقیناً معلوم ہو جائے کہ یہ چیز لوٹ کا مال ہے۔ یا حرام کا مال ہے تو ترک کر دو۔ اور تقویٰ کا حکم یہ ہے۔ کہ کسی سے کوئی چیز نہ لو! تا وقتیکہ اس کی بابت اچھی طرح بحث نہ کرو! پھر اگر یقین ہو جائے کہ وہ چیز مشتبہ نہیں ہے تو لے لو۔ ورنہ واپس کر دو۔

روایت کرتے ہیں کہ حضرت امیر المؤمنین ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا غلام ان کے واسطے دودھ لایا۔ جب آپ پی چکے۔ تو غلام نے عرض کی۔ کہ جب کبھی پہلے اس سے کوئی چیز میں آپ کے پاس لاتا۔ تو آپ دریافت فرمایا کرتے تھے۔ کہ یہ چیز کیسی ہے؟ اور آپ نے دودھ کی بابت حالت دریافت نہیں فرمائی ہے؟ آپ نے دریافت فرمایا۔ کہ اچھا اس دودھ بابت واقعہ بیان کرو؟ غلام نے عرض کی کہ کسی قوم کے یہاں میں نے زمانے جاہلیت کا ٹونا ٹوٹکا کیا تھا۔ وہاں سے یہ دودھ ملا تھا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے۔ اپنی انگشت مبارک اپنے گلے میں ڈالی۔ اور دودھ کو بذریعہ قے نکال دیا۔ اور درگاہ خداوندی میں عرض کی۔ یا رب! اسی قدر میرے اختیار میں تھا۔ اور جو بقیہ میری رگوں اور ریشوں اور گوشت پوست میں رہ گیا ہے۔ اس کی بابت تیری ذات کفایت کرنے والی ہے۔

سوال اگر یہ دریافت کرو! کہ تقریر بالا سے ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ تقویٰ شرع شریف کے مخالف ہے؟

جواب اس بات کو جان لو! کہ شرع شریف کی وضع آسانی پر ہے۔ اور تقویٰ کی وضع تکلیف پر ہے۔ جیسے کہ کہتے ہیں۔ کہ نوے کی گرہ سے بھی زیادہ پرہیزگار کے کام میں تنگی اور دقت ہے۔ باوجود اس کے تقویٰ۔ شریعت کے خلاف نہیں ہے۔ اور دونوں اصل میں ایک ہی ہیں۔ ولیکن شریعت کے دو حکم ہیں۔ ایک حکم جواز۔ اور

دوسرا حکم افضلیت - اور افضلیت کو تقویٰ کا حکم کہتے ہیں۔ لہذا شریعت اور تقویٰ اصل میں ایک ہیں۔ اور بظاہر نظر جدا جدا معلوم ہوتے ہیں۔

سوال اگر یہ دریافت کرو کہ اگر میں بخت اور احتیاط نہایت درجے کی نگاہ کروں گا۔ تو مجھے ہر ایک بات میں یک لخت تنگی اور مصیبت کا سامنا ہوگا۔ اور اس زمانے میں تو صرف زندگی بچانے کے واسطے بھی رزق حلال میسر نہ ہو سکے گا؟

جواب اس بات کو جان لو کہ پرہیزگار اور متقی بننا۔ خالہ جی کا گھر نہیں ہے اور جو شخص متقی بننا چاہے۔ تو اس کے واسطے لازم ہے کہ تمام آفات اور مصائب کو اپنی جان پر جھیلے۔ ورنہ تقویٰ میسر نہ ہوگا۔ اسی واسطے بہت سے عابد اور زاہد۔ پہاڑ لبنان وغیرہ میں سکونت اختیار کرتے ہیں۔ اور وہیں پر ساگ اور جنگلی میوے کھا کر کہ جو کسی حالت میں بھی مشتبہ نہیں ہیں۔ قناعت کے ساتھ گذران کرتے ہیں۔ بنا بریں جو شخص بلند ہمت ہے۔ اور تقویٰ کا مرتبہ حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اس کو اس کے سوا چارہ نہیں ہے کہ سختیوں کی برداشت کرے۔ اور ان پر صبر کرے۔ اور پرہیزگاروں کے رستے کا سلوک کرے۔ تاکہ ان کی منزل اور مرتبہ حاصل کرے۔ اور اگر یہ چاہتا ہے۔ کہ لوگوں ہی کے درمیان رہے۔ اور جہاں سے وہ کھاتے ہیں۔ وہیں سے یہ بھی کھائے۔ تو اس طرح کھائے کہ جیسے مردار کھایا جاتا ہے۔ کہ ضرورت کے سوا اس پر ہاتھ نہ ڈالے۔ اور اس قدر کھائے کہ اس کے ذریعے عبادت کر سکے۔ اس مقدار پر معذور ہے۔ اور کچھ نقصان نہیں ہے۔ اگرچہ ایسے کھانے کی اصل مشتبہ ہی کیوں نہ ہو۔ اسی واسطے حضرت امام حسن بصری رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں فَسْكَ السُّوقُ فَعَلَيْكُمْ بِالْقَوَاتِ (بازار خراب ہوا لہذا تم پر صرف طلبِ قوت ہی لازم ہے)۔

اور روایت کرتے ہیں کہ حضرت وہب بن وروحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ ایک دن۔ دو دن۔ تین دن بھوکے رہو۔ اور پھر ایک روٹی لو۔ اور پانی میں بھگو کر کھاؤ۔ اور اس طرح کہو۔ کہ میرے خدا! تجھ کو معلوم ہے کہ اگر میں نہ کھاؤ تو عبادت نہ کر سکوں گا۔ ورنہ میں یہ نہ کھاتا۔ میرے خدا! اگر یہ حرام ہے۔ یا مشتبہ حرام ہے۔ تو اس پر میرا مواخذہ نہ کرنا۔

میں کہتا ہوں کہ یہ دو طریق ان لوگوں کے واسطے ہیں۔ کہ جو تقویٰ میں مرتبہ

بلند حال کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن ان کے سوا دوسرے لوگوں کے واسطے بھی ان کی بخت اور احتیاط کے موافق حصہ ہے۔

سوال اگر یہ دریافت کرو کہ یہ بیان حرام کے متعلق تھا۔ اب ہم کو حلال کے متعلق خبر دیں۔ اور فضول حلال کی کیا حد ہے؟ کہ جس کے باعث جس اور حساب لازم ہے۔ اور اس کی کتنی مقدار ہے؟ جتنی کہ بندہ حاصل کرے۔ اور ہو۔ اور فضول نہ ہو۔ کہ جس کے باعث جسے پر جس اور حساب لازم نہ آوے؟

جواب اس بات کو جان لو کہ سب طرح کے حلال میں قسم پر ہیں۔ ایک قسم یہ ہے کہ انسان حلال کو حاصل کرے۔ اور اس کی نیت میں فخر اور بڑھائی اور ریا اور کثرت مال ہو۔ ایسا حصول۔ ایک بڑا فعل۔ باعث جس اور حساب اور ملامت اور عیناک ہے۔ اپنی ظاہری حالت اور باطنی حالت میں۔ موجب عذاب دوزخ ہے۔ دوسری قسم یہ ہے۔ کہ مال کو اپنی نفسانی خواہشات کے واسطے کماؤ۔ یہ بھی بڑا ہے۔ اور باعث جس آئی اور موجب حساب ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ **حَلَالُهَا حِسَابٌ** (کہ دنیا کا حلال حساب ہے) تیسری قسم یہ ہے کہ مال حلال حالت عذر اور تنگی میں حاصل کرے۔ اس قدر کہ عبادت آئی کے واسطے مددگار ہو۔ اور اس کو ضرورت سے زیادہ حاصل نہ کرے۔ ایسا حاصل کرنا خیر اور نیکی اور ادب ہے۔ اس پر کسی طرح کا حساب اور عتاب الہی نہیں ہے۔ بلکہ اجر اور مدح کا باعث ہے۔

سوال اگر یہ دریافت کرو کہ مال حلال حاصل کرنے کی کیا شرط ہے؟ تاکہ باعث

خیر اور نیکی کا ہووے؟

جواب اس بات کو جان لو کہ اس میں دو شرطیں ہیں۔ ایک حالت اور دوسرے ارادہ۔ حالت کا یہ مطلب ہے۔ کہ ایسے حال میں حاصل کرے۔ کہ اگر نہ حاصل کرے تو اس کو مواخذہ ہو۔ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ ایسی حالت میں ہو۔ کہ اگر اس حالت میں مال حلال کو حاصل نہ کرے۔ تو اس کے باعث فرض یا سنت یا نفل سے رک جاوے۔ کیونکہ وہ فرض اور سنت اور نفل ترک مباح سے کہیں افضل ہے۔ کیونکہ دنیا کے مباح کی ترک بھی فضیلتوں میں داخل ہے۔ جب ایسا حال ہو تو انسان معذور ہے۔

اور ارادے کا یہ مطلب ہے کہ حصول مال سے یہ مقصد ہو کہ اس سے خدا
تعالیٰ کی عبادت میں تقویت حاصل ہو۔ اور یہ اس صورت میں ہے کہ اپنے دل میں نیت کرے
کہ اگر میں نے عبادت نہ کرنی ہوتی تو اس مال کو حاصل نہ کرتا۔ جب ان دو شرطوں سے حاصل
کرے گا۔ تو یہ حصول مال محض خیر اور نیکی اور ادب ہے۔ اگر یہ دو شرطیں نہ پائی جائیں تو ایسا
حصول مال خیرات میں سے نہ ہوگا۔

سوال اگر یہ دریافت کرو کہ کوئی شخص دنیا میں حلال مال اپنی خواہش برائی
کے واسطے طلب کرتا ہے۔ ایسا حصول مال گناہ ہے یا نہیں؟

جواب اس بات کو جان لو کہ طلب مال حالت ضرورت میں فضیلت ہے
اور اس کا نام خیر اور حسنہ ہے۔ اور شہوت نفسانی کے واسطے حاصل کرنا برائی اور
گناہ ہے۔ اور اس میں جس آلی اور حساب اور ملامت ہے۔ البتہ عذاب و دوزخ
نہیں ہے۔

سوال اگر دریافت کرو کہ جس اور حساب کیا چیز ہے؟

جواب اس بات کو جان لو کہ حساب کا مطلب یہ ہے کہ قیامت کے
روز دریافت کیا جائے گا۔ کہ مال تم نے کہاں سے کھایا؟ اور کہاں صرف کیا؟ اور
اس کے کمانے اور صرف کرنے میں۔ تمہارا کیا ارادہ تھا۔ اور جس کا مطلب یہ ہے
کہ ایسا شخص ایک مدت تک قیامت کے میدانوں میں بہشت میں داخل ہونے
سے روکا جائیگا۔ اور وہاں پر طرح طرح کی سختیاں اور دہشتیں دیکھے گا۔ اور بھوکا
پیساب برہنہ پڑا رہے گا۔

سوال اگر یہ دریافت کرو کہ جب خدا تعالیٰ نے کرب کو حلال ٹھہرایا ہے

تو پھر ملامت اور عیب کیا ہے؟

جواب اس بات کو جان لو کہ ایسا شخص ترک ادب کے باعث مستحق

عیب اور ملامت ہے۔ جیسے کہ کسی شخص کو بادشاہی دسترخوان پر بٹھائیں۔ اور

وہ شخص ادب کو نگاہ میں نہ رکھے۔ ایسا آدمی ضرور مستحق عیب اور ملامت ہے۔ اگرچہ

طعام اس کے واسطے مباح ہے۔

اور حاصل کلام اس باب میں یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے بندوں کو اپنی عبادت

کے واسطے پیدا کیا ہے۔ لہذا بندے پر واجب ہے کہ ہر ایک طرز پر عبادت حق تعالیٰ کرے۔ اور تمام کام اس طرح کرے۔ کہ عبادت ہی کر رہا ہے۔ جس طرح بھی ہو سکے۔ اور اگر ایسا نہ کرے۔ اور اپنی خواہش اور نفس کا اتباع کرے۔ اور اس باعث سے عبادت پروردگار سے رُک جائے۔ بنا بریں مستحق عیب اور ملامت ہوگا۔ کیونکہ دُنیا عبادت خانہ ہے۔ اور نعمت خانہ نہیں ہے۔ اس قاعدے پر خوب اچھی طرح سے غور کرو۔ یہی بیان ہمارا مقصود تھا۔ نفس کی اصلاح میں۔ اور اس کو تقویٰ کی لگام دینے میں۔ اس کو خوب سمجھو اور اس پر عمل کرو۔ تاکہ تمہارے لئے سعادت و اربین حاصل ہو۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور اللہ ہی توفیق عنایت فرمانے والا ہے۔

فصل دُنیا اور مخلوق اور شیطان اور نفس کے علاج میں

طالب عبادت! تم پر لازم ہے۔ کہ اس دراز اور بڑی کھائی کے طے کرنے میں۔ پوزی جدوجہد کے ساتھ چارہ جوئی کرو۔ کہ یہ تمام گھاٹیوں میں سے سخت اور گراں گزار گھاٹی ہے۔ اور اس میں سخت محنت اور بڑے بڑے فتنے ہیں۔ کیونکہ جو شخص ہلاک ہوا۔ اور خدا تعالیٰ تک نہ پہنچا۔ اس کا سبب۔ دُنیا یا خلقت۔ یا نفس یا شیطان ہے۔ حقانی رستے میں ہی چار چیزیں حجاب ہیں۔ لہذا ہر ایک بیان میں قناعت بخش نکتہ سنو! دُنیا کا بیان یہ ہے۔ کہ اس سے خوف کرو۔ اور اس میں زہد کرو۔ کیونکہ تمہاری حالت تین صفت سے خالی نہیں ہے۔ کیونکہ تم عبادت میں، یا اہل بصیرت ہو۔ یا اہل ہمت ہو۔ یا اہل غفلت ہو۔ اگر تم اہل بصیرت ہو تو تمہارے لئے یہی کافی ہے۔ کہ دُنیا حق تعالیٰ کی دشمن ہے۔ اور حق تعالیٰ تمہارا دوست ہے۔ پھر دُنیا بھی تمہارا دوست ہو؟ جو تمہاری عقل کو زائل کرتی ہے۔ حالانکہ عقل ہی کے ذریعے تمہاری قیمت ہے۔

اور اگر تم اہل ہمت سے ہو۔ تو تمہارے لئے یہی جان لینا کافی ہے۔ کہ شامت دُنیا۔ اس حد تک ہے کہ تم کو عبادت سے روکتی ہے۔

اور اگر تم اہل غفلت ہو۔ تو تمہارے لئے اس بات کو جاننا کافی ہے۔ کہ دُنیا باقی رہنے والی چیز نہیں ہے۔ یا تم اس سے جُدا ہو جاؤ گے۔ اور یا وہ تم سے جُدا ہو جائے گی۔

لہذا اس کی طلب میں سولے عمر عزیز ضائع کرنے کے اور کیا فائدہ ہے؟
 شیطان کا بیان یہ ہے کہ تمہارے لئے اس سے بچنے کے واسطے
 حق تعالیٰ کا ارشاد کافی ہے جو اس نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو
 مخاطب کر کے فرمایا ہے۔ قُلْ سَأْتِ أَعْوَابُكَ مِنَ الشَّيْطَانِ
 وَأَعْوَابُكَ سَأْتِ أَنْ يُخْضِرُونَ ط (اس طرح وعاماگو! کہ سیکر رب! میں
 تیرے ذریعے شیطانوں کے ونوسوں سے پناہ مانگتا ہوں۔ اور تیرے ذریعے سے
 میرے رب! ان کے زہریک آنے سے پناہ مانگتا ہوں) کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وآلہ واصحابہ وسلم کی یہ حالت ہے۔ کہ جو تمام جہانوں سے بہتر اور زیادہ عقل والے
 اور زیادہ فضل والے ہیں۔ کہ آپ شیطانوں کے سر سے پناہ مانگنے کے واسطے خدا
 تعالیٰ کے محتاج ہیں۔ لہذا یہاں سے معلوم کرنا چاہئے کہ دوسرے لوگوں کی کیا حالت
 ہے؟ جن میں جہالت اور نقصان عقل اور غفلت پر لے کرے کی ہے؟

خلقت کا بیان یہ ہے۔ کہ اس میں تمہارے لئے اس بات کو جان لینا کافی
 ہے۔ کہ اگر تم ان کے ساتھ میل ملاپ رکھو۔ اور خواہشات میں ان کے ساتھ موا
 کرو۔ تو ان کے رستے پر چلے۔ اور آخرت کا کام تم سے جاتا رہا۔ اور اگر تم ان کے
 ساتھ مخالفت کرو۔ تو تباہی گے۔ اور تمہارے دینی اور دنیاوی کام کو خراب کرینگے
 اور تم بھی ان کی عداوت میں پڑے رہو گے۔ اور اگر تمہاری مدح اور تعظیم کریں
 تو فتنے اور اترا نے کا خوف ہے۔ اور ان کی اس کر قوت پر بھی نگاہ کرو۔ کہ تمہیں
 قبر میں رکھنے کے بعد۔ تین ہی روز میں کس طرح بھول جاتے ہیں؟ تمہارا ذکر زبان
 پر بھی نہیں لاتے ہیں۔ گویا کہ ایسا ہے کہ انہوں نے تم کو دیکھا ہی نہیں ہے۔ اور
 تم نے ان کو دیکھا نہیں ہے۔ اور قبر میں تمہارے ساتھ حق تعالیٰ کے سوا اور
 کوئی نہیں ہے۔ تو اس سے بڑھ کر اور کون سا نقصان ہو گا۔ کہ اپنی عمر عزیز کو
 بیوفا مخلوق کے ساتھ ضائع کرو؟ اور خدا تعالیٰ کی خدمت کو ترک کرو۔ جس کی
 طرف کہ آخر کار بازگشت ہے۔ مسکین بھائی! اس بات میں غور کرو! امید ہے
 کہ تمہیں راہ راست پہچانے گا۔

نفس کا بیان یہ ہے۔ کہ کاروبار میں اس کے نمونے کا مشاہدہ کرنا ہی

کافی ہے۔ اُس کی حالتوں اور خواہشوں کو دیکھو۔ شہوت کی حالت میں چوپایہ ہے۔ غصے کی میں درندہ ہے۔ نافرمانی کی حالت میں بچہ ہے۔ نعمت کی حالت میں فرعون ہے۔ اور بھوک کی حالت میں دیوانہ ہے۔ پریت بھر کر اترانے والا ہے۔
 اگر تم نفس کو سیر کرو تو نافرمانی کرتا ہے۔ اگر بھوکا رکھو تو فریاد کرتا ہے۔ اور گدھے کی طرح شور و غل کرتا ہے۔ اگر جوہلیں تو لوگوں پر دو لٹی جھاڑتا ہے۔ اگر بھوکا رکھو تو شور مچاتا ہے۔

ایک بزرگ نے صلحا میں سے رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔ ارشاد فرمایا ہے۔ کہ تباہی اور نفس کی جہالت اس طرح ہے۔ کہ جب گناہ کرنا چاہتا ہے۔ یا کسی آرزو کی طلب کرتا ہے۔ اگر خدا تعالیٰ کا واسطہ ڈالو۔ پھر رسول خدا۔ اور تمام کتابوں اور انبیاء علیہم السلام اور سلف صالحین رضوان اللہ علیہم اجمعین کو پیش کرو۔ موت اور قبر اور قیامت اور بہشت اور دوزخ کو یاد دلاؤ۔ تو اپنے عناد اور سرکشی کو ترک نہیں کرتا ہے۔ اور اُس گناہ اور شہوت سے رکتا نہیں ہے۔ اور اگر کھانے کو نہ دو۔ تو شہوت کو ترک کرتا ہے اُس کی جہالت اور خست کی یہی حالت ہے۔ لہذا تم پر لازم ہے کہ اُس سے غفلت نہ کرو اور اُس کی حالت کو پروردگار غالمین نے اس طرح ارشاد فرمایا ہے اِنَّ النَّفْسَ كَاْمَارًا مِّنْ اِلْتِزَامٍ (یقیناً نفس بدی کا حکم کرنے والا ہے) جو شخص عقل رکھتا ہے۔ اُس کے واسطے یہ تین حق تعالیٰ کی طرف سے کافی ہے۔

اور بعض صالحین سے روایت ہے۔ کہ آپ کا اسم شریف حضرت احمد اللہ قلم بلخی رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ کہ میرے نفس نے میرے ساتھ نزاع کیا کہ جہاد کے واسطے خلوت سے باہر نکلے۔ میں نے سوچا کہ سبحان اللہ حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے اِنَّ النَّفْسَ كَاْمَارًا مِّنْ اِلْتِزَامٍ (یقیناً نفس بدی کا حکم کرنے والا ہے) اور نفس مجھے نیکی کی طرف بلاتا ہے۔ یہ تو ہرگز نہیں ہو سکتا ہے؛ میں نے اپنے نفس کو کہا۔ کہ تو تنہائی سے تنگ آگیا ہے۔ اس جہاد کے بہانے سے لوگوں سے ملنا چاہتا ہے۔ تاکہ لوگ تیری تعظیم کریں۔ پھر میں نے کہا کہ میں آبادی میں نہ اُتروں گا۔ نفس نے اس بات کو قبول کر لیا۔ میں بدگمان ہوا۔ اور میں نے کہا کہ حق تعالیٰ بالکل راست فرمایا ہے۔ پھر میں نے اپنے نفس کو کہا۔ کہ میں کافروں کے ساتھ بغیر ہتھیاروں کے

جنگ کروں گا تاکہ پہلے جو شخص شہید ہو۔ وہ میں ہوں گا۔ یہ کہ نفس نے اس بات کو بھی قبول کر لیا۔ اتنی قسم کی ہیں نے اس پر بہت سی باتیں سننا رکیں۔ یہ کہ نفس نے سب کچھ قبول کر لیا۔ آخر میں نے درگاہ حق تعالیٰ میں عرض کی یہ کہ خدا! مجھ کو نفس کے مکرو فریب پر مطلع فرما، تاکہ میں جان لوں کہ تو سچا ہے۔ اور نفس جھوٹا ہے پھر میں نے اپنے مرکاشفات میں دیکھا، گو یا کہ میرا نفس مجھ کو کہتا ہے کہ احمد! تم ہر روز مجھ کو میری خواہشوں سے روک کر تازہ کرتے ہو! اور کسی آدمی کو اس پر اطلاع نہیں ہے۔ اور اگر میں نے دشمنان کے ساتھ جنگ کیا اور مارا گیا۔ تو اس عذاب سے نجات پاؤں گا۔ اور مجھے لوگوں میں مرتبہ حاصل ہوگا۔ کہیں گے کہ احمد شہید ہو گیا ہے۔ پھر میں نے اس سال میں جہاد کا ارادہ ترک کر دیا۔ اور خلوت میں بیٹھا رہا۔

بنابرین طالب عبادت، نفس کے بکرا اور دھوکے پر غور کرو۔ کہ سرنے کے بعد مرتبے کا۔ لوگوں میں طالب ہے۔ اس بات کو جان لو، کہ اس جگہ ایک بڑا اصل ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ تم اس بات کو جان لو، کہ عبادت کے دو حصے ہیں۔ ایک حصہ کسب کرنا ہے۔ اور دوسرا حصہ پرہیز کرنا ہے۔ یعنی عبادت کا کسب کرنا۔ اور گناہوں اور شبہات سے پرہیز کرنا ہے۔ اور یہی تقویٰ ہے۔ اور پرہیز کا حصہ کسب کے حصے پر افضل اور اشرف ہے۔

اسی واسطے اہل عبادت مبتدی۔ کہ جو ابتدائی درجے میں ہیں۔ کسب کے حصے میں مشغول ہوتے ہیں۔ اور ان کی پوری ہمت اسی بات پر ہوتی ہے۔ کہ روزہ رکھیں اور رات کو قیام کریں۔ اور اسی طرح دوسری عبادات بدنی کی طرف توجہ کرتے ہیں۔ اور اہل عبادت۔ جو کامل اور اہل بصیرت ہیں۔ وہ دوسرے حصے پر یعنی گناہوں سے پرہیز کرنے کی طرف مشغول ہوتے ہیں۔ اور ان کی کامل ہمت یہ ہوتی ہے کہ اپنے دل کو غیر خدا تعالیٰ کی طرف رغب کرنے سے نگاہ میں رکھتے ہیں۔ اور نگاہ کو اوجھڑا دھرا اوپر کو نہیں اٹھاتے ہیں۔

یہ مطلب دوسرے عابد نے سنت عابدوں میں سے۔ اپنے سنا سنی یونہی کو رحمتہ اللہ علیہم جمعین۔ ارشاد فرمایا ہے۔ کہ یونس! بعض لوگ نماز کو دوست رکھتے ہیں۔ اور بعض لوگ روزے کو دوست رکھتے ہیں۔ اور بعض لوگ صدقہ دینے کو دوست

رکھتے ہیں۔ تمہاری نماز یہ ہے کہ کبھی کوستاؤ نہیں، اور روزہ یہ ہے کہ بات نہ کرو اور پرہیز کا صدقہ دو۔ کیونکہ کوئی نماز اور روزہ اور صدقہ اس سے بہتر نہیں ہے۔ جب تم یہ جان چکے کہ پرہیز کرنے کا حصہ عبادت، افضل اور اولیٰ ہے اور اگر دونوں حصے پورے ہو جائیں تو تمہارا کام پورا اور کامل ہو جائے گا۔ اور تم کو غنیمت اور سلامتی میسر ہوگی۔ اور اگر دونوں حصے پورے نہ کر سکو۔ تو پرہیز کی جانب کی رعایت کرو تاکہ غنیمت نہ ملے تو خود ہی سلامتی میں رہو۔ ورنہ دونوں حصوں میں نقصان اٹھاؤ گے۔ کیونکہ دن کا روزہ اور رات کا قیام، تم کو کیا فائدہ دے گا کہ جو ایک ہی کامہ بولنے سے بیکار ہو جاتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے لوگوں نے دریافت کیا۔ کہ دو آدمیوں کے بارے میں آپ کا کیا ارشاد ہے۔ کہ ایک ان میں سے نیکی بھی بہت کرتا ہے۔ اور بدی بھی بہت کرتا ہے۔ اور دوسرا نیکی بھی تھوڑی کرتا ہے۔ اور بدی بھی تھوڑی کرتا ہے۔ آپ نے جواب میں فرمایا۔ کہ کوئی نیکی بھی سلامتی کے برابر نہیں ہے۔

اور یہ بیان کی نظیر بیمار کی حالت ہے۔ کیونکہ بیمار کے علاج کے دو حصے ہیں۔ ایک حصہ دوا کا پینا۔ اور دوسرا حصہ پرہیز کرنا ہے۔ اور اگر بیمار دونوں حصوں کو جمع کرے گا۔ تو خود صحت پائیگا۔ اگر دونوں باتیں میسر نہ ہوں۔ تو پرہیز کرنا نہایت ہی بہتر ہے۔ کیونکہ پرہیز نہ کرنے کی صورت میں کوئی دوا بھی فائدہ نہ دے گی۔ لیکن صرف پرہیز کرنا۔ دوا نہ پینے کی صورت میں بھی فائدہ دیتا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ دونوں باتوں میں سے اصل پرہیز کرنا ہی ہے۔

اور بیان کرتے ہیں۔ کہ ہندوستان کے طبیب۔ بیمار کا علاج صرف پرہیز ہی کے ذریعے کرتے ہیں۔ اور بیمار کو ان جملوں میں کھلانے اور پینے اور باتوں سے روکتے ہیں۔ اسی طرح دوا دینے کے بغیر ہی تندرست ہو جاتا ہے۔ لہذا یہاں سے معلوم ہوا۔ کہ اصلی کام تقویٰ ہی ہے۔ اور پرہیز گاروں کا مرتبہ صرف عبادت کرنے والوں سے نہایت ہی بلند ہے۔

فصل چار اعضا کے علاج میں جو اس میں

سب سے پہلے آنکھ ہے۔ آنکھ کے متعلق اس امر کا جان لینا کافی ہے۔ کہ دین اور دنیا کے کاموں کا دار و مدار دل پر ہے۔ اور فساد اور خطرات قلبی۔ اور اس کا شغل اکثر اوقات اور احوال میں صرف آنکھ ہی کے ذریعے سے ہے۔ اسی واسطے حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ جو کوئی شخص اپنی آنکھ کی نگاہ رکھتا ہے اس کے نزدیک دل کی کوئی قیمت نہیں ہے۔

دوسری زبان ہے۔ زبان کے کام کے متعلق اس بات کو جان لینا کافی ہے۔ کہ تمہارا نفع اور قیمت تکلیف کا ثمرہ اور مجاہدہ۔ طاعت اور عبادت ہے۔ اور عبادت کے واسطے خطرہ اور اس کا ضائع اور فاسد ہونا۔ اکثر احوال میں زبان ہی کے باعث ہے۔ کیونکہ ایک سال کی ریاضت بلکہ دس اور پچاس سال کی ریاضت کو۔ زبان ایک ہی لفظ سے مثلاً غیبت اور بناوٹ اور بڑے بول سے بیکار اور ضائع کر دیتی ہے۔ یہ بات مشہور ہے۔ کہ انسان اگر اپنے اعضا کو روکے تو سب سے اول مستحق روکنے کے واسطے زبان ہی ہے۔

تیسرے شکم ہے۔ اس کے متعلق صرف اس قدر جان لینا کافی ہے۔ کہ تمہارے لئے مقصود عبادت ہے۔ اور کھانا اور پانی تخم ہے۔ کہ جس سے عمل پیدا ہوتا ہے۔ تخم اگر اچھا ہے۔ تو پھل اچھا وے گا۔ ورنہ زمین کو بھی خراب کرے گا۔ کہ جس کی اصلاح بھی نہ ہو سکتی۔

حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ جب روزہ رکھو تو اس بات کو نگاہ میں رکھو کہ کس چیز کے ساتھ اور کس شخص کے پاس افطار کرتے ہو۔ اور کھانا زیادہ نہ کھاؤ۔ کیونکہ شکم پر ہی دل کی حالت کو بدل دیتی ہے۔ کہ پھر اپنی پہلی حالت پر واپس نہیں آتا ہے۔ اور بہت کھانا شب کے قیام سے محروم کر دیتا ہے اور بہت سی نظر بازی قرآن مجید۔ کی تلاوت سے روکتی ہے۔ اور بعض طعام ایسا ہوتا ہے کہ اس کے باعث۔ ایک سال کے روزوں سے انسان محروم ہو جاتا ہے۔

مرو خدا! تم پر لازم ہے۔ کہ اگر پروردگار کی عبادت میں بہت رکھتے ہو۔ تو کھانچ خور

کے بارے میں کامل احتیاط کے ساتھ نگاہ رکھو۔ یعنی روزی حلال کی وجہ سے ہو۔ جب حلال کے ذریعے روزی حاصل ہو۔ تو پھر اس کا ادب جیسے میں نے بیان کیا ہے۔ خیال میں رکھو۔ ورنہ کھانے کو اٹھا کر لئے پھر دو گے۔ اور اپنی عزیز عمر اور وقت کو ضائع کرو گے۔ کیونکہ مجھے یقیناً معلوم ہے۔ بلکہ میں نے اپنی آنکھ سے مشاہدہ کیا ہے۔ کہ جب شکم پُر ہو تو عبادت ہرگز نہیں ہو سکتی ہے۔ اور اگر زبردستی عبادت کر لی جالی تو اس میں حلاوت اور لذت نہیں ہوتی ہے۔ اسی واسطے کہتے ہیں۔ کہ بہت کھا کر حلاوت عبادت کی اُتیر نہ رکھو۔ نفس میں بغیر عبادت کے اور عبادت میں بے لذت کے کیا نور ہوگا؟

حضرت ابراہیم اوہم رحمۃ اللہ علیہ نے اسی مطلب کے متعلق ارشاد فرمایا ہے۔ کہ میں نے کوہ لبنان میں بہت سے مروان خدا کو دیکھا۔ اور سب مجھے کو وصیت کی۔ کہ جب فرزند ان دنیا کی طرف جاؤ۔ تو ان کو چار نصیحتیں کرنا۔
 ایک یہ ہے۔ کہ جو کوئی شخص بہت کھائے گا۔ عبادت کی لذت نہ پائیگا۔
 دوسرے یہ ہے کہ بہت سونے والے کی عمر میں برکت نہ ہوگی۔
 تیسرے یہ ہے۔ کہ لوگوں کی رضامندی چاہنے والا حق کی رضامندی حاصل نہ کرے گا۔

چوتھے یہ ہے۔ کہ بہت بکواس کرنے والا بیہودہ گو۔ اور غیبت کرنے والا۔ دنیا میں سکامانی کے دین پر نہیں ہے۔

حضرت سہل تستر رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ تمام خیرات کا انحصار ان چار خصلتوں میں ہے۔ اور انہی چار خصلت کے باعث ابد الیوں کو ابد الیت کامرتبہ عنایت ہوا۔ حقوڑا کھانا۔ حقوڑا سونا۔ حقوڑا بولنا۔ اور مخلوق کے ساتھ حقوڑا میل ملاپ رکھنا۔

عارفوں میں سے ایک بزرگ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ بھوکے رہنا ہمارا سرمایہ ہے۔ یعنی ہم کو فراغت اور سلامتی۔ عبادت۔ علم اور عمل نافع بھوک ہی کے ذریعے حاصل ہوتے ہیں۔

چوتھا عضو کہ جس کی حفاظت لازم ہے قلب ہے۔ دل کے کام کے متعلق

اس بات کو جان لینا کافی ہے۔ کہ تمام اعضا کا اصل دل ہے۔ اگر یہ فاسد ہوگا تو تمام اعضا فاسد ہوں گے۔ اور اگر یہ اصلاح پر ہوگا۔ تو تمام اعضا اصلاح پر ہوں گے۔ کیونکہ دل بمنزلہ درخت کے ہے۔ اور باقی اعضا بمنزلہ شاخوں کے ہیں۔ اور شاخیں درخت سے پانی حاصل کرتی ہیں۔ اور شاخوں کی صلاحیت اور فساد۔ درخت کی صلاحیت اور فساد پر موقوف ہے۔ اور دل بمنزلہ بادشاہ کے ہے۔ اور باقی اعضا بمنزلہ رعیت کے ہیں۔ اگر بادشاہ صالح ہے۔ تو رعیت بھی صالح ہوگی۔ اور اگر بادشاہ فاسد ہے۔ تو رعیت بھی فاسد ہوگی۔ لہذا آنکھ اور زبان اور شکم کی درستی۔ دل کی درستی کی دلیل ہے۔ اگر ان اعضا میں خلل اور فساد معلوم کرو تو یہ دل کے خلل اور فساد کے باعث ہے۔ بلکہ دل میں ان سے بہت زیادہ فساد ہے۔ لہذا اپنی پوری توجہ دل کی اصلاح میں صرف کرو۔ تاکہ دل کی اصلاح سے تمام اعضا کی دفعۃً اصلاح ہو جاوے۔ اور تمہارے واسطے راحت اور آرام حاصل ہو۔

اس بات کو جان لو کہ دل کا کام نہایت مشکل ہے۔ کیونکہ دل کے کام کا مدار خطرات پر ہے۔ اور خطرات انسان کے بس کی بات نہیں ہے۔ لہذا اچھا نیک ہو سکے خطرات کو روکنا چاہئے۔ اسی باعث سے اصلاح قلب مجاہدہ کرنے والوں پر نہایت ہی مشکل امر ہے۔

سلطان العارفين حضرت بایزید بستانی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ میں نے اپنے دل کا علاج دس سال۔ اور زبان کا دس سال۔ اور نفس کا دس سال کیا۔ اور ان تین میں سے دل کے علاج کو بہت مشکل پایا۔

لہذا تم پر لازم ہے۔ کہ ان چار خصلتوں کے ذریعے سے۔ جن کا کہ اوپر بیان ہوا ہے۔ علاج میں کامل طور پر اہتمام کرو۔ اور تمام کاموں میں جلدی کرو۔ اور حسد اور کبر وغیرہ کا خیال رکھو۔ اور جو کچھ دل کے بیان میں چار خصلتوں کا ذکر ہوا ہے۔ کیونکہ اکثر عالم درازی امید میں مبتلا ہیں۔ اور اس طول اہل کو نیت خیر سمجھتے ہیں۔ اور اس کے باعث نیک کاموں میں سستی کرتے ہیں۔ اور عابد لوگ نیک کام کے حاصل کرنے میں جلدی کرتے ہیں۔ اور اس جلدی کے باعث مقصود سے محروم رہتے ہیں۔ اور یا کسی شخص کے واسطے دعا کرنے میں جلدی کرتے ہیں۔

اور پھر پشیمان ہوتے ہیں *

چنانچہ حضرت نوح علیہ وعلی نبینا الصلوٰۃ والسلام کے متعلق روایت مشہور ہے کہ بددعا کرنے کے بعد اپنے بیٹے کنعان کے واسطے نجات طلب کرتے تھے اور بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ عابد لوگ قرآن مجید پڑھنے پر حسد کرتے ہیں۔ اور لوگوں کو نصیحت کرنا ترک کرتے ہیں۔ اسی واسطے حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں اپنے خون پر عالموں اور عابدوں سے خوف کھاتا ہوں۔ یہ بات آپ کی طرف سے لوگوں کو برسی معلوم ہوئی۔ آپ نے فرمایا کہ یہ میں نے نہیں کہا ہے۔ بلکہ حضرت ابراہیمؑ نے ارشاد فرمایا ہے * اور حضرت عطار رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ مجھ کو حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جن عالموں کو دوست رکھتے ہو۔ ان سے پرہیز کرو۔ اگر تمہارے ساتھ انار کے بارے میں مخالفت کریں۔ تو تم کہو کہ انار شیرین ہے۔ اور وہ کہیں کہ انار ترش ہے۔ تو ان سے امن میں نہ رہنا۔ اسی مخالفت کے باعث۔ بادشاہ ظالم کے پاس تمہارے خون لینے میں سعی و کوشش کریں گے۔ اور حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں عالموں اور عابدوں کی گواہی مخلوق کے متعلق سنوں گا۔ اور ان کے باہمی تعلق میں نہ سنوں گا۔ کیونکہ وہ آپس میں ایک دوسرے پر حاسد ہیں *

اور حضرت فضیل رحمۃ اللہ علیہ اپنے فرزند کو ارشاد فرماتے ہیں کہ میرے واسطے عالموں اور عابدوں سے دُور کوئی مکان خرید کرو۔ کیونکہ ان کی نزدیکی میں کچھ بھی لطف نہیں ہے۔ اگر مجھ میں کوئی لغزش دیکھیں گے تو خوار کریں گے۔ اور اگر کوئی نعمت دیکھیں گے تو حسد کریں گے۔ علاوہ ازیں انسان کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں *

اور اسی طرح تم عابدوں کو دیکھو گے کہ دور کعبت نماز رات کو پڑھ کر لوگوں پر تکبر کرتے ہیں۔ اور تمہیں معلوم ہوگا کہ لوگوں پر احسان کرتے ہیں۔ یا اس طرح کہو کہ ان کو خدا تعالیٰ کی طرف سے بہشت کی بشارت یا آتش دوزخ سے نجات مل گئی ہے۔ یا اس طرح کہو کہ اپنی سعادت اور دوسرے لوگوں کی شقاوت کا یقین رکھتے ہیں۔ باوجود

اس کے درویشوں اور تواضع کرنے والوں کا لباس۔ از قسم صوف وغیرہ پہنتے ہیں اور اس لباس کے ذریعے اپنے آپ کو پار سا ظاہر کرتے ہیں۔

روایت کرتے ہیں کہ حضرت فرقد سنجرى رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت امام حسن بصرى رحمۃ اللہ علیہ کے پاس شریف لائے۔ اول الذکر گلیم پہنے ہوئے تھے۔ فرقد حضرت حسن بصرى کا حلقہ چھونے لگے۔ آپ نے فرمایا۔ کیا دیکھتے ہو؟ میرا لباس! اہل بہشت کا لباس ہے۔ اور تمہارا لباس! اہل دوزخ کا لباس ہے۔ کپڑوں میں زہد اور سینوں میں تکبر ہے قسم بخدا! نرم اور دھاریدار پہننے والوں کی نسبت گلیم پوشوں میں تکبر زیادہ ہے۔

لہذا طالب عبادت! ان چار خصلتوں خصوصاً تکبر سے بچو۔ کیونکہ پہلی تین خصلتیں انسان کو نافرمان کرتی ہیں۔ اور تکبر کا فرکتا ہے۔ ابلیس ملعون کی حکایت اور اس کے فتنے کو مرت بھولو! کیونکہ اس کا تکبر کفر کا باعث ہوا۔ خدا تعالیٰ کی راہ میں پرہیزگار بنو۔ تاکہ وہ تم کو اپنے فضل کے ساتھ تمام آفات سے محفوظ رکھے۔

فصل چار رکاوٹوں کے روکنے میں

دنیا اور مخلوق اور نفس اور شیطان کی۔ رکاوٹیں دور کرنے میں حاصل کلام یہ ہے۔ کہ اپنی عقل خداداد کے ساتھ خوب ہی سوچو کہ دنیا کو بقا نہیں ہے۔ اور اس کا نفع اس کے نقصان سے زیادہ ہے۔ جہانی بیخ اور دل کی مشغولی اس کے تابع ہے۔ اور آخرت میں عذاب و دردناک اور اس کا حساب ہے۔ لہذا فضولیات کے متعلق دنیا میں زہد کرو۔ اور صرف ایسی قدر حاصل کرو۔ کہ جتنی عبادت خدا تعالیٰ کے واسطے ضروری ہے۔ اور بہشت کے حصول کے واسطے لذتوں اور نعمتوں دنیاوی کو ترک کرو۔

اور اس بات کو جان لو! کہ مخلوق بیوقوف ہے۔ لہذا لوگوں کی ملاقات کو اور ان کی صحبت کو سوائے ضروریات کے ترک کرو۔ تاکہ نقصان نہ اٹھاؤ۔

یہ بات بھی جان لو! کہ شیطان نہایت چستی اور چالاک کے ساتھ۔ تمہاری عبادت میں تلامبہ ہے۔ لہذا خدا تعالیٰ قادر قیوم کی طرف رجوع کرو۔ تاکہ وہ اپنے فضل کے ساتھ ملعون کتے سے بچائے۔ اور اس کے حیلوں سے فائل نہ رہو۔ اس کو خدا تعالیٰ

کے ذکر کی مدد سے دفع کرو۔ اور شیطان سے خوف نہ کرو۔ مردانہ عزم کے ساتھ اُس کا
دور کرنا نہایت آسان ہے۔ حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے إِنَّكَ لَبِئْسَ لَكَ سُلْطَانٌ وَعَلَى
الَّذِينَ آمَنُوا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ (یقیناً ایمان والوں پر وہ اُن لوگوں پر کہ جو اپنے
رب پر ہی بھروسہ رکھتے ہیں۔ شیطان کا کچھ زور بھی نہیں چلتا ہے)۔

حضرت ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ نے سچ بیان فرمایا ہے کہ دُنیا کیا ہے؟ اور
شیطان کیا چیز ہے؟ گذشتہ دُنیا تو یہ ہے۔ خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا
اور جو باقی دُنیا ہے وہ صرف تمنا اور آرزو ہے۔ اور شیطان کی یہ حالت ہے قسم بخدا!
اگر تابعدار ہو جائے تو نفع نہ دیگا۔ اور اگر نافرمان رہے تو نقصان نہ کرے گا۔ اور تمہیں
اس نفس کی جہالت بھی معلوم ہے کہ یہ مضر اور مہلک چیز و کن طلب کرتا ہے۔ لہذا
نفس کے کام کو شفقت اور مہربانی کی نگاہ سے دیکھو۔ جیسے کہ عقلمند اور عالم لوگ
سب کاموں کے نتائج کو دیکھتے ہیں۔ اور جاہلوں اور بچوں کی طرح نگاہ نہ کرو۔ کہ اُن
کی نگاہ امور میں سطحی طور پر ہوتی ہے۔ اور انجام کے نقصان معلوم نہیں کرتے ہیں۔ اور تلخ
ہونے کے باعث دو اکو پیتے نہیں ہیں۔ لہذا نفس کو تقویٰ کی رگام دو۔ اور جن چیزوں
کی نفس کو اشد ضرورت نہیں ہے۔ اُن چیزوں سے دور رکھو۔ فضول کلام اور لباس
اور نظر سے بچاؤ۔ اور اس طرح تمام فضولیات سے نفس کو روکو۔ کہ جن کی ضرورت نہیں
ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے بنیادوں کی ضرورتوں کو۔ اُن کے واسطے فراخ کر رکھا ہے
اور جن چیزوں کی دین کے کام میں ضرورت نہیں ہے۔ اُن سے بے پرواہ کر رکھا ہے
لہذا ضرورت سے زیادہ چیزوں کے حاصل کرنے کی کیا ضرورت ہے؟

اور اس بات کو یاد رکھو! کہ جب تم نے دُنیا کو ترک کر دیا۔ اور تمہارا نام زاہد ہوا۔ گویا
کہ تمہیں ہزار نام قابلِ تعریف حاصل ہوئے۔ اور رب طرف سے کفار خدا تعالیٰ کے
ساتھ علاقہ ہو گیا۔ اور خدا تعالیٰ کے ساتھ اُنس والوں میں۔ تم بھی شامل ہو گئے۔
اور جب تم نے شیطان کے ساتھ محار بہ کیا۔ تو مجاہدین راہِ خدا میں سے ہو گئے۔ کہ
خدا تعالیٰ نے اُن کی بابت شیطان کو فرمایا ہے۔ إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ
مِنْ سُلْطَانٍ (یقیناً سیکے بنوں پر تیرا اوڑپیچ نہ چلے گا) اور جب تم نے
تقویٰ کیا تو متقیوں میں سے ہو گئے۔ کہ جن کے واسطے دُنیا اور آخرت میں سعادت ہے

اور مقربین فرشتوں سے بھی آگے بڑھ گئے۔ جب یہ سب کچھ کر لیا۔ تو تم نے یہ یلنبی اور سخت گھائی بھی طے کر لی۔ اور جو رستے میں رکاوٹیں تھیں سب کو پس پشت ڈال دیا۔ اور اس بات کو جان لو کہ یہ گھائی نہایت ہی سخت اور مشکل ہے۔ ڈرنا نہیں۔ اور بدول نہ ہونا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کی عنایت سے سب کچھ آسان ہو جاتا ہے۔ یہ وہ مضمون ہے۔ کہ جس کو میں چار مواعظ کی شرح میں بیان کرنا چاہتا تھا۔ دکا حَوْلَ وَكَاتُوَةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ (اور نہیں ہے پھر گناہ سے اور نہ طاقت نیکی کی مگر ساتھ توفیق اللہ تعالیٰ بنا اور بزرگ کے)۔

چوتھی گھائی پیش آنے والی چیزوں کے بیان میں

طالب عبادت! تم پر لازم ہے کہ جو چیزیں عبادت کو روکنے والی ہیں ان کو دفع کرو۔ اور ہم نے بیان کر دیا ہے۔ کہ عوارضات چار ہیں۔
ایک ان میں سے نفس کا مطالبہ رزق کے واسطے ہے۔ اور اس کے دفعیہ کا طریقہ خدا تعالیٰ پر توکل کرنا ہے۔ اور وجوب توکل کے دو سبب ہیں۔
ایک یہ ہے کہ عبادت کرنے کے واسطے فراغت حاصل ہو۔ کیونکہ اگر توکل نہ کرو گے تو عبادت نہ ہوگی۔ کیونکہ ظاہر ہم طلب اور کسب میں مشغول ہوگا۔ اور باطن یعنی دل ارادے اور تقاضے میں لگا رہے گا۔ اور دل کی فراغت عبادت میں شرط ہے۔ اور یہ متوکلوں کے سوا دوسرے شخص کو حاصل نہیں ہے۔ بلکہ میں کہتا ہوں۔ کہ جو شخص ضعیف دل۔ اور نادار ہے اس کے دل کو قرار نہیں ہوتا ہے۔ ایسا آدمی کوئی بڑا کام دینا یا آخرت کا نہیں کر سکتا ہے۔

میں نے اپنے پیرو مرشد حضرت شیخ علیہ الرحمۃ سے یہ بات بارہا سنی ہے۔ کہ دو آدمی جہان میں اپنے حیت نشا کام کر سکتے ہیں۔ ایک وہ مرد کہ جو توکل والا ہے۔ دوسرا وہ آدمی جو دلیر اور بے باک ہے۔

میں کہتا ہوں! کہ یہ کلام اپنے مطلب میں نہایت جامع ہے۔ کیونکہ دلیر مرد جب کسی کام کو شروع کرتا ہے۔ تو اس پر پوری طاقت خرچ کرتا ہے۔ اور کسی قسم کی رکاوٹ کی طرف توجہ نہیں کرتا ہے۔ بنا برین اپنے کام کو حسب منشا کر کے اپنے مقصود

کو حاصل کر لیتا ہے *

اور متوکل مرد جب کسی کام کو شروع کرتا ہے۔ تو پوری قوت اور وعدہ خدا پر
کامل یقین کر کے اپنا کرتا ہے۔ اور اس کو خدا تعالیٰ کی فے داری پر کامل بھروسہ ہوتا
ہے۔ اور ڈرانے و ڈھکانے والے انسان۔ اور دوسو سو ڈالنے والے شیطان کی طرف
ذرا توجہ بھی نہیں کرتا ہے۔ لہذا یقیناً اپنے مطلوب اور مقصود پر کامیاب ہو جاتا ہے *
اور جو شخص عاجز سست دل اور کمزور ہے۔ وہ ہمیشہ تردد اور حیرانی میں رہتا
ہے۔ جیسے گدھا اپنے چاروں کی جگہ کھڑی پر۔ یا پرندے کی طرح کہ جو ہر وقت اپنے
پنجرے میں بند ہے۔ اس بات کے منتظر ہیں کہ مالک کھانے کو کچھ ان کے آگے ڈالے
ایسے لوگ کسی بڑے کام کا ارادہ کم کرتے ہیں۔ اور بہت ہی کم ہوتا ہے۔ کہ کامیابی
حاصل کریں۔ تم نے فرزند ان دنیا کی طرف نہیں دیکھا ہے؟ کہ انہوں نے مرتبہ بلند پایا۔ مگر
اپنے مال اور سر اور جان پر کھیل گئے ہیں۔ اور بادشاہ بھی ملک گیری کے لئے اپنے مال
اور جان سے ماتھ وھوتے ہیں۔ اور دشمن کے بالمقابل تلوار مارتے ہیں۔ یہ ٹھکان کر کہ یا
ملک مل گیا۔ اور یا دنیا سے چل بسے *

بیان کرتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت علی
مرتضی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ جنگ کے دن ہیں۔ جب دونوں لشکروں کو دیکھا تو فرمایا جو
کوئی شخص بڑا کام کرنا چاہتا ہے۔ اس کو اپنی جان پر کھیل جانا چاہئے؟
اور سوو اگر لوگ مال حاصل کرنے کے واسطے دریا میں سوار ہوتے ہیں۔ اور
خشکی تری کا سفر اختیار کرتے ہیں۔ اور اپنی جان اور مال کو خطرات میں ڈالتے ہیں۔ اور وہ
غریب سوو اگر کہ جس کا دل کمزور اور ارادہ سست ہے۔ اور اپنے دل کے تعلق کو
اپنے نفس اور مال اور اہل سے منقطع نہیں کر سکتا ہے۔ وہ ہمیشہ گھر سے دکان میں اور
دکان سے گھر میں پڑا رہتا ہے۔ اور بادشاہوں اور دوسرے سوو اگر کی طرح کسی
اعلیٰ مرتبہ تک نہیں پہنچ سکتا ہے۔ بلکہ دکان میں اگر روپیہ یا دھیل یا اس کے قریب
قریب کچھ مل جائے تو اس کو بہت بڑی مار سمجھتا ہے۔ یہ حالت دنیا کے طالبوں
کی ہے *

اور جو لوگ آخرت کے طالب ہیں انکے متعلق اس بات کو جان لو! ان کا

سرمایہ خصانت توکل ہے۔ اور اپنے دل کو تمام علاقوں سے توڑ لیتے ہیں۔ کیونکہ توکل کی صورت میں جان لیتے ہیں۔ کہ وہ حق تعالیٰ کی عبادت، قلب کی فراغت کے ساتھ کر سکیں گے۔ اور مخلوق کی طرف توجہ نہیں کرتے ہیں۔ اور روئے زمین پر بڑھ کر سفر کرتے ہیں۔ لہذا یہ لوگ دین کے مرو ہیں۔ اور لوگوں کے درمیان آزادی اور عزت پاتے ہیں۔ اور حقیقت میں روئے زمین کے بادشاہ ہی لوگ ہیں۔ کیونکہ جس جگہ چاہتے ہیں جاتے ہیں۔ اور جو جگہ پسند ہوتی ہے۔ وہاں قیام کرتے ہیں۔ اور جو کام کرب کاموں سے بڑا ہے۔ یعنی علم اور عبادت۔ اُس کو کرتے ہیں۔ ان کے واسطے کوئی مانع اور رکاوٹ نہیں ہے۔ کیونکہ سب جگہ ان کے زہد و پاک برابری ہے۔ اور تمام زمانے ان کے واسطے ایک ہی زمانہ ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ مَنْ سَرَّكَ اَنْ يَكُونَ اَكْرَهَ النَّاسِ فَلْيَتَّقِ اللَّهَ وَمَنْ سَدَّكَ اَنْ يَكُونَ اَقْوَى النَّاسِ فَلْيَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ۔ وَمَنْ سَرَّكَ اَنْ يَكُونَ اَعْلَى النَّاسِ فَلْيَكُنْ بِمَا فِي يَدِ اللَّهِ اَوْ تَقِ مِنْهُ بِمَا فِي يَدِهِ (جو شخص لوگوں سے نادم بننا چاہے تو اللہ ہی سے ڈرے۔ اور جو شخص لوگوں میں سے غنی بننا چاہے۔ تو اپنے ہاتھ کی چیز کی بہ نسبت۔ خدا کے ہاتھ کی چیز پر کامل اعتماد رکھے)۔ اور حضرت سلیمان خواص رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا ہے۔ اگر کوئی شخص خدا تعالیٰ پر صدق کے ساتھ توکل کرے۔ تو بادشاہ اور ان کے سوا سب لوگ اُس کے محتاج ہوں گے۔ اور وہ کسی کا محتاج نہ ہوگا۔ اور ایسا شخص محتاج کیوں ہونے لگا ہے؟ حالانکہ اُس کا مالک خدا تعالیٰ غنی اور حمید ہے۔

اور حضرت ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ میں نے جنگل میں ایک جوان کو دیکھا۔ گویا کہ چاندی کے سانچے میں ڈھلا ہوا ہے۔ میں نے دریافت کیا کہ تم کہا جاؤ گے؟ اُس نے جواب دیا کہ میں مکہ شریف کو جا رہا ہوں۔ میں نے پوچھا کہ بغیر سامان خوراک اور سواری کے؟ اُس نے جواب دیا کہ یقین کے پورے جس ذات نے زمین اور آسمان کو اپنی قدرت کے ساتھ سنبھالا ہوا ہے۔ مجھ کو بغیر سامان خوراک اور سواری۔ ضرور مکہ شریف میں پہنچائے گی۔ حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ

ارشاد فرماتے ہیں: کہ جب میں بھی مکہ شریف پہنچا۔ تو میں نے اس جوان کو دیکھا کہ طوفا کعبہ کر رہا ہے۔ جب اُس نے بھی مجھ کو دیکھا تو فرمایا۔ شیخ! کیا تمہارا یقین اب بھی بطور سابق بوجوہ ہے؟

اور حضرت ابو مطیع رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حاتم اہم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ میں نے سنا ہے کہ آپ تمام جنگلات کو محض توکل پر بغیر سامانِ خوراک اور سواری کے طے کرتے ہو، آپ نے جواب دیا کہ میرا سامان چار چیزیں ہیں۔ میں نے دریافت کیا کہ وہ کیا کیا ہیں؟ آپ نے جواب دیا۔ کہ میں دُنیا اور آخرت کو خدا کی ملکیت جانتا ہوں۔ اور تمام مخلوق کو خدا تعالیٰ کے بندے جانتا ہوں۔ اور سب طرح کی روزی اور اُس کے اسباب کو خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں سمجھتا ہوں۔ اور خدا تعالیٰ کا حکم تمام روئے زمین پر جاری جان رہا ہوں۔

دوسری چیز جو توکل کا باعث ہے یہ ہے۔ کہ اُس کا ترک کرنا نہایت ہی خطرناک ہے۔ میں کہتا ہوں کہ حق تعالیٰ نے پیرا کرنے اور رزق دینے کا ایک ہی جگہ ذکر فرمایا ہے وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ ثُمَّ سَوَّاهُكُمْ ثُمَّ اسْرَقُكُمْ (اور اللہ ہی نے تم کو پیرا کیا اور پھر تم کو رزق دیا ہے) پھر حق تعالیٰ رزق کا وعدہ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِّينِ (یقیناً اللہ ہی رزق دینے والا بڑی قوت والا ہے) اس کے بعد اپنے ضامن ہونے کا ذکر کرتا ہے وَيَا مَن دَابَّتْ فِيْ اَهْلِ مَرْصٍ اَلَا عَلَيَّ اللّٰهُ سَرِقَهَا (کوئی سرکنے والی چیز زمین پر نہیں ہے۔ مگر اللہ نے اُس کا رزق اپنے اوپر لازم کر رکھا ہے) پھر حق تعالیٰ رزق پہنچانے کے واسطے قسم کھاتا ہے۔ فَوَسَّيْتُ السَّمَاءَ وَاهْلَ مَرْصٍ اَللّٰهُ لِحَقِّ مَثَلِ مَا اَنْتُمْ تَسْتَطِقُوْنَ (قسم ہے آسمانوں اور زمین کے پروردگار کی جو کچھ کہ تمہارے ساتھ وعدہ کیا ہے۔ حق ہے) پھر حق تعالیٰ نے توکل کرنے کا امر فرمایا ہے وَتَوَكَّلْ عَلَيَّ الْيَوْمَ الَّذِيْ لَا يَمُوتُ (اور توکل کرو! اُس زندے پر کہ جو کبھی نہیں مرے گا)۔

جو شخص کہ حق تعالیٰ کے قول پر اعتبار نہیں کرتا ہے۔ اور اُس کی ضمانت پر اُس کا دل قرار نہیں پاتا ہے۔ اور اُس کی قسم پر قناعت نہیں کرتا ہے۔ اور اُس کے فرمان کی پرواہ نہیں کرتا ہے۔ تم سوچو! کہ ایسے شخص کا کیا حال ہوگا؟ اور اُس کو کتنی مصیبتوں

کا سامنا کرنا پڑے گا؟ قسم بخدا! اس بڑی غفلت کے برابر اور کوئی سخت ترین آفت نہیں ہے۔

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو ارشاد فرمایا ہے۔ تم کیا کرو گے؟ اگر زندہ رہو گے! تو ایک قوم پیدا ہوگی۔ کہ جو اپنے ضعف ایمان کے باعث رزق کا ذخیرہ ایک سال کے واسطے جمع رکھے گی۔ آپ نے عرض کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم! خدا کی پناہ! کہ میں ایسی قوم کا منہ دیکھوں۔ کہ جو خدا تعالیٰ سے نہیں ڈرتی ہے؟

اور حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں۔ اُس قوم پر خدا کی لعنت ہو! کہ جس کے پروردگار نے اُس کو رزق رسالی کے لئے قسم کھا رکھی ہے اور وہ اُس کی قسم پر بھروسہ نہیں رکھتی ہے۔ حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ وَذِی السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُونَ۔ قَوْمِ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِنَّهُ لِحَقِّ مِثْلِ مَا أَنْتُمْ تَنْطِقُونَ (اور آسمانوں میں تمہارا رزق ہے اور جس کا کہ تم وعدہ دیئے گئے ہو۔ پس تم سے۔ آسمانوں اور زمین کے رب کی! تحقیق وہ حق ہے جس چیز کا کہ تم وعدہ دیئے گئے ہو)۔

جب یہ آیت نازل ہوئی تو فرشتوں نے آپس میں کہا۔ کہ بنی آدم ہلاک ہوئے اور اپنے پروردگار کو غصے میں لائے۔ اور اُس کی قوت پر بھروسہ نہ رکھا۔ یہاں تک کہ حق تعالیٰ نے رزق رسالی کے واسطے قسم کھائی۔

اور حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ اگر تم حق تعالیٰ کی عبادت اس قدر کرو۔ کہ اہل آسمان اور زمین کرتے ہیں۔ تو قبول نہ ہوگی۔ جب تک رزق پہنچانے میں اس پر بھروسہ نہ رکھو! لوگوں نے عرض کی کہ بھروسہ رکھنے کا کیا طریقہ ہے؟ فرمایا کہ رزق کے بارے میں بالکل بے خوف رہو۔

حضرت ہرم بن حبان نے حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کی۔ کہ میں سکونت کہاں اختیار کروں؟ آپ نے فرمایا کہ ملک شام میں آپ نے عرض کی کہ ملک شام میں زندگی بسر کی کیا ضرورت ہے حضرت نے جواب دیا۔ ان دلوں پر افسوس ہے! کہ جو شک سے بھرے ہوئے ہیں۔ ان کو نصیحت کیا نفع دے گی؟

روایت کرتے ہیں کہ ایک کفن چور نے حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ مبارک پر اپنے نعل سے توبہ کی۔ آپ نے اس کے کام کی بابت کچھ حالات دریافت فرمائے۔ اس نے عرض کی۔ کہ میں نے ایک ہزار قبر کھولی صرف دو آدمیوں کا چہرہ قبلہ شریف کی طرف دیکھا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ قبلہ شریف سے ان کے چہرے پھرنے کا یہ باعث ہے۔ کہ وہ لوگ حق تعالیٰ پر رزق کے بارے میں بھروسہ نہ رکھتے تھے۔

سوال اگر یہ دریافت کروا کہ توکل کی حقیقت اور اس کا حکم کیا ہے؟ اور بند کو رزق کے بارے میں توکل کس طرح کرنا واجب ہے؟
جواب یہ بات چار بیانیوں کے سمجھنے سے پوری ہو سکتی ہے۔ بیان لفظ توکل۔ بیان موضع توکل۔ بیان حد توکل۔ بیان علاج توکل۔
پہلے لفظ توکل کا بیان سنو یہ لفظ وکالت سے نکلا ہے۔ لہذا کسی پر توکل کرنے کا یہ مطلب ہے۔ کہ اس کو اپنے کام میں اور اپنی بھلائی میں وکیل اور ضامن جان لو اور بے تکلف اس پر کفایت کرو۔

موضع توکل کو اس طرح جانو کہ توکل نین جگہ پر ہوتا ہے۔ ایک قسمت کی جگہ پر۔ کہ خدا تعالیٰ پر اعتماد کرو جو کچھ مقسوم میں ہے قوت نہ ہوگا۔ اور اس کا حکم بدل نہیں سکتا ہے۔ دوسرے مدد حاصل کرنے کی جگہ پر۔ کہ خدا تعالیٰ کی مدد پر چاہدے میں اعتماد کرو۔ تیسرے رزق اور حاجت کی جگہ پر۔ اس کا بن رہے پر لازم اور فرض ہونا۔ دلائل عقلی اور نقلی سے ثابت ہے۔ اور ہمارا مقصود توکل کے بیان میں اسی توکل کی معرفت ہے لہذا توکل کا موضع رزق اور مضمون ہے۔ یعنی جس رزق کا کہ حق تعالیٰ ضامن ہے۔ اور اس بات کو جان لو کہ رزق چار قسم پر ہے۔ مضمون۔ مقسوم۔ مملوک۔ موعود۔

رزق مضمون وہ ہے کہ جو انسان کی غذا اور صرف قوت بدنی کے واسطے ہے۔ اتنے رزق کا حق تعالیٰ ضامن ہے۔ اور دلائل عقلی اور نقلی سے ثابت ہے۔ کہ اس قدر رزق کا حق تعالیٰ ضامن ہے۔ اور اس پر اس کے بارے میں توکل کرنا واجب ہے۔ کیونکہ حق تعالیٰ نے بندے کو اپنی عبادت اور طاعت کی تکلیف دی ہے۔ اور

عبادت میں مشغول ہونے کے لئے نیک کو بقائے بدن کی ضرورت ہے۔ اور ایک بزرگ نے مشائخ میں سے رحمۃ اللہ علیہم اجمعین سے ایسے مذہب اور اسن اصل پر خوب تقریر کی ہے اور اس کا خلاصہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ پر بندوں کا رزق پہنچانا تین سبب کے باعث واجب ہے۔ ایک سبب یہ ہے کہ وہ مالک ہے۔ اور ہم نیک ہیں۔ نیک پر مالک کی خدمت واجب ہے۔ اور مالک پر نیک کا خرچ واجب ہے۔ دوسرا سبب یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے بندوں کو رزق کا محتاج پیا کیا ہے۔ اور طلب کا کوئی رستہ نہیں بتایا ہے۔ کیونکہ ان کو معلوم نہیں ہے کہ ان کا رزق کیا ہے؟ اور کہاں سے ہے؟ اور کب پہنچے گا؟ تاکہ اسی چیز کو جہاں ہے جس وقت ہے طلب کریں۔ چوب ایسا ہے تو اس پر واجب ہے کہ ان کی محنت کی کفایت کرے۔ اور ان کو روزی پہنچائے۔ تیسرا سبب یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے بندوں کو عبادت اور طاعت کا حکم دیا ہے۔ اور رزق کی طلب عبادت سے روکنے والی ہے۔ لہذا حق تعالیٰ پر واجب ہے کہ بندوں کی محنت کی کفایت کرے۔ تاکہ دل کی فراغت سے خدمت کر سکیں۔

یہ تینوں سبب ایسے شخص کا کلام ہے۔ کہ جو امر اور بوبرت پر اطلاع نہیں رکھتا ہے۔ کیونکہ حق تعالیٰ کے ذمے کسی چیز کا واجب کہنا خطا ہے۔ اور ہم نے ایسے کلمات کی خرابی کو علم بیان میں اچھی طرح سے بیان کر دیا ہے۔ رزق مقسوم وہ ہے کہ جو حق تعالیٰ نے اپنے بندوں کی قسمت میں مقرر فرما دیا ہے۔ جو کچھ وہ گھائیٹے گے۔ اور پٹیں گے اور پھینکے۔ اور ہر ایک چیز کی مقدار اور وقت مخصوص مقرر ہے۔ کہ اس میں کسی طرح کی تقدیم اور تاخیر اور زیادتی اور نقصان نہ ہوگا۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ رزق تقسیم ہو چکا ہے۔ اور اس سے فراغت ہے۔ پرہیزگاری پر ہیزگاری سے زیادتی نہیں ہوتی ہے۔ اور نافرمان کی نافرمانی سے رزق میں نقصان نہیں ہوتا ہے۔

رزق ملوک وہ ہے۔ کہ جو دنیا کے مال ہر ایک شخص کی ملکیت میں ہیں۔ جیسے کہ خدا تعالیٰ نے ہر ایک کی تقدیر اور قسمت میں کر دیئے ہیں۔

رزق موعود وہ ہے۔ کہ جس کا حق تعالیٰ نے پرہیزگاروں کے ساتھ بشرط تقویٰ۔ وجہ جلال سے بے زحمت عنایت کرنے کا وعدہ فرمایا ہے۔ چنانچہ حق تعالیٰ ارشاد فرمایا ہے وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ (جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے تو اللہ بھی اس کے واسطے سبیل نکال دیتا ہے۔ اور اس کو ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے۔ کہ جس کا اس کو گمان بھی نہیں ہے) یہ بیان کردہ شدہ چار اقسام رزق کے ہیں۔ اور جو قسم رزق کی رزق مضمون ہے۔ اس میں توکل کرنا واجب ہے۔

اب سنو! کہ حد توکل کی یہ ہے۔ کہ بعض اہل علم نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ تعزیر توکل کی یہ ہے۔ کہ دل حق تعالیٰ پر ہی اعتماد کرے۔ اور غیر خدا تعالیٰ سے نا اُمید ہو کر قطع تعلق کرے۔

اور بعض اہل علم ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ توکل علاقے کے ترک کرنے کا نام ہے اور خدا تعالیٰ کی عطا کردہ چیز ہی کے ساتھ جسم کا بقا ہو۔ اور سیکرے رزق دیکھنے توں توکل ایک ہی اصل کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ خدا تعالیٰ پر دل کو کمال بھروسہ ہو جائے۔

اس بات کو جان لو! کہ جس چیز کے ساتھ بدن کا بقا ہے۔ وہ خدا ہی کی طرف سے ہے۔ کسی دوسرے کی طرف سے نہیں ہے۔ نہ اس کا باعث دنیا ہے۔ اور نہ اسباب دنیاوی ہیں۔ اور خدا تعالیٰ قادر ہے۔ جسم کا بقا خواہ اسباب سے کرے۔ خواہ بغیر اسباب کے کرے۔ جب یہ بات دل میں قائم کر لو۔ اور اس پر ثابت ہو جاؤ۔ اور اپنے دل کو لوگوں سے اور تمام اسباب سے بالکل اٹھا لو۔ تو تمہارے واسطے توکل جو حق توکل ہے حاصل ہو جائے گا۔

اور جو چیزیں کہ انسان کو متوکل بناتی ہیں! یہ ہیں۔ کہ رزق پر خدا تعالیٰ کی ضمانت کو یاد کرو۔ اور تقویٰ ترین دوسرا علاج یہ ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کا جلال اور اس کے علم اور قدرت کا کمال۔ اور وہ وعدہ خلافی اور بھولنے اور عاجزی اور نقصان سے پاک ہے۔ جب بندہ ان باتوں کو ہر وقت یاد رکھے۔ تو یہ چیزیں بندے کو۔ رزق کے بارے میں۔ حق تعالیٰ پر بھروسہ رکھنے کے لئے باعث خدا ہوں گی۔

سوال اگر یہ دریافت کروا کہ بتسک کے واسطے کسی حالت میں رزق کا طلب کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب اس بات کو جان لو کہ رزق مضمون جو غذا ہے۔ اس کے ساتھ جسم کا بقا ہے۔ اس کے سوا چارہ نہیں ہے۔ اور ممکن نہیں ہے۔ کہ ہم اس کو طلب کریں کیونکہ وہ بندے پر موت اور زندگی کی طرح خدا تعالیٰ کا فعل ہے۔ کہ بندہ اس کے حاصل کرنے پر اور اس کے دور کرنے پر قادر نہیں ہے۔ اور جو رزق مقسوم ہے۔ اس کے طلب کرنے کی نیک کو حاجت نہیں ہے۔ کیونکہ ضروری رزق مضمون ہے۔ اور اس کی بابت خود حق تعالیٰ ضامن ہے۔

سوال اگر یہ دریافت کروا کہ رزق مضمون بہا کے ساتھ ہے۔ ہم ان اسباب کو طلب کریں یا نہ کریں؟

جواب اس بات کو جان لو کہ اسباب کا طلب کرنا تم پر لازم نہیں ہے کیونکہ حق تعالیٰ اگر چاہے تو اسباب سے۔ اور اگر چاہے تو بلا اسباب کے پہنچائے گا۔ لہذا اسباب کا طلب کرنا لازم نہیں ہے۔ اور یہ بھی بات ہے۔ کہ خدا تعالیٰ بغیر شرط طلب اور کسب کے خود ضامن مطلق ہے۔ اور یہ کس طرح جائز ہو سکتا ہے؟ کہ بندے کو ایسی چیز کے طلب کرنے کا حکم ہو کہ جس کی جگہ نہیں ہے؟ کیونکہ اس کو معلوم نہیں ہے۔ کہ کوئی چیز اس کے رزق کا سبب ہے۔ اور کوئی چیز اس کی غذا ہوئے گی۔

سوال اگر یہ دریافت کروا کہ رزق طلب سے اور ترک طلب سے زیادہ اور کم ہوتا ہے۔ یا نہیں؟

جواب اس بات کو جان لو کہ رزق طلب کرنے سے۔ اور طلب کو ترک کرنے سے کم و بیش نہیں ہوتا ہے۔ کیونکہ رزق کو لوح محفوظ میں اندازے اور وقت کے ساتھ لکھا ہوا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا حکم بدلتا نہیں ہے۔ اور قسمت میں تبدیلی نہیں ہوتی ہے۔ اسی واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے جب ایک درویش کو روٹی کا ٹکڑا عنایت کیا تو ارشاد فرمایا۔ **هَذَا كَوْكَبٌ فَاتَّصَاكَ بِمَلَكٍ**۔ یہ لو! اگر تم نہ آتے۔ تو یہ تمہارے پاس ضرور آتا!

سوال اگر یہ دریافت کروا کہ ثواب اور عذاب لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے؟

باوجود اس کے ہم پر طلب کرنا لازم ہے یا کیا طلب کرنے اور نہ طلب کرنے سے کچھ
کمی بیشی ہوتی ہے یا نہیں؟

جواب اس بات کو جان لو کہ ثواب کا طلب کرنا واجب ہے۔ کیونکہ حق تعالیٰ
نے ثواب کا طلب کرنا ہم پر واجب کیا ہے۔ اور اس کی طلب کے ترک پر عذاب کا وعدہ
کیا ہے۔ اور بغیر عمل ضائع کرنے کے۔ حق تعالیٰ نے ثواب دینے پر ضامن نہیں ہے۔ رزق
کے درمیان اور ثواب اور عذاب کے درمیان ایک نکتے سے فرق ظاہر ہو جاتا ہے۔ اور
وہ یہ ہے۔ کہ اہل علم نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ لوح محفوظ میں جو کچھ لکھا ہے۔ دو قسم پر
ہے۔ ایک مطلق بغیر کسی شرط کے ہے۔ اور بندہ کے فعل کے ساتھ معلق نہیں ہے۔ اور
یہ رزق اور موت ہے۔ تمہیں معلوم نہیں ہے؟ کہ حق تعالیٰ نے قرآن مجید میں۔ مطلق طور
پر ان دونوں چیزوں کو کس صورت میں ارشاد فرمایا ہے وَكَامِنٌ ذَا اَبْتَةٍ فِي الْاَسْرٰضِ
رَاٰ عَلٰی اللّٰهِ رِزْقَهَا (اور نہیں ہے کوئی چیز زمین پر چلنے والی۔ مگر اللہ کے ذمے اس کا
رزق ہے) اور دوسری جگہ ارشاد فرمایا ہے۔ اِذَا جَاءَ اَجَلُكُمْ لَا يَسْتَاخِرُونَ
سَاعَةً وَّ لَا يَسْتَقْدِرُونَ (جب ان کی موت آتی ہے تو نہ پیچھے ہٹتے ہیں اور
نہ آگے بڑھتے ہیں) اور صاحب شریعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے
ارشاد فرمایا ہے۔ کہ چار چیزوں سے فراغت حاصل ہو چکی ہے۔ ایک ظاہری صورت کہ
جس کا نام خلق ہے۔ دوسرے باطنی خصلت کہ جس کا نام خلق ہے۔ تیسرے رزق۔
چوتھے موت *۔

دوسری قسم تقدیر معلق ہے۔ کہ جو بندے کے فعل پر موقوف ہے۔ اس کا نام
ثواب اور عذاب ہے۔ تمہیں معلوم نہیں ہے؟ کہ حق تعالیٰ نے اس کو کس شکل میں بندے
کے فعل کے ساتھ معلق کر کے ارشاد فرمایا ہے وَكَوٰ اَنَّ اَهْلَ الْكِتٰبِ اٰمَنُوْا وَاَقْبُوْا
لِكُمْ نَاعَتْهُمْ سَيِّئًا نِّهْمًا وَاذْخَلْنٰهُمْ رَحْمَتِ التَّعٰبِيْرِ (اور
اگر اہل کتاب ایمان لاتے اور پرہیزگار بنتے۔ تو ہم ان کے گناہ بخش دیتے۔ اور ان کو نعمتوں
کے بہشتوں میں داخل کرتے) *۔

سوال اگر یہ دریافت کرو کہ ہم طلب کرنے والوں کو۔ تو نگر اور مالدار دیکھتے

ہیں۔ اور ترک طلب کرنے والوں کو فقیر اور عاجز دیکھتے ہیں؟

جواب اس بات کو جان لو! کہ تم کہتے ہو۔ کہ طالب کو فقیر اور محروم نہیں دیکھتے ہو۔ اور تارک کو رزق دیا گیا۔ اور غنی نہیں دیکھتے ہو۔ تمہارے اس خیال کو غلط ثابت کرنے کے لئے بہت سی نظیریں موجود ہیں۔

سوال اگر یہ دریافت کرو۔ کہ ہم غنی ہو کر جنگل اور بیابان میں بغیر سامان کے چلے جائیں؟ اور وہیں سکونت اختیار کر لیں یا نہیں؟

جواب اس بات کو جان لو! کہ اگر تم میں طاقت ہے۔ اور خدا تعالیٰ پر پورا اعتماد رکھتے ہو۔ تو چلے جاؤ۔ ورنہ عام لوگوں بیچاروں کی طرح تعلقات میں مشغول رہو۔ اور میں نے حضرت امام ابوالمعانی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہے۔ کہ جو کوئی شخص خدا تعالیٰ کے ساتھ لوگوں کی عادت کے موافق معاملہ کرتا ہے۔ تو حق تعالیٰ بھی معاملات کے پورا کرنے میں ایسے شخص کے ساتھ لوگوں جیسا معاملہ کرتا ہے۔ اور یہ بات نہایت ہی عمدہ اور مفید ہے۔ اور غور کرنے والے کے واسطے اس کے ماتحت بہت سے فائدے ہیں۔

سوال اگر یہ دریافت کرو! کہ حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ وَتَزَوَّدُوا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوَىٰ (اور توشہ حاصل کرو۔ کیونکہ بہترین توشوں کا پرہیزگاری ہے)۔

جواب اس بات کو جان لو! کہ آیت کا بیان دو طرح پر ہے۔ ایک یہ ہے کہ توشے سے مراد آخرت ہے۔ کیونکہ ارشاد فرمایا ہے إِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوَىٰ (کہ بہترین توشوں کا پرہیزگاری ہے) اور اس طرح ارشاد نہیں فرمایا ہے إِنَّ خَيْرَ الزَّادِ حُطَامُ الدُّنْيَا وَآسَابُهَا (کہ بہترین توشوں کا دنیا کا مال اور اس کا اسباب ہے)۔

دوسرا مطلب یہ ہے کہ بعض لوگ سفر میں اپنے ساتھ توشہ نہیں لے جاتے تھے۔ اور دوسرے لوگوں سے مانگتے تھے۔ اور ان کو تکلیف دیتے تھے۔ ان کو تنبیہ کرنے کے واسطے سامان سفر لیجانے کا حکم دیا ہے۔ کہ لوگوں سے سوال کرنے اور ان پر بھروسہ کرنے سے بہتر ہے۔ کہ اپنے مال میں سے سامان سفر لیکر جائیں۔

سوال اگر یہ دریافت کرو! کہ متوکل مرد کے واسطے اپنے سفروں میں توشہ لیجانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب اس بات کو جان لو! کہ بہت سے سفروں میں متوکل مرد سامان سفر لیجاتا ہے۔ مگر اس کا دل اس کے ساتھ پھنسا ہوا نہیں ہوتا ہے۔ بلکہ اس کے دل کا اعتماد اور

تعلق صرف خدا تعالیٰ پر ہی ہوتا ہے۔ اور اس کی نیت عموماً مسلمان کیسی ہوتی ہے۔ اور سامان لینے اور اس کی ترک پر کچھ بھی موقوف نہیں ہے۔ بلکہ وارو مدار دل کی وابستگی پر ہے۔ ایسا ہونا چاہیے کہ دل کا تعلق صرف خدا تعالیٰ کے وعدے اور اس کی ضمانت پر ہی ہو۔ کیونکہ ایسے بہت سے لوگ ہیں کہ انہوں نے سفر کے واسطے سامان لیا۔ اور ان کا دل خدا کے ساتھ ہے۔ سامان کے ساتھ نہیں ہے۔ اور ایسے بھی لوگ ہیں۔ کہ انہوں نے سامان لیا۔ اور ان کا دل سامان کے ساتھ ہے۔ حق تعالیٰ کے ساتھ نہیں ہے۔

سوال اگر یہ دریافت کرو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اور آپ کے اصحاب اکرام اور تمام سلف صالحین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین توشے کو حاصل کرتے رہے ہیں؟

جواب میں کہتا ہوں! کہ توشے کا حاصل کرنا مباح ہے۔ حرام نہیں ہے۔ بلکہ دل کا توشہ کے ساتھ چسپان ہو جانا۔ اور خدا تعالیٰ پر توکل کو ترک کرنا حرام ہے۔ دو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے متعلق تمہارا کیا گمان ہے؟ کہ آپ کا قلب مبارک کھانے اور پینے اور روپے اور اشرفی کے ساتھ تعلق رکھتا تھا؟ ہرگز نہیں! ہرگز نہیں! کہ ایسا ہو۔ بلکہ آپ کا دل خدا تعالیٰ کے ساتھ تھا۔ اور آپ کو ذات حق ہی پر کامل توکل تھا۔ کیونکہ تمام دنیا آپ کے سامنے پیش کی گئی۔ اور روئے زمین کے خزانوں کی چابیاں لائی گئیں۔ آپ نے قبول نہ فرمایا۔ اور توشے کو نیت خیر کے ساتھ لیتے تھے۔ اور دل کا میلان توشے کی طرف نہ ہوتا تھا۔ اور اعمال میں بہت کامی اعتبار ہے۔

سوال اگر یہ دریافت کرو کہ بہتر کیا ہے؟ سفر میں سامان لے جانا یا ترک سامان کرنا؟

جواب اس بات کو جان لو! کہ حالت کے اختلاف سے یہ حکم مختلف ہے۔ اگر کوئی شخص پیشوا ہے۔ اور توشے کے لینے کو مباح بیان کرنا چاہتا ہے۔ یا اپنی ہی اس کے متعلق نیت خیر رکھتا ہے۔ تو ایسی آدمی کے واسطے توشہ لینا ہی بہتر ہے۔ اور اگر کوئی شخص تنہا ہے۔ اور اس کا دل خدا تعالیٰ کے ساتھ قوی ہے۔ اور توشہ اس کو

خدا تعالیٰ کی عبادت سے روکتا ہے۔ تو ایسے آدمی کو تو شے کا ترک کرنا ہی افضل ہے
اس کو اچھی طرح سمجھ لو! اور اللہ ہی توفیق عنایت فرمائے والا ہے۔

اب دوسرے عارضے کا حال سنو! جس کا نام کاموں کے انجام کا خطرہ ہے
اور اس کا دفعیہ رب کچھ خدا کے سپرد کر دینے سے ہوتا ہے۔ لہذا تم رب کام حق تعالیٰ
کے سپرد کرو۔ اس کا باعث دو چیزیں ہیں۔

ایک یہ ہے کہ دل کو فوراً سکون اور اطمینان حاصل ہوتا ہے۔ کیونکہ صلاحیت
اور خرابی کے متعلق نتیجہ معلوم نہیں ہے۔ لہذا دل پریشان رہے گا۔ اور جب خدا کے
سپرد کر دو گے۔ اور حق تعالیٰ صرف صلاح اور خیر کا ہی امر کرتا ہے۔ تو خطرے سے
امن ہو گا۔ اور دل کو اسی وقت تسکین حاصل ہوگی۔ اور دل کے واسطے سکون اور امن
اور راحت بہت بڑی نعمت ہے۔

اور یہ حضرت پیر و مرثیہ مجلسوں میں یہ بات بہت ارشاد فرمایا کرتے تھے
دَعِ التَّائِبِينَ إِلَىٰ مَنْ خَلَقَكَ وَ لَيْسَ تَرْحُمُ ۗ (تدبیر اپنے خالق کی سپرد کرو اور
آرام پاؤ)۔

دوسرے یہ ہے کہ صلاح اور خیر زمانہ آئندہ پر موقوف ہے۔ کیونکہ کاموں
کے نتیجے معلوم نہیں ہیں۔ بہت سی بُرائی ہوتی ہے۔ کہ بظاہر بھلائی معلوم ہوتی ہے
اور بہت سے نقصان نفع کی صورت میں ہوتے ہیں۔ اور بہت سے زہر شہد کی
صورت میں ہوتے ہیں۔ اور تمہیں کاموں کے اسرار اور نتائج معلوم نہیں ہیں۔
اگر تم کسی کام کی بابت یقین کر لو۔ کہ وہ تمہارے نزدیک نیک ہے تو نزدیک
ہے کہ تم جانو بھی نہیں۔ اور تباہی میں مبتلا ہو جاؤ۔

حکایت

بیان کرتے ہیں کہ ایک حق تعالیٰ کا عابد تھا۔ اس نے دعا مانگی کہ ابلیس نظر
آوے جو اب ملا کہ خدا تعالیٰ سے نیک عاقبت مانگو۔ وہ نہ مانا اور وہی درخوارت
پتھر کی بناؤ خدا تعالیٰ نے شیطان کو اس پر ظاہر کر دیا۔ عابد نے شیطان کو مارنے
کا ارادہ کیا۔ شیطان نے جواب دیا۔ کہ اگر تمہاری عمر ایک تو سال کی نہ ہوتی۔ تو

میں تمہیں مار ڈالتا۔ عاید اس بات سے عذوب میں آگیا۔ اور اپنے آپ سے کہنے لگا۔
 کہ ابھی میری عمر بچی ہے۔ جو کچھ چاہوں کروں۔ اور پھر توبہ کر لوں گا۔ توبہ کا رسی کرنے لگا
 اور عبادت ترک کر دی۔ اور ہمیشہ کے واسطے تباہ اور برباد ہو گیا۔
 لہذا یہ حکایت انسان کو بیدار کرنے والی ہے۔ کہ حکم الہی کو ترک نہ کرے
 اور اپنا مطلوب حاصل کرنے میں تہیج نہ کرے۔ اور اگر یہ کام خدا تعالیٰ کے سپرد
 کر دو۔ اور اس سے طلب کرو کہ جو کچھ میری خیر اور صلاح ہے۔ وہی کر۔ تو پھر تم انشاء
 خیر اور صلاح ہی دیکھو گے۔

سوال اگر یہ دریافت کرو۔ کہ سپرد خدا کرنا کیا ہے؟ اور اس کا حکم کیا ہے؟
 جواب اس بات کو جان لو! کہ اس جگہ دو فرق ہیں۔ کہ ان کے ساتھ مطلب
 واضح ہوتا ہے۔ ایک سپرد کرنے کا موقع۔ اور دوسرے سپرد کرنے کے معنی اور اس کی
 تعریف اور اس کی ضد۔

موقع سپرد کرنے کا یہ ہے۔ کہ اس بات کو جان لو! کہ مراد میں تین قسم پر ہیں۔
 ایک مراد یہ ہے کہ اس کے عمل میں شرارت اور فساد یقینی ہے۔ جیسے
 ہتھیار جہنم اور عذاب الہی۔ اور کفر اور بدعت اور نافرمانی خدا۔ ایسی مراد کا تو کبھی بھی
 قصد نہ کرنا چاہئے۔

دوسری مراد یہ ہے کہ اس میں نیکی یقینی ہے جیسے بہشت اور ایمان۔ اور فرض
 سنت۔ ایسی مراد کا یقینی اور قطعی طور پر طلب کرنا روا ہے۔ اور یہ سپرد خدا کرنے کا محل
 نہیں ہے۔ کیونکہ اس کی طلب میں کسی طرح کا خطرہ نہیں ہے۔ یقیناً خیر اور صلاح ہے۔
 تیسری مراد یہ ہے کہ اس کی بابت قطعی طور پر خیر اور صلاح معلوم نہیں ہے۔
 اور یہ نوافل اور مباح جیسی چیزیں ہیں۔ یہ سپرد خدا کرنے کا محل ہے۔ اور یقینی اور
 قطعی طور پر اس کا طلب کرنا جائز نہیں ہے۔ بلکہ خیر اور صلاح کی شرط کا انشاء اللہ تعالیٰ
 کہنا چاہئے۔ جب اپنے ارادے کو انشاء اللہ تعالیٰ کی قیادت لگاؤ گے۔ تو یہی سپرد خدا
 کرنا ہے۔ پس اگر انشاء اللہ نہ کہو۔ اور قطعی اور یقینی طور پر چاہو۔ تو یہ ناجائز منع اور طمع
 کے قبیلے سے ہے۔ لہذا سپرد خدا کرنا اس مراد پر ہے۔ کہ جس میں خطرہ ہو۔ اور وہ یہ
 ہے۔ کہ اس میں اپنی بھلائی کا یقین نہ ہو۔

اور سپردِ خدا کرنے کا مطلب میرے سپردِ مرشد شیخ زحمتہ اللہ علیہ نے یہ ارشاد فرمایا ہے۔ کہ جس چیز میں خطرہ ہے اس کے اختیار کو ترک کرنے کا نام سپردِ خدا ہے۔ یعنی مختار ہے۔ اور مدبّر ہے۔ اور مصلحت مخلوق سے خوب واقف ہے۔ اور میں بیان کرتا ہوں۔ کہ جس چیز میں خطرے سے امن نہ ہو۔ اس کی صلاحیت حق تعالیٰ سے طلب کرنے کا نام سپردِ خدا کرنا ہے۔ اور اس کی ضد طمع ہے۔ اور طمع دو قسم پر ہے۔ ایک طمع کے معنی اُمید ہے۔ وہ ایسی چیز کی طلب ہے۔ کہ جس میں خطرہ نہیں ہے۔ اور یہ یا خطرناک چیز کو انشاء اللہ کہہ کر طلب کیا جائے اور یہ طمع محمود ہے۔ جیسے کہ حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے قرآن مجید میں منقول ہے وَالَّذِي اَطْمَعُ اَنْ يَغْفِرَ لِي خَطِيئَتِي يَوْمَ الدِّينِ (حق تعالیٰ کی وہ ذات پاک ہے کہ جس سے میں طمع کرتا ہوں۔ کہ وہ میری خطائیں قیامت کے روز بخش دے)۔

دوسری طمع بد ہے۔ جیسے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ طمع سے پرہیز کرو۔ کیونکہ وہ موجودہ تنگی ہے۔ اور سپردِ مرشد حضرت شیخ زحمتہ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ دو چیزیں

بڑی ہیں *

ایک دل میں ایسی چیز کو جگہ دینا کہ جس کے نافع ہونے میں شک ہے دوسرے کسی خطرناک چیز کو یقینی اور قطعی طور پر طلب کرنا۔ یہ دوسری چیز سپردِ خدا کی ضد ہے۔ سپردِ خدا کو ترک نہ کرنے کا یہ علاج ہے۔ کہ کاموں میں نتائج کے خطرات کو یاد کرو۔ اور ہلاکت اور فساد کے امکان کو یاد کرو۔ اور اس کے فاسد ہو جانے کا تصور کرو۔ اور سب سے بڑا علاج یہ ہے۔ کہ اپنی عاجزی کو خطرات میں نہ پڑنے کے واسطے مد نظر رکھو۔ اگر تم ان دو باتوں کو ہر وقت یاد رکھو گے۔ تو ان کے باعث ہمیشہ سب کام حق تعالیٰ کے سپرد کیا کرو گے۔ اور کسی کام کو بشرط صلاح و خیر و انشاء اللہ تعالیٰ کہے بغیر طلب نہ کرو گے۔

سوال اگر یہ دریافت کرو کہ وہ کونسا خطرہ ہے۔ کہ جس کے باعث کام کو خدا

کے سپرد کرنا واجب ہے؟

جواب اس بات کو جان لو! کہ خطرہ دو قسم پر ہے۔ ایک خطرہ شک ہے۔ کہ کام ہو گا یا نہیں۔ اور اس تک پہنچو گے یا نہیں۔ ایسے کام کے واسطے اللہ تعالیٰ کہنا ضروری ہے۔ دوسرا فساد کا خطرہ ہے۔ کیونکہ یقینی طور پر معلوم نہیں ہے۔ کہ اس میں صلاحیت ہے۔ یا فساد ہے۔ اور اس میں سپردِ خدا کرنے کی ضرورت ہے۔

اور اس بات کو جان لو! کہ اماموں کی عبادتیں خطرے کے بیان میں مختلف ہیں بعض کا بیان ہے۔ کہ اندیشہ اس فعل میں ہوتا ہے۔ کہ جس کے بغیر نجات ممکن ہے۔ اور اس میں گناہ ہوتا ہے۔ لہذا ایمان اور سنت اور استقامت میں خطرہ نہیں ہے۔ کیونکہ ان کے بغیر نجات ممکن نہیں ہے۔ اور استقامت کے ساتھ گناہ جمع نہیں ہوتا ہے۔ لہذا ایمان اور استقامت کو قطع اور یقینی طور پر طلب کرنا چاہئے۔

اور یہ کہ پیر مرشد حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ فعل میں خطرہ یہ ہے۔ کہ خطرے کا امکان ایسی چیز میں ہو۔ کہ اس میں آئندہ کے لئے مشغول ہونا اور اس فعل کا کرنا بہترین ہوتا ہے۔ ایسا خطرہ مباح چیزوں اور سنتوں اور فرضوں میں ہوتا ہے۔ مثلاً ایک شخص پر نماز کا وقت تنگ ہو رہا ہے۔ اور اس کو ادا کرنا چاہتا ہے۔ اور کسی شخص کو دیکھا کہ وہ آگ میں گر رہا ہے یا پانی میں ڈوب رہا ہے۔ اور اس کو بچانا ممکن ہے لہذا اس کو بچانا نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔

بنا برین بہت سے مباحات اور نوافل اور فرائض ایسے ہیں کہ ان کا قطع اور یقینی طور پر طلب کرنا روا نہیں ہے۔

سوال اگر یہ دریافت کرو! کہ کیا یہ جائز ہے؟ کہ خدا تعالیٰ بندوں پر کوئی چیز فرض کرے۔ اور اس کی ترک پر عذاب کرے۔ اور اس کے کرنے میں بندے کے واسطے صلاحیت نہ ہو؟

جواب اس بات کو جان لو! کہ میرے پیر مرشد حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ حق تعالیٰ بندے کو کسی چیز کا حکم نہیں دیتا ہے۔ تا وقتیکہ اس میں بندے کے واسطے صلاحیت نہ ہو۔ جبکہ سب طرح کے عوارضات اور رکاوٹیں دور ہوں اور کسی فعل کے کرنے پر مجبور نہیں کرتا ہے۔ تا وقتیکہ بندہ اس فعل سے روگردانی نہ کر سکے لہذا اس میں بندے کے واسطے بہتری ہوتی ہے۔ اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ گاہے خدا تعالیٰ

کوئی سبب پیدا کر دیتا ہے۔ کہ اس کے باعث دو چیزوں میں سے ایک کی طرف توجہ کرنا بہتر ہوتا ہے۔ اور دوسری کو ترک کرنا پڑتا ہے۔ ایک چیز سے معذور ہونے سے دوسری چیز میں اجر ملتا ہے۔ فرض کی ترک کے باعث نہیں۔ بلکہ فرض سے بہتر چیز کے کرنے کے باعث ثواب ہے۔

میں نے حضرت امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ سے اس مسئلہ کی بابت سنا ہے کہ اپنے ارشاد فرمایا۔ جو چیزیں کہ حق تعالیٰ نے بندوں پر فرض کی ہیں۔ جیسے نماز روزہ وغیرہ ان میں بندے کے واسطے ضرور صلاحیت ہے۔ اور ان کی طلب یقینی طور پر کرنی صحیح ہے۔ اور میرا بھی اس مسئلہ میں ان کے ساتھ اتفاق رائے ہے۔ باقی رہے مباح اور نفل ان کو خوب سمجھ لو۔ کیونکہ وقت علم میں سے ہیں۔

سوال اگر یہ دریافت کرو کہ جو کوئی شخص کاموں کو خدا کے سپرد کرتا ہے۔ وہ ہلاکت اور فساد سے امن میں ہے یا نہیں؟ اور دنیاوی مقام، مقام محنت ہے؟
جواب اس بات کو جان لو کہ خدا کے سپرد انہی امور کو کرے کہ جن میں خدا کی طرف سے صلاحیت ہو۔ اور بعض کہتے ہیں کہ جس میں صلاحیت نہ ہو۔ اس کو سپرد خدا نہ کرنا چاہئے۔ یعنی نیک امور کو حق تعالیٰ کے سپرد کرو۔

سوال اگر یہ دریافت کرو کہ دو چیزوں میں سے افضل کو کرنا۔ خدا کے فضل سے واجب ہے؟

جواب اس بات کو جان لو کہ حق تعالیٰ کی شان میں ایسے کلمات استعمال کرنا کہ جن سے اس پر کسی بات کی ذمہ داری ٹھہرائی جائے ناجائز ہیں۔ کیونکہ بندوں کی طرف سے خدا پر کوئی چیز واجب نہیں ہے۔ اور بندے کو ایسے کام کرنے جائز ہیں۔ کہ جن میں خوبی ہے۔ خواہ افضلیت نہ ہی ہو۔ تمہیں معلوم نہیں ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اور آپ کے اصحاب کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ ایک سفر میں رات بھر طلوع آفتاب تک سوتے رہتے۔ یہاں تک کہ فجر کی نماز ان سے فوت ہو گئی تھی۔ حالانکہ نماز۔ خواب سے افضل ہے۔ اور ایسا بھی ہے۔ کہ حق تعالیٰ بندے کو دنیا میں نعمت اور مال عنایت فرماتا ہے۔ باوجودیکہ اس کے واسطے درویشی افضل ہے۔ اور حق تعالیٰ عورت اور فرزند عنایت فرماتا ہے۔ حالانکہ عبادت الہی کے واسطے

محرور بنا فصل ہے۔ کیونکہ حق تعالیٰ اپنے بندوں کے متعلق مصلح کو خوب جاننے والا ہے۔ اس کی مثال اس طرح ہے۔ کہ طبیب حافظ اور ناصح مریض کو ماء الشعیر (جو کا پانی) پلاتا ہے اگرچہ شربت کا پلانا افضل ہوتا ہے۔ کیونکہ جانتا ہے۔ کہ مریض کی اصلاح ماء الشعیر میں ہے۔ کیونکہ بندے کا مقصود ہلاکت سے نجات ہے۔ اور افضل اور بزرگی باوجود فساد اور ہلاکت کے مقصود نہیں ہے۔

سوال اگر یہ دریافت کروا کہ سپرد کرنے والے کو کسی چیز کا اختیار کرنا

جائز ہے یا نہیں؟

جواب اس بات کو جان لو کہ ہمارے علماء رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک صحیح یہ ہے کہ سپرد کرنے والا مختار ہے۔ اور یہ اختیار سپرد کرنے کی حالت کو مضر نہیں ہے۔ کیونکہ دونوں چیزوں میں خیر نہیں ہے ایک اعلیٰ ہے اور ایک ادنیٰ ہے اور بندہ حق تعالیٰ سے اعلیٰ کو طلب کرتا ہے۔ جیسے کہ مریض طبیب کی خدمت میں عرض کرتا ہے۔ کہ میرا علاج بجائے ماء الشعیر کے شربت کے ساتھ کرو۔ چونکہ میرے واسطے دونوں چیزیں اچھی ہیں۔ مگر میں اپنے واسطے اچھی اور افضل چیز طلب کرتا ہوں اسی طرح بندے کے واسطے جائز ہے۔ کہ حق تعالیٰ سے ایسی چیز طلب کرے کہ جس میں صلاحیت اور فضیلت ہو۔ تاکہ اس کے واسطے خوبی اور فضیلت دونوں حاصل ہو جائیں۔ لیکن شرط یہ ہے کہ اگر حق تعالیٰ بندے کی مصلحت غیر افضل چیز میں دیکھے تو بندہ اسی چیز پر راضی ہو جائے۔

سوال اگر یہ دریافت کروا کہ بندہ افضل چیز کو کیوں اختیار کرے؟ کیا

اس کے واسطے جائز نہیں ہے۔ کہ صرف نیکی ہی کو پسند کرے؟

جواب صلاحیت اور فساد اور ادنیٰ اور اعلیٰ چیز کو معلوم کرو۔ اور اس بات

کو معلوم کرو۔ کہ افضل چیز کا حق تعالیٰ سے سوال کرنے کا یہ مطلب ہے۔ کہ خدا تعالیٰ

بندے کی مصلحت کو افضل چیز میں مقرر کرے۔ یہ بات نہیں ہے کہ بندہ کسی چیز کی

بابت حق تعالیٰ پر زور ڈال سکتا ہے۔ اس کو خوب سمجھو! کیونکہ یہ دقیق علوم اور

اسرار میں سے ہے۔ اگر تنبیہ کی ضرورت نہ ہوتی تو ہم ذکر ہی نہ کرتے۔ کیونکہ علم مکاشفہ

پر آتی ہے۔ اور اللہ ہی توفیق عنایت فرمائے والا ہے۔

تیسرا عارضہ قضا۔ اور اس کی اقسام کا وارد ہونا ہے۔ پھر خدا تعالیٰ کی قضا پر راضی رہو۔ اس کے دو باعث ہیں:

ایک تو یہ ہے کہ عبادت کے واسطے فراغت حاصل ہو۔ کیونکہ اگر راضی قضا نہ ہو گے۔ تو ہمیشہ ننگین رہو گے۔ اور غم ہی میں عمر کو برباد کرو گے۔ کہ یہ کیوں ہوا؟ اور یہ کیوں نہ ہوا؟ اور یہ کس واسطے ہے؟ اور یہ کس واسطے نہیں ہے؟ دل انہی باتوں میں لگا رہے گا۔ اور عبادت نہ کر سکو گے۔ کیونکہ ایک سے زیادہ دل نہیں ہیں۔ اور اس کو غم سے بھر لیا ہے۔ لہذا اول میں ذکر عبادت۔ اور فکر آخرت کے لئے جگہ نہ رہی۔

دوسرا یہ ہے کہ قضا پر راضی نہ ہونے میں خطرہ ہے۔ روایت کرتے ہیں۔ کہ ایک پیغمبر کو پیغمبروں میں سے صلوات اللہ علیہما وعلیہم کوئی بات خلاف طبع پیش آئی۔ آپ نے خدا تعالیٰ کی درگاہ میں شکایت کی۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے وحی آئی۔ کہ تم مجھ کو خدائی کرنا سکھاتے ہو۔ کہ میری شکایت کرتے ہو۔ اور میں ایسا نہیں ہوں! کہ میری بڑائی کرو اور شکایت کرو۔ میرے علم غیب میں پہلے ہی تمہارے واسطے یہ بات مقرر ہو چکی تھی۔ تم میری قضا پر کس واسطے راضی نہیں رہتے ہو۔ یہ چاہتے ہو کہ تمہارے باعث دنیا کو پھیر دوں۔ یا لوح محفوظ کو بدل دوں۔ جو فائدہ تم چاہتے ہو وہ نہ ہو گا اور جو کچھ میں چاہتا ہوں وہی ہو گا۔ جو تم پسند کرتے ہو وہ نہ ہو گا۔ اور جو کچھ میں پسند کرتا ہوں وہی ہو گا۔ مجھ کو قسم ہے! میرے عزت اور جلال کی۔ اگر دوسری بار ایسا خطرہ تمہارے دل میں پڑا۔ تو پیغمبری کا خلعت تم پر سے اتار کر۔ دوزخ میں بھیج دوں گا اور مجھے کسی طرح کا ڈر نہیں ہے۔

میں کہتا ہوں کہ غافل! اس بیسار عظیم اور خوفناک عذاب پر ایک نظر غور کر کہ جب انبیا اور اصفیا کا ایسا حال ہے۔ تو دوسرے عام لوگوں کو شکایت کرنے کا کیا محل ہے؟

سوال اگر یہ دریافت کرو! کہ راضی بہ قضا ہونے کے کیا معنی ہیں؟ اور اس کی حقیقت اور حکم کیا ہے؟

جواب ہمارے علماء رحمۃ اللہ علیہم نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ رضا کے معنی اپنے غصے کو ترک کرنا ہے۔ اور جو کچھ خدا تعالیٰ نے حکم لگایا ہے۔ وہی بہتر اور پراومصلحت

ہے۔ خواہ بندہ اس چیز کی صلاح اور فساد کو بھی یقیناً جان لے۔
سوال اگر یہ دریافت کروا کہ نافرمانی اور شرارتیں قضا الہی سے ہیں۔ لہذا
بندہ گناہ اور نافرمانی پر کیوں راضی ہو؟
جواب اس بات کو جان لو کہ رضا قضا پر واجب ہے۔ اور شرکی قضا شر
کے ساتھ نہیں ہے۔ بلکہ خیر کے ساتھ ہے۔ کہ جو قضا کی ہے، لہذا قضا کے ساتھ رضا
شر نہیں ہے۔

اور ہمارے مشائخ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین نے ارشاد فرمایا ہے کہ جن چیزوں
پر قضا لگی ہے۔ چار قسم پر ہیں۔ نعمت اور سختی۔ خیر اور شر۔ نعمت کا یہ بیان ہے۔ کہ نعمت
کے حاکم اور نعمت کے حکم اور نعمت دی گئی چیز پر راضی رہے۔ اور اس لحاظ سے کہ
نعمت ہے اس پر شکر واجب ہے۔

اور سختی کا یہ بیان ہے۔ کہ حاکم اور حکم اور حکم کی گئی چیز پر راضی رہے۔ اور اس
لحاظ سے کہ سختی ہے اس پر صبر کرنا واجب ہے۔
اور خیر کا یہ بیان ہے۔ کہ حاکم اور حکم اور حکم کی گئی چیز پر راضی رہے۔ اور اس
لحاظ سے کہ وہ خیر ہے۔ اور اس پر توفیق عنایت ہوئی ہے۔ احسان حق تعالیٰ کو یاد
کرنا واجب ہے۔

اور شر کا یہ بیان ہے کہ حاکم اور حکم اور حکم کی گئی چیز پر راضی ہے۔ اس لحاظ
سے کہ اس چیز کا حکم کیا گیا ہے۔ اس لحاظ سے نہیں کہ وہ چیز قضا کے ساتھ شر ہے
اور اس سے پناہ مانگنا اور تو یہ کرنا واجب ہے۔

سوال اگر یہ بات دریافت کروا کہ راضی بہ قضا شخص زیادتی کی طلب
کرے یا نہیں؟

جواب اس بات کو جان لو کہ زیادتی کی طلب بشرط خیر و صلاح جائز ہے
اور بطور قطع اور حکم کے ناجائز ہے۔ اور بشرط خیر و صلاح زیادتی طلب کرنے کی صورت
میں۔ مقام رضا سے نہ نکلے گا۔ بلکہ طلب زیادتی رضا مندی کی دلیل ہے۔ کیونکہ
جس کو کوئی چیز اچھی معلوم ہوتی ہے۔ اور اس پر راضی ہوتا ہے۔ یقیناً اس چیز کو زیادہ
طلب کرتا ہے جب دودھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے سامنے پیش

کرتے۔ تو آپ فرماتے ہیں کہ خدا! اس لکھے ہوئے میں مجھ کو برکت عنایت فرما۔ اور اس کو میرے واسطے زیادہ کر۔ اور دودھ کے علاوہ دوسری چیز کی بابت ارشاد فرماتے میرے خدا! مجھ کو اس سے بہتر عنایت فرما۔ ان دونوں مقاموں میں کوئی بات راضی بہ قضائے ہونے پر دلالت نہیں کرتی ہے۔

سوال اگر یہ دریافت کروا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے ایک امر میں انشاء اللہ کہنا اور شرط خیر و صلاح کی لگانا منقول نہیں ہے؟

جواب اس بات کو جان لو کہ ان باتوں کا تعلق دل کے ساتھ ہے۔ اور

زبان تو صرف عبارت ہی بیان کرتی ہے۔ جب دل میں حاصل ہو گیا۔ تو عبارت کا اعتبار نہیں ہے۔ اس کو خوب سمجھ لو! اور اللہ ہی توفیق خیر عنایت فرمانے والا ہے۔

چوتھا عارضہ سنجی اور مصیبتیں ہیں۔ ان کا علاج صبر ہے۔ لہذا تم پر لازم ہے کہ ان جگہوں میں دو چیز کے باعث صبر کرو۔

ایک یہ ہے کہ اگر صبر کرو گے تو عبادت کر سکو گے۔ کیونکہ عبادت کے

کام کی بنا۔ صبر اور مشقت کی برواثرت پر ہے۔ جو شخص صابر نہیں ہے۔ اس سے

حقیقی طور پر عبادت نہیں ہو سکتی ہے۔ اور جو شخص خدا تعالیٰ کی عبادت کرنا چاہتا

ہے۔ اور اس کے واسطے بجز اختیار کرے۔ اس کو چار طرح کی محنت اور مصیبت

پیش آتی ہے۔ ایک یہ ہے کہ کوئی عبادت نہیں کہ جس میں مشقت نہیں ہے۔ اسی

واسطے عبادت کے کام ہیں۔ کسی طرح کی ترغیب اور عبادت کے وعدے ہیں۔

کیونکہ عبادت خواہش نفس کی مخالفت کے بغیر ناممکن ہے۔ اس واسطے کہ نفس

خیرات سے روکنے والا ہے۔ اور انسان پر نفس کی مخالفت کرنا نہایت ہی

مشکل کام ہے۔

دوسرے یہ ہے کہ جب آدمی مشقت کے ساتھ تنگی کرے تو اس پر

احتیاط کرنی واجب ہے۔ تاکہ کوئی خرابی پیدا نہ ہو۔ اور عمل کی احتیاط میں صبر کرنا۔

عمل پر صبر کرنے سے بھی نہایت مشکل ہے۔

تیسرے یہ ہے کہ دنیا محنت کا مکان ہے۔ لہذا جو شخص دنیا میں ہے۔

اس کو سنجی اور مصیبت کے ابتداء پر ضرور صبر کرنا ہوگا۔ مصیبت اہل اور قرابت ہو

یا بھائیوں اور دوستوں میں ہو۔ مرنے اور کوچ کرنے کے متعلق ہو۔ اپنی ذات میں ہو۔ کوئی بیماری لاحق ہو۔ یا لوگوں کے باعث ہو۔ کوئی بڑا کتا ہے۔ ذلیل جاننا ہے۔ غیبت کرتا ہے۔ ثمت رگاتا ہے۔ یا مال میں آفت آئی۔ کوئی لے گیا یا ضائع ہو گیا۔ اور ہر ایک کا ان مصائب میں سے جُدا عذاب اور جُدا زخم ہے۔ اور جس کو ان پر صبر کرنا ضرور ہے۔ ورنہ افسوس اور گھبراہٹ اور پریشانی عبادت سے روکے گی۔

چوتھے یہ ہے کہ طالب آخرت کو بلا کا سامنا اور محنت بہت کرنی پڑتی ہے جو شخص دنیا میں خدا تعالیٰ کے مقرب ہے۔ اس پر مصائب اور آفات سخت تر ہیں۔ تم نے سنا نہیں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے سب سے سخت بلائیں پیغمبروں پر صلوات اللہ علیہم اجمعین۔ پھر اولیاء اللہ اور شہیدوں پر رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ پھر ان پر جو ان کے قریب مرتبے میں ہیں۔ لہذا جو شخص نیکی کا ارادہ کرتا ہے۔ اور راہ آخرت کے سلوک کے واسطے کمر بستہ ہوتا ہے۔ اس کو ضرور آفات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اگر ان پر صبر نہ کرے گا اور ان کی طرف توجہ کرے گا۔ تو ضرور رستے سے کھٹک رہ جائے گا۔ اور ثواب عبادت سے محروم رہے گا۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص راہ آخرت میں سفر کرنا چاہے۔ اس کو چار طرح کی موت قبول کرنی چاہئے۔ موت سفید۔ موت سیاہ۔ موت سرخ۔ موت سبز۔ موت سفید بھوک ہے۔ موت سیاہ لوگوں کی عیب جوئی ہے۔ موت سرخ شیطان کی مخالفت ہے۔ موت سبز ہر ایک قسم کے واقعات سے ہاتھ اٹھانا ہے۔

دوسری چیز جو صبر کا باعث ہے یہ ہے کہ دنیا اور آخرت کی بھلائی صبر میں رکھی گئی ہے۔ ایک نجات ہے۔ جیسے کہ حق تعالیٰ ارشاد فرمایا ہے۔ وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ (اور جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے۔ تو اللہ اس کے واسطے سبیل نکالتا ہے اور ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے۔ کہ اس کو گمان بھی اس کا نہیں ہے) یعنی سب مصائب سے حق تعالیٰ

نجات عنایت فرماتا ہے :-

دوسرے دشمنوں پر فتح ہے۔ حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ ناصِرٌ

إِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِينَ ۝ (صبر کرو! کیونکہ آخر کامیابی پر پہنچا کروں گی
کے واسطے ہے) :-

تیسرے مراد پر کامیابی حاصل ہوتی ہے۔ حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ الْحُسْنَىٰ عَلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ بِمَا صَبَرُوا وَلَا أَمْرًا لِّبَنِي إِسْرَائِيلَ
رب کا حکم بہشت بابت مکمل ہو چکا ہے اس وجہ سے کہ انہوں نے صبر کیا ہے) :-

چوتھے امام اور پیشوا بننا ہے۔ حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ وَجَعَلْنَا هُمُ

أَيُّمَّةً يَهْتَدُونَ بِأَمْرِنَا لِمَا صَبَرُوا ۝ (اور ہم نے ان کے صبر کے باعث
ان کو امام بنایا۔ کہ وہ ہمارے امر کی ہدایت کرتے ہیں) :-

پانچویں حق تعالیٰ کی طرف سے صابروں کی صلح اور ثنا ہے۔ چنانچہ ارشاد

هُوَ تَابَ إِنَّا وَجَدُنَا صَابِرِينَ لِعَمَلِ الْعِبَادِ إِنَّهُ أَدَّابٌ ۝ (ہم نے
ایوب کو صابر پایا۔ اچھا بندہ ہے۔ کیونکہ ہماری طرف رجوع کرنے والا ہے) :-

چھٹے صابر کے واسطے بشارت ہے۔ جیسے کہ ارشاد ہے۔ وَكَشِبَ

الصَّابِرِينَ (اور صبر کرنے والوں کو خوشخبری سنا دو) :-

ساتویں صابر خدا کے محبوب ہیں۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ

الصَّابِرِينَ (اللہ صبر والوں کو دوست رکھتا ہے) :-

اٹھویں صابروں کے بہشت میں درجے بلند ہیں۔ جیسے کہ حق تعالیٰ ارشاد

فَرَمَاتُ هِيَ أَوْلَئِكَ يَجْزِيهِمُ الْعَذَابُ إِنَّ كَوْنَهُمْ صَابِرِينَ ۝ (ان کو ان کے صبر کے
باعث بلند بالا خانے بہشت میں عنایت کئے جائیں گے) :-

نوین صابروں کو حق تعالیٰ کی طرف سے سلام ہے۔ جیسے کہ ارشاد ہوتا ہے۔

سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ (تمہارے صبر کے باعث تم پر سلامتی ہے) :-

دسویں صابروں کے واسطے بیحد و حساب ثواب ہے۔ چنانچہ حق تعالیٰ نے

ارشاد فرماتا ہے۔ إِنَّهَا يُؤْتِي الصَّابِرُونَ أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ (صبر کرنے

والوں کو ان کا بدلہ بے شمار بھر پور دیا جائے گا) :-

بنائیں عجز کرو! کہ حق تعالیٰ ایک گھڑی بھر صبر کرنے والوں کو دین اور
دنیا میں کس قدر انعام اور اکرام عنایت فرماتا ہے۔ جب تم نے معلوم کر لیا کہ سعادت
دارین صبر پر موقوف ہے۔ لہذا مصائب کا صبر کے ساتھ مقابلہ کرو! اور اس شریف
فصلت کو غنیمت سمجھو! اور اس کے حاصل کرنے میں کامل طور پر جدوجہد کرو! اور
اللہ تعالیٰ اپنے فضل کے ساتھ توفیق عنایت فرمانے والا ہے۔

سوال اگر یہ دریافت کرو! کہ صبر کی حقیقت اور اس کا حکم کیا ہے؟

جواب اس بات کو جان لو! کہ صبر کے معنی لغت میں قید کرنے کے ہیں حق تعالیٰ
ارشاد فرماتا ہے **وَاصْبِرْ لِنَفْسِكَ** یعنی اپنے نفس کو قید کرو! گھبراہٹ اور پریشانی
سے روکو! ہمارے علماء رحمۃ اللہ علیہم کا فرمان ہے۔ کہ سنجی کے باعث اپنی عاجزی کو یاد
نہ کرنا صبر ہے۔ اور بعض اہل علم ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ گھبراہٹ کے معنی ہیں۔ کہ سنجی سے
قطعی طور پر نکلنے کا ارادہ کرے۔ اور صبر اس کی ضد ہے بہر حال صابر ہونے کا یہ انتظام
ہے۔ کہ اس بات کو جان لو! کہ تمہاری گھبراہٹ اور پریشانی سے امر مقدر میں کمی بیشی اور
زیادتی اور نقصان نہ ہوگا۔ لہذا گھبرانے میں کیا فائدہ ہے؟ اور سب سے بڑھ کر یہ علاج
ہے! کہ سنجی اور آفت کے مقابلے میں خدا تعالیٰ کے ثواب اور انعام و اکرام کو یاد کرے!

فصل

تم پر لازم ہے! کہ ان چار عارضوں کو دور کر کے۔ اس سخت اور مشکل گھائی کو
ٹلے کرو! اور نہ یہ عوارضات مقصود پر نہ پہنچنے دیں گے۔ بلکہ عبادت کی طرف نظر بھی نہ
کرنے دیں گے۔ کیونکہ ان چاروں میں ایک دوسرے کی طرف مشغولی ہے۔ اور اس بات
کو جان لو! کہ ان چاروں میں سب سے مشکل۔ رزق کے متعلق کا کام ہے۔ اور اس کام کی
تدبیر بڑی بھاری بلا ہے۔ کہ اس نے تمام مخلوق کو رنج و سوز رکھا ہے۔ اور ان کے دلوں کو
مشغول کیا۔ اور ان کی عمروں کو ضائع کیا ہے۔ اور ان کو بہت سا نقصان پہنچایا ہے۔
اور حق تعالیٰ کی درگاہ سے۔ اور اس کی عبادت سے روک رکھا ہے۔ اور دنیا اور مخلوق کی
خدمت میں مشغول کر دیا ہے۔ غفلت اور ظلم اور رنج اور ذلت میں عمر گزاری ہے۔ اور
آخرت میں شرم نہ اور مفلس گئے ہیں۔ عذاب گلے کا مار ہوا۔ اور حساب دینا پڑا ہے۔

اور غور کرو! کہ حق تعالیٰ نے رزق کے بارے میں کس قدر آیات نازل فرمائی ہیں؟ اور کتنی جگہ رزق کا وعدہ کیا ہے؟ ضمانت بھی کی اور قسم بھی کھائی ہے؟ اور ہمیشہ انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام اور علماء عظام نے رزق کے بارے میں نصیحت کی ہے۔ کہ خدایا تعالیٰ پر توکل کرو! باوجود ان باتوں کے لوگ پرہیز نہیں کرتے ہیں۔ اور خدایا تعالیٰ کے وعدے کے ساتھ اپنے دل کو تسکین نہیں دیتے ہیں۔ اور اصلیت اس گناہ کی یہ ہے۔ کہ حق تعالیٰ کی آیات اور صنعت میں۔ اُس کی اور اُس کے رسول کے کلام میں غور نہیں کرتے ہیں۔ بلکہ ابلیس ملعون اور جاہلوں کی بات پر کان لگاتے ہیں۔ یہاں تک کہ شیطان نے ان پر قابو پالیا ہے۔ اور احمقوں کی عادتیں اور رسمیں ان کے دلوں میں جگہ نیک چکی ہیں۔ ان کے دل کمزور اور ایمان سُست ہو گیا ہے؟

بہر حال جو لوگ صاحبان بصیرت اور اصحاب کوشش اور اجتہاد ہیں۔ چونکہ آسمانی اسباب ان کے طریق مشاہدہ میں ہیں۔ لہذا زمین کے اسباب کی طرف توجہ نہیں کرتے ہیں۔ اور خدایا تعالیٰ کی مضبوط زنجیر کو محقمانے ہوئے ہیں۔ شیطان اور خلقت اور نفس کے دوسو اس کی طرف توجہ نہیں کرتے ہیں۔ اور اگر شیطان یا نفس یا کوئی آدمی ان کو دوسو سے میں ڈالے۔ تو اُس کے دفعیہ اور مخالفت میں۔ پوری کوشش کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ شیطان ان سے ناامید ہو گیا۔ اور خلقت نے ان سے منہ پھیر لیا۔ اور ان کا نفس فرمانبردار ہو گیا۔ اور ان کو اپنی حالت میں ہتھامت حاصل ہو گئی؟

حکایت

بیان کرتے ہیں۔ کہ حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ نے ارادہ کیا۔ کہ کسی جنگل کو بغیر توشتے اور سواری اور بغیر کسی رفیق سفر کے طے کریں۔ شیطان نے آپ کو ڈرایا۔ کہ یہ جنگل نہایت خطرناک ہے۔ اور آپ کے پاس سفر خرچ نہیں ہے۔ آپ نے پختہ ارادہ کر لیا کہ انشاء اللہ اس سفر کو بغیر توشتے ختم کروں گا۔ اور ہر ایک میل کے نشان پر ایک ہزار رکعت ادا کرونگا۔ آپ اپنے ارادے میں کامیاب ہوئے۔ اور دس سال اس جنگل میں گزارے؟

بیان کرتے ہیں کہ خلیفہ ہارون الرشید عباسی۔ اس سال میں بیت اللہ شریف کے حج کو جا رہا تھا۔ حضرت کو دیکھا کہ آپ ایک میل کے نیچے نماز پڑھ رہے ہیں۔ خلیفہ پاس آیا اور عرض کرنے لگا۔ ابا اسحاق ابراہیم! آپ کیسے ہیں؟ پھر خلیفہ نے یہ بیت پڑھے۔

كُذِّقَ دُنْيَانَا تَنْزِيقٍ وَدُنْيَا
فَلَمْ يَبْقَ دُنْيَانَا وَكَانَ رَقِيعٌ
فَطُوْنِي لِعَبْدٍ اَشْرَ اللّٰهِ رَبِّهٖ
وَجَادَيْدُ نُبَاہٖ لِمَا يَتَوَقَّعُ
خَرَجْنَا - ہم دین کا پیرا بن چھاڑ کر دنیا کو پیوند لگاتے ہیں۔ نہ پیوند

ہی رگڑا اور نہ دنیا ہی باقی رہی۔

لہذا اس بندے کے واسطے خوشخبری ہے۔ کہ جس نے اپنے رب کو اختیار

کر لیا ہے۔ اور اپنی اصل امیر پر دنیا کو قربان کر دیا ہے۔

ایک بزرگ صالحین میں سے اپنا قصہ اس طرح بیان کرتے ہیں۔ کہ میں جنگل میں تھا۔ شیطان ملعون نے مجھ کو دوسو سوہ کیا۔ اور کہا کہ تو جنگل میں تنہا ہے۔ اور تیرے پاس کچھ کھانے کو بھی نہیں ہے۔ اور یہ جنگل نہایت ہی خطرناک ہے۔ نہ لوگ ہیں اور نہ کسی طرح کی آبادی ہے۔ میں نے اپنے نفس پر ارادہ کر لیا۔ کہ میں اسی طرح جنگل کو طے کروں گا۔ اور رستے کو چھوڑ دوں گا۔ تاکہ مجھ کو سوائے ذاتِ حق کے اور کوئی نہ دیکھے۔ اور کوئی شخص مجھ کو کچھ نہ دے۔ اور کوئی چیز نہ کھاؤں گا۔ تا وقتیکہ میرے منہ میں زبردستی گھی اور شہد نہ ڈالیں۔ اپنے دل میں یہ بات ٹھان کر۔ میں راہ سے بے راہ ہو گیا۔ اسی طرح کسی طرف کو نکل گیا۔ یہاں تک کہ میں نے ایک قافلہ کو دیکھا کہ جو راستہ بھولا ہوا تھا۔ میں نے اپنے آپ کو زمین پر گرا دیا۔ تاکہ مجھ کو صرف حق تعالیٰ ہی دیکھے۔ اور وہ لوگ نہ دیکھیں۔ پھر خدا تعالیٰ ان کو میرے پاس لایا۔ یہاں تک کہ قافلہ والوں نے مجھ کو دیکھ لیا۔ میں نے انکھیں بند کر لیں۔ انہوں نے پاس آکر آپس میں کہا۔ کہ یہ بیچارہ رستہ بھول گیا ہے۔ اور بھوک اور پیاس سے بیہوش ہو گیا ہے۔ ایک دوسرے کو کہنے لگے کہ گھی اور شہد لاؤ۔ جب آگیا تو میرے منہ میں ڈالنے لگے۔ میں نے لب اور دانتوں کو بند کر لیا۔ پھر انہوں نے میرے دانت کھولنے کے واسطے چھری منگائی۔ میں ہنس پڑا اور منہ کھول دیا۔ بولے کہ تو پاگل ہے۔

میں نے کہا نہیں! الحمد للہ۔ پھر میں نے ان کو اپنا کچھ مختصر اساقصہ سنایا *
 اور ہمارے مشائخ رحمۃ اللہ علیہ میں سے ایک بزرگ ارشاد فرماتے ہیں
 کہ میں طالب علمی کے زمانے میں اپنے سفروں میں سے ایک سفر میں تھا۔ میں ایک
 مسجد میں اترا۔ تنہا اور بے توشہ تھا۔ اولیاء اللہ کی عادت کے مطابق شیطان آیا۔ مجھ کو
 دسوسہ کیا۔ اور بولا کہ یہ مسجد لوگوں کی آمد و رفت سے دور ہے۔ دوسری مسجد میں
 جاؤ کہ جو لوگوں کے درمیان ہو۔ تاکہ تمہیں دیکھیں۔ اور تمہاری گذر کا انتظام کریں۔ میں
 نے اپنے دل میں کہا قسم بخدا! میں یہیں شب بائشی کروں گا۔ اور سوائے حلوائے
 مرغن کے کوئی اور چیز نہ کھاؤں گا۔ اور تا وقتیکہ میرے منہ میں لقمہ لقمہ کر کے نہ ڈالیں۔ نہ
 کھاؤں گا۔ پھر میں نے عشا کی نماز پڑھی اور دروازہ بند کر لیا۔ جب مختصری رات گذری
 تو کسی نے مسجد کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ میں نے کوئی جواب نہ دیا۔ جب بہت دیر تک یہی
 حالت رہی تو میں نے دروازہ کھول دیا۔ ایک بڑھیا عورت داخل ہوئی۔ جس کے ایک
 ہاتھ پر حلوے کا طباق اور دوسرے ہاتھ میں چراغ تھا۔ اور اس کے ساتھ ایک لڑکا
 تھا۔ اس نے حلوے کا طباق میرے سامنے رکھا۔ اور بولی۔ میں نے یہ مرغن حلوا اپنے
 رط کے کے واسطے تیار کیا تھا۔ جب کھانے لگا تو ہم میں بات چیت ہوئی۔ رط کے
 نے قسم کھائی کہ میں حلوانہ کھاؤں گا۔ مگر کسی مسافر آدمی کے ساتھ بیٹھ کر۔ پھر اس عورت
 نے ایک نوالہ میرے منہ میں ڈالا۔ اور دوسرا نوالہ اپنے رط کے کے منہ میں ڈالا۔
 اگر تم صالحین کے مجاہدے نفس اور مخالفت شیطان کی طرف غور کرو۔ تو تین
 طرح کے فائدے حاصل ہوں گے *

ایک یہ ہے کہ مقدر رزق کسی حال میں بھی زائل نہیں ہوتا ہے *
 دوسری بات یہ ہے کہ رزق پر توکل کرنا بہت بڑی نعم ہے۔ کیونکہ شیطان
 رزق کے بارے میں بڑے بڑے دسوسے ڈالتا ہے۔ یہاں تک کہ بزرگوں کو بھی اس
 سے نجات نہ ملی۔ باوجود سخت ریاضات اور مجاہدات کے شیطان ان سے ناپسند
 نہ ہوا۔ یہاں تک کہ ان مناقضات کی طرف ان کو ضرورت پڑی *
 اس بات کو جان لو! کہ جس شخص نے ستر سال تک بھی شیطان اور نفس سے
 مجاہدہ کیا۔ وہ بھی ان دسوسوں سے امن میں نہ رہ سکا۔ کیونکہ جب فرصت ملتی ہے تو عبادت

میں دوسرے ڈالتے ہیں۔ جیسے نوآموز کو بہکاتے ہیں۔ بلکہ ایسے شخص کو۔ کہ جو ایک گھڑی ریاضت اور مجاہدے سے غافل ہو گیا ہو۔ اور اگر اس پر کامیاب ہو جائیں تو اس کو رسوا اور برباد کر دیتے ہیں۔ ان کی غفلوں اور معزوریوں جیسی گت بنا دیتے ہیں۔
 تیسرا فائدہ یہ ہے۔ کہ تم کو معلوم ہو جائے۔ کہ مجاہدے کا کام موت تک ختم نہیں ہوتا ہے۔ اور مشائخ سلف رحمۃ اللہ علیہ اجمعین بھی تمہاری طرح گوشت اور خون اور جسم اور روح رکھتے تھے۔ بلکہ تمہاری نسبت ان کا جسم کمزور اور ہڈیاں باریک تھیں۔ مگر ان کے واسطے قوت علم اور نور یقین اور ہمت بڑی تھی۔ اسی واسطے دین کے کام میں مجاہدات پر قدرت رکھتے تھے۔ اور ان کی ملاقات کو ان کے حق کے مطابق پورا کرتے تھے۔ تم بھی اپنے نفس کی طرف خیال کرو! اور ان مشکلات میں اسی طرح دوڑ دھوپ کرو تاکہ نجات پاؤ انشاء اللہ تعالیٰ۔

فصل

ان نکات کے بیان میں ہے۔ کہ جن کے ذریعے عوارضات دفع ہوتے ہیں۔ اور اس کے آخر میں مقام تفویض اور رضا کا ذکر ہے۔ اور اسی میں چار نکات بیان کروں گا۔ کہ جن کے ذریعے قناعت حاصل ہوگی۔ کان دھرو! اور سنو! اور اس پر عمل کرو! اور اللہ ہی اپنے فضل کے ساتھ توفیق عنایت فرمانے والا ہے۔
 توکل کا بیان سنو! اس میں چار نکات قناعت دینے والے ہیں۔

پہلا نکتہ یہ ہے کہ اس بات کو جان لو! کہ خدا تعالیٰ نے ہماری روزی قبول کی ہے۔ اور اس پر قرآن مجید میں صما من ہوا ہے۔ اچھا یہ بات بناؤ! کہ اگر کوئی دنیا کے بادشاہوں میں سے تمہارے ساتھ وعدہ کرے۔ کہ آج کی رات میں تمہیں مہمان رکھوں گا۔ اور یا شام کو کھانا کھلاؤں گا۔ اور تمہارا خیال ہے کہ وہ سچا ہے اور جھوٹ نہیں بولتا ہے۔ اور وعدہ خلافی نہیں کرے گا۔ یا کسی بازاری آدمی یا یہودی یا نصرانی یا مجوسی یا کسی دوسرے آدمی نے وعدہ کیا ہو۔ کیا تم اس کے وعدے پر اعتبار نہ کرو گے؟ اور تمہارے دل کو اطمینان نہ ہو گا؟ اور کیا اس رات کھانے کی فکر کرو گے؟ پھر تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ کہ حق تعالیٰ کے وعدے پر۔ کیوں اعتبار نہیں کرتے ہو؟ اور اس کے فرمان پر

اپنے دل کو تسکین کیوں نہیں دیتے ہو؟ اور حق تعالیٰ کی قسم کو پاؤں کیوں نہیں سمجھتے ہو؟ اور رزق کے بارے میں شک کرنا ایمان کو زائل کر دیتا ہے۔ اس بات کو یاد رکھو، اسی واسطے حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: **وَعَلَى اللَّهِ تَوَكَّلُوا إِنَّ كُنْتُمْ مِّنْ أُولِيٰ ذُلُوٰدٍ** (اگر تم ایمان والے ہو! تو خدا ہی پر توکل رکھو)۔

دوسرا نکتہ یہ ہے کہ اس بات کو جان لو کہ رزق مقسوم ہو چکا ہے۔ اور حق تعالیٰ کی تقسیم میں کمی بیشی ناممکن ہے۔ پھر رزق کی طلب میں مرنے کھینے سے سوا کوئی دنیوی ذلت اور خواری کے اور کیا فائدہ ہے؟ اور آخرت کا نقصان کہیں بڑھ چڑھ کر ہے۔ اسی واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ ہر ایک کھجور کے دانے کی پشت پر لکھا ہوا ہے۔ کہ یہ فلاں بیٹے فلاں کے واسطے ہے۔ لہذا لالچی کو لالچ کرنے میں سوائے لالچ کے اور کچھ بھی فائدہ نہیں ہے۔ اور سیکر پیر مرشد حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا ہے۔

کہ جس کا چبانا تمہارے ہی دانتوں کے واسطے مقدر ہو چکا ہے اس کو دوسرا شخص ہرگز نہ چبا سکے گا۔ لہذا اپنے رزق کو عورت کے ساتھ کھاؤ۔ اور بے فائدہ اپنے آپ کو ذلیل نہ کرو۔ تاکہ دنیا اور آخرت میں نقصان نہ اٹھاؤ۔ یہ نکتہ نہایت ہی عمدہ اور انسان کو قناعت دینے والا ہے۔

تیسرا نکتہ وہ ہے کہ جو سیکر پیر مرشد حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ توکل کے بارے میں مجھ کو اس بات نے نفع دیا۔ کہ جو میں نے اپنے آپ کو کبھی۔ کہ رزق زندوں کے کام آتا ہے۔ اور مردہ رزق کو کیا کرے گا؟ چونکہ بندے کی زندگی رزق کے بارے میں خدا تعالیٰ کے خزانے میں ہے۔ اور حق تعالیٰ کے قسطنہ قدرت میں ہے۔ اگر چاہے عنایت کرے۔ اور اگر چاہے نہ دے۔ پھر میری بیجا کوشش کا کیا فائدہ ہے؟ یہ نکتہ اہل تحقیق کے واسطے آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہے۔

چوتھا نکتہ وہی ہے کہ جو ہم گذشتہ فصل میں بیان کر چکے ہیں۔ کہ حق تعالیٰ خود ضامن ہوا ہے۔ اور اس کا نام رزق مضمون ہے۔ کہ بندے کی غذا اور زندگی کا باعث ہے۔ اور باقی اسباب کھانے اور پینے کے۔ اگر ہوں یا نہ ہوں ان پر

توجہ نہیں ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے اس کو ضرورت عنایت کرنی ہے۔ تاکہ عبادت کے واسطے زندہ رہے۔ اور رزق کے بارے میں صرف اسی قدر طاقت ہے۔ اور کچھ زیادہ نہیں ہے۔ اور حق تعالیٰ قادر ہے۔ اگر چاہے۔ تو اپنے بندے کے جسم کو کھانے اور پینے سے قائم رکھے۔ اور اگر چاہے تو خاک اور دھول سے قائم رکھے۔ اور اگر چاہے۔ تو اپنی تسبیح اور تمہیل سے قائم رکھے۔ جیسے فرشتوں کو قائم رکھا ہے۔ اور اگر چاہے تو ان سب ذرائع کے بغیر ہی قائم رکھے۔ اور بندے کے واسطے مطلوب عبادت میں طاقت اور توانائی ہے۔ کھانا اور پینا نہیں ہے۔ اسی واسطے عابدوں اور زاہدوں نے پوری طاقت کے ساتھ سفر طے کئے ہیں۔ اور رات اور دن نہ کچھ کھایا ہے اور نہ پیا ہے۔ بعضوں نے ان میں دس روز تک کچھ نہیں کھایا پیا ہے۔ اور بعضوں نے ریت کھا کر گذر کی ہے جیسے کہ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپ کا مکہ شریف کے راستے میں کھانے اور پینے کا سامان ختم ہو گیا۔ پندرہ دن آپ نے صرف ریت کھا کر گزارے۔ حضرت ابو معاویہ اسود رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا۔ کہ آپ نے بیس روز تک صرف مٹی پر گذر کیا ہے۔

میں کہتا ہوں کہ تم اس وقوعے پر تعجب نہ کرو! کیونکہ حق تعالیٰ قادر ہے۔ جس طرح چاہتا ہے۔ کرتا ہے تمہیں معلوم نہیں ہے؟ کہ کئی بیمار ایک ایک ماہ تک کچھ نہیں کھاتے ہیں اور زندہ رہتے ہیں۔ حالانکہ بیمار شخص تندرست کی نسبت بہت کمزور ہوتا ہے۔ اور جو شخص کہ بھوک سے مرجاتا ہے۔ وہ اس واسطے ہے کہ اس کی عمر تمام ہو جاتی ہے۔ اس کی مثال ایسے آدمی کی ہے۔ کہ جو بہت کھانے سے مرجاتا ہے۔

حضرت ابو سعید خراز رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ میری حالت خدا تعالیٰ کے ساتھ یہ تھی۔ کہ مجھ کو تین روز کے بعد کھانا عنایت فرماتا تھا۔ ایک بار میں جنگل میں تھا۔ تین دن گذر گئے۔ اور مجھ کو کھانا نہ ملا۔ میں کمزور ہو کر اپنی جگہ پر بیٹھ گیا۔ پھر میں نے ہاتف غیبی کی آواز سنی۔ اس نے کہا۔ ابوسعید! کیا چیز پینا۔

کرتے ہو؟ طاقت چاہتے ہو یا طاقت کا سبب! میں نے سوچا کہ رزق سبب ہے
جب طاقت ملے تو رزق کو کیا کرنا ہے؟ میں نے جواب دیا۔ کہ میں طاقت چاہتا ہوں!
پھر میں اٹھا۔ اور ان تین روز کے علاوہ بارہ روز تک کھانا نہ کھایا۔ اور کسی طرح
کی کمزوری محسوس نہ کی۔

بنابریں جب بندہ جانتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ نے اس پر رزق کے اسباب
روک دیئے ہیں۔ اور بندہ متوکل ہے۔ تو یقیناً جانے کہ حق تعالیٰ اس کو بغیر اسباب کے
طاقت عنایت فرمائے گا۔ جیسے کہ فرشتوں کو عنایت کی۔ لہذا ان باتوں سے تنگ
نہ آئے۔ بلکہ حق تعالیٰ کا بہت سا شکر یہ ادا کرے۔ کہ اصل مقصود اس کو عنایت کر رکھا
ہے۔ اور زحمت اور اسباب کی گرانی اٹھا دی ہے۔ اور عادت کے تعلقات اس سے
دور کر دیئے ہیں۔ اور قدرت کا راستہ اس پر کھول دیا ہے۔ اور اس کی حالت فرشتوں
کے مشابہ کر دی ہے۔ اور ان کرامات کے باعث چو پاؤں اور عام لوگوں سے اس
کو ممتاز کر لیا ہے۔ پھر اس اصل میں خوب غور کرو! اس کے ذریعے سے بڑا فائدہ
حاصل کرو گے۔

میں کہتا ہوں! شاید تم سوال کرو گے! کہ آپ نے توکل کے بارے میں اس
کتاب کے اختصار کی نسبت بہت زیادہ بیان کر دیا ہے۔ لہذا سنو! جو کچھ میں نے
توکل کے بارے میں لکھا ہے۔ بہت تھوڑا ہے۔ کیونکہ عبادت کا دار و مدار صرف
توکل پر ہی ہے۔ بلکہ دین اور دنیا کا کام توکل پر موقوف ہے۔ اور عبادت بغیر توکل
کے ناممکن ہے۔ لہذا توکل کے ساتھ لپٹے رہو! اور اس کا حق نگاہ رکھو۔ ورنہ کبھی
بھی مقصود تک رسائی حاصل نہ ہوگی۔ اور اللہ ہی توفیق خیر عنایت فرمائے والا ہے۔
اب تفویض کا حال سنو! جس کے معنی سپرد خدا کرنا ہے۔ اس کی بابت

ان دو اصولوں میں غور کرو۔

پہلا اصل یہ ہے! کہ اس بات کو جان لو! ایسا آدمی کسی کام کو اختیار کر سکتا
ہے۔ کہ جو اس کام کے ظاہر اور باطن کو۔ اور موجودہ حالت اور اس کے انجام کو
خوب اچھی طرح جانتا ہو۔ ورنہ اس کا نتیجہ خراب ہوگا۔ اور فساد اور بربادی میں پڑے گا۔
سنو! اگر تم نے روپیہ وغیرہ کسی انجان آدمی کو پرکھنے کے واسطے دیا۔ تو کچھ بھی فائدہ

نہ ہوگا۔ اگلا اس کی جہالت سے نقصان ہوگا۔ اگر صرف یا کسی واقف آدمی کے پاس
یجاڑ گے جو پرکھنے کے کام کو خوب جانتا ہے۔ تو فائدہ حاصل ہوگا۔ بنا برین تمام کاموں کے
وجوہات پر سوائے ذات حق کے اور کوئی شخص احاطہ کرنے والا نہیں ہے۔ لہذا خدا تعالیٰ
کے سوا کسی اور شخص کو کسی کام کے اختیار کرنے کا حق حاصل نہیں ہے۔ بیان کرتے ہیں۔ کہ ایک
شخص کو صاحبین میں سے حق تعالیٰ کا حکم مٹا کر کچھ مانگو؛ تاکہ ملجائے۔ اس نے عرض کی۔
خدا یا! تو ہر ایک چیز کا عالم ہے۔ اور میں ہر ایک چیز سے جاہل ہوں۔ مجھے کیا معلوم ہے؟
کچھ کو کیا مانگنا چاہئے؟ جو کچھ مجھے چاہئے وہی کچھ عنایت فرما۔

دوسرا اصل یہ ہے۔ اگر کوئی شخص تم کو کہے! کہ میں تمہارے سب کاموں کی
تدبیر کروں گا۔ اور جو تدبیر کا حق ہے اسی طرح کروں گا۔ لہذا اپنے سب کام سیکر حوالے
کرو۔ اور تم اپنے کسی مہم کام میں مشغول ہو جاؤ۔ اور ایسا کفیل شخص تمہارے نزدیک سب
لوگوں سے بڑا عالم بڑا مشفق بڑا راست گو اور بڑا وفادار ہے۔ کیا تم ایسے شخص پر اعتبار
نہ کرو گے؟ اور کیا اس کو بڑی نعمت نہ جانو گے؟ اور سب کام اس کے حوالے نہ کرو گے؟
اور ہر وقت اس کے شکر گزار نہ رہو گے؟ اور اگر کوئی کام تمہارے واسطے ایسا پسند
کرے کہ جو بظاہر تمہاری خواہش کے خلاف ہو۔ تو کیا اس شخص سے تنگ ہو جاؤ گے؟
پھر گرنہیں! بلکہ کہو گے کہ وہ میرے مطلب کو کچھ سے زیادہ جانتا ہے۔ اسی واسطے میرے
لئے پسند کیا ہے۔ کہ اس میں سیکر واسطے دونوں جہان کی بہتری ہے۔

بنا برین تم اپنے سب کام خدا تعالیٰ کے حوالے کیوں نہیں کرتے ہو؟ کہ
سب آسمانوں اور زمین کی تدبیر کرنے والا ہے۔ اور سب علم والوں سے بڑھ کر عالم ہے
اور سب قدرت والوں سے زیادہ قادر ہے۔ اور تمام رحیموں سے زیادہ رحیم ہے۔
تاکہ اپنی تدبیر کامل کے ساتھ جو کچھ تمہارے واسطے بہتر ہے پسند کرے۔ اور جس چیز کو
اس کی حکمت تقاضا کرے۔ اس پر راضی اور خوش رہو۔ کیونکہ اسی میں تمہارے واسطے
صلاح اور مصلحت ہے۔ اور اللہ ہی توفیق عنایت فرمانے والا ہے۔

اب راضی یہ قضا ہونے کا حال سنو! یہ صرف دو باتوں پر منحصر ہے۔
پہلا اصل یہ ہے کہ اس بات کو جان لو! کہ راضی بہ قضا رہنے سے دو فائدے
ہیں۔ ایک موجودہ دوسرے انجام کار نتیجہ ہے۔ موجودہ فائدہ دل کی فراغت اور اندوہ

بیخ کی نفی ہے۔ جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔
حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بارے میں۔ کہ اپنے غم و فکر کو ترک کرو جو کچھ
مقدر میں ہے آئے گا۔ اور جو چیز تمہارا رزق نہیں ہے۔ وہ ہرگز نہ ملے گی۔
اور رضا کا انجام کار میں یہ فائدہ ہے کہ حق تعالیٰ خوش ہوتا ہے۔ جیسے کہ ارشاد
فرمایا ہے۔ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ (حق تعالیٰ ان سے راضی
ہے۔ اور وہ حق تعالیٰ سے راضی ہیں)۔

دوسرا اصل یہ ہے۔ کہ حق سے کشیدگی کی صورت میں اس کے بڑے زبردست
غصے کا خوف ہے۔ اور کفر اور نفاق کے حزر کا اندیشہ ہے۔ جیسے کہ حق تعالیٰ ارشاد
فرماتا ہے۔ لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ ۗ وَأُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ
يُنْفِضُهُمْ رَبُّهُمْ يَوْمَئِذٍ بِكَلِمَةٍ ۗ وَالَّذِينَ لَا يَرْجُوا رَبَّهُمْ
أَلْبَسُوا لَهُمْ صَالِحِينَ ۗ فَذَرْهُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ بِالظَّالِمِينَ خَبِيرٌ
کھلانے کے مستحق نہیں ہیں۔ یہاں تک کہ اپنے اختلاف میں۔ آپ کو حاکم نہ بنالیں۔ پھر
آپ کے حکم پر۔ اپنے دلوں میں کسی طرح کی تنگی نہ پائیں۔ اور کامل طور پر تسلیم کر لیں جو شخص
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے فیصلے پر راضی نہیں ہے۔ حق تعالیٰ نے
اس کے ایمان کی نفی بذریعہ قسم کے فرمادی ہے۔ تو ایسے شخص کا کیا حال ہے؟ کہ جو
خدا کے حکم پر راضی نہیں ہے۔

یہ بھی روایت کرتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ جو شخص میری قضا
پر راضی نہیں۔ اور میری بلا پر صابر نہیں۔ اور میری نعمتوں پر شکر گزار نہیں ہے۔ تو ایسے
شخص سے کہو! کہ میرے سوا دوسرے رب کی تلاش کرے۔ یہ شخص گویا کہ راضی نہیں
ہے۔ کہ میں اس کا پروردگار رہوں۔ کیونکہ میری قضا پر راضی نہیں ہے۔ لہذا کوئی دوسرا
رب طلب کرے۔ کہ جس کی رضا پر راضی رہے (حدیث قدسی) یہ نہایت درجے
کا خوف دلانا اور عذاب پر تنبیہ ہے۔ جو شخص عارف ہے۔ اچھی طرح سمجھ
سکتا ہے۔

اب صبر کا بیان سنو! اس بات کو جان لو! کہ صبر نہایت ہی تلخ دارو ہے۔
اور اس کا پینا بڑا ناگوار ہے۔ اور نفس کے لئے نہایت ہی نفرت والا شربت ہے۔

اس کے پینے والا مبارک شخص ہے۔ جو سب فائدے حاصل کرتا ہے۔ اور تمام نقصانوں سے بچا رہتا ہے۔ جب یہ صفت ہے۔ تو عقل و لے پر لازم ہے۔ کہ زبردستی نفس کو پلائے اور اس کی تلخی پر صبر کرے۔ کیونکہ ایک گھڑی کا صبر ایک سال کا آرام ہے۔ بلکہ اس سے بھی کہیں زیادہ آرام ہے۔

صبر کے منافع سنو! اس بات کو جان لو! کہ صبر چار قسم پر ہے۔ عبادت پر صبر گناہ سے بچنے پر صبر۔ فضول دنیاوی چیزوں سے بچنے پر صبر۔ اور سب طرح کی محنتوں اور آفات پر صبر۔ اگر ان چار جگہ پر صبر کی تلخی کو برداشت کرے گا۔ تو اس کو عبادت اور استقامت اور بہت سا ثواب حاصل ہوگا۔ اور انجام کار گناہوں کی آفات میں مبتلا ہونے سے امن میں ہوگا۔ اور دنیا کی بلاؤں اور آخرت کے عذابوں سے نجات پائے گا۔

صبر جن ضرورتوں کو رفع کرتا ہے۔ ان کی بابت سنو! اس بات کو جان لو! کہ اس کا پہلا فائدہ یہ ہے۔ کہ دنیاوی گھبراہٹ اور پریشانی کو دور کرتا ہے۔ اور پھر آخرت کے عذاب سے بھی نجات دیتا ہے۔ اور نیز اس بات کو جان لو! کہ جو شخص صبر سے عاجز ہو۔ اور پریشانی ظاہر کرے۔ اس سے تمام فوائد فوت ہو جاتے ہیں۔ اور سب طرح کے نقصان پاتا ہے۔ کیونکہ جو شخص عبادت کی مشقت پر صبر نہ کر سکے گا۔ وہ عبادت نہ کر سکے گا۔ اور جو شخص عبادت کی حفاظت پر صبر نہ کرے گا۔ اس کی عبادت ضائع ہو جائے گی۔ اور جو شخص عبادت کی ہمیشگی پر صبر نہ کرے گا۔ شریف اور اعلیٰ مرتبے پر نہ پہنچے گا۔ اور استقامت کا درجہ نہ پائے گا۔ اور جو شخص گناہ سے نہ بچے گا۔ گناہیں مبتلا ہوگا۔ اور جو شخص فضول دنیا سے پرہیز نہ کرے گا۔ اس میں ضرور مشغول ہوگا۔ اور جو شخص مصیبت پر صبر نہ کرے گا۔ صبر کا ثواب نہ پائے گا۔ بنا بریں ایسے شخص پر دو مصیبتیں وارد ہوتی ہیں۔ ایک تو اجر اور صبر کا نہ ملنا۔ کیونکہ کہتے ہیں۔ کہ ثواب صبر سے محروم ہونا مصیبت سے بھی بڑھ کر سخت ہے۔

حضرت امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ کسی کے یہاں ماتم پر سی کے واسطے تشریف لے گئے۔ تعزیت کے بعد اپنے ارشاد فرمایا۔ جو کچھ تقدیر میں تھا۔ وہی کچھ ہوا۔ اگر صبر کرو گے تو اجر پاؤ گے۔ اور اگر گھبرا کر فریاد کرو گے۔ تو نقصان اٹھاؤ گے۔

پھر اس بات کو سنو! اور سمجھو! کہ جن چیزوں اور عادتوں اور علاقوں کے ساتھ
 دل جکڑا ہوا ہے۔ اُن سے قطع تعلق۔ توکل بخدا کے ذریعے سے کرنا۔ اور سب کاموں
 میں ترک تدبیر کر کے۔ راضی بہ قضا ہونا۔ اور حق تعالیٰ کے سپرد کرنا۔ اور رب بلاؤں
 بر صبر کرنا۔ اور نفس کو خشکی سے بچانا۔ یہ نہایت سخت علاج اور بڑا مشکل کام ہے۔ اور
 نہایت بھاری بوجھ ہے۔ لیکن سیدھا راستہ ہے۔ اور اس کا انجام اچھا ہے سُبُو!
 مہربان مشفق اور دولت مند باپ کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ کہ جو اپنے عزیز فرزند
 کو کھجوریں کھانے سے منع کرتا ہے۔ اور دوسرے لوگوں کو دے رہا ہے۔ اس
 کے سبب اور مصلحت اور باعث کو باپ ہی خوب جانتا ہے۔ یا لڑکا چنچتا ہے
 اور باپ اُس کے پچھنے لگواتا ہے۔ کیا یہ باتیں بخل اور دشمنی کے باعث ہیں؟ ہرگز
 نہیں! ہرگز نہیں! کیونکہ بیگانوں کو مفت دیتا ہے۔ اور فرزند عزیز کو روکتا ہے۔ اس کا
 باعث یہ ہے۔ کہ وہ اپنے بچے کی مصلحت اور پائیدہ مفاد کو دیکھتا ہے۔ کیونکہ کھڑی
 سی پر میز اور تکلیف کے بعد بہت سا فائدہ حاصل ہوگا۔ اس واسطے روکتا ہے۔
 لہذا حق تعالیٰ تم کو جب سختی میں مبتلا کرتا ہے۔ تو یقین جانو! کہ وہ تمہارے
 امتحان سے بے پرواہ ہے۔ اور وہ تم پر مشفق اور مہربان ہے۔ اور تم کو آفات میں
 تمہاری مصلحتوں کے باعث مبتلا کرتا ہے۔ اور تم کو اُن مصالح کا علم نہیں ہے۔ اگر
 حق تعالیٰ تم سے روٹی کا ٹکڑا یا روپیہ پیسہ روک لے۔ یا جو دیکہ وہ مالک ہے
 تمہاری طلب کو پورا کر سکتا ہے۔ اور اُس چیز کے دینے پر قادر ہے۔ تمہاری حالت
 کو جانتا ہے۔ عاجز اور بخیل بھی نہیں ہے۔ تو اُس کو حقیقت میں روکنے سے کیا فائدہ
 ہے؟ مگر اُس فعل میں تمہارے ہی لئے خیر اور مصلحت ہوتی ہے۔ اسی واسطے انبیاء علیہم
 السلام اور اولیائے کرام اور اصفیائے عظام پر بلاؤ آفات کا نزول زیادہ ہوتا ہے
 جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ اگر خدا تعالیٰ
 کسی قوم کے ساتھ محبت رکھتا ہے۔ تو اُس کو بلا میں مبتلا کرتا ہے۔
 لہذا جب دیکھو کہ خدا تعالیٰ تم سے دنیا کو دور رکھتا ہے۔ اور تم کو بلا اور
 سختی میں مبتلا کرتا ہے۔ تو سمجھ لو! کہ حق تعالیٰ کے نزدیک عزت رکھتے ہو! اور
 جیسے کہ اُس نے معاملہ اپنے دوستوں کے ساتھ کیا ہے۔ وہی معاملہ تم سے کرنا چاہتا

ہے۔ لہذا اس کا شکر یہ ادا کرو۔

فصل

حاصل کلام یہ ہے کہ جب تم نے یقیناً جان لیا۔ کہ حق تعالیٰ رزق پر خود ضامن ہے۔ تو تمام علاقوں سے ہاتھ اٹھا کر۔ اسی پر توکل کرو۔ کیونکہ علاقہ فائدہ مند نہیں ہے اور رزق رساں صرف ذاتِ حق ہی ہے۔ اور اپنی کاریگری کو ترک کرو۔ اور حق تعالیٰ جو آسمانوں اور زمین کی تدبیر کرنے والا ہے۔ اس کے سپرد کرو۔ اسی طرح خدا تعالیٰ کی قضا پر راضی رہو۔ اور مصیبت میں صبر کرو۔ اور حتی المقدور عبادت میں بھی صبر کرو۔ اور جہاں تک ہمت ہے۔ ان سب باتوں پر عمل کرو۔ جب ان سب بیان کردہ باتوں پر عمل کر لو گے۔ تو چار عوارضات کو اپنے نفس سے دور کر دو گے۔ اور توکل اور صبر اور سپرد خدا اور اس سے راضی رہنے والوں میں سے ہو جاؤ گے۔ اور تمہارے دل و جان کو دنیا میں راحت اور آخرت میں بہت بڑا ثواب حاصل ہو گا۔ اور دنیا و آخرت میں بھلائی اور استقامت عبادت میں نصیب ہو گی۔ اور یہ گھائی کہ جو نہایت سخت اور مشکل تھی تم نے طے کر لی۔ اور اللہ ہی توفیق عنایت فرمانے والا ہے۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ (اور نہیں ہے پھر ناگناہ سے اور نہ طاقت نیکی کی مگر ساتھ توفیق اللہ بزرگ اور بلند کے)۔

پانچویں گھائی آنا وہ کہ نبوی چیزوں کے بیان میں

میکر بھائی! پھر تم اس کے راہ عبادت میں چل سکو گے۔ جب استقامت ہوئی تو رکاوٹیں اور عوارضات اٹھ گئے۔ اور راہ عبادت میں چلنے کے واسطے امید اور خوف نہایت ضروری ہے۔ خوف کا لازم ہونا دو چیز کے باعث ہے۔ پہلا سبب یہ ہے کہ خوف اگنا ہوں سے بچانے والا ہے۔ کیونکہ نفس بدی کا حکم کرنے والا۔ اور فتنوں کی طرف مائل کرنے والا ہے۔ نہایت ہی ڈرنا اور زبردست خوف اور کاموں کی تدبیر اس کو روکنے والی ہے۔ قول اور فعل اور فکر کے ساتھ ہمیشہ نفس پر تازیانی لگاتے رہو۔

چنانچہ بعض صالحین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین سے روایت کرتے ہیں کہ آپ کو نفس نے گناہ کی طرف بلایا۔ آپ اٹھے اور کپڑے اتار کر گرم ریت پر لیٹنے لگے۔ اور اپنے نفس کو بولے! کہ آتش و وزخ کی تپش اس سے بہت زیادہ تیز ہے مردار! تو نے رات اور دن بد کرداری پر کمر باندھ رکھی ہے؟

دوسرا سبب یہ ہے کہ خوف طاعت اور عبادت میں اترا نسنے سے روکتا ہے۔ تاکہ غرور و ہلاک نہ ہو جاؤ۔ بلکہ ہمیشہ عیش و عشرت کی مذمت اور برائی کرتے رہو۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ اگر مجھ کو اور میرے بھائی مسیح عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ و سلم کو مواخذہ کریں۔ اس باعث سے کہ جو کچھ ہم دونوں نے کسب کیا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم نے اپنی دو انگشت مبارک کے ساتھ اشارہ کیا۔ تو ہم کو ایسا عذاب ہو۔ کہ کسی دوسرے آدمی کو ایسا عذاب ہرگز نہ کریں۔

حضرت سید الطائفہ امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا۔ ہم میں سے کس طرح کوئی شخص نڈر ہو جائے؟ کیونکہ ممکن ہے کہ اس نے کوئی گناہ ایسا کیا ہو۔ کہ اس پر بخشش کا دروازہ بند ہو گیا ہو۔ اور وہ غیر ضروری عمل کرتا ہو۔ اور ناحق زحمت اٹھاتا ہو۔ حضرت ابن سہاک رحمۃ اللہ علیہ اپنے نفس پر عتاب کرتے اور فرماتے۔ نفس! تو زاہدوں جیسی بات کرتا ہے۔ اور عمل منافقوں جیسے کرتا ہے۔ اور بہشت کی طمع کرتا ہے۔ دور ہو! بہشت کی مستحق دوسری قوم ہے۔ اس کے عمل تیرے عملوں سے جدا ہیں۔ یہ اور اسی قسم کی دوسری باتیں۔ بندے پر لازم ہے۔ کہ اپنے نفس کو کہے۔ اور بار بار تکرار کرے۔ تاکہ عبادت میں اترا کر نافرمانی میں نہ گر پڑے۔

اور امید کا واجب ہونا بھی دو چیز کے باعث ہے۔ پہلا سبب یہ ہے کہ اہل طاعت کا باعث ہے۔ کیونکہ عبادت نفس کے واسطے مشکل ہے اور شیطان عبادت سے روکتا ہے۔ اور خواہش نفسانی گناہ کی طرف نکالتی ہے اور ثواب جس کا وعدہ ہے۔ آنکھ سے غائب ہے۔ اور اس ثواب کو پہنچنے کا وقت

بندے کے گمان میں دُور ہے۔ جب ایسی حالت ہے۔ تو نفس عبادت کے واسطے جنبش تک نہ کرے گا۔ اور رغبت نہ کرے گا۔ مگر اُن چیزوں کے ساتھ کہ جو رکاوٹوں کے برابر نہ ہوں۔ بلکہ اُن سے بڑھ کر ہوں۔ یہ خدا تعالیٰ کی رحمت کی اُمید۔ اور اُس کی طرف سے نیکی اور ثواب میں رغبت دلاتا ہے۔
 اور سیکر پروردگار حضرت شیخ زحمتہ اشد علیہ نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ غم طعام سے روکتا ہے۔ اور خوف گناہ سے روکتا ہے۔ اور اُمید عبادت کرنے پر طاقت دیتی ہے۔ اور موت کو یاد کرنا فضول دُنیاوی کاموں کے متعلق زائد بناتا ہے۔

دوسرا سبب یہ ہے کہ اُمید کے باعث سختی اور مشقت کو برداشت کرنا آسان ہے۔ کیونکہ جو شخص مطلوب کی قدر کو پہچانتا ہے اُس کے واسطے جو کچھ بھی دے آسان معلوم ہوتا ہے۔ اور جس شخص کو کوئی چیز بھلی معلوم ہوتی ہے اس کے واسطے سختی برداشت کرتا ہے۔ اور راہ میں جو مشقت پیش آئے اُس کی پرواہ نہیں کرتا ہے۔ اور جس کو دوست رکھتا ہے۔ اُس کی راہ میں محنت اٹھاتا ہے بلکہ محنت میں لذت اٹھاتا ہے۔ تم شہد کے مشاق کو نہیں دیکھتے؟ کہ شہد کی شیرینی کے باعث کتھی کے ڈنگ کی ذرا بھی پرواہ نہیں کرتا ہے۔ اسی طرح مزدور سیر طرھی پر چڑھنے اور اترنے کی طرف توجہ نہیں کرتا ہے۔ اور بھاری بوجھ گراما کے بننے دن میں۔ صرف آٹھ آنے کی خاطر کہ جو رات کو ملیں گے اٹھاتا ہے۔ یہی حالت کاشتکار کی ہے۔ کہ غلے کی خاطر سب طرح کی مُصیبت گرجی اور مری میں برداشت کرتا ہے۔ سیکر بھائی! یہی طریقہ عابد لوگوں کا ہے۔ کہ جو اہل مجاہدہ ہیں۔ جب بہشت اور طرہ طرہ کی نعمتیں اور حورو و قصور اور طعام شراب اور صلے اور جامے۔ اور جو کچھ اُس جگہ حق تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے۔ یاد کرتے ہیں۔ تو اُن پر عبادت کی سب زحماتیں آسان ہو جاتی ہیں۔ اور لذات دُنیاوی کو ترک کر کے سب طرح کی مشقت اٹھاتے ہیں۔



حکایت

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے دوستوں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ استاد! یہ خوف اور مجاہدہ اور مشقت جو برداشت کر رہے ہو۔ اگر اس میں سے کچھ کم کر دو۔ تو بھی اُمید ہے کہ اپنی مراد کو پہنچو گے۔ آپ نے جواب دیا۔ میں کس طرح اجتہاد نہ کروں؟ میں نے سنا ہے کہ اہل بہشت اپنی منزلوں میں ہوں گے۔ ایک نور ایسا چلے گا کہ آٹھ بہشت کو روشن کر دے گا۔ لوگوں کو معلوم ہو گا۔ کہ یہ حق تعالیٰ کا نور ہے۔ رب سجدے میں گر پڑیں گے۔ پھر آواز آئے گی۔ کہ اپنے سروں کو اٹھا لو! جو کچھ تم نے گمان کیا ہے۔ وہ نہیں ہے۔ یہ نور اس باندی کے دانتوں میں سے نکلا ہے۔ کہ جو اپنے شوہر کے ساتھ ہنسی ہے۔ یہ اور اسی قسم کی دوسری باتیں مجاہدے کا ثمرہ ہیں۔

میں کہتا ہوں! کہ جب کے عبادت دو چیز پر موقوف ہے۔ ایک عبادت پر قائم ہونا اور دوسرے گناہ سے بچنا۔ یہ دونوں نفس سے نہیں ہو سکتی ہیں۔ کیونکہ نفس بدی کی طرف امر کرنے والا ہے۔ مگر ڈرانے اور اُمید وار کرنے سے۔ کیونکہ اٹیل چوپائے کو کھینچنے والے کی اور چلانے والے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسی وقت تنگ راستے میں آفت آتی ہے۔ کہ اس کو ایک طرف سے چابک مار کر دوسری طرف چلانا پڑتا ہے۔ تاکہ کو ڈرا کر اس تنگ جگہ سے خلاصی پائے۔ اسی طرح نفس بھی ایک اٹیل چوپایہ ہے۔ اور دنیاوی خواہشات اور ان کی بلا میں پڑا ہوا ہے۔ اس کو تازیانے اور ہانکنے والے کا خوف ہے۔ اور چلانے والے سے کچھ بخشش کی بھی اُمید ہے۔ لہذا دوزخ اور عذاب کا ذکر اس کو ڈرانے والا ہے۔ اور بہشت اور ثواب کا ذکر اس کو اُمید دلانے والا ہے۔ اسی واسطے بند پر کہ جو طالب عبادت ہے۔ لازم ہے کہ اپنے نفس کو دوزخ سے ڈرائے۔ اور بہشت کا اُمید وار کرے۔ ورنہ نفس عبادت میں موافقت نہ کرے گا۔ اسی واسطے حق تعالیٰ نے قرآن مجید میں دونوں باتوں کا ذکر کیا ہے۔ یعنی وعدہ جنت کا اور وعید دوزخ سے۔ ترغیب جنت کی اور وہشت دوزخ سے۔ اور ہر ایک کو خوب

بڑھا چڑھا کر بیان کیا ہے۔ ثواب کا اس قدر بیان کیا ہے کہ اس سے صبر ناممکن ہے۔ اور عذاب کو اس قدر بیان کیا ہے کہ اس پر بھی صبر ناممکن ہے۔ لہذا تم ان دونوں باتوں کو ضروری جانو! تاکہ عبادت کی مراد حاصل ہو جائے اور مشقت کو آسانی سے برداشت کرنے لگو۔ اور اللہ ہی توفیق خیر کا مالک ہے۔

سوال اگر یہ دریافت کرو! کہ خوف اور امید کی حقیقت کیا ہے؟ اور ان دونوں کا حکم کیا ہے؟

جواب اس بات کو جان لو! کہ ہمارے علما رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے نزدیک خوف اور امید قلبی خطرات میں سے ہیں۔ اور مقدمات خوف اور رجاء کا بھی اندازہ لگایا ہے۔ اور خوف کی تعریف اس طرح بیان فرماتے ہیں۔ کہ خوف ایک لرزہ ہے۔ جو بند کے دل میں کسی مکروہ چیز کے حامل ہونے سے پیدا ہوتا ہے۔ اور خوف کے چار مقدمات ہیں۔ پہلا یہ ہے کہ اپنے گزشتہ گناہوں کو یاد کرنا۔ اور کہ بہت سے حق خواہ قیامت کے روز اپنا حق طلب کریں گے۔ دوسرا یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے سخت عذاب کو یاد کرنا۔ کہ اس کے تحمل کی طاقت نہیں رکھتے ہو۔

تیسرے یہ ہے کہ تمہارا نفس کمزور ہے۔ اس عذاب کو برداشت نہ کر سکیگا۔ چوتھے یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کو تم پر ہر وقت قدرت ہے۔ جس طرح چاہے مواخذہ کر سکے گا۔

اب امید کا بیان سنو! اول کے خوش ہونے کا نام ہے۔ اور خدا کے فضل کے ساتھ راحت پانا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کی رحمت نہایت فراخ ہے۔ یہ بھی خطرات قلبی میں سے ہے۔ اور بندے کے اختیار میں نہیں ہے۔ ایک دوسری امید ہے۔ کہ جو بندے کے اختیار میں ہے۔ یعنی خدا کے فضل اور اس کی فراخی رحمت کو یاد کرنا ہے۔ یہ بھی اول کے قریب قریب ہے۔ اور امید کی ضد نا امید ہے۔ اور یہ خدا تعالیٰ کی رحمت کے فوت ہونے کا تصور کرنا ہے۔ اور اپنے دل سے اس کے فضل کو قطع کرنا ہے۔ اور یہ صرف گناہ ہی ہے۔ خوف کی طرح امید کے بھی چار مقدمات ہیں۔

اول خدا تعالیٰ کی گذشتہ نعمتوں کو یاد کرنا ہے۔ کہ اس نے بغیر کسی سفارش کے اور بغیر کسی طرح کے استحقاق کے عنایت فرمائی ہیں۔ دوسرے خدا تعالیٰ کے بہت سے ثواب کے وعدے اور اس کی طرف سے کرامت اور بزرگی کو یاد کرنا ہے۔ تیسرے خدا تعالیٰ کی کثرت نعمت کو یاد کرنا۔ کہ اس نے دین اور دنیا میں بغیر سوال اور بغیر استحقاق کے عنایت فرمائی ہیں۔ چوتھے خدا تعالیٰ کی فراخی رحمت کو یاد کرنا ہے۔ کہ اس کی رحمت اس کے غضب سے کہیں آگے بڑھی ہوئی ہے۔ جیسے کہ ارشاد فرمایا ہے سَبَقَتْ رَحْمَتِي عَلَىٰ غَضَبِي کہ میری رحمت میرے غضب سے بڑھی ہوئی ہے (حدیث قدسی) جب اس قسم کے دونوں ذکروں کو ہر وقت یاد رکھو گے تو تمہارا واسطے خوف اور امید کا مقام حاصل ہو جائے گا۔ اور اللہ تعالیٰ ہی توفیق خیر عنایت فرمانے والا ہے۔

فصل

مرد خدا! تم پر لازم ہے کہ اس گھائی کو نہایت ہی احتیاط کے ساتھ طے کرو۔ کیونکہ یہ گھائی نہایت ہی دقیق اور خطرناک ہے۔ کیونکہ اس کا راستہ دونوں طرف کی آفتوں سے محدود ہے۔ یعنی دو طرفی آفات برباد کن اور تباہ کن ہیں۔ ایک طرف امن مہلک ہے۔ اور دوسری طرف ناامیدی مہلک ہے۔ اور امید و بیم کی راہ زان دونوں کے درمیان سے ہے۔ جو طریق عدل ہے۔ کیونکہ اگر امید غالب آجائے اس طرح کہ خوف نہ رہے۔ تو صرف امن ہو گا یہ مہلک ہے۔ جیسے کہ حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وَلَا يَأْمَنُ مَكْرَ اللَّهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْخَاسِرُونَ (سوائے خسارے والے لوگوں کے۔ اور کوئی شخص اللہ کے عذاب سے بے خوف نہیں ہوتا ہے) اور اگر خوف غالب ہو جائے۔ اس طرح کہ امید نہ رہے۔ تو صرف ناامیدی ہوگی یہ بھی مہلک ہے۔ جیسے کہ حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ إِنَّهُ لَا يُكْفِيهِمْ مِنْ مَكْرِ اللَّهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْكَافِرُونَ (سوائے کافر لوگوں کے اور کوئی شخص خدا کی رحمت سے ناامید نہیں ہوتا ہے) اور اگر مقام خوف اور امید کو جمع کر لو گے۔ تو یہ طریقہ عدل اور استقامت ہے۔ ہنابریں تمہارے واسطے اس گھائی میں تین راستے ظاہر ہوئے ہیں

ایک طریق امن۔ دوسرے طریق ناامیدی۔ تیسرے خوف اور امید کا طریق۔ جو دونوں راستوں کے درمیان ہے۔ لہذا اگر دائیں اور بائیں جھک جاؤ گے تو ہلاک ہو جاؤ گے۔ اور برباد ہونے والوں کے ساتھ حشر ہو گا۔ مشکل یہ ہے کہ دونوں مہلک طریقے آسان ہیں۔ اور عدل کا طریق مشکل ہے۔ کیونکہ امن میں راحت ہے خوف نہیں ہے خدا تعالیٰ پر بھروسہ کر کے بے خوف ہو گیا۔ اگر خوف کی طرف نظر کرو۔ تو سیارست اور ہیبت اور ناقصہ اولیا اور اصفیا پر بھی ہے۔ کسی طرح کی امید نہیں رہتی ہے۔ لہذا دفعتاً ناامیدی ہو جاتی ہے۔ لہذا تمنا رحمت اور تمنا عذاب کو مت دیکھو۔ بلکہ دونوں کی طرف نگاہ کر کے ایک درمیانی باریک راستہ اختیار کر لو۔ تاکہ سلامت رہو۔ اس کے بیان پر خوب غور کرو۔ اور اس مشکل کام کے لئے خوب چاق و چوبند اور ہوشیار ہو جاؤ۔

اور اس بات کو جان لو کہ اس نفس کا ہل اور شوخ کو ممنوعات اور گناہوں سے بچاؤ۔ اور اس کے واسطے عبادت کا کسب کرو۔ اور تین اصل کو یاد رکھو۔ ایک یہ ہے کہ حق تعالیٰ کے احکام رغبت و لالنے اور ڈرانے کے یاد رکھو۔

دوسرے ان فعلوں کو یاد رکھو۔ کہ جن کے ذریعے عذاب اور مواخذہ ہے۔ تیسرے قیامت کے روز حق تعالیٰ جو کچھ بندوں کو عذاب اور ثواب دیگا۔ اس کو یاد رکھو۔ اور ان تین اصل کی تفصیل نہایت دراز ہے اور ان کے بیان میں میں نے ایک کتاب تذبذب الغافلین تصنیف کی ہے۔ تاہم اس کتاب میں بھی چند کلمات اس بارے میں ذکر کرتا ہوں۔ کہ جن سے مقصود کی طرف اشارہ ہو گا۔ پہلا اصل حق تعالیٰ کے اقوال کے بیان میں ہے۔ مرد خدا! حق تعالیٰ کی کتاب میں غور کرو۔ کہ ترغیب اور ترہیب۔ خوف اور امید کے متعلق کیا ارشاد فرمایا ہے؟ امیہ کے متعلق آیات سنو!

(۱) لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا

(خدا کی رحمت سے مایوس نہ ہونا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ سب گناہوں کو بخش دے گا۔)

(۲) وَمَنْ يَغْفِرِ الذُّنُوبَ إِلَّا اللَّهُ (خدا کے سوا گناہوں کو کون

بخشتا ہے؟

(۳) عَافِيَ الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ ۙ (حق تعالیٰ گناہوں کو بخشنے

والا اور توبہ کو قبول کرنے والا ہے) *

(۴) وَهُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ وَيَعْفُو عَنِ السَّيِّئَاتِ ۙ

(وہی خدا ہے کہ جو توبہ کو اپنے بندوں سے قبول کرتا ہے۔ اور گناہوں کو معاف کرتا ہے) *

(۵) كَتَبَ سِرِّكُمْ عَلَىٰ نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ (تمہارے رب نے اپنے آپ

پر رحمت کو فرض کر رکھا ہے) *

(۶) وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ فَسَاكُنْهَا الَّذِينَ يَتَّقُونَ ۙ (میری

رحمت میں ہر ایک چیز کی سمائی ہے۔ میں نے پرہیزگاروں کے واسطے ہی مقرر کر

رکھی ہے) *

(۷) إِنَّ اللَّهَ بِالنَّاسِ لَكَرِيمٌ (یقیناً اللہ لوگوں کو بخشنے

والا مہربان ہے) *

(۸) وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِينَ رَحِيمًا (اور اللہ ایمان والوں پر مہربان ہے) *

مذکورہ بالا آیات امید کے متعلق ہیں۔ اب خوف اور سیاست کے متعلق

آیات سنو! *

(۱) يَا عِبَادِ فَاتَّقُوا (میکر بندو مجھ سے ڈرو!) *

(۲) أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا (کیا تمہارا گمان ہے کہ ہم نے تم کو

فضول ہی پیدا کر دیا ہے؟) *

(۳) أَلَيْسَ لَكُم مِّنْ عَمَلٍ شَيْءٌ (کیا انسان گمان کرتا ہے

کہ ہم اس کو یونہی چھوڑ دیں گے) *

(۴) وَمَنْ يَعْمَلْ سُوءًا يُجْزَىٰ بِهِ (اور جو شخص بُرا عمل کرے گا۔ اس کو سزا

دیا جائے گا) *

(۵) وَقَدْ مَنَّآ عَلَىٰ الْمَؤْمِنِينَ إِذْ أَخْرَجْنَاكَ مِنَ مَقْعَدِ الْكُفْرِ (اور ہم نے تم کو کفر سے نکلنے

اور بڑھے ہم ان کے عمل کی طرف۔ پس کرو یا ہم نے اس کو بلایا میرٹ) *

اب ان آیات کو سنو! کہ جو خوف اور امید دونوں کے متعلق ہیں *

(۱) نَبِيٌّ عِبَادِي رَأَيْتُ اَنَا الْغَفُورُ الشَّحِيحَةُ (میرے بندوں

کو میری طرف سے خبر دو! کہ میں یقیناً بخشنے والا مہربان ہوں) ❖

(۲) وَاِنَّ عَذَابِي هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِيمُ (یقیناً میرا عذاب نہایت

ہی دردناک عذاب ہے) ❖

(۳) شَدِيدٍ يُّدْ الْعِقَابِ (خدا تعالیٰ سخت عذاب دینے والا ہے) ❖

(۴) ذِي الطُّوْلِ كَالِهٖ اَكَا هُوَ (اللہ فضل والا ہے۔ اس کے سوا

کوئی معبود نہیں ہے) ❖

(۵) وَيَجِدُ مَرْكُمُ اللّٰهُ نَفْسًا (اور اللہ تم کو اپنے آپ سے ڈراتا ہے) ❖

(۶) وَاللّٰهُ سَرُوتٌ بِالْعِبَادَةِ (اور اللہ بندوں کو بخشنے والا مہربان ہے) ❖

(۷) مَنْ خَشِيَ الرَّحْمٰنَ الْغَيْبِ (کون شخص ہے؟ کہ جو رحمان سے بن دیکھے

ڈرتا ہے؟) ❖

ایک میں رحمت، دوسرے میں ساختہ ہی عذاب ہے۔ تیسرے میں عذاب۔

چوتھے میں ساختہ ہی فضل ہے۔ تاکہ خوف غالب نہ ہو جائے۔ پانچویں میں عذاب۔

چھٹے میں ساختہ ہی مہربانی ہے۔ اب نمبر سات پر غور کرو! خوف کو لفظ رحمان کے ساتھ

بیان کیا۔ جَبَّارٌ۔ تہا رَمِيْتُمْ۔ متکبر۔ کے اسم کے ساتھ ذکر نہیں کیا ہے۔ تاکہ خوف

ذکر رحمت کے ساتھ ہو۔ اور تمہارا دل خوف کے ساتھ ایک دم بھڑک اٹھے جیسا

کہ بیان کرتے ہیں۔ اپنی ماورِ مہربان سے نہیں ڈرتے ہو؟ اور اپنے باپ مہربان

سے خوف نہیں کھاتے ہو؟ اور امیرِ کریم سے نہیں ڈرتے ہو؟ ان آیات بالا سے

یہ مراد ہے۔ کہ اُمید اور خوف کے درمیان درمیان متوسط راہ پر چلو!

دوسرا اصل یہ ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کے افعال اور اس کے معاملے میں

نظر کرو! بہر حال خوف کا بیان سُنُوْا کہ شیطان نے اتنی ہزار سال عبادت کی۔

یہاں تک کہ راوی لوگ بیان کرتے ہیں۔ کہ روئے زمین پر ایک قدم کی جگہ سجدے

سے باقی نہ رہی۔ شیطان نے خدا کے ایک فرمان کا انکار کیا۔ لہذا اسی ہزار سال

کی عبادت اس کے مُنہ پر ماری گئی۔ روزِ قیامت تک ملعون ہوا۔ اور ہمیشہ کے

عذاب میں گرفتار ہے ❖

یہاں تک کہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو دیکھا کعبہ شریف کے پرودے پر ہاتھ ڈالے ہوئے عرض کرتے ہیں۔ میکہ خراب! میکہ نام اور جسم کو بدل نہ کرنا!

حق تعالیٰ نے حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے قدرت سے پیدا کیا۔ اور فرشتوں سے سچا کر لیا۔ اور اپنے جوار رحمت میں جگہ عنایت فرمائی۔ میکہ بھائی! سوچو! صرف ایک گستاخی کی۔ یعنی بے اجازت ایک پھل کھایا۔ حکم ہوا کہ تم نافرمان ہو۔ اور میکہ ہمسائے میں رہنے کے قابل نہیں ہو۔ اور فرشتوں کو حکم ہوا کہ آدم کو ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک اتارتے جاؤ۔ یہاں تک کہ حضرت آدم علیہ السلام زمین پر آگے۔ چالیس سال تک گریہ وزاری کی تو پھر آپ کی توبہ قبول ہوئی۔ آپ کو اور آپ کی اولاد کو ذلت اور خواری جو ہمیشہ کے لئے پیش آئی وہ سب پر روشن ہے۔

پھر شیخ المسلمین حضرت نوح علیہ وعلی نبینا الصلوٰۃ والسلام کا واقعہ سنو! آپ نے اپنی قوم کی وعظ و نصیحت میں جو تکلیف اٹھائی ظاہر ہے۔ صرف ایک کلمہ بلا وجہ بول اٹھے۔ تو آواز آئی۔ میں تم کو نصیحت کرتا ہوں! کہ وہ چیز مرت طلب کرو کہ جس کے انجام بابت تم کو علم نہیں ہے۔ اور انجان نہ ہو! روایت کرتے ہیں کہ آپ نے پھر آسمان کی طرف شرم کے باعث چالیس سال تک نگاہ نہ کی۔

اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ وعلی نبینا الصلوٰۃ والسلام کا ماجرا سنو! کہ آپ سے صرف ایک لغزش ہوئی۔ آپ نے خوف اور وہشت سے اس قدر گریہ وزاری کی۔ کہ حق تعالیٰ نے آپ پر جبرائیل علیہ السلام کو نازل فرمایا اور حکم آیا۔ ابراہیم! کیا تم نے دیکھا ہے؟ کہ دوست اپنے دوست کو آگ کا عذاب دیتا ہے؟ آپ نے جواب دیا! جبرائیل! جب میں گناہ کو یاد کرتا ہوں۔ تو اس کی دوستی بھول جاتی ہے۔

پھر حضرت موسیٰ بن عمران علیہ وعلی نبینا الصلوٰۃ والسلام کا حادثہ یاد کرو! صرف اپنے غصے سے ایک پتھر مارا تھا۔ ڈرے اور استغفار کی سبب انیظلمت کفستی فاعفنی

(سید خدایا میں نے اپنی جان پر ظلم لیا۔ تو مجھ کو بخشے)۔
 پھر آپ ہی کے زمانے میں بلعم باعور ہو گزرا ہے۔ اس کی حالت یہ
 تھی کہ جب اوپر کو نظر کرتا تھا۔ تو عرش کو دیکھتا تھا۔ دنیا اور دنیا داروں کی طرف
 راغب ہوا۔ اور اولیاء اللہ میں سے ایک ولی کی حرمت نہ کی۔ اور اپنے مرتبے
 پر اتر آیا تو کتنے کی طرح درکایا گیا۔ اور ہمیشہ کے لئے گمراہی اور بربادی کے
 اوریا میں غوطے کھانے لگا۔ میں نے ایک عالم سے سنا کہ جو بیان کرتے تھے۔
 کہ بلعم باعور کی محفل میں بارہ ہزار دوات ہوتی تھی۔ ان طالب علموں کی کہ اس
 سے علم سیکھتے تھے۔ پھر جب خدا تعالیٰ کی درگاہ سے راندہ گیا۔ تو پہلے پہل
 جو اس نے کتاب تصنیف کی اس میں یہ مضمون تھا کہ جہان کے واسطے کوئی
 صانع نہیں ہے۔ فَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ سَخَطِهِ رَحِمَ اللّٰہِی کے ساتھ اس کے غضب سے
 پناہ مانگتے ہیں) غور کرو! کہ دنیا کی دوستی اور اس کی شامت اہل علم کو کہ صرلے
 جاتی ہے؟ لہذا بیدار ہو جاؤ! کہ بہت بڑا کام ہے اور عمر اور عمل کو تباہ ہے۔
 اور آنکھوں والے حقوڑے ہیں۔

پھر خلیفۃ اللہ حضرت داؤد علیہ وعلیٰ نبینا الصلوٰۃ والسلام کا حال سنو!
 کہ آپ نے صرف ایک گناہ کیا اور اس قدر گریہ و زاری کی۔ کہ آپ کی آنکھوں کے
 آنسوؤں سے زمین پر گھاس پیدا ہو گئے تھے۔ پھر آپ نے دعا مانگی میرے خدا!
 میری گریہ اور زاری پر رحم نہ کرے گا؟ جواب ملا کہ داؤد! کیا گناہ کو بھول گئے ہو؟
 اور رونے کو یاد کرتے ہو؟ چالیس روز تک آپ کا رونا قبول نہ ہوا۔ اور ایک
 روایت میں آیا ہے کہ آپ چالیس سال تک روتے رہے تھے۔

اس کے بعد حضرت یونس علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے وقوعے
 پر غور کرو۔ کہ آپ نے صرف ایک بار بیجا غصہ کیا تھا۔ مچھلی کے پیٹ میں چالیس
 روز تک قید رہے۔ اور سمندر کی گہرائی میں یہ دعا مانگتے رہے۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ
 بِنِعْمَتِكَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ۝ رترے سو کوئی معبود نہیں ہے! اور میں
 بیشک ظلم کرنے والوں میں سے ہوں) فرشتوں نے آدمی کی آواز سنی۔ اور
 عرض کی: ہمارے خدا! مشہور آواز! نا معلوم مکان سے آتی ہے! حق تعالیٰ

نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ یہ آواز میرے بیٹے یونس کی ہے۔ پھر فرشتوں نے آپ کے واسطے سفارش کی۔ تاہم بجائے یونس کے آپ کا اسم شریف ذوالنون (مچھلی والا) بدل لایا۔

اسی طرح حضرت سید المرسلین صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم تک سلسلے وار چلے آؤ۔ اب تمام مخلوق میں معزز اور مکرم ہیں۔ حضور کو ارشاد ہوتا ہے فَاَسْتَقِمْ كَمَا اَهْرَتْ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ وَكَانَ تَطْعُوًا رَاتَةً بِمَا تَعْمَلُونَ لِحَبِيْبِرْہٗ دَآپ اور آپ کے ساتھ توبہ کرے۔ والے لوگ۔ استقامت حاصل کرو۔ اور سرکش نہ بنو! کیونکہ حق تعالیٰ تمہارے اعمال کو جانچنے والا ہے، یہاں تک کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ مجھ کو سورہ ہود نے بوڑھا کر دیا ہے۔ اور اس قدر رات کو قیام کرنے کرنے لگے۔ کہ آپ کے پاؤں مبارک پر دم ہو جایا کرتا تھا۔ اصحاب کرام نے عرض کی کہ یا رسول اللہ حق تعالیٰ نے آپ کے آئندہ اور گزشتہ گناہ بخش دیئے ہیں۔ پھر یہ تکلیف کس واسطے ہے؟ آپ نے جواب دیا کہ میں شکر کرنا والا آدمی ہوں پھر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے ایک واقع پر نگاہ کرو۔ کہ جو بہترین قرون میں تھے۔ ایک بار باہمی دل لگی کر رہے تھے۔ یہ آیت نازل ہوئی۔ اَلْكَافِرِيْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِنْ تَحْسَبْ قُلُوْبُهُمْ لِنَسِ الْاَللّٰهِ دَرَكِيْا اِيْمَانٍ وَاَرْوٰى كِيُوَاسِطَٖ وَت نہیں آیا ہے؟ کہ ان کے دل یا د خدا میں پاش پاش ہو جائیں، خیال کرو! کہ یہ اُمت مرحومہ بہترین اُمتوں کی ہے۔ اس پر بھی کس قدر حد اور سیامت قائم کی گئی ہے؟

حضرت یونس رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں! ایسے شخص سے نڈر نہ ہونا! کہ جس نے ایک روپیہ چار آنے کے عوض میں تم کو ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا ہے! ممکن ہے کہ قیامت کے روز اس کا عذاب بھی اسی طرح کا ہو؟

اب امید کی بابت سُنو! کہ خدا تعالیٰ کی رحمت کس قدر فراخ ہے؟ اس کی حد اور نہایت کو کون شخص پہچان سکتا ہے؟ اور اس کی صفت کوئی کیا بیان کرے گا؟ حق تعالیٰ کی رحمت ایسی ہے۔ کہ ستر سال کے کافر کو ایک گھڑی کے ایمان سے بخش دیتا ہے۔ تمہیں معلوم نہیں ہے؟ کہ فرعون کے جادوگر حضرت

موسیٰ علیہ وعلیٰ نبینا الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ جنگ کرنے کے واسطے آئے اور انہوں نے اپنے غالب ہونے کے واسطے فرعون کی عزت کی قسم کھائی۔ پھر انہوں نے صدق دل سے ایک ہی بات کہی۔ اَمَّا بِرَبِّ الْعَالَمِينَ سَابِ مُوسَىٰ وَهَارُونَ رَّبِّ الْعَالَمِينَ۔ رب موسیٰ اور ہارون پر ایمان لائے ہیں، نوح تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول کی۔ اور ان کے تمام گزشتہ گناہ بخش دیئے۔ اور وہ بہشت میں شہیدوں کے سردار بنے۔ یہ حق تعالیٰ کا معاملہ ان لوگوں کے ساتھ ہے کہ جنہوں نے اس کو صرف ایک گھڑی پہچانا تھا۔ لہذا ان لوگوں کے ساتھ کیا اچھا معاملہ ہوگا؟ کہ جنہوں نے اپنی ساری عمر توحید الہی میں گزار دی ہے۔

تہیں معلوم نہیں ہے؟ کہ اصحاب کف نے اپنی سب عمر کفر میں گذاری تھی۔ جب انہوں نے یہ کہا رَبَّنَا ادْبِ السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضِ (ہمارا رب آسمانوں اور زمین کا رب ہے) تو حق تعالیٰ نے ان کو قبول کر کے عزیز اور مکرم بنایا۔ اور ان کو کس قدر حرمت اور سمیت عنایت فرمائی۔ یہاں تک کہ ان کی یا بہترین خلق سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو ارشاد ہوتا ہے۔ لَوِ اطَّلَعْتَ عَلَيَّ لَوَدَّعَتِ مِنْهُمْ فَرَاہًا وَّمَلَّيْتُ مِنْهُمْ رَعْبًا اگر آپ ان پر جھانکو! تو ان سے منہ پھیر کر بھاگو! اور ان کے رعب سے پڑ ہو جاؤ!) بلکہ ان کے کتے نابعدار کو کسی قدر مکرم فرمایا؟ کہ قرآن مجید میں اس کا ذکر بھی کیا جگہ آیا ہے حالانکہ وہ کتا صرف چند قدم عارفان الہی کے ساتھ چلا تھا۔ بنا بریں حق تعالیٰ کے فضل اور رحمت کی حالت ایماندار بندے کے ساتھ کیسی ہوگی؟ کہ جس نے ستر سال عبادت میں گزارے۔ اور اگر ستر ہزار سال تک بھی زندہ رہتا۔ تو بھی عبادت کرتا رہتا۔

اور کیا تم نے سنا نہیں ہے؟ کہ حضرت نوح علیہ وعلیٰ نبینا الصلوٰۃ والسلام پر گندگاریوں کی ہلاکت کے لئے بددعا کرنے پر کس قدر عتاب الہی نازل ہوا تھا۔ اور قارون کے بارے میں حضرت موسیٰ علیہ وعلیٰ نبینا الصلوٰۃ والسلام پر کس قدر عتاب ہوا تھا۔ کہ قارون نے زمین میں دھستے وقت آپ سے فریاد کی اور اپنے نہ سنی! مجھ کو میری عزت اور جلال کی قسم ہے۔ کہ قارون مجھ سے فریاد کرتا۔ تو میں اس کی فریاد ضرور قبول کرتا۔ اور اس کی نافرمانی سے درگزر کرتا۔

اور حضرت یونس علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام پر آپ کی قوم کی بابت کس قدر عتاب نازل ہوا کہ وہ کی بل پر کہ جس کو میں نے ایک گھڑی میں پیدا کیا۔ اور ایک گھڑی میں خشک کر دیا۔ غم کھاتے ہو! اور ان لوگوں پر کہ جو ایک لاکھ نفوس سے زیادہ تھے۔ ان کو وعدہ عذاب دینے میں کچھ بھی غم نہ آیا۔

اور نیز آنحضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پر کس طرح عتاب نازل فرمایا ہے؟

چنانچہ روایت کرتے ہیں کہ آپ باب بنی شیبہ سے مسجد حرم شریف میں داخل ہوئے۔ کچھ لوگوں کو دیکھا کہ وہ ہنس رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ ہنستے کیوں ہو؟ میں ہنسی میں بھلائی نہیں دیکھتا ہوں۔ جب آپ حجر اسود کے قریب پہنچے تو آپ پچھلے پاؤں ان کی طرف واپس آئے۔ اور ارشاد فرمایا کہ جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے۔ اور مجھ سے کہا کہ حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ یا محمد! میری رحمت سے میرے بندوں کو نادمی مرت کرو! نیک بندوں کی قسم ہے کہ میں اپنے بندوں پر بخشش اور مہربانی کرنے والا ہوں۔

اور مشہور حدیث شریف ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حق تعالیٰ کی رحمت کے ایک ٹوٹے ہیں۔ ایک حصہ دنیا میں جن اور انسان اور باقی جانداروں میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔ اور ننانوے حصے قیامت کے روز بندوں پر رحمت کے ذخیرے رکھے گئے ہیں۔

اور اس بات کو جان لو کہ جب کے حق تعالیٰ نے تم کو اپنی معرفت عنایت فرمائی ہے۔ اور اس اُمت مرحومہ میں پیدا کیا ہے۔ خاص کر اہل سنت والجماعت میں۔ اور ظاہری اور باطنی نعمتیں عنایت فرمائی ہیں۔ لہذا اس کے فضل عام سے امیر ہے۔ کہ ان ننانوے حصوں رحمت سے کہ جو اس نے ذخیرہ رکھے ہوئے ہیں۔ تم کو ضرور کامل حصہ رحمت فرمائے گا۔

تیسرا اصل قیامت کے وعدے اور وعید کے ذکر میں ہے۔ ان چار حالتوں کو یاد کرو! موت۔ قبر۔ قیامت۔ روزِ آخر اور بہشت۔ اور ہر ایک مقام میں جو خطرات تابعی اوروں اور نافرمانوں۔ گاہلوں اور کوشش کرنے والوں کے واسطے ہیں۔

موت کا حال سُنو! اور دو مردوں کی حالت پر غور کرو! حضرت شبر مہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ کسی شخص کی بیمار پڑھی کے واسطے گئے۔ جو سکرات موت میں مبتلا تھا۔ اور ایک شخص اُس کو کلمہ شہادت تلقین کر رہا تھا۔ شعبی نے اُس شخص کو کہا کہ زمی کے ساتھ مریض کو تلقین کرو! مریض نے کہا کہ میں تلقین کو کبھی نہ چھوڑوں گا۔ شعبی نے کہا کہ خدا کا شکر ہے کہ جس نے میرے دوست کو نجات عنایت فرمائی ہے۔

دوسری حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد کی حکایت ہے شاگرد سکرات موت میں تھا۔ آپ اُس کو سورہ یس شریف سنانے لگے۔ شاگرد نے کہا۔ اُسٹا دیا یہ سورہ موت پڑھو! حضرت فضیل خاموش ہوئے۔ پھر کلمہ شہادت تلقین کرنے لگے۔ شاگرد بولا کہ میں نہ پڑھوں گا۔ میں کلمہ سے بیزار ہوں۔ پھر وہ اسی حالت میں مر گیا۔ حضرت فضیل اپنے گھر واپس آکر چالیس روز تک روتے رہے پھر اپنے اُس کو خواب میں دیکھا کہ دوزخ کی طرف لٹے جاتے ہیں۔ آپ نے شاگرد سے دریافت کیا کہ کس چیز کے باعث تجھ سے خدا تعالیٰ کی معرفت چھینی گئی؟ حالانکہ تو میرے شاگردوں میں بڑا عالم تھا۔ اُس نے جواب دیا کہ تین چیز کے باعث غمازی یعنی آپ کے فرمان کے خلاف دوستوں کو بتایا تھا۔ دوسرے حسد۔ تیسرے یہ ہے کہ مجھ کو ایک بیماری تھی طبیعت مجھ پر کہا۔ کہ اگر ہر ایک سال میں ایک پیالہ شراب نوش کرو گے۔ تو تمہاری بیماری جانی رہے گی۔ لہذا میں ایک جام شراب پیتا رہا۔

اب دوسرے اور دو مردوں کی حالت سُنو! حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ حکایت بیان فرماتے ہیں۔ کہ ایک مرد خدا سکرات موت کی حالت میں آسمان کی طرف نظر کر کے ہنستا تھا۔ اور کہتا تھا مِثْلِ هَذَا فَلْيَعْمَلِ الْعَالَمُونَ عَمَلِ كَرْنِ وَالْوَلْوَلِ كُو چاہئے کہ اسی طرح کے عمل کریں! دوسرے مرد کی بابت حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں اپنے پڑوسی کے پاس اس کے سکرات موت کے وقت گیا۔ اُس نے کہا کہ مالک! میں اپنے سامنے دو پہاڑ آتشین دیکھ رہا ہوں۔ اور مجھے وہاں جانے کے لئے مجبور کر رہے ہیں۔ اُس کے گھر والوں سے دریافت کیا۔ کہ اُس کی حالت کیا تھی؟ انہوں نے کہا کہ

اس کے پاس دو پیانے ناپنے کے تھے۔ ایک کے ساتھ خریدتا تھا۔ اور دوسرے کے ساتھ فروخت کرتا تھا۔ میں نے دونوں پیانے طلب کئے۔ ایک کو دوسرے پر مار کر توڑ ڈالے پھر میں نے اُس مرد سے پوچھا کہ کیا حالت ہے اُس نے کہا کہ پہلے کی نسبت اور بھی حالت بد ہے۔

پھر قبر اور اُس کی حالت بعد موت کے یاد کروا اور دو مردوں کا حال سنو! حضرت صالح رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کو اُن کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا۔ میں نے عرض کی۔ یا ابا عبد اللہ آپ کی کیسی حالت ہے؟ آپ نے چہرہ پھیر لیا اور فرمایا کہ یہ وقت کثیث کے ساتھ پکارنے کا نہیں ہے۔ پھر میں نے عرض کی! سفیان؟ آپ کی حالت کیسی ہے؟ فرمایا کہ میں نے اپنے پروردگار کو دیکھا۔ اُس نے میرے مشاہدے کے بعد ارشاد فرمایا! کہ تجھ کو شگوا ہو! میری رضا کے ساتھ تاریک جنگلات میں پھرنا۔ اور چشم گریاں کے ساتھ میرے شوق میں قیام کرنا! لہذا اِس وقت تم کو اختیار ہے کہ ایک محل پسند کر لو! اور میری زیارت کرتے رہو! کیونکہ میں تم سے دور نہیں ہوں۔

ایک دوسرے بزرگ ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ میں نے ایک مرد کو خواب میں دیکھا۔ کہ اُس کے چہرے کا رنگ بدلا ہوا ہے۔ اور اُس کے دونوں ہاتھ گردن پر بندھے ہوئے ہیں۔ میں نے دریافت کیا کہ حق تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا کیا؟ اُس نے جواب دیا کہ جس زمانے میں ہم بازی کرتے تھے۔ وہ گذر گیا۔ اب یہ زمانہ ہے۔ کہ ہمارے ساتھ بازی کرتے ہیں۔

پھر اور دو مردوں کا حال سنو! ایک ہے۔ کہ حضرت صالح رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں۔ کہ میرا ایک لڑکا اسی رات میں شہید ہوا تھا۔ جس رات کہ حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے وفات پائی تھی۔ میں نے اپنے فرزند کو خواب دیکھا۔ اور اُس سے دریافت کیا۔ کیا میرے فرزند! کیا تو مرا نہیں تھا؟ اُس نے کہا نہیں! میں تو شبیر ہوا تھا۔ اور خدا تعالیٰ کے نزدیک زندہ ہوں۔ مجھے وہ رزق عنایت فرماتا ہے۔ پھر میں نے دریافت کیا۔ کہ کیا باعث ہے؟ کہ میں نے تم کو اب تک نہ دیکھا! اُس نے جواب دیا کہ آسمان میں منادی کی گئی تھی۔ کہ تمام ابنیا علیہم السلام اور اولیائے

کرام اور رب صدیق اور شہید رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز کے جنازے کی نماز میں حاضر ہو جائیں۔ لہذا میں بھی حاضر ہوا۔ اور نماز جنازہ ادا کی۔ پھر میں وہاں سے آ رہا ہوں کہ آپ کو اسلام علیکم کہوں!

دوسرے مرد کی حکایت یہ ہے کہ حضرت ہشام بن جناب رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں۔ کہ میرا ایک جوان بیٹا مر گیا۔ میں نے اس کو خواب میں دیکھا کہ بوڑھا ہو گیا ہے میں نے اس سے دریافت کیا۔ کہ بیٹا! یہ بڑھا پاکیسا ہے؟ اس نے جواب دیا۔ کہ جب ہم کو فرشتگان عذاب و وزخ کے پاس لے گئے۔ تو انہوں نے ایک نہایت ہی سخت نعرہ مارا جس کے باعث ہم سب بوڑھے ہو گئے ہیں۔

روز قیامت کی بابت حق تعالیٰ کے اس فرمان پر غور کرو: **يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِينَ إِلَى الْرَحْمٰنِ وَفَدًا وَنَسُوْقُ الْمُبِدِّمِۦنَ اِلَىٰ اَجْهَتِّمُ وَاٰرْحٰشِ** کے روز پر ہیزگار لوگ رحمان کی طرف گروہ درگروہ ہو کر جائیں گے۔ اور گنہگاروں کو پیمانہ کی حالت میں دوزخ کی طرف گھسیٹ کر لیجائیں گے (پر ہیزگار جب قبر سے نکلے گا تو تلخ اور خلعت پہن کر براق پر سوار ہو گا اور عورت کے باعث اس کو پیدل نہ چلنے دیں گے۔ اور گنہگار قبر سے نکلتے ہی فرشتگان عذاب اور قہر دیکھے گا۔ اور اس کی ذلت کے باعث اس کو اپنے پاؤں چلنے نہ دیں گے۔ بلکہ گھسیٹ کر دوزخ میں لیجائیں گے۔

اور میں نے ایک عالم سے سنا ہے اس نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم سے روایت ہے۔ کہ قیامت کے روز ایک قوم قبروں سے نکلے گی۔ اور پر دار اونٹوں پر سوار ہو کر میدان قیامت کو طے کر کے۔ بہشت کی دیواروں پر اترے گی۔ جب فرشتے ان کو دیکھیں گے تو ایک دوسرے سے باہمی دریافت کریں گے۔ کہ یہ کون لوگ ہیں؟ پھر ایک دوسرے کو جواب دیں گے۔ کہ شاید ہوں تو ہوں اُمّت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم کی ہوگی۔ پھر چنانچہ فرشتے آگے بڑھ کر دریافت کریں گے کہ کون ہو؟ اور کس کی اُمّت ہو؟ وہ لوگ جواب دینگے کہ ہم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم کی اُمّت میں سے ہیں۔ فرشتے دریافت کریں گے کہ تمہارا حساب ہو گیا ہے؟ کہیں گے نہیں! پھر دریافت کریں گے

کہ تمہارے عملوں کا وزن ہو چکا ہے؛ کہیں گے نہیں! پھر پچھیں گے کہ تم نے اپنے نامہ اعمال پر ٹھہ لئے ہیں؛ کہیں گے نہیں! پھر فرشتے کہیں گے کہ واپس ہو جاؤ۔ یہ باتیں ابھی تمہارے درپیش ہیں۔ پھر یہ لوگ فرشتوں سے دریافت کریں گے کہ تم نے ہم کو کچھ دیا ہے؛ کہ ہم سے حساب لیا جائے؛ پھر منادی آواز دے گا کہ بندگانِ خدا سچ کہتے ہیں مَا عَلَى الْمُحْسِنِينَ مِنْ سَبِيلٍ نیکو کاروں پر کسی راہ سے گرفت نہیں ہے)۔

پھر بہشت اور دوزخ کے حال بابت ان دو آیتوں پر غور کرو!
 (۱) حَقُّ تَعَالَى ارشاد فرماتا ہے وَسَقِّمُكُمْ بِمَشْرَابٍ طَيِّبٍ
 (اور ان کا رب ان کو پاک شربت پلائے گا)۔

(۲) اِنَّ هٰذَا كَانَ لَكُمْ جَنًا وَّوَكَّانَ سَعِيْكُمْ مَّشْكُوْسًا

(یہ تمہارے نیک اعمال کا بدلہ ہے۔ اور تمہاری کوشش قابلِ شکر یہ ہے)۔

اور دوزخی گروہ اس طرح کہے گا۔ جیسا کہ حق تعالیٰ ان کی زبانی ارشاد فرماتا ہے۔ سَابْنَا اَخْرَجْنَا مِنْهَا فِرَانَ عُدْنَا فَاِنَّا ظَالِمُوْنَ ۗ قَالَ اَخْسَوْوْا فِيْهَا وَاكْتُمُوْا ۗ (ہمارے رب! ہم کو دوزخ سے نکال۔ اگر پھر ہم ایسا کریں گے۔ تو ہم ظالم ہیں۔ حکم ہوگا! دوزخ سے رہو اسی میں اور زیادہ بلکہ اس مرت کرو!) روایت کرتے ہیں کہ جب یہ حکم ہوگا۔ تو دوزخی کہتے ہو جائیں گے۔ اور کتوں کی طرح بھوکیں گے۔ حق تعالیٰ اپنے فضل اور کرم سے ہم سب کو اس ذلت اور عذاب سے بچاؤں گے۔ کیونکہ یہ بڑی خطرناک مصیبت ہے)۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رازی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں میں نہیں جانتا ہوں کہ ان دو مصیبتوں میں سے کونسی سخت تر ہے؛ نعمتِ بہشت کا فوت ہونا یا دوزخ میں داخل ہونا۔ بہر حال نعمتِ کافوت ہونا۔ عذابِ دوزخ سے آسان ہے کیونکہ ہمیشہ عذاب میں رہنا بہت بڑی آفت ہے۔ اگر ہمیشگی نہ ہو تو سب کام آسان ہیں۔ اور ہمیشگی عذاب کی نہایت ہی دشوار امر ہے۔ کونسا دل اس کو برداشت کر سکتا ہے؛ اور کونسا نفس اس پر صبر کرے گا؟

اسی واسطے حضرت عیسیٰ علیہ وعلیٰ نبینا الصلوٰۃ والسلام ارشاد فرماتے ہیں۔

کہ ہمیشگی عذاب کو یاد کرنا۔ خوف والے دلوں کو پاش پاش کرتا ہے۔
 حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ رب سے پیچھے ایک
 شخص دوزخ میں سے نکالا جائے گا۔ کہ جس کا نام صناد ہو گا۔ اس پر ایک ہزار سال
 تک عذاب ہو گا۔ بعد ہزار سال کے وہ فریاد کرے گا۔ اور کہے گا۔ یا مَنانُ یا مَنانُ
 (میرے غمخوار! رب سے بڑھ کر احسان کرنے والے!) یہ بیان کر کے آپ رو پڑے۔ اور
 فرمانے لگے۔ کاش! کہ صناد میں ہی ہوتا! حاضرین نے اس بات سے تعجب کیا۔ آپ
 نے فرمایا کہ تعجب کیوں کرتے ہو؟ کیا اس کے دوزخ سے نکلنے کا وقت نہیں ہے؟
 میں کہتا ہوں کہ حاصل کلام ایک ہی اصل پر رجوع کرتا ہے۔ اور وہ ایک نکتہ
 ہے۔ کہ جو کمروں کو توڑتا ہے اور چہروں کو زرد کرتا ہے۔ اور دلوں کو کاٹتا ہے۔ اور
 جگر کو پاش پاش کرتا ہے۔ اور آنکھوں کو رلاتا ہے۔ اور وہ معرفت الہی کے سلب
 ہو جانے کا خوف ہے۔ یہ خوف کھانے والوں کے خوف کی غایت اور نہایت ہے۔
 عارفان الہی میں سے ایک بزرگ نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ تین طرح کے غم ہیں
 ایک عبادت کا غم کہ قبول ہوگی یا نہیں۔ دوسرے گناہ کا غم کہ بخشا جائے گا۔ یا نہیں۔
 تیسرے معرفت کا غم۔ ایسا نہ ہو کہ سلب ہو جائے۔

اور اہل اخلاص ارشاد فرماتے ہیں کہ غم صرف ایک ہی ہے۔ کہ معرفت الہی
 سلب نہ ہو جائے! اور اس کے سوا سب غم آسان ہیں۔ کیونکہ ان کی حد ہے۔ ختم
 ہو جاتے ہیں۔

اور روایت کرتے ہیں کہ حضرت یوسف اسباط رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا
 ہے۔ کہ میں حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تھا۔ میں نے دیکھا کہ آپ
 ساری رات روتے رہے میں نے عرض کی کہ آپ گریہ کیوں کرتے ہیں؟ شاید کہ
 آپ کا رونا گناہوں کے باعث ہے۔ پھر زمین میں سے گھاس پیدا ہوا۔ آپ نے
 ارشاد فرمایا کہ گناہوں کا بخشنا حق تعالیٰ کے نزدیک اس سے بھی آسان ہے۔ مگر
 مجھے خوف اس امر کا ہے کہ تجھ سے معرفت الہی سلب نہ ہو جائے؟

سوال اگر یہ دریافت کرو کہ دونوں راستوں میں سے کونسا اختیار کیا جائے

خوف کا راستہ؟ یا امید کا راستہ؟

جواب دونوں رستوں میں سے مرکب راہ پسند کرو۔ کیونکہ اس طرح ارشاد ہے کہ جس شخص پر امید غالب ہے۔ وہ فرقہ مرجیہ میں سے ہے۔ اور جس شخص پر خوف غالب ہے۔ وہ خارجی فرقہ میں سے ہے اور مطلب یہ ہے کہ امید و بیم دونوں کو جمع کیا جائے یہ طریقہ اہل سنت و الجماعت کا ہے۔

سوال اگر یہ دریافت کرو کہ کس کس حالت میں خوف اور امید کو ایک دوسرے پر ترجیح ہے؟ کیا ایسا ہو سکتا ہے یا نہیں؟

جواب جب بندہ صحیح اور تندرست ہو تو خوف کا غلبہ بہتر ہے اور کمزور اور بیمار ہے اور خالص سکرات موت کا وقت ہے تو امید کا غلبہ بہتر ہے۔ میں نے اہل علم سے اسی طرح سنا ہے۔

میں کہتا ہوں کہ اس تفریق کا یہ باعث ہے کہ حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ جو دل سے خوف کے باعث شکستہ ہیں۔ میں ان کے قریب ہوں۔ لہذا سکرات موت میں امید کا پہلو غالب ہونا چاہئے۔ کیونکہ صحت میں جو گناہ کئے ہیں۔ ان کے باعث سکرات الموت میں دل شکستہ ہو رہا ہے۔

سوال اگر یہ دریافت کرو کہ حق تعالیٰ کے ساتھ نیک گمان رکھنے کے متعلق بہت سی روایات موجود ہیں؟

جواب یہ بھی حق تعالیٰ کے ساتھ نیک گمان رکھنے کے قبیلے سے ہے کہ خدا کی نافرمانی سے خوف کرے اور اس کے عذاب سے ڈرے۔ اور اس کی عبادت میں کوشش کرے۔

اور اس بات کو جان لو کہ اس جگہ ایک نہایت ہی اعلیٰ اور باریک نکتہ ہے کہ اکثر لوگ اس میں غلطی کرتے ہیں۔ اور وہ امید اور تمنا میں فرق کرنا ہے امید بر اصل ہوتی ہے۔ اس کی مثال یہ ہے۔ کہ ایک شخص زراعت کرتا ہے اور زحمت اٹھاتا ہے پھر کہتا ہے کہ مجھ کو امید ہے۔ کہ اس زراعت سے مجھ کو تو من اناج حاصل ہوگا۔ اس فعل میں تمنا اور امید دونوں چیزیں ہیں۔ اور ایک دوسرا شخص ہے۔ کہ زراعت کرتا نہیں ہے۔ اور ہر وقت سوتا رہتا ہے۔ اور سال بھر غافل رہا ہے۔ جب فصل کاٹنے کا وقت آتا ہے تو کہتا ہے۔ کہ میں بھی امید رکھتا ہوں کہ مجھ کو تو من اناج حاصل ہوگا۔ لوگ

اِس کو کہیں گے کہ یہ آرزو تیری کہاں سے پوری ہوگی؟ اِس کا نام بے اصل تمنا ہے۔
 اِسی طرح جو بندہ کہ حق تعالیٰ کی عبادت میں کوشش کرے، اور گناہ سے
 رُکاوٹ ہے۔ اور کہے کہ میں اُمید رکھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ میری اِس تھوڑی عبادت کو
 قبول فرمائے گا۔ اور کمی کو معاف کرے گا۔ اور ثواب عظیم عنایت کرے گا۔ اور نغمہ شوق
 کو معاف کرے گا۔ اِس میں تمنا اور اُمید دونوں چیزیں ہیں۔ لیکن اگر بندہ غافل ہے، اور
 عبادت کو ترک کر کے گناہوں کا ارتکاب کرتا ہے۔ اور غضب الہی کی پروا نہیں کرتا ہے
 اور اِس کی خوشنودی پر توجہ نہیں کرتا ہے۔ اور اِس کے وعدے اور وعید پر دھیان نہیں کرتا
 ہے۔ پھر کہتا ہے کہ میں حق تعالیٰ سے اُمید دار ہوں۔ کہ مجھ کو بہشت عنایت فرمائے۔
 اور مجھ کو دوزخ سے نجات دے۔ یہ تمنا بے جا ہے۔ اور اِس میں کچھ بھی فائدہ نہیں
 ہے۔ اور اپنی جہالت سے اِس کا نام اُمید اور حُسن ظن رکھتا ہے۔ حالانکہ یہ خیال محض
 خطا اور گمراہی ہے۔

میں کہتا ہوں! کہ اِسی اصل کی تائید میں ہے۔ کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وصحابہ
 وسلم سے روایت ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ عقل مند وہی آدمی ہے کہ جو اپنے
 نفس کے ساتھ حساب کرتا ہے اور موت کے لئے نیک عمل کرتا ہے۔ اور وہ شخص
 احمق ہے جو اپنے نفس کی تابعاری کرتا ہے۔ اور حق تعالیٰ سے بخشش کی طرح رکھتا ہے
 اور اِسی مطلب میں حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں
 کہ ایک قوم کو مغفرت کی تمنا نے عمل سے روک رکھا ہے۔ یہاں تک کہ دُنیا سے بالود
 ہوئی۔ اور اِس کے پاس کوئی نیکی نہ تھی۔ انہوں نے کہا کہ ہمارا حق تعالیٰ کے ساتھ
 نیک گمان ہے۔ حالانکہ انہوں نے جھوٹ کہا۔ اگر ان کا حق تعالیٰ کے ساتھ نیک
 گمان ہوتا تو وہ نیک عمل میں مشغول ہوتے۔ جیسا کہ حق تعالیٰ نے قرآن مجید میں
 ارشاد فرماتا ہے وَذَٰلِكُمُ الَّذِي ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ اَٰرَادَكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ تَمِرًا
 اَلْخَسِرٰتِيْنَ (اور یہی تمہارا گمان ہے کہ جو تم نے اپنے رب کے ساتھ کیا جس نے کہ تم
 کو برباد کیا۔ لہذا تم خسارے والوں میں سے ہو گئے)۔

حضرت جعفر صبیحی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ میں نے ابو میسرہ
 عابد رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا اکثر ریاضت کے باعث اُن کی پسلیاں باہر نکلی ہوئی

تھیں۔ میں نے عرض کی کہ اس قدر مجاہدہ کیوں کرتے ہو؟ حق تعالیٰ کی رحمت اس کے غصے کی نسبت نہایت فراخ ہے! انہوں نے جواب دیا کہ تم نے مجھ میں نا اُمید ہونے کی کیا بات دیکھی ہے۔ حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے إِنَّ رَحْمَةَ اللَّهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ (یقیناً اللہ کی رحمت نیکی کرنے والوں کے قریب ہے) حضرت جعفر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اُس عابد کی اس بات نے مجھ کو رلا دیا ہے۔ اس نکتے کو خوب سمجھو! اور خوابِ غفلت سے بیدار ہو جاؤ۔ اور اللہ ہی توفیق عنایت فرمانے والا ہے ۛ

فصل

حاصل کلام یہ ہے کہ جب حق تعالیٰ کی فراخی رحمت یاد کرو۔ اور پھر سمجھو کہ تم اُمّتِ مرحومہ میں سے ہو۔ تم نے اس کے عنایت و رجبے فضل اور کمال کو یاد کر لیا۔ اور جو کتاب تمہاری طرف بھیجی ہے۔ اس کے عنوانِ بسم اللہ الرحمن الرحیم کو دیکھ لیا بہت سی نعمتیں بغیر سوال کے معلوم کر لیں ۛ

اور دوسری طرف اُس کے کمالِ جلال اور عظمت اور ہیبت کو دیکھا۔ اُس کے غضب کی طاقت کی سہارا آسمان اور زمین بھی نہیں رکھتے ہیں۔ اپنی غفلت اور بہت سے گناہ دیکھے۔ پھر اپنے عملوں کے بارے میں معاملہ نازک دیکھا۔ ان سب باتوں کی بابت خوف اور اُمید پیدا ہوئی۔ اور عدل کا راستہ چلنا پڑا۔ اور دونوں طرف ہلاک کرنے والی سے امن میں ہوئے۔ یعنی اُمید اور خوف کو ہلاکِ شربتِ مرکب خوشگوار کر کے پی لیا۔ اور اُمید کی سخت سردی کو خوف کی سخت گرمی سے معتدل کر کے نجات پائی۔ اور اپنے مقصود کو پہنچ گئے۔ اور دونوں بیماریوں سے سلامتی کے ساتھ گزر گئے۔ اور اپنے نفس کو عبادت میں چاق و چوبند پایا۔ اور سُستی کو ترک کر کے طاعتِ الہی کرنے لگا۔ اور گناہوں کی غفلت سے ایک دم نجات مل گئی۔ اور خاص بندوں برگزیدہ اور عابدوں میں سے ہو گیا۔ اور اس خطرناک گھائی کو پس پشت ڈالا۔ وَكَانَ حَوْلَ ذَا قُوَّةٍ اَلَا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ ۛ اور نہیں ہے طاقتِ نیکی کی اور پھر ناگناہ سے مگر ساتھ توفیق اللہ بلند اور بزرگ کے ۛ

چھٹی گھائی عینا کی چیزوں کے بیان میں ہے

سیکھ جائی! اس کے بعد تم پر لازم ہے! کہ اپنے آپ کو ان چیزوں سے بچاؤ! کہ جو تمہارے عمل کو فاسد اور بیکار کر دینے والی ہیں۔ اور یہ دو چیزیں ہیں۔ ایک دکھاوا۔ دوسرا ترانا ہے۔

پہلے ریاکاری کا حال سنو! اس سے دو چیزوں کے باعث بچنا ضروری ہے پہلا سبب یہ ہے کہ اگر عبادت میں ریاکاری نہ کرو گے تو قبول ہوگی۔ اور اس میں بہت سا ثواب حاصل ہوگا۔ ورنہ تمہارے ہی منہ پر دے ماریں گے۔ لہذا اس سے ثواب یا بہت حصوں سے محروم ہو جاؤ گے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپ نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ میں شرک کے بارے میں تمام غنیوں سے غنی ہوں۔ یعنی جو شخص کہ عمل کرے اور اس کے کسی حصے میں غیر حق کو شریک بنا دے۔ میں اس کے عمل کو ہرگز قبول نہ کروں گا۔ مگر اسی کو کہ جو سیکر ہی لئے خالص ہے۔

اور روایت کرتے ہیں۔ کہ حق تعالیٰ قیامت کے روز بندے کو کہے گا جس وقت کہ بندہ عمل کے ثواب کی درخواست کرے گا۔ کیا تجھ کو مجلسوں میں بلند جگہ پر نہیں بٹھایا تھا؟ کیا تجھ کو دنیا میں سردار نہیں بنایا تھا؟ کیا تیرے ہاتھ ارزاں چیزیں فروخت نہ ہوئی تھیں؟

دوسرا سبب یہ ہے کہ ریاکاری کا خطر سخت اور باعثِ ضرر عظیم ہے۔ میں کہتا ہوں کہ بعض خطرات ریاکاری میں سے دو فضیحت اور دو مصیبت ہیں۔ پہلی فضیحت یہ ہے کہ فرشتوں کے سامنے رسوائی ہے۔ جیسا کہ روایت کرتے ہیں۔ کہ فرشتے بندے کے عمل کو اوپر لیجاتے ہیں۔ حق تعالیٰ حکم دیتا ہے کہ لیجاؤ اور قعر جہنم میں ڈال دو۔ کہ اس کا مقصود اس عمل سے میری ذات نہ لٹتی۔ لہذا رسوائی ہوتی ہے۔

دوسری فضیحت قیامت کے روز رب مخلوق کے سامنے ہے۔ جیسے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپ نے ارشاد

فرمایا ہے۔ کہ ریاکار کو قیامت کے روز چار ناموں سے پکارا جائے گا۔ کافر یا فاجر یا
مکار یا ریاکار یا تیری کوشش اکارت ہوئی۔ اور تیرا اجر برباد ہوگا۔ آج تیرا کچھ حصہ
نہیں ہے جس کے واسطے تو نے عمل کیا تھا۔ اس سے طلب کر۔

اور روایت کرتے ہیں کہ قیامت کے روز منادی پکارے گا۔ اس طرح کہ رب
مخلوقات سُنے گی۔ وہ لوگ کہاں ہیں؟ کہ جو لوگوں کی پرستش کرتے تھے۔ اٹھیں اور ان
سے اپنا اجر طلب کریں۔ کیونکہ میں ملاوٹ والے عمل کو قبول نہیں کرتا ہوں۔

اب دو مصیبتوں کا حال سنو! پہلی مصیبت یہ ہے۔ کہ بہشت ہاتھ سے نکل
جائے گا۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔
کہ بہشت کتنا ہے کہ میں بخیل اور ریاکار پر حرام ہوں! اس حدیث شریف کے دو مطلب
ہیں۔ ایک یہ ہے کہ بخیل سے وہ شخص مراد ہے کہ جو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنے
میں بخیل کرتا ہے اور ریاکار سے وہ شخص مراد ہے کہ جو ایمان اور توحید میں ریاکاری
کرتا ہے۔ دوسرا مطلب اس سے بھی اعلیٰ ہے۔ کہ ریاکاری اور بخیل سے اپنے
نفس کو پاک نہ کیا ہو۔ ایسے شخص کے ایمان کے زائل ہونے کا خوف ہے۔ لہذا
کفر میں پڑے گا۔ اور بہشت اس کے ہاتھ سے نکل جائے گا۔

دوسری مصیبت یہ ہے۔ کہ ریاکار دوزخ میں داخل ہوگا۔ اس واسطے کہ
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے
روایت کرتے ہیں۔ کہ آپ نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ قیامت کے روز پہلے ایک مرو
کو لائیں گے کہ جس نے قرآن مجید پڑھا ہوگا۔ اور دوسرے کو لائیں گے کہ جو راہ
خدا میں مارا گیا ہوگا۔ اور تیسرے مالدار کو لائیں گے کہ جس نے راہ خدا میں مال خرچ
کیا ہوگا۔ پھر حق تعالیٰ قرآن مجید کے قاری سے دریافت کرے گا۔ کہ میں نے
تجھ کو وہ چیز سکھائی کہ جو میں نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پر
اتاری تھی؟ وہ عرض کرے گا کہ ہاں یہ ہے رب! پھر حکم ہوگا۔ کہ تو نے جانے
ہوئے کو کیا کیا؟ وہ عرض کرے گا۔ میں نے خدا! میں نے رات اور دن تیرے
ہی واسطے پڑھا! حکم ہوگا کہ تو جھوٹا ہے اور فرشتے تجھی کہیں گے کہ تو جھوٹا ہے۔
حق تعالیٰ کہے گا۔ کہ تیرا مقصود تو یہ تھا۔ کہ لوگ کہیں کہ فلاں آدمی قرآن خوان ہے

سو انہوں نے کہا یہ ہے؛ پھر اس شخص کو لائیں گے کہ جو راہ خدا میں مارا گیا ہے۔ حق تعالیٰ دریافت کرے گا۔ کہ تو نے کیا کیا؟ وہ عرض کرے گا کہ میں نے خدا! تو نے مجھ کو جہاد کرنے کا حکم دیا۔ تیرے راستے میں جہاد کیا یہاں تک کہ مارا گیا حکم ہوگا کہ تو جھوٹا ہے۔ اور فرشتے بھی کہیں گے کہ تو جھوٹا ہے۔ حق تعالیٰ کہے گا کہ تیرا مقصود تو یہ تھا۔ کہ لوگ کہیں کہ فلان آدمی بڑا دلیر ہے۔ سو انہوں نے کہا یہ ہے؛ پھر صاحب ہال کو لائیں گے۔ حکم ہوگا۔ کیا میں نے تجھ پر نعمت فراخ نہ کی تھی؛ اور میں نے تجھ کو کسی کا محتاج نہ کیا تھا۔ وہ عرض کرے گا۔ کہ ہاں! میں نے رب! حکم ہوگا۔ کہ ہمارے دے کو تم نے کیا کیا؟ وہ عرض کرے گا۔ کہ میں نے قریبوں کے ساتھ سلوک کیا۔ اور صاف بھی دیا۔ حکم ہوگا کہ تو جھوٹا ہے۔ اور فرشتے بھی کہیں گے کہ تو جھوٹا ہے۔ حق تعالیٰ کہے گا کہ تیرا مقصود تو یہ تھا۔ کہ لوگ کہیں کہ فلان آدمی سخی ہے۔ سو انہوں نے کہہ دیا ہے؛ پھر ان کو رے کے سامنے گھسیٹ کر دوزخ میں گرا دیں گے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں۔ کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم یہاں تک بیان فرما چکے تو میکہ زانو پر ہاتھ مارا۔ اور فرمایا۔ ابو ہریرہ یہی لوگ مخلوقِ خدا سے ہیں۔ کہ جن کے ساتھ پہلے پہل دوزخ کی آگ بھڑکائی جائے گی؛

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا۔ کہ دوزخ اور اہل دوزخ ریاکاروں سے فریاد کریں گے۔ حاضرین محفل نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم دوزخ کس طرح فریاد کرے گا؟ فرمایا کہ آگ کی گرمی سے کہ جو ان کو عذاب ہوگا؛

سوال اگر یہ دریافت کرو! کہ ریاکاری اور خلاص کی حقیقت کیا ہے؟

اور ان کی بابت حکم کیا ہے؟ اور ان کے اعمال میں تاثر کیا ہے؟

جواب اس بات کو جان لو! کہ اہل علم کے نزدیک خلاص دو چیزیں ہیں؛

ایک خلاص عمل میں اور دوسرے خلاص اجر کی طلب میں ہے۔ خلاص عمل یہ ہے کہ قربت حق تعالیٰ کا ارادہ ہو۔ اور اس کے امر کی عظمت ہو۔ اور اس کی دعوت کو

قبول کیا جائے۔ اور اس کا باعث صحیح اعتقاد ہے۔ اور خلاص طلب اجر میں یہ ہے۔
 کہ عمل نیک سے آخرت کا فائدہ مطلوب ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم
 سے خلاص کی بابت سوال کیا گیا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ خلاص یہ ہے کہ تم کہو! کہ میرا
 پروردگار حق تعالیٰ عزت اور جلال والا ہے۔ لہذا جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 نے ارشاد فرمایا ہے اُس پر راستی کے ساتھ قائم رہو۔ یعنی اپنی خواہش اور نفس کی
 پرستش مت کرو! اپنے پروردگار ہی کی عبادت کرو۔ اور حسب ارشاد اسی پرستگارت
 رکھو! اور اس میں اشارہ ہے کہ سوائے حق تعالیٰ کے ہر ایک چیز سے قطع تعلق
 کرو! اسی کا نام حقیقی خلاص ہے۔

اور خلاص کی ضد ریا کاری ہے۔ اور وہ آخرت کے عمل سے دُنیا کا
 ارادہ رکھنا ہے۔ اس کی بھی دو قسم ہیں۔ ایک خالص ریا ہے۔ اور دوسرا جھلار ریا
 ہے۔ خالص ریا کاری یہ ہے کہ صرف دُنیاوی فائدہ مد نظر ہو۔ اور ملا جلا ریا یہ ہے
 کہ دُنیا اور آخرت دونوں کا فائدہ مقصود ہو۔ یہ بیان خلاص اور ریا کاری کی
 حد ہے۔

اب ان کی تاثیر کی بابت اعمال میں سنو! اس بات کو جان لو! کہ عمل میں خلاص
 فعل کو قربت الہی کا سبب بناتا ہے۔ اور طلبِ اجر میں خلاص۔ فعل کو مقبول اور
 پورے اجر والا بناتا ہے۔ اور نفاق عمل کو گرا دیتا ہے۔ اور عمل کو قربت کا ذریعہ بننے
 نہیں دیتا ہے۔ اور ثواب کے حق کو دفع کر دیتا ہے۔ کہ جو اُس عمل پر وعدہ کیا گیا ہے
 اور بعض اہل علم بیان کرتے ہیں کہ عارف سے خالص ریا نہیں ہوتی ہے۔ اگرچہ
 اُس کے نصف ثواب کو ضائع کر دیتی ہے۔ اور بعض اہل علم بیان کرتے ہیں کہ عارف
 سے محض ریا کا صادر ہونا ممکن ہے۔ اور وہ ثواب کے وگنوں حصوں کے نصف
 کو باطل کرتی ہے۔ اور علیٰ حلی ہوئی ریا کاری ثواب کے وگنوں حصوں کی چوتھائی کو بیکار
 کرتی ہے۔ اور ہمارے اہل علم کے نزدیک عارف سے باوجود ذکر آخرت کے
 محض ریا صادر نہیں ہوتی ہے۔ البتہ سہواً ممکن ہے۔ اور پسندیدہ بات یہ ہے۔ کہ ریا
 کا اثر رفع قبول اور ثواب کے نقصان میں ضرر ہے۔ اور ربع اور نصف نیت پر مقدر
 ہے۔ اور اہل مسائل کی شرح نہایت طویل ہے ہم نے کتاب احیاء العلوم میں اور کتاب

اسرار معاطات دین میں مفصل طور پر ذکر کیا ہے۔
سوال اگر یہ دریافت کروا کہ خلاص کے مواضع کون سے ہیں؟ اور کس طاعت
میں خلاص واجب ہے؟

جواب اس بات کو جان لو کہ اعمال بعض اہل علم کے نزدیک تین قسم پر ہیں
ایک قسم یہ ہے کہ اُس میں خلاص عمل اور خلاص طلب اجر دونوں ہیں۔ یہ عبادت ظاہری
اصلی ہے۔

دوسری قسم یہ ہے کہ اُس میں دونوں خلاص نہیں ہیں۔ اور یہ اعمال باطنی ہے
تیسری قسم یہ ہے کہ اُس میں خلاص طلب اجر ہے۔ اور خلاص عمل نہیں ہے
اور یہ اعمال مباح ہیں۔ جن کو مضبوطی کے واسطے کرتے ہیں۔

اور سیکر پیر و مرثا حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ جس عمل عبادت
اصلی میں احتمال ہے۔ کہ وہ غیر خدا کے واسطے ہی ہو سکتا ہے۔ اُس میں خلاص عمل کی اشد
ضرورت ہے۔ اس قول کی بنا پر اکثر عبادات باطنی میں بھی خلاص عمل کی ضرورت ہے۔
اور خلاص طلب اجر کی بابت حضرات مشائخ کرامیہ رحمۃ اللہ علیہم ارشاد فرماتے ہیں
کہ خلاص طلب اجر باطنی میں نہیں ہوتا ہے۔ کیونکہ سوائے ذات حق کے کوئی بھی باطن
پر مطلع نہیں ہے۔ لہذا اس میں ریاکاری نہیں ہو سکتی ہے۔ بنا بریں خلاص طلب
کی ضرورت نہیں ہے۔

اور سیکر پیر و مرثا حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ اگر مرید
عبادت باطنی کر کے۔ حق تعالیٰ سے دنیاوی مفاد چاہتا ہے تو یہ بھی ریاکاری
ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ امر بعید نہیں ہے۔ کہ عبادات باطنی کے اکثر میں دونوں
خلاص کا ہونا ضروری ہے۔ اسی طرح نوافل میں بھی شروع کرتے وقت۔ دونوں خلاص
کا ہونا ضروری ہے۔ اور مباحات کہ جو طلب استقامت کے واسطے کئے جاتے ہیں
ان میں خلاص طلب اجر کی ضرورت ہے۔ اور ان میں خلاص عمل کی صلاحیت نہیں ہے۔
کیونکہ وہ بذاتہ قربت نہیں ہیں۔ بلکہ قربت حقانی کے ذرائع ہیں۔

سوال اگر یہ دریافت کروا کہ مواضع خلاص معلوم ہو گئے ہیں۔ اب ان
کے عمل کا وقت بیان فرمائے؟

جواب اس بات کو جان لو کہ اخلاص عمل فعل کے ساتھ ہی ہے۔ اُس سے پیچھے نہیں ہے۔ اور اخلاص طلب اجر بسا اوقات فعل کے بعد بھی ہوتا ہے۔ اور بعض اہل علم کے نزدیک فعل کے فراغت حاصل کرنے کے وقت کا اعتبار ہے کہ عمل کا خاتمہ اخلاص پہنچے یا ریاکاری پر ہے۔ جس کا کہ تدارک دوبارہ ممکن نہیں ہے۔ اور حضرت مشائخ کرامیہ کے عابدوں کے نزدیک اس طرح پر ہے کہ جب تک فائدہ مطلوب ہے۔ ریاکاری ہے اُس عمل میں اخلاص کا قائم کرنا ناممکن ہے۔ جب مطلوب پایا تو اخلاص جاتا رہا۔

اور بعض اہل علم نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ فرائض میں موت کے وقت تک اخلاص کا قائم رکھنا ممکن ہے اور نوافل میں ممکن نہیں ہے۔ اور فرق یہ بیان کیا ہے۔ کہ فرائض حق تعالیٰ کے امر سے ادا کئے جاتے ہیں۔ لہذا ادائے فرائض میں فضل الہی کی امید ہے اور نوافل بندے کی اپنی مراد ہے ان کے بارے میں اپنی نفسانی تکلیف کے حق کو طلب کرتا ہے۔

میں کہتا ہوں کہ ان مسائل میں بڑا فائدہ ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ جو شخص ریاکاری کرتا ہے۔ یا ترک اخلاص کرتا ہے۔ اُس کے واسطے اپنے عمل کا تدارک ممکن ہے۔ ان وجوہات کی بنا پر کہ جو میں نے اوپر بیان کی ہیں۔ اور مختلف مذاہب کی نقل سے میرا مقصود ان باریکیوں کو بیان کرتا تھا۔ تاکہ بتی پر عبادت کا کام آسان ہو جائے۔ اگر ایک قول میں اپنی بیماری کی دوائے پائے تو دوسرے قول کی طرف رجوع کرے۔ اس کو اچھی طرح سے سمجھ لو!

سوال اگر یہ دریافت کرو کہ ہر ایک عمل کے واسطے جدا جدا اخلاص کی ضرورت ہے یا نہیں؟

جواب اس بات کو جان لو کہ اس سلسلہ میں اختلاف ہے۔ بعض اہل علم کہتے ہیں کہ جملہ عبادات کے لئے ایک ہی اخلاص کافی ہے۔ جیسے وضو اور نماز ایک کا دوسرے کے ساتھ از روئے صلح اور فساد تعلق ہے۔ لہذا ایک ہی اخلاص دونوں کے واسطے کافی ہے۔

سوال اگر یہ دریافت کرو کہ کوئی شخص نیک عمل کرتا ہے۔ اور اُس کی مراد لوگوں

سے نفع لینا یا تعریف کرانا نہیں ہے۔ بلکہ اس کی مراد حق تعالیٰ سے دُنیاوی فائدہ طلب کرنا ہے۔ یہ عمل بھی ریا ہے یا نہیں؟

جواب اس بات کو جان لو! کہ یہ عمل بھی ریاکاری میں داخل ہے۔ کیونکہ اہل علم و جہتِ اشدِّ علیہم اجمعین ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ ریاکاری میں اعتبار مراد پر ہے۔ اس بات پر نہیں ہے کہ کس سے مراد طلب کرتا ہے۔ لہذا اگر مراد عمل نیک سے فائدہ دُنیاوی ہے تو یہ ریاکاری ہے۔ فائدہ لوگوں سے طلب کرے خواہ حق تعالیٰ سے۔ جیسا کہ حق تعالیٰ جل شانہ اپنی کتاب مقدس میں ارشاد فرماتا ہے مَنْ كَانَ يُرِيدُ مَحْرَثَ الدُّنْيَا نُوتِبْ مِنْهَا وَمَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ تَصْيِبٍ جو شخص دُنیا کی کھیتی باڑی طلب کرتا ہے۔ اس کو ہم اُنسی سے دیں گے۔ اور ایسے شخص کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے۔ لہذا لفظ ریا کا معنی اپنے اشتقاق میں صرف لوگوں ہی کو دکھانا معتبر نہیں ہے۔ اور جس شخص نے ریا کا معنی لوگوں کو دکھانا بیان کیا ہے۔ اُس کا باعث یہ ہے۔ کہ اکثر لوگوں کی طرف سے لوگوں ہی کو دکھانا ہوتا ہے۔ اس کو اچھی طرح سمجھ لو!

سوال اگر یہ دریافت کرو! کہ جو شخص نیک عمل سے دُنیا کو حق تعالیٰ کی عبادت کے واسطے طلب کرتا ہے۔ تاکہ عبادت پر تقویت ہو۔ اور دُنیا داروں کا محتاج نہ ہو۔ یہ بھی ریاکاری ہے۔ یا نہیں؟

جواب اس بات کو جان لو! کہ لوگوں سے بدو حاصل کرنا بہت سے مال اور مرتبے سے نہیں ہوتا ہے۔ بلکہ قناعت کے ساتھ ہوتا ہے۔ اور حق تعالیٰ پر بھروسہ رکھنے سے ہوتا ہے۔ اور اگر اس کی مراد صرف عبادت پر تقویت حاصل کرنا ہے۔ تو یہ ریاکاری نہیں ہے۔ اور جس چیز کا بھی تعلق کارِ آخرت کے ساتھ ہو۔ اُس کو عمل نیک کے ذریعے طلب کرنا ریا نہیں ہے۔ اسی طرح اگر تمہاری مراد یہ ہے کہ دُنیاوی مال کے باعث لوگ تعظیم کریں۔ اور محبت کریں۔ تاکہ مذہبِ حق کی تائید ہو۔ اور لوگوں میں علم دین شائع ہو۔ اور لوگ عبادتِ الہی پر توجہ کریں۔ تو یہ فعل بھی ریا نہ ہوگا۔ اور اگر تمہارا مقصود اپنی ذاتی شرافت ہو۔ یا صرف دُنیا مطلوب ہو تو یہ فعل ریاکاری ہے۔

اس بات کو جان لو! کہ میں نے اپنے بعض مشائخِ رحمۃ اللہ علیہم سے سوال کیا۔ کہ اولیاء اللہ اپنے تنگی کے دنوں میں سورہ واقفہ پڑھتے ہیں۔ ان کی مراد اس سورہ کے

پڑھنے سے یہ ہوتی ہے۔ کہ خدا تعالیٰ ان سے تنگی سے کو دور کرے۔ اور دنیا کی چیزوں میں سے ان پر فراخی کرے۔ لہذا یہ کیسے جائز ہے؟ کہ نیک عمل کے ذریعے دنیاوی سامان طلب کریں *

مجھ کو جواب میں ارشاد فرمایا کہ ان کی مراد یہ ہوتی ہے کہ خدا تعالیٰ قناعت عنایت فرمائے۔ یا روزی کہ جس سے عبادت کر سکیں۔ اور علم حقانی پڑھ سکیں۔ اور یہ سب کچھ خیر کا ارادہ ہے دنیا کا نہیں ہے *

نیز اس بات کو جان لو کہ تنگی اور سختی رزق کی بابت سورہ واقعہ پڑھنا سلف صالحین کے طریقوں میں سے ہے۔ اور اس باب میں بہت سی احادیث اور آثار آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے اور اصحاب کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے وارد ہیں *

چنانچہ روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لوگوں نے آپ کے فرزندوں کے بارے میں سرزنش کی۔ کیونکہ آپ نے ان کے واسطے کوئی دنیاوی چیز نہ چھوڑی تھی۔ آپ نے جواب دیا کہ میں نے ان کے واسطے سورہ واقعہ چھوڑی ہے *

اور نیز علماء اور مشائخ سلف رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔ اس سورہ کی تلاوت کرتے چلے آئے ہیں۔ ان کی تلاوت کا بھی یہی باعث ہے۔ ورنہ ان کو خدا کے فضل سے دنیا کی سختی اور تنگی کی طرف کچھ بھی توجہ نہیں ہے۔ بلکہ یہ مقدس گروہ وہ لوگ ہیں۔ کہ دنیا کی سختی اور تنگی کو عنینت جانتے ہیں۔ اور حق تعالیٰ کا احسان سمجھتے ہیں۔ اور اگر کوئی دنیاوی چیز ان پر فراخ ہو جائے تو ڈرتے ہیں اور ناراض ہوتے ہیں۔ اور اس کو حق تعالیٰ کی طرف سے آزمائش اور ابتلا جانتے ہیں۔ ان کا تو یہ بیان ہے کہ دنیا میں ہمارا سرمایہ بھوک ہے۔ اور مذہب اہل تصوف کا مدار بھی اسی پر ہے میرا اور میرے حضرت مشائخ رحمۃ اللہ علیہم کا بھی یہی مذہب ہے! اور تمام سلف صالحین اسی پر ہو گزرے ہیں *

اور بعض پچھلے لوگوں سے اس بات میں کمی ہو جانے کا کچھ اعتبار نہیں ہے اور میرا اس فصل کو اس جگہ ذکر کرنے کا یہ باعث ہے۔ کہ ایسا نہ ہو کہ کوئی مخالف اس حقانی

قوم کے مقصود پر بغیر اطلاع پائے رہ جائے۔ اور اس بارے میں غلطی کرے۔ اور یا کوئی مبتدی سادہ لوح۔ کہ جس کو علم۔ علم کے حق کے مطابق نہیں ہے۔ دھوکا کھا جائے اور کہنے لگے کہ یہ حالت باوجود اہل زہد اور تجربہ اور اصحاب صبر ہونے کے کیسے مستحکم ہے؟

اس بات کو جان لو کہ سورہ واقعہ کی تلاوت کرنی سنت طریق ہے۔ اور مقصود قناعت کا حاصل ہونا۔ اور عبادت پر تقویت ہے۔ حرص اور شہوت پرستی اس سے مطلوب نہیں ہے۔ اور سختی اور بھوک کی برداشت سے تنگ آنا نہیں ہے اور سب سے بڑھ کر یہ بات ہے۔ کہ اس سورہ کی تلاوت کے بعد دل میں قناعت پیدا ہوتی ہے۔ اور بھوک کی حرص دور ہو جاتی ہے۔ اور دل کو کھانے سے تسکین ہو جاتی ہے۔ اس کو وہی شخص جان سکتا ہے کہ جس نے تجربہ کیا ہو؟

دوسری چیز خود پسندی اور اترانا ہے۔ اس سے پرہیز کرنا وہ چیز کے

باعث ہے ❖

پہلا سبب یہ ہے کہ خود پسند آدمی توفیق خیر سے محروم رہتا ہے۔ کیونکہ اترانے والا ذلیل ہے۔ اور جب بنے کو توفیق نہ رہے گی تو جلدی برباد ہو جائیگا۔ اسی واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ تین چیزیں ہلاک کرنے والی ہیں۔ ایک بخل کہ جس کا پھینکا گیا جائے۔ دوسرے خواہش کہ جس کا اتباع کیا جائے۔ اور تیسرے اپنے آپ پر اترانا ہے ❖

دوسرا سبب یہ ہے کہ خود پسندی عمل صالح کو برباد کرتی ہے۔ اسی واسطے حضرت عیسیٰ علیہ وعلیٰ نبینا الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ اے میرے حواریوں کی جماعت! بہت سے چراغوں کو ہوا گل کر دیتی ہے۔ اور بہت سے عابدوں کو خود پسندی نے خراب کر دیا ہے!

اور چونکہ مقصود انسانی عبادت ہے اور یہ خصالت عبادت ہی سے بندے کو محروم کر دیتی ہے۔ اور اگر کچھ کھٹوری بہت عبادت کر بھی لے تو خود پسندی اس کو ضائع کر دیتی ہے۔ لہذا الہی خصالت سے بچنا واجب ہے۔ اور اللہ ہی توفیق خیر عنایت فرمائے والا ہے ❖

سوال اگر یہ دریافت کرو کہ خود پسندی کے معنی اور حقیقت کیا ہے؟ اور اس کا اثر اور حکم کیا ہے؟

جواب اس بات کو جان لو کہ خود پسندی کی حقیقت عمل صالح کو بڑا جانتا ہے۔ اور اس کی تفصیل ہمارے علما کے نزدیک یہ ہے کہ بندہ عمل صالح کی شناخت کو یاد کرے۔ کسی بہتر چیز کے ساتھ خدا تعالیٰ کی طرف سے یا لوگوں کی طرف سے یا اپنے نفس کی طرف سے یا کسی چیز کی طرف سے۔

اور بیان کرتے ہیں کہ خود پسندی مُثَلَّث شکل ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ عمل صالح کو اور ان نین چیزوں کو نفس کو خلق کو اور دوسری چیز کو جانے۔ اور ایک خود پسندی دوسری ہے۔ کہ عمل صالح کے ساتھ دو چیزوں کو یاد کرے۔ اور ایک خود پسند کبریٰ ہے اور وہ یہ ہے کہ عمل صالح کے ساتھ ایک چیز کو یاد کرے۔

اور خود پسندی کی ضد احسان کو یاد کرنا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ عمل صالح کو حق تعالیٰ کی توفیق کے ساتھ جانے۔ کہ اُس کو مشرف فرمایا اور ثواب اجر عظیم عنایت کیا ہے۔ اور احسان حق کا یاد کرنا۔ خطرات اور آمد خود پسندی اور سب اوقات میں واجب ہے۔

اب عمل صالح میں خود پسندی کے اثر بابت سنو! بعض اہل علم ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ خود پسند کے عمل اکارت جاتے ہیں۔ اگر موت سے پہلے توبہ کر لے تو عمل سلامت رہ جاتے ہیں۔

حضرت محمد صابر رحمۃ اللہ علیہ نے جو مشلخ کرامیہ میں سے ہیں۔ اسی بات کو پسند کیا ہے۔ اور آپ کے نزدیک عمل کا ضائع ہونا یہ ہے۔ کہ اُس میں بالکل ثواب نہ رہے۔ اور آپ کے سوا دوسرے بزرگوں کا فرمان ہے۔ کہ عمل کے ضائع ہونے کا یہ مطلب ہے۔ کہ اُس میں سے ثواب کے وگنے حصے ضائع ہو جائیں۔ اور بالکل ثواب کا ضائع ہونا مراد نہیں ہے۔

سوال اگر یہ دریافت کرو کہ بندے عارف پر یہ بات کس طرح پوشیدہ ہو سکتی ہے؟ کہ عمل صالح کی توفیق کا ہونا۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے نہ جانے؟

جواب اس بات کو جان لو کہ اس جگہ ایک پاکیزہ نکتہ ہے۔ اور وہ یہ ہے۔

کہ خود پسندی کے بارے میں۔ لوگوں کی تین قسم ہیں :
 ایک قسم تو ہر حال میں خود پسند رہتی ہے۔ یہ لوگ معتزلہ اور قدریہ ہیں۔ یہ
 لوگ اپنے فعل خیر میں خدا تعالیٰ کے احسان کے قائل نہیں ہیں۔ اور اس کی عنایت
 اور توفیق اور لطف خاص کے منکر ہیں۔ اور اس کا باعث ایک شبہ ہے کہ جو ان
 لوگوں پر غالب آرہا ہے :

دوسری قسم وہ ہے کہ ہر ایک حالت میں خدا تعالیٰ کا احسان مانتے
 ہیں۔ یہ لوگ اہل استقامت ہیں۔ اور ان کے کسی فعل میں خود پسندی نہیں ہے۔
 اور اس کا باعث ایک نور بصیرت ہے۔ کہ جو حق تعالیٰ نے ان کو عنایت فرمایا ہے
 تیسری قسم لوگ ملے جلے ہیں۔ یہ عام لوگ اہل سذت و الجماعت میں
 سے ہیں۔ گاہے بیدار ہوتے ہیں اور حق تعالیٰ کا احسان مانتے ہیں۔ اور گاہے
 غافل ہو کر خود پسند ہو جاتے ہیں۔ اس کا باعث عارضی غفلت۔ اور اجتہاد میں
 سستی اور نقصان بصیرت ہے :

سوال اگر یہ دریافت کرو! کہ قدریہ اور معتزلہ کا ان کے افعال

میں کیا حال ہے ؟

جواب اس بات کو جان لو! کہ اس میں اختلاف ہے۔ بعض اہل علم کہتے
 ہیں کہ ان کے اعتقاد کے باعث ان کے اعمال ضائع ہیں۔ اور بعض اہل علم کہتے
 ہیں کہ ان کے اعتقاد کے باعث ان کا کوئی عمل ضائع نہیں ہے۔ تا وقتیکہ ان
 کے ہر ایک عمل کے ساتھ ساتھ ایک ایک خود پسندی نہ ہو۔ جیسا کہ اہل سذت و
 الجماعت کا اعتقاد ہر ایک عمل سے خود پسندی کو روکنے والا نہیں ہے۔ جب تک
 کہ اس میں حق تعالیٰ کا احسان ذکر کیا جائے :

ہو! اگر یہ دریافت کرو! کہ ریا اور خود پسندی کے علاوہ اور کوئی چیز

بھی عمل کو ناقص کرنے والی ہے یا نہیں ؟

جواب اس بات کو جان لو! کہ ان دو کے سوا اور چیزیں بھی ہیں۔ چونکہ یہ دو

چیزیں اہل بھقیں۔ اور ان پر دار و مدار تھا۔ اس واسطے خاص طور پر ان کا ذکر کیا گیا :

بعض مشائخ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین نے ارشاد فرمایا ہے کہ بندے پر واجب ہے

کہ عمل میں دس چیزوں سے پرہیز کرے۔ نفاق۔ ریاکاری۔ بلا جلا لینا۔ احسان جتاننا۔ تکلیف دینا۔ شرمندہ ہونا۔ اترانا۔ افسوس کرنا۔ سست ہونا۔ لوگوں کی ملامت سے ڈرنا۔ اور سیکر پر مرشد حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے ہر ایک خصالت کی ضد ایشاد فرمائی ہے۔ نفاق اخلاص ہے۔ ریاکاری اخلاص طلب اجر میں ہے۔ ملائے جلانے کی ضد۔ وحدانیت عمل میں ہے۔ احسان جتانے کی ضد۔ عمل خدا کے سپرد کرنا ہے۔ تکلیف دینے کی ضد۔ عمل کی حفاظت ہے۔ شرمندہ ہونے کی ضد۔ نفس کو قائم رکھنا ہے۔ اترانے کی ضد۔ احسان کو یاد کرنا ہے۔ افسوس کرنے کی ضد۔ خیر کو غنیمت جانتا ہے۔ سستی کی ضد۔ توفیق الہی کو بڑا سمجھنا ہے۔ لوگوں کی ملامت سے ڈرنے کی ضد۔ خوفِ خدا ہے۔

اس بات کو جان لو! کہ نفاق عمل کو باطل کرتا ہے۔ اور ریاکاری عمل کو روکتی ہے۔ اور احسان جتاننا یا تکلیف دینا صدقے کو بالکل ضائع کرتا ہے۔ اور بعض مشائخ کے نزدیک احسان جتاننا اور تکلیف دینا ثواب کے دگنے حصوں کو ضائع کرتا ہے۔ اور تمام مشائخ کے نزدیک نیک عمل کر کے پشیمان ہونے سے۔ عمل ضائع ہو جاتا ہے۔ اور اترانے سے عمل کے دگنے حصے ضائع ہو جاتے ہیں۔ اور حسرت اور سستی اور خوفِ ملامت عمل کو ہلکا کر دیتے ہیں۔ اور اس کے وزن کو دور کر دیتے ہیں۔

میں کہتا ہوں۔ کہ قبولیتِ حاصل ہو کر پھر رو ہو جاتا ہے۔ اس کی عظمت نہیں رہتی ہے۔ استخفاف اور جھٹ کر دن کے معنی ضائع کرتا ہے۔ یہ نقص ہیں کہ جو عمل میں ہوتے ہیں۔ اور ضائع کرنے کا ہے سارے ثواب کا جاتے رہنا ہے۔ اور گاہے اس کے دگنے حصے کا باطل ہونا ہے۔ اور ثواب کی نفی ہے۔ جیسے کہ فعل کا تقاضا ہو! اور تضعیفِ ثواب۔ اس پر زیادتی ہے۔ اور فعل کی گرانی بھی زیادتی ہے۔ کہ جو حالتوں کے قرینے سے فعل میں حاصل ہوتی ہے۔ جیسے کسی نیک آدمی کے حق میں بھلائی کرنی۔ پھر ماں باپ کے حق بھلائی کرنی۔ پھر کسی پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حق میں بھلائی کرنی۔ نیک خصائل میں بھی گرانی وزن ہے۔ لیکن ثواب کے حصے دگنے نہیں ہیں۔ یہ تہذیب اور خلاصہ اس مطلب کا ہے۔ کہ جو ہم نے تحقیق کیا ہے۔ اس کو خوب

اجھی طرح سمجھ لو! اور اللہ ہی توفیق خیر عنایت فرمانے والا ہے۔

فصل

تم پر لازم! کہ اس گھاٹی کو کامل کوشش کے ساتھ طے کرو۔ کیونکہ یہ خطرناک ہے۔ جب صاحب عبادت ان تمام گھاٹیوں کو طے کرے گا۔ اور سب مشقتیں برداشت کرے گا۔ تو اُس کو عبادت کا سرمایہ حاصل ہوگا۔ اور عابد پر صرف اسی گھاٹی کا خوف ہے۔ لہذا اس سے بچنا ضروری ہوگا۔ اب ہم ریاکاری اور خود پسندی کے متعلق زین اصول بیان کرتے ہیں۔ ریاکی بابت ان چار اصل کو یاد رکھو:

پہلا اصل حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: **الَّذِي مَخْلَقُ سَمَوَاتٍ وَمِنَ الْأَرْضِ مَثَلَهُنَّ يَتَنَزَّلُ الْأَمْثَرُ بَيْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوهُنَّ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۚ وَأَنَّ اللَّهَ قَدْ أَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا** اللہ ہی نے سات آسمانوں کو اور ان کی مثل زمین کو پیدا کیا۔ ان کے درمیان امر الہی نازل ہوتا ہے۔ تاکہ تم جان لو! کہ اللہ ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ اور اللہ نے باعتبار علم کے ہر ایک چیز کو گھیر رکھا ہے۔ گویا کہ ارشاد ہوتا ہے۔ کہ میں نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ کہ ان کے درمیان ہے پیدا کیا ہے۔ اور طرح طرح کے عجائبات اور صنعتیں ان میں رکھی ہیں۔ جن کو کہ تم دیکھتے ہو۔ تاکہ تم جان لو! کہ میں قادر اور عالم ہوں۔ اور تم دو رکعت نماز بہت سے عیب اور قصوروں کے ساتھ پڑھتے ہو۔ اور میری نظر اور میرے علم اور میری شنا اور شکر کے ساتھ کفایت نہیں کرتے ہو۔ اور چاہتے ہو کہ تمہارے عمل کو مخلوق جانے تاکہ تیری مدح کرے۔ کیا یہ جائز ہے؟ اور کوئی عاقل اس کو پسند کرتا ہے؟

دوسرا اصل یہ ہے کہ جس شخص کے پاس بیش قیمت موتی ہو! اور اُس کی قیمت مثلاً دس ہزار دینار ہے۔ اور وہ کسی مفلس کننگال کے پاس فروخت کرنے لگے۔ تو یہ شخص بہت بڑا بھاری نقصان اٹھائے گا۔ اور اس کی کم ہمتی اور نادانی اور جہالت کی دلیل ہوگی۔ اسی طرح بندے کو خواہ کتنی بھی مخلوق کی طرف سے مدح حاصل ہو اور کتنا بھی سامان دنیا مل جائے۔ اُس کو جو چیز پروردگار کی خوشنودی اور ثنا اور ثواب اور شکر سے حاصل ہوتی ہے۔ اُس کی نسبت ایک پیسے سے بھی کم ہے۔ بہ نسبت دس ہزار

اور نہ اوصہ کے ہوئے۔ یہ حالت ریاکار کی ہے۔ کیونکہ مخلوق ناچیز حقیر سے کیا حاجت رکھتا ہے؛ حالانکہ اُس کو پروردگار عالمین کی رضا حاصل کرنے کی طاقت ہے۔ اور اگر لوگوں کی رضا کو ترک نہ کر سکو۔ تو اُس کا یہ طریقہ ہے کہ اپنے ارادے کو مجرود کرو۔ اور صرف حق تعالیٰ کی رضا طلب کرو۔ تاکہ تم لوگوں کو بھی رضا مندی حاصل ہو۔ کیونکہ سب لوگوں کے دل خدا کے ہاتھ میں ہیں۔ جدھر چاہتا ہے پھیرتا ہے۔

حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ ایک شخص نے قسم کھائی۔ اور کہا کہ میں حق تعالیٰ کی عبادت کروں گا۔ تاکہ میں مشہور ہو جاؤں۔ سب سے پہلے وہ مسجد میں آتا۔ اور سب کے بعد مسجد میں سے جاتا۔ اور اُس کو آنے جانے والے ہر وقت نماز میں دیکھتے تھے۔ اسی طرح سات ماہ گزر گئے۔ اور اس عرصے میں جن لوگوں کے پاس گذرتا۔ وہ اُس کو کہتے۔ کہ یہ ایسا کرتا ہے۔ اور اس ریاکار نے یہ کہا ہے پھر اس شخص نے رجوع کیا اور اپنے دل میں کہا۔ کہ اب میں عمل صرف حق تعالیٰ ہی کے واسطے کروں گا۔ خواہ میرے عمل کا بدلہ کچھ بھی نہ دے۔ صرف نیت کے بدلنے سے یہ ہوا۔ کہ جس جماعت کے پاس سے گذرتا۔ لوگ کہتے۔ کہ فلان شخص پر خدا کی رحمت ہو! کہ نیک کام میں مشغول ہے۔ جب حضرت امام رحمۃ اللہ علیہ نے یہ حکایت ختم کی تو یہ آیت قرآن مجید کی پڑھی۔ **ان الذین امنوا و عملوا الصالحات سنجعل لهم اجرًا حسنًا ووداٰر تحقیق جو لوگ کہ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے۔ جلدی ان کے واسطے اللہ رحمان دوستی کا ذریعہ پیدا کر دے گا۔**

اب خود پسندی کا حال سنو! اس میں تین اصل ہیں:

پہلا اصل یہ ہے۔ کہ نیک کے عمل کی قیمت اور مقدار اسی واسطے ہے۔ کہ حق تعالیٰ قبول کرتا ہے۔ اور اُس پر راضی ہوتا ہے۔ تمہیں معلوم نہیں؛ کہ مزدور صرف آٹھ آنے کے واسطے دن بھر کام کرتا ہے۔ اور چھ آنے کے واسطے رات بھر پھرے دار جاگتا ہے۔ اور یہی حالت سب طرح کی صنعت اور حرفت والوں کی ہے سب لوگ رات اور دن عمل کرتے ہیں۔ اور ان کے عملوں کی قیمت معمولی پیسے ہیں۔ لہذا تم اگر اپنا عمل صرف خدا تعالیٰ ہی کے واسطے کرو۔ اور اُس کے واسطے مثلاً روزہ رکھو۔ تو حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے **انما یؤتی الصّٰلِحین اجرًا**

هُنَّ بِخَيْرٍ حِسَابٍ رَصِيرًا وَالْوَالُونَ كَالْبَدَلِ بِحَسَابٍ بَصِيرًا وَيُؤْتَى جَاءَ كَمَا
 یہ وہ دن ہے کہ جس کی قیمت باوجود سخت محنت اور تکلیف کے صرف آٹھ آنے
 تھے۔ اور ساکت ہی تم نے سحری اور افطار کا کھانا بھی کھایا ہے اس کی قیمت حق تعالیٰ
 نے بے حساب عنایت فرمائی ہے۔

اور اگر رات کو کوئی عمل خیر صرف رضائے حق کے واسطے کرو۔ تو اللہ تعالیٰ
 ارشاد فرماتا ہے فَلَا تَقْلِبْ لِنَفْسِكَ مَا أَخْفَىٰ لَكَ هَدْمُ قُرَّةِ الْعَيْنِ جَزَاءَ رِبَا
 كَالنَّوْءِ أَيْ جَلْوَانِ ۗ (کوئی نفس نہیں جانتا ہے۔ کہ اس کے واسطے آنکھوں کی
 ٹھنڈک کس قدر پوشیدہ کر رکھی ہے؟ یہ ان کے عملوں کا بدلہ ہے) یہ وہی رات
 ہے کہ جس کی قیمت صرف چند آنے تھے۔ اب کس قدر قیمت حق تعالیٰ کے
 یہاں سے عنایت ہوئی ہے بلکہ اسی رات دن کی ایک گھڑی میں۔ اگر دو رکعت
 نماز معمولی قرئت سے پڑھ لو! یا صرف لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کہو! تو حق تعالیٰ ارشاد
 فرماتا ہے۔ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَٰئِكَ يَدْخُلُونَ
 الْجَنَّةَ يُرْتَقُونَ فِيهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ جو شخص مرد ہو یا عورت نیک عمل کرے
 اس حال میں کہ ایمان دار ہے۔ وہی لوگ ہیں کہ جو جنت میں داخل ہوں۔ اس میں
 بے حساب رزق دیئے جائیں گے۔ یہ تمہارے اوقات میں سے صرف ایک ساعت
 ہے۔ یا تمہارے سانسوں میں سے ایک سانس ہے۔ اور اس اونے وقت کی
 تمہارے نزدیک اور دنیا داروں کے نزدیک کوئی قدر اور قیمت نہیں ہے۔
 حالانکہ ایسے بہت سے اوقات اور سانس تم نے ضائع کر دیئے ہیں۔ لہذا ان
 ساعات اور دموں کی قیمت بڑھاؤ۔ لہذا عاقل مرد پر لازم ہے۔ کہ اپنے عمل
 کو حقیر جانے۔ اور اس کی شرافت اور قدر حق تعالیٰ کی درگاہ سے تصور کرے۔
 اور عمل کو بے ڈھنگے طور پر کرنے سے پرہیز کرے۔ تاکہ خدا کی قبولیت کے قابل
 ہو۔ یا اپنی اصلیت پر آئے۔ اور پھر بھی کچھ حقوڑی قیمت پائے۔ اس کی مثال انگور
 کا خوشہ یا گل ریحان کا دستہ ہے۔ اس کی قیمت بازار میں تین آنے ہے۔ اور اگر
 اس کو بطور ہدیہ بادشاہ کے پاس لے جاؤ۔ اور وہ قبول کرے۔ تو بسا اوقات
 ایسا بھی ممکن ہے کہ اس کے عوض ایک ہزار دینار بخشش عنایت کرے۔ اور اگر

اُس کو قبول نہ کرے اور رد کر دے۔ تو پھر بھی وہی معمولی بازاری قیمت وصول ہو جائے گی۔ یہی عبادت کے متعلق مثال ہے۔ لہذا بیدار ہو جاؤ۔ اور اس کو خوب سمجھو! اور دوسرا اہل یہ ہے۔ کہ اگر کوئی دنیاوی بادشاہ۔ کسی شخص کا کپڑے یا کھانے یا روپیہ بابت وظیفہ مقرر کرے۔ تو اس کو رات اور دن طرح طرح کی خدمت فرمائے گا۔ اور نہایت خواری اور ذلت کے ساتھ رکھے گا۔ اور بسا اوقات بہت دیر تک کھڑا رہنے سے اُس کے پاؤں سوج جائیں گے۔ اور جب سوار ہو گا۔ تو اُس کے ہمراہ پاپیادہ دوڑے گا۔ اور گا ہے اس کے دشمن کے ساتھ لڑ کر جان دیدے گا۔ یہ سب طرح کی خدمت اور مشقت اور ذلت اور نقصان دُنیا سے فانی کیواسطے ہے۔ جو از روئے حقیقت حق تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ بنا بریں حق تعالیٰ کہ جس نے تم کو پیدا کیا ہے۔ اور پرورش کیا۔ اور پھر ظاہر اور باطن میں دُنیاوی اور دینی نعمتیں عنایت فرمائیں۔ پھر نفس عنایت فرمایا۔ کہ جس کی حقیقت کو کوئی بھی سمجھ نہیں سکتا ہے۔ اور تم دور کورت نماز ہزاروں عیب اور نقصان کے ساتھ پڑھو۔ اور وہ بے شمار ثواب عنایت فرمائے۔ اس نماز کو بڑا کام سمجھو! اور اس پر اداؤ۔ ایسا کرنا کسی عقلمند کا فعل نہیں ہے! ❖

تیسرا اہل یہ ہے کہ اگر کوئی بادشاہ ہو۔ اور اُس کا طریقہ یہ ہو۔ کہ بادشاہ اور امیروں کو خدمت عنایت کرے۔ جس کے سامنے اولیا اور حکما کھڑے ہوں۔ اور اہل عقل اور اہل علم اُس کی خدمت میں دوڑتے پھرتے ہوں۔ اور اگر وہی بادشاہ کسی بازاری یا کسان آدمی کو۔ اُس پر مہربانی کر کے۔ ان بادشاہوں اور سرداروں اور بزرگوں اور فاضلوں کے ساتھ برابر کھڑے کر دے۔ اور اُس پر عیب خدمت کو نظرِ رضا دیکھے۔ پھر اگر یہ شخص اپنی خدمت پر عیب کے ساتھ بادشاہ پر احسان رکھے۔ تو سب لوگ کہیں گے کہ یہ ایسا شخص ایسی خدمت پر کیوں مقرر کیا گیا ہے؟ ❖

اب اس بات کو جان لو! کہ حق تعالیٰ بادشاہ ہے۔ آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اس کی تسبیح بیان کرتے ہیں۔ اور اُس کے حادموں میں سے حضرت جبرائیلؑ اور میکائیلؑ اور اسرافیلؑ اور عزرائیلؑ۔ اور تمام گروہی

اور روحانی علیہم السلام ہیں۔ کہ ان کا شمار سوائے خدا تعالیٰ کے اور کوئی نہیں جانتا ہے۔ وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ (اور تمہارے پروردگار کے لشکر کو سوائے اس کے اور کوئی نہیں جانتا ہے)۔

پھر ان کے بعد حق تعالیٰ کے خادموں میں سے حضرت آدمؑ اور حضرت نوحؑ اور حضرت ابراہیمؑ اور حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ علیہم السلام اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ہیں۔ جو تمام جہانوں اور تمام بنیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے افضل اور اعلیٰ ہیں۔ مراتب اور مناقب میں عزیز اور شریف ہیں۔ آپ کے واسطے مقامات کریم۔ اور عبادات عظیم ہیں۔ پھر ان کے بعد علمائے کرام اور ائمہ عظام ہیں جن کے ایام وینداری میں گزرتے ہیں۔ اور جن کے دل پاک اور عبادتیں خالص ہیں۔ اور اس کے دروازے پھر رب سے ذلیل خادم بادشاہان دنیاوی اور جابر لوگ ہیں۔ پھر حق تعالیٰ نے باوجود اس قدر عظمت اور جلال کے اجازت عنایت فرمائی ہے۔ کہ تم اس کی عبادت کرو! اور دو رکعت نماز پر عیب۔ اس کے واسطے پڑھ لو! اور علاوہ اس کے بہت بڑے ثواب کا وعدہ عنایت فرمایا ہے پھر تم ان دو رکعت نماز پر اتراؤ! اور اس کو بڑا کام سمجھو! کیسے بڑے آدمی! اور جاہل شخص ہو! وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ وَالْيَوْمِ الشُّكْرُ مِنْ هَذِهِ النَّفْسِ الْجَاهِلِيَّةِ وَعَلَيْهِ الشُّكْرَانُ۔ (اللہ ہی مددگار ہے۔ اور اس نفس جاہل سے اسی کی طرف شکایت ہے۔ اور اسی پر بھروسہ ہے)۔

فصل

اس کی دوسری مثال اس طرز پر ہے۔ کہ اگر کوئی بڑا بادشاہ اپنے واسطے ہوئے پیش کرنے کی اجازت فرمائے۔ کہ نفیس مال اور بیش قیمت جواہرات پیش کئے جائیں پھر اگر کوئی سبزی فروش۔ مولیوں کا ایک تھپا۔ یا کوئی کسان انگور کا ایک خوشہ کہ جس کی قیمت دو چار آنے ہوتے ہیں۔ بادشاہ کے دربار میں لائے۔ اور چوہری پتوں اور سوداگروں کے ساتھ مزاحمت کرے۔ اور یہ بادشاہ دوسروں کے ہدیئے چھوڑ کر اس حقیر ہدیئے کو قبول کرے۔ اور نظر رحمت اور رضا سے دیکھے۔ اور

اُس کو خلوت نفیس مرحمت فرمائے کیا یہ بادشاہ کی طرف سے نہایت درجے کا فضل اور کرم نہیں ہے؛ پھر اگر یہ شخص بادشاہ پر احسان جتانے، اور اُس مولیٰ کے دستے یا نگور کے خوشے پر اترائے، تو لوگ اس کو دیوانہ اور باگل کہیں گے۔

بنابریں اگر رات کو اٹھو! اور چند رکعت نماز پڑھو! تو اُس گھڑی غور کرو! کہ کتنے آدمی خشکی اور تری اور شہروں اور جنگلوں میں، صدیق اور متقی اور مشتاق اور عاجز ہی کرنے والے اٹھے ہوئے ہیں جو حق تعالیٰ کے دروازے پر عبادت کے واسطے گھڑے ہیں۔ جن کے دل بریاں اور چشم گریاں اور زبان پاک ہیں اور تمہاری نماز خواہ کتنی ہی کوشش کرو۔ اور درستی کے ساتھ پڑھو۔ اُس شہنشاہِ معظّم کے قابل نہ ہوگی۔

اور یہ کہ شیخ حضرت پیر و مرثا رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ غافل! غور کرو! کہ جو نماز تم حق تعالیٰ کی طرف بھیجتے ہو! ایسی ہے کہ جیسے تم خواجہ مالداروں کی طرف بھیجو؟

اور حضرت ابو بکر و ذاق رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ جب میں نماز سے فارغ ہوتا ہوں۔ تو مجھ کو اُس عورت سے بھی زیادہ شرم آتی ہے۔ کہ جو زناہ کر کے فارغ ہوئی ہو!

فضل

اس کے بعد میں کہتا ہوں کہ مردِ غافل! اپنے خوابِ غفلت سے اس گھالی میں بیدار ہو جا اور نہ نقصان اٹھائے گا۔ کہ یہ گھالی نہایت سخت اور تلخ اور دشوار ہے۔ اور سب گھائیوں سے جو اس راہ میں ہیں زیادہ خطرناک ہے۔ کیونکہ تمام گذشتہ گھائیوں کا اس جگہ فائدہ ظاہر ہوگا۔ اگر اس میں سلامت رہے تو فائدہ اٹھالیا۔ ورنہ تمام کوششیں بیکار ہو گئی۔ اور ساری عمر بیہودگی میں گزری۔ پھر اس بات کو جان لو! کہ اس گھالی میں تین چیز دشواری کا باعث ہیں۔ صحیح ہوتی ہیں۔ پہلی یہ ہے۔ کہ باریک کام ہے۔ دوسری یہ ہے۔ کہ نقصان سخت ہے۔ تیسری یہ ہے کہ خطر عظیم ہے۔

باریک کام اس واسطے ہے کہ ریاکاری اور خود پسندی کا کام اعمال میں نہایت دقیق اور پیچیدہ ہے۔ چونکہ ایسی نازک حالت ہے۔ تو سوائے عالم کے اور دانا بصیر دینی کے اور پرہیزگار بیدار دل کے اور کوئی شخص مطلع نہیں ہو سکتا ہے۔ جب ایسی حالت ہے۔ تو اس پر جاہل اور غافل شخص کیسے علمائے نیشاپور میں سے ایک عالم نے میسر پاس حکایت بیان کی کہ حضرت مر عطا اسلمی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک محقان کپڑا بننا۔ اور بننے وقت حتی الامکان نہایت احتیاط کی۔ پھر آپ بازار لے گئے۔ اور بازار کے سامنے رکھ دیا۔ بازار نے اس کی قیمت گھٹا دی۔ اور کہنے لگا کہ اس کپڑے میں کئی عیب ہیں۔ حضرت عطار نے لگے۔ اور بہت روئے براہ پشیمان ہو کر عذر خواہ ہوا۔ اور بولا کہ آپ کو اس کی قیمت جتنی چاہئے لیں حضرت عطا نے کہا کہ میرا رونا اس باعث سے نہیں ہے۔ کہ جو تم گمان کر رہے ہو میں اس صنعت کو خوب جانتا ہوں۔ اور حتی المقدور اس کپڑے کے بننے میں احتیاط کی ہے۔ تاکہ اس میں کوئی عیب نہ رہے۔ جب میں نے ایسے شخص پر پیش کیا۔ کہ جو عیبوں کو جانچنے والا تھا۔ تو اس نے اتنے عیب بتائے کہ جن سے میں غافل تھا لہذا قیامت کے روز کس طرح ہو گا؟ کہ جب اعمال حق تعالیٰ کے سامنے پیش کریں تو ان میں اس قدر عیب اور نقصان ظاہر ہوں گے۔ کہ جن سے آج ہم غافل ہیں۔ اور ایک شخص نے صالحین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین میں سے ارشاد فرمایا ہے کہ میں ایک رات سحری کے وقت بالا خانہ پر۔ کہ جو شارع عام پر واقع تھا۔ سورہ طہ پڑھا تھا۔ پھر ختم کر کے سو گیا۔ پھر خواب میں دیکھا کہ ایک شخص آسمان سے اتر رہا ہے۔ اور اس کے پاس ایک کاغذ ہے کہ جو اس نے میرے سامنے کھولا۔ میں نے دیکھا کہ سورہ طہ لکھی ہوئی ہے۔ اور ہر ایک کلمے کے نیچے وٹن وٹن نیکی مقرر ہے۔ مگر ایک کلمے کے نیچے نہیں ہے۔ میں نے کہا قسم بخدا! میں نے یہ کلمہ بھی پڑھا تھا۔ اس کے نیچے ثواب کیوں نہیں ہے؟ اس شخص نے جواب دیا کہ تو سچ کہتا ہے۔ اور ہم نے اس کا ثواب بھی لکھا تھا۔ پھر منادی نے عرش کے نیچے سے آواز دی۔ کہ اس کو مٹا دو۔ لہذا ہم نے اس کو کاٹ دیا۔ وہ شخص بیان کرتا ہے۔ کہ میں خواب میں رونے لگا۔ اور پوچھا کہ ایسا کیوں ہوا؟ اس نے جواب دیا

کہ جب تو اس کلمے پر پہنچا تھا۔ تو ایک مرد شائع عام پر گذر رہا تھا۔ اور تو نے اس کے باعث اس کلمے پر آواز بلند کر دی تھی۔ لہذا اس کلمے کا ثواب ارٹ گیا۔
سخت نقصان یہ ہے کہ ریاکاری اور خود پسندی ایک دم میں آفتِ عظیم کا سامنا ہو جاتا ہے۔ اور بسا اوقات ایک پل میں بیس سال کی عبادت ضائع ہو جاتی ہے۔

بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے دوستوں کو مہمان بنایا۔ پھر وہ شخص اپنے آپ بولا۔ کہ جو طباق میں پہلے حج میں لایا تھا۔ لاؤ۔ بلکہ دو سفر حج کا طباق بھی لے لاؤ۔ جب اس شخص نے یہ کہنا تو حضرت سفیان رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی طرف دیکھا اور ارشاد فرمایا۔ مسکین اتونے دونوں حجوں کو دو حکموں کے ساتھ بیکار کر دیا۔

لیکن ان کا خطر عظیم ہونا چار وجہ سے ہے۔ ایک یہ ہے کہ حق تعالیٰ کے جلال اور عظمت کی کوئی حد نہیں ہے۔

دوسرے خدا تعالیٰ کی تم پر نعمتیں بے شمار ہیں۔

تیسرے تمہارا بدن پوشیدہ عیبوں اور بہت سی آفات سے پر ہے۔ چوتھے اگر کوئی خوفناک کام واقعہ ہو تو تمہارا نفس اس کی طرف بہت جلدی دوڑتا ہے۔ لہذا تمہیں ضرورت ہے۔ کہ عیناک بدن اور نفس مائل بہ شر سے۔ عمل صاف اور سالم نکالو۔ کہ جو دربار خداوندی کے شایان شان ہو۔ تاکہ اس کا جلال اور عظمت اور اس کی نعمتوں کی کثرت تم پر باقی رہے۔ ورنہ ایک بہت بڑا حصہ تمہارے ہاتھ سے نکل جائیگا۔ اور کوئی نفس اس کے ضائع ہونے میں غفلت نہیں کر سکتا ہے بلکہ مصیبت میں پڑو گے کہ اس کے تحمل کی طاقت نہ رکھو گے۔ اور یہ قسم بخدا بہت بڑا کام ہے۔

اور جلال اور عظمت حق تعالیٰ اس قدر ہے۔ کہ مقررین فرشتے رات اور دن اس کی خدمت میں کھڑے ہیں۔ اور اس کی عبادت کر رہے ہیں۔ بعض ان میں سے جب سے پیرا ہوئے ہیں قیام میں ہیں۔ اور بعض رکوع میں ہیں۔ اور بعض تسبیح بیان کرتے ہیں لا الہ الا اللہ ہی کہتے ہیں نَفْحٌ صَوْرِحٌ بِيَانٍ كَرِيْمًا

تسبیح میں ہے اور لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کہنے والا اسی حال میں ہے۔ جب اس خدمت عظیم سے فارغ ہوتے ہیں۔ تو سب جمع ہو کر پکارتے ہیں۔ سُبْحَانَكَ مَا عِبَدْنَاكَ حَقَّ عِبَادَتِكَ (تو پاک ہے۔ ہم نے تیری عبادت کا حق پورا نہیں کیا ہے)۔ اور سید المرسلین و دونوں جہان کے برگزیدہ حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ و صحابہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں لَا أُحْصِيَنَّ شَاءَ عَيْتِكَ أَنْتَ لَمَّا أَشْنَيْتَ عَلَيَّ نَفْسِيكَ (تو نے جتنی شنا آپ اپنی کی ہے۔ میں اس کا شمار نہیں کر سکتا ہوں) اور حق تعالیٰ کی نعمتیں اس قدر ہیں کہ ان کا شمار ممکن نہیں ہے۔ جیسا کہ حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ وَإِنْ تَعَدَّوْا نِعْمَةَ اللَّهِ لَا تُحْصَوْهَا (اور اگر تم خدایا کی نعمتوں کو شمار کرنے لگو تو شمار نہ کر سکو گے)۔

روایت کرتے ہیں۔ کہ لوگوں کو تین دفتروں پر پیش کریں گے۔ ایک دفتر نیکی۔ دوسرا دفتر بدی۔ تیسرا دفتر نعمت۔ پھر نعمتوں کو نیکیوں کے مقابلے میں رکھیں گے اور پھر سب نیکیوں کو نعمتوں کے عوض میں اٹھالیں گے۔ اور بدیاں باقی رہیں گی۔ اور ان کی بابت خدا کا حکم ہے جیسا چاہے گا کرے گا۔

نفس کے عیب اور اس کی آفات کا بیان اس کے محل میں ہو چکا ہے۔ اور مشکل کام یہ ہے۔ کہ ستر سالہ عبادت کی مشقت ایک گھڑی میں بیکار ہو جاتی ہے۔ اور اپنے عیب سے انسان غافل رہتا ہے۔ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ اس میں سے کچھ کچھ بھی قبول نہیں ہوتا ہے۔ اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ کئی سال کی مشقت ایک پل میں ضائع ہو جاتی ہے۔ اور رعبے بڑا خطرہ اس میں یہ ہے۔ کہ حق تعالیٰ نے نظر قبولیت ڈالتا ہے۔ اور بندہ ریاکاری میں مصروف ہوتا ہے۔ اور اپنا ظاہر خدا کے واسطے اور باطن مخلوق کے واسطے کر رکھا ہے۔ لہذا حق تعالیٰ ایسوں کو اپنے دربار سے دور کر دیتا ہے۔ اور معلوم نہیں کہ پھر کب بلائے؟

میں نے ایک عالم سے سنا ہے۔ کہ جو حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے حکایت بیان کرتا تھا۔ کہ اس نے حضرت کو وفات کے بعد خواب میں دیکھا اور آپ کی حالت کا استفسار کیا۔ آپ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے مجھ کو اپنے سامنے کھڑا کیا۔ اور فرمایا کہ حسن! وہ دن یاد ہے کہ جب تم نے مسجد میں نماز پڑھی۔ اور جب

لوگوں کو تم نے معلوم کیا کہ تمہاری طرف دیکھتے ہیں۔ تو اور اچھی طرح پڑھتے لگے۔ اگر تمہارا پہلی نماز سب کے لئے خالص نہ ہوتی تو میں تم کو آج اپنے دربار سے نکال دیتا۔ اور تم سے یک لخت کشیدہ خاطر ہو جاتا۔

صحابہ بصیرت باریکی کار اور مشکل کی وجہ سے اپنے پر متنبہ ہوئے ہیں۔ یہاں تک کہ ان میں سے بعض اپنے اعمال پر اعتبار نہیں کرتے ہیں۔ جن اعمال کو کہ لوگ جانتے ہیں۔ حضرت رابعہ بصریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ کہ جو میرا عمل مجھ پر ظاہر ہو جاتا ہے۔ اس کو میں حساب میں نہیں رکھتی ہوں! اور ایک دوسرے بزرگ نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ اپنی نیکیوں کو اس طرح پوشیدہ رکھو۔ جیسا کہ اپنی برائیوں کو چھپاتے ہو! اور ایک دوسرے بزرگ نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ اگر کسی عمل خیر کو کرو! تو چھپا کر کرو!

اس کے بعد! میں مصلحت اس طرح دیکھتا ہوں۔ کہ ایک حدیث شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے بیان کروں۔ حضرت ابن مبارک سے روایت کرتے ہیں۔ اور وہ ایک مروی سے روایت کرتے ہیں۔ کہ اس مروی نے حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ مجھ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سناؤ۔ جو آپ کو یاد ہے۔ اور جس کی سختی اور دقت کی وجہ سے جو اس میں ہے۔ اس کو ہر روز پڑھتے ہو۔ حضرت معاذ نے فرمایا کہ میں بیان کرتا ہوں۔ پھر آپ بہت دیر تک روتے رہے اور ارشاد فرمایا **وَاشْفُوا لِي سِرَّ سُوْلِ اللّٰهِ وَطَلِي لِقَائِهِ** (ہائے رسول اللہ کا! اور آپ کی ملاقات کا شوق!) پھر آپ نے فرمایا کہ میں ایک وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا۔ آپ سوار ہوئے اور اپنے پیچھے مجھ کو بٹھایا۔ جب ہم کچھ تھوڑا چلے تو آپ نے اپنا سر مبارک آسمان کی طرف کیا اور ارشاد فرمایا رب حمد خدا تعالیٰ لے عزت اور جلال والے کے واسطے ہے۔ وہ اپنی مخلوقات میں جو کچھ چاہتا ہے حکم کرتا ہے۔ پھر آپ نے فرمایا معاذ! میں نے عرض کی۔ **كَيْتَبُكَ يَا سَيِّدُ الْمُرْسَلِيْنَ** (رب رسولوں کے سردار! میں حاضر ہوں) آپ نے فرمایا کہ میں تمہیں ایک بات کہتا ہوں! اگر اس کو یاد رکھو! تو تمہیں فائدہ دے گی! اور اگر ضائع کرو گے تو تمہاری حجت خدا تعالیٰ کے نزدیکی کٹ جائے گی معاذ!

سُنو! کہ حق تعالیٰ نے سات فرشتے پیدا کئے ہیں۔ اور سات آسمانوں کے دروازوں پر ایک ایک کو دربان مقرر کیا ہے۔ جب کرایا کاتبین فرشتے کہ جو بندوں کے اعمال کے محافظ ہیں۔ جس کے عمل صبح سے شام تک کئے ہوئے۔ جو نور کی طرح چمکتے ہیں۔ آسمان کی طرف لیجاتے ہیں۔ اور بندے کے اعمال کی ثنائیان کرتے ہیں۔ تو پہلے آسمان کا فرشتہ کہتا ہے کہ یہ عمل اُس بندے کے مُنہ پر دے مارو! میرا نام غیبت کا فرشتہ ہے۔ مجھ کو حق تعالیٰ کا امر ہے کہ غیبت کرنے والوں کے اعمال کو اپنے سے آگے گزرنے کے واسطے راستہ بہت دوید

پھر کرایا کاتبین دو سکے بندے کے عمل کو لے جاتے ہیں۔ کہ جس نے غیبت نہ کی ہو۔ جب دو سکے آسمان پر پہنچتے ہیں۔ تو فرشتہ دو سکے آسمان پر موکل ہے۔ کہتا ہے کہ یہ اُس کا عمل اُس کے مُنہ پر دے مارو کیونکہ اُس کی اس عمل سے مراد دنیاوی غرض تھی۔ اور مجھ کو حکم پہنچ گیا ہے۔ کہ اُس نے اس عمل سے دنیا کو طلب کیا ہے۔

پھر کرایا کاتبین دو سکے بندے کے عمل کو لے جاتے ہیں۔ صدقہ روزہ نماز حج عبادت صدقہ رجمی۔ دو سکے آسمان تک کے فرشتے اُس عمل پر ثنا کرتے ہیں۔ جب تیسرے آسمان پر پہنچتے ہیں تو تیسرے آسمان کا فرشتہ کہتا ہے۔ کہ کھڑو جاؤ! اور یہ عمل کرنے والے کے مُنہ پر دے مارو! کیونکہ میں تکبر کا فرشتہ ہوں اور اُس نے لوگوں میں تکبر کیا ہے۔ اور ایسوں کے عمل کو راہ دینے کا میرا دستور نہیں ہے۔

پھر کرایا کاتبین دو سکے بندے کا عمل۔ روشن ستارے جیسا تسبیح لا الہ الا اللہ۔ اور نماز اور حج اور زیارت کعبہ شریف۔ بیکر جائیں گے۔ جب چوتھے آسمان پر پہنچیں گے۔ تو چوتھے آسمان کا فرشتہ کہے گا۔ کہ کھڑو! اور یہ عمل اُسی کے چہرے پر دے مارو! کیونکہ میں خود پسندی کا فرشتہ ہوں! اُس کے عمل کو اپنے پاس سے گزرنے نہیں دوں گا۔ اُس نے خود پسندی کے بغیر کوئی کام نہیں کیا ہے۔

پھر کرایا کاتبین دو سکے بندے کے عمل کو لیکر جائیں گے۔ جیسے کہ نو عروس آراستہ پیراستہ تخت بیہی ہوئی۔ ہو کر تھی ہے۔ تو پانچویں آسمان کا فرشتہ کہے گا۔ کہ یہ عمل اُس کے مُنہ پر دے مارو! میں حسد کا فرشتہ ہوں! کیونکہ یہ شخص

مخلوق پر مخلوق کی نعمت کے باعث حسد کرتا تھا۔ اور عمل کرنا سیکھنے والوں پر بھی حسد کرتا تھا۔ لہذا میں اس کے عمل کو اپنے پاس سے گزرنے نہ دوں گا۔
 پھر کراما کا تبین دو سکر بندے کے عمل کو چھٹے آسمان تک لے جائیں گے اور وہ عمل آفتاب کی طرح روشن ہوگا۔ نماز روزہ حج عمرہ زکوٰۃ اور اس کی تعریف کریں گے۔ تو چھٹے آسمان کا فرشتہ کہے گا۔ کہ یہ عمل اس بندے کے منہ پر دسے مارو! کیونکہ وہ کسی پر بھی رحمت نہ کرتا تھا۔ اور لوگوں کی بد حالی پر خوش ہوتا تھا۔ اور میں رحمت کا فرشتہ ہوں! لہذا میں اس کے عمل کو اپنے پاس سے نہ گزرنے دوں گا۔

پھر کراما کا تبین دو سکر بندے کے عمل کو لے جائیں گے ساتویں آسمان تک۔ نماز روزہ صدقہ تقویٰ مجاہدہ۔ اور رب آسمانوں کے فرشتے اس پر ثنا کریں گے۔ اور یہ عمل آفتاب کی طرح چمکتا ہوگا۔ جب ساتویں آسمان تک پہنچیں گے۔ تو ساتویں آسمان کا فرشتہ کہے گا۔ کہ ٹھہرو! اور یہ عمل اس کے چہرے پر دسے مارو! کیونکہ میں مرتبے اور جاہ کا فرشتہ ہوں! اور اس بندے کے عمل سے مراد صرف جاہ طلبی تھی۔ تاکہ لوگوں میں عزت ہو! لہذا میں اس کا عمل اپنے پاس سے گزرنے نہ دوں گا۔ کیونکہ مجھ کو حکم ہے کہ جو عمل حق تعالیٰ کے واسطے نہ ہو۔ اس کو آگے مت آنے دو!

پھر کراما کا تبین دو سکر بندے کا عمل لے جائیں گے! جیسے نماز روزہ زکوٰۃ حج عمرہ نیک خلق خاموشی ذکر خدا تعالیٰ۔ اور اس عمل کو فرشتے سات آسمانوں سے آگے لے جائیں گے۔ اور تمام حجابوں کو طے کر کے حق تعالیٰ تک پہنچیں گے۔ اور حق تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہو جائیں گے۔ اور اس بندے کے عمل صالح پر گواہی دیں گے! حق تعالیٰ ارشاد فرمائے گا۔ کیا تم اس بندے کے عمل پر نگاہ بانہتے؟ حالانکہ میں جو کچھ اس کے دل میں ہے۔ اس پر محافظ ہوں۔ اس کی مراد اس عمل سے میری ذات نہ تھی! اور مجھ کو معلوم ہے۔ کہ اس کی مراد اس عمل سے کیا تھی؟ اس پر میری لعنت ہو! کہ اس نے لوگوں کو دھوکہ دیا۔ اور مجھ کو دھوکہ نہیں دے سکتا ہے۔ کیونکہ میں غیب کو جانتے والا ہوں۔

اور دلوں کے اسرار پر مطلع ہوں۔ اور ظاہر اور باطن کو جانتا ہوں۔ اُس پر میری لعنت ہو! اور سات آسمانوں اور زمین کے فرشتوں کی لعنت ہو! اور تین ہزار فرشتے مقرب کہ جو حق تعالیٰ کے پاس ہیں۔ کہیں گے! ہمارے رب! اُس پر تیری لعنت! اور ہماری لعنت! اور سب لعنت کرنے والوں کی لعنت ہو! ۛ

پھر حضرت معاذؓ یہ سب بیان سن کر رو پڑے! اور زور سے نعرہ مارا! اور عرض کی۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کہ جو کچھ آپ نے ارشاد فرمایا ہے۔ اس سے کس طرح نجات ہوگی؟ آپ نے ارشاد فرمایا۔ یا معاذ! اپنے پیغمبر کی تابعداری یقین میں کرو! پھر معاذؓ نے عرض کی۔ کہ آپ حق تعالیٰ کے رسولؐ ہیں۔ اور میں معاذ ہوں۔ نجات اور خلاصی کس طرح ہوگی؟ آپ نے ارشاد فرمایا۔ یا معاذ! اگر تمہارے عمل میں کمی ہو۔ تو اپنی زبان کو غیبت سے نگاہ رکھو! اور جس عیب میں خود مبتلا ہو! اسی عیب کی دوسروں میں گرفت نہ کرو! اور دوسروں کی ذلت میں اپنی عزت طلب نہ کرو! اور اپنے عمل میں ریا کاری نہ کرو! اور دنیا میں اس طرح مشغول نہ رہو۔ کہ آخرت کا کام نہ بھولو! اور اپنے آپ کو لوگوں سے بزرگ نہ جانو! ورنہ دنیا اور آخرت کی خیرات سے کٹ جاؤ گے! اور اپنی مجلس میں فحش باتیں نہ بولو! تاکہ لوگ تمہاری بد اخلاقی سے بیزار نہ ہو جائیں! اور لوگوں کے جسموں کو بریاں اور پارہ پارہ نہ کرو۔ تاکہ دوزخ کے کتے تم کو پارہ پارہ نہ کریں! ۛ

میں نے عرض کی یا رسول اللہ! ان خصلتوں کے پورا کرنے کی کس میں طاقت ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا۔ یا معاذ! جو کچھ میں نے تم کو کہا ہے۔ آسان ہے۔ جس پر کہ حق تعالیٰ آسان کرے۔ اور تمہارے واسطے یہی خصلت کافی ہے! کہ لوگوں کے واسطے وہی کچھ چاہو کہ جو اپنے واسطے چاہتے ہو۔ اور جو چیز اپنے واسطے نہیں چاہتے ہو۔ وہ چیز لوگوں کے واسطے بھی نہ چاہو! جب ایسا کرو گے۔ تو سلامتی میں رہو گے! ۛ

رادی مرو بیان کرتا ہے کہ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس حدیث شریف کے سننے کے بعد۔ اس کو قرآن مجید سے زیادہ پڑھا کرتے تھے ۛ

لہذا مرو حقیقی! جب تم نے یہ حدیث سوت اور خوفناک۔ اور دلوں کو گمانے

والی۔ اور پہلے اور کمر کو توڑنے والی سنی۔ تو اپنے حق تعالیٰ پر نیچہ مارو۔ اور عاجزی اور

گریہ زاری کے ساتھ اُسی کا ملازم ہو جا۔ کیونکہ اس کام میں اسی کی رحمت کے ساتھ نجات ہے۔ اور اُسی کی توفیق اور عنایت کے ساتھ سلامتی ہے۔ لہذا خوابِ غفلت سے بیدار ہو جاؤ تاکہ ہلاکت اور آفت سے بچو! •

فصل

حاصل کلام یہ ہے کہ جب تم نے غور کیا۔ اور خدا تعالیٰ کی عبادت کا اندازہ کیا۔ اور مخلوق کا ضعف اور عاجزی اور جہالت کا مشاہدہ کیا۔ تو پھر اُس کی طرف دھیان نہ کر۔ اور مخلوق کی مدح اور ثنا اور تعظیم کو چھوڑ دے۔ کیونکہ اس فعل میں کچھ بھی فائدہ نہیں ہے۔ اور جبکہ تم نے دنیا کی ذلت اور حقارت اور سرعت زوال دیکھ لیا ہے۔ تو اس کی تابعداری اور رضا کو ترک کرو! اور اس طرح کہو کہ اے نفس! پروردگار عالمین کی ثنا بہتر ہے۔ یا دنیاوی سنان کی کہ جو فانی ہے۔ اور نفس! ممکن ہے کہ تو عبادت سے نعمت ابدی حاصل کرے۔ لہذا کم ہمتی نہ کر۔ تجھے معلوم نہیں ہے کہ جب کیوتر بلند پرواز ہوتا ہے۔ تو اُس کی قیمت کتنی بڑھ جاتی ہے! لہذا بلند ہمتی اور بلند پروازی کر۔ اور صرف حق تعالیٰ ہی کا ہو جا۔ اسی طرح اگر خوب غور کرو گے۔ اور اپنے اوپر خدا تعالیٰ کی بڑی نعمت دیکھو گے۔ تو عبادت کی توفیق پر اور رکاوٹوں کے دور ہونے پر کہو گے! کہ نفس! احسان صرف حق تعالیٰ کا ہے۔ کہ یہ سب کچھ اُس کے لطف اور کرم سے ہے۔ اور اپنے عمل پر دیکھنے سے شرم کر۔ پھر جب ان اذکار کو اپنے دل پر ہمیشہ دوہراتے رہو گے۔ اور حق تعالیٰ سے استقامت طلب کرو گے۔ تو مخلوق پر توجہ کرنے سے اور اپنے عمل پر اترانے سے محفوظ رہو گے۔ اور اخلاص کا دروازہ کھلے گا۔ اور طاعت پاک اور عبادت مقبول حاصل ہوگی۔ لہذا مسکین! غور کرو! اور غافلوں میں سے نہ ہو۔ اور جب ایسا کرو گے! جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے۔ تو اخلاص مندوں میں سے ہو جاؤ گے اور حق تعالیٰ کا احسان جانیں گے۔ اور اس خوفناک گھاٹی کو پس پشت ڈال جاؤ گے! اور تمام آفات سے سلامت رہو گے اور نجات پاؤ گے۔ اور اللہ ہی توفیق عنایت فرمانے والا ہے۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ اور نہیں ہے پھر ناگناہ سے

اور نہ طاقت نیکی کی مگر ساتھ تو فیق اللہ بلند اور بزرگ کے ہے

ساتویں گھائی حمد اور شکر کی ہے

طالبِ عبادت: تم پر لازم ہے۔ کہ جب ان گھائیوں کو طے کر لو! اور عبادت کے مقصود پر آفات سے نکل کر کامیاب ہو جاؤ! تو اس نعمتِ عظمیٰ اور عطیہ کبریٰ پر حق تعالیٰ کا شکر اور حمد بیان کرو۔ اور حمد اور شکر کا واجب ہونا دو چیز کے باعث واجب ہے۔ ایک ہمیشگی نعمت کی وجہ سے ہے اور دوسرے حصولِ زیادت کی وجہ سے ہے۔ پہلے ہمیشگی نعمت کا بیان سنو! اور اس بات کو جان لو! کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے النَّعْمَةُ وَحَشِيٌّ قَبِيدٌ وَهَا بِالشُّكْرِ (نعمت ایک وحشی ہے اس کو شکر کے ساتھ قید کرو!) کیونکہ خدا کے ساتھ نعمت قائم اور دائم رہتی ہے۔ اور اس کی ترک سے زائل ہو جاتی ہے۔ چنانچہ حق تعالیٰ ایک قوم کے حق میں ارشاد فرماتا ہے فَلَكَرَتْ بِالنَّعْمِ اللّٰهِ فَاذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسِ الْجُوعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوا يَصْنَعُونَ انہوں نے اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کی۔ تو اللہ نے ان کو بھوک اور خوف کا لباس پہنایا۔ ان کر تو توں کے باعث کہ جو وہ کرتے تھے

پھر حصولِ زیادت نعمت کا حال سنو! کہ شکر ہر طرح نعمت کو قید کرتا ہے ایسی طرح زیادتی نعمت کا بھی باعث ہے جیسا کہ حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وَلٰكِنْ شَكَرْتُمْ كَاٰتِيًا لِّكُمْ اَزْوَاجًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُكْفِرْنَ عَنْهَا لَكُمْ مِنْهَا حُلٌّ وَّالَا آقَا جِبٍ رِّكِيصًا هِيَ كَبِيْرَةٌ نَّعْمَتٍ كَيْفَ تَقْرَأُهَا تَقْرَأُهَا عَنِيْتٍ فَرَمَاتَا هِيَ۔ ورنہ پہلی دی ہوئی بھی چھین کر کفرانِ نعمت کے وبال میں مبتلا کرتا ہے

پھر اس بات کو جان لو! کہ نعمت دو قسم پر ہے۔ دنیاوی اور دینی۔ دنیاوی نعمت دو قسم پر ہے۔ ایک نعمت اور دوسرے نفعِ نعمت۔ نفع۔ نعمت یہ ہے کہ تم کو مصالح اور منافع عنایت فرمائے ہیں اور منافع دو قسم پر ہیں۔ ایک کامل صورت۔ سلامتی اور عافیت۔ الہام اور تدبیر کے ساتھ ہے۔ دوسرے لذات جو کھانے اور پینے اور لباس اور نکاح وغیرہ سے حاصل ہوتی ہیں۔ اور نعمت کا نفع یہ ہے کہ تم سے ضرر کو دور کیا ہے اور ضرر دو قسم پر ہے۔ ایک جان کی سلامتی۔ کہ تم کو سب طرح کی ماندگی اور آفات

اور نفسانی بیماریوں سے سلامتی میں رکھا ہے۔ دوسرے صزر کا دفع کرنا ہے۔ کہ کسی طرح کے علائق تم کو لاحق نہیں ہونے ہیں۔ کسی دشمن نے آدمی اور جنات اور ورنندوں اور حشرات الارض میں سے تمہاری طرف آنکھ نہیں اٹھائی ہے۔

دین کی نعمت دو قسم پر ہے۔ نعمت توفیق اور نعمت عصمت۔ نعمت توفیق یہ ہے کہ ایک تمہیں اسلام عنایت کیا۔ دوسرے اہل سنت و الجماعت بتایا۔ تیسرے عبادت کی توفیق عنایت فرمائی۔ اور نعمت عصمت یہ ہے۔ کہ پہلے تم کو شرک اور کفر سے نجات دی۔ پھر گمراہی اور بدعت سے۔ اور پھر رب طرح کے گناہوں سے۔ اور ان نعمتوں کی تفصیل اور شمار سوائے حق تعالیٰ کے اور کوئی نہیں جانتا ہے۔ وَ اِنْ تَعَدَّ وَاَنْعَمْتَ اللّٰهُ لَا تَحْصُوْهُ هَاۗءَا اور اگر خدا کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو گے۔ تو شمار نہ کر سکو گے)۔

پھر اس بات کو جان لو؛ کہ ان نعمتوں کا دوام اور زیادتی جیسا کہ میں نے اوپر بیان کیا ہے۔ جو وہم اور قیاس سے باہر ہے۔ صرف ایک چیز کے متعلق ہے۔ اور وہ حمد اور شکر ہے۔ پھر جن خصلت کی کہ یہ قیمت ہے۔ اور اس کا اس طرح کا فائدہ ہے واجب ہے کہ اس میں غفلت نہ کرے کیونکہ قیمتی جوہر اور عزیز کمی ہے۔ اور انہی توفیق عنایت فرمانے والا ہے۔

سوال اگر یہ دریافت کرو کہ حمد اور شکر کی حقیقت کیا ہے۔ اور ان دونوں کے معنی کیا ہے؟

جواب اس بات کو جان لو؛ کہ اہل علم نے حمد اور شکر میں فرق بیان کیا ہے کہ حمد سبحان اللہ اور لا الہ الا اللہ کے قبیلے سے ہے۔ لہذا ظاہری اعمال سے ہے۔ اور شکر ہر حال میں صبر اور سپردِ خدا کے قبیلے سے ہے۔ لہذا باطنی افعال میں سے ہے۔

اور ایک دوسری دلیل فرق میں بیان کی ہے۔ کہ حمد طاعت کے بالمقابل ہے اور شکر کفرانِ نعمت کے بالمقابل ہے۔ اور دوسری ایک دلیل بھی بیان کی ہے۔ کہ حمد عام زیادہ ہے۔ اور شکر خاص اور بہت محظوظ ہے۔ جیسا کہ حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وَ قَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ (اور میرے بندوں میں سے شکر گزار محظوظے ہیں)

لہذا ثابت ہوا کہ حمد اور شکر کے جدا جدا معنی ہیں۔ حمد کسی کے نیک فعل پر ثنا کرتا ہے۔
میرے پیر و مرشد حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کا یہی مطلب ہے :
شکر کے معنی میں بہت کلام ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ
تعالیٰ عنہما نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ شکر یہ ہے کہ تمام اعضا حق تعالیٰ کی اطاعت ظاہر
اور باطن میں کریں :*

اور ہمارے مشائخ رحمۃ اللہ علیہم میں سے ایک بزرگ نے ارشاد فرمایا ہے
کہ شکر ظاہر اور باطن میں سب طاعتوں کا ادا کرنا ہے۔ پھر رجوع کیا۔ اور فرمایا ہے۔ کہ
شکر۔ ظاہر اور باطن میں گناہوں سے بچنے کا نام ہے :
اور دوسرے بزرگ نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ شکر۔ دل اور زبان اور تمام
اعضا کا نگاہ رکھنا ہے۔ تاکہ ان تین میں سے کوئی بھی کسی طرح گناہ ظاہر نہ کرے۔ اور
فرق اس قول میں اور میرے پیر و مرشد شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے قول میں یہ ہے۔ کہ اس میں
نگاہ رکھنا۔ زیادہ معنی ہیں۔ گناہوں کے اجتناب سے۔ اور اجتناب کے یہ معنی
ہیں۔ کہ گناہ نہ کرے۔ بغیر اس کے کہ وقت اور باعث کے معنی نفس میں موجود
اور حائل ہوں۔ کہ کرنے والا اس میں مشغول ہو۔ اور کفران سے بچے :
اور میرے پیر و مرشد حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ
شکر نعمت دینے والے کی تعظیم اس کی نعمت کے مقابلہ پر ہے۔ اس حد تک کہ
نعمت عطا کرنے والے کے ظلم سے۔ اور اپنے کفران نعمت سے رُکے۔ اور اگر
میں کہوں ! کہ شکر۔ محسن کی تعظیم ہے۔ احسان کے مقابلہ پر تو یہ بھی صحیح ہے۔ اور
خدا تعالیٰ کا شکر بندے کے واسطے نہایت ہی نیک خصالت ہے۔ اور شکر
کے بیان میں بہت سی تفصیل ہے۔ جس کی ہم نے کتاب احیاء العلوم میں
شرح کی ہے :*

حاصل کلام یہ ہے کہ بندے کی طرف سے شکر یہ ہے۔ کہ محسن کی بخشش کو روکے
اور اس کی صورت یہ ہے کہ محسن کے احسان کو یاد کرے۔ جو حسن شکر کی حالت میں
شاکر ہے۔ اور بری حالت کے اظہار کرنے والا کافر اور کفران نعمت کرنے والا
ہے۔ اور میں بیان کرتا ہوں ! منعم کی نعمت کو گناہ کا سبب نہ بنائے۔ اس شخص کی

تباہ حالت ہے۔ کہ جو نعم کی نعمت کو۔ اس کی نافرمانی کا سبب بناتا ہے۔ لہذا نبی کریم پر شکر اس قدر فرض ہے۔ کہ حق تعالیٰ کی تعظیم اس قدر کرے۔ کہ نعمتوں کو یاد کر کے۔ اپنے میں اور گناہوں میں حائل کرے۔ جب یہ کیا تو شکر کے بارے میں اصل چیز کو بجالایا۔ لہذا اطاعت میں پورے طور پر کمال کوشش کرے۔ اور خدمت میں اس طرح قائم رہے۔ کہ حقوق نعمت کے پورے ہو جائیں۔ بہر حال گناہوں کی نگاہداشت سے چارہ نہیں ہے۔ اور اللہ ہی توفیق خیر عنایت فرمانے والا ہے۔

سوال اگر یہ دریافت کرو کہ شکر کا محل کونسا ہے؟

جواب اس بات کو جان لو کہ شکر کا محل دینی اور دنیاوی نعمتیں ہیں۔ اور نفس کے لئے جو سختیں اور مصائب دنیا میں۔ اپنے اہل اور مال کے متعلق ہیں۔ اس کے بارے میں بیان کرتے ہیں۔ کہ ان پر بندہ کے واسطے شکر واجب ہے یا نہیں بعض اہل علم ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ سختی اور مصیبت میں شکر واجب نہیں ہے۔ صبر واجب ہے۔ اور شکر نعمت پر ہوتا ہے۔

اور بعض اہل علم ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ کوئی سختی اور مصیبت نہیں ہے۔ کہ اس کے مقابلے میں خدا تعالیٰ کی نعمت نہ ہو۔ لہذا ان نعمتوں پر کہ جو مصائب کے ساتھ ساتھ ہیں۔ شکر واجب ہے۔ نہ کہ نفس مصیبت پر۔ اور جو نعمتیں کہ مصائب کے بالمقابل ہیں یہ ہیں۔ کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ میں کسی بلا میں مبتلا نہیں ہوا مگر اس میں حق تعالیٰ کی طرف سے میرے واسطے چار نعمتیں تھیں۔ ایک یہ کہ وہ بلا دین میں نہ پڑی۔ تیسرے یہ کہ مجھ کو بلا پر راضی رہنے مجرم نہ کیا۔ چوتھے یہ کہ اس بلا کے صبر پر مجھ کو ثواب کی امید ہے۔ اور بعض دوسرے اہل علم نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ نعمتوں میں سے ایک نعمت یہ ہے کہ بلا قائم نہیں رہتی ہے۔ اور اس کا ثواب ہمیشہ رہتا ہے۔ لہذا بندے پر واجب ہے کہ تمام نعمتوں پر شکر کرے کہ جو بلا کے ساتھ ساتھ ہیں۔

اور سیکہ پیر مرشد حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بہتر یہ ہے کہ دنیا کے شائد پر بھی شکر واجب ہے۔ کیونکہ شائد حقیقی طور پر نعمت ہیں۔ اس واسطے کہ بندے کو ان کے بالمقابل آخرت میں ثواب ہے جس کے بالمقابل شائد ناچیز

مخض ہیں۔ اور اس سے بڑھ کر اور کونسی نعمت ہوگی؟ اور اس کی مثال ایسی ہے کہ کوئی شخص تم کو دوا تلخ پلاتا ہے۔ یا تمہارے کچھنے لگاتا ہے۔ یا تمہاری فصد کھولتا ہے۔ اس بیماری کے باعث کہ جو تم میں ہے۔ تاکہ اس مرض سے نجات پاؤ۔ اس میں کیا شک ہے؟ کہ دوا کا پلانا۔ اور فصد اور کچھنے کے ذریعے خون کا نکالنا ایک بیماری نعمت ہے۔ اگرچہ بظاہر حالت بری چیز ہے۔ اور طبیعت اس سے نفرت کرتی ہے۔ اسی پر دنیاوی مصائب کو خیال کرو! چنانچہ حق تعالیٰ اجل شانہ ارشاد فرماتا ہے۔

فَتَسَىٰ أَنْ تَكْسَهُ هُوَ أَشْيَا وَيَجْعَلُ اللَّهُ فِيهِ خَيْرًا كَثِيرًا ۗ (اور شاید کہ تم کسی چیز کو برا سمجھو۔ اور خدا تعالیٰ اس میں تمہارے واسطے بہت بڑی بھلائی کرے)۔

سوال اگر یہ دریافت کرو کہ شکر افضل ہے یا صبر؟

جواب اس بات کو جان لو کہ بعض اہل علم ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ شکر افضل ہے۔ کیونکہ حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وَقِيلَ مَنْ عِبَادِيَ الشَّاكِرُونَ اور میرے بندوں میں سے شکر گزار ٹھوڑے ہیں) اس میں شکر گزاروں کو اپنا خاصان خاص بیان فرمایا ہے۔ اور حق تعالیٰ حضرت نوح علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی مدح میں ارشاد فرماتا ہے اِنَّهٗ كَانَ عَبْدًا شَكُوْرًا (کہ وہ شکر گزار بندہ تھا) اور حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے حق میں ارشاد فرمایا ہے۔ شَاكِرًا اِلَّا نَعْمَةً اِجْتَبَاهُ (کہ وہ خدا کی نعمتوں کا شکر گزار تھا۔ اس کو برگزیدہ کیا) اور دوسری دلیل یہ ہے کہ شکر بلند مقام ہے۔ لہذا ایک بزرگ نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ اگر نعمت عطا ہو اور شکر کروں۔ تو یہ اس سے بہتر ہے۔ کہ بلا میں پڑوں اور صبر کروں۔

اور بعض اہل علم ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ صبر! شکر سے افضل ہے۔ کیونکہ صبر میں مشقت بہت ہے۔ لہذا اس کا ثواب زیادہ ہے۔ اور اس کا مرتبہ بلند تر ہے اور حق تعالیٰ حضرت ایوب علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی مدح میں ارشاد فرماتا ہے اِنَّا وَجَدْنَاهُ صَابِرًا نِّعْمَ الْعَبْدِ اِنَّهٗ اُوْتِيَ الْاَمْثَالَ اِجْحَا بِنَدَہٗ (کیونکہ وہ رجوع کرنے والا ہے) اور نیز حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ (اور صابر لوگ اپنا اجر بغیر حساب کے

بھر پور عنایت کئے جائیں گے) اور دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے: **وَاللّٰهُ يَجِبُ عَلٰى الصّٰبِرِيْنَ** اور اشد صبر کرنے والوں کے ساتھ پیار کرتا ہے)۔
 میں کہتا ہوں کہ شکر کرنے والا حقیقت میں صابر ہے۔ اور صبر کرنے والا حقیقت میں شاکر ہے۔ کیونکہ اس دنیا دار محنت میں شاکر بھی مشقت کرے گا۔ اور اس پر صابر بھی ہوگا۔ اور صابر بھی خالی نہیں ہے۔ جو نعمتیں اس پر ہیں۔ ان پر شکر کریگا اور میں نے بارہا ذکر کیا ہے۔ کہ سخی حقیقت میں نعمت ہے۔ لہذا سخی پر صبر کرنا حقیقت میں شکر بھی ہے۔ اور دوسری دلیل یہ ہے۔ کہ شاکر اپنے نفس کو کفرانِ نعمت سے روکے گا۔ اور اُمی کا نام نافرمانی سے رکنے پر صبر ہے۔ اور صابر اپنے نفس کو گھبراہٹ اور پریشانی سے روکے گا۔ اسی کا نام شکر ہے۔

فصل

مرد و خدام پر لازم ہے۔ کہ اس گھائی حقوڑی مشقت والی کو کامل کوشش کے ساتھ طے کرو۔ اور ان دو اہل پر غور کرو! پہلا اہل یہ ہے کہ نعمت اُس کو دیتے ہیں۔ کہ جو نعمت کی قدر کرے۔ اور نعمت کی قدر شاکر جانتا ہے۔ اسکی دلیل یہ ہے کہ حق تعالیٰ کفار کی حالت بیان کر کے ان پر روکتا ہے۔ **أَهْوَلَاءَ مِنَ اللّٰهِ حَكِيْلِهِمْ مِّنْ بَلِيْنِدِنَا اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِالشّٰكِيْنَ** (کیا ہم میں سے انہی پر احسان کیا ہے؟) جواب) کیا اشر شکر گزاروں کو نہیں جانتا ہے) مطلب یہ ہے کہ جاہل لوگ خیال کرتے ہیں۔ کہ بڑی نعمت اور احسان بزرگ کے حقدار مالدار اور بزرگ زادے ہیں۔ اسی واسطے کہتے ہیں۔ کہ یہ کیا بات ہے؟ کہ خدا تعالیٰ اپنی نعمت ان فقیر و کو دیتا ہے۔ اور ہم کو نہیں دیتا ہے حق تعالیٰ نے ان کو جواب دیا۔ کہ میں شکر گزار بنوں کو خوب جانتا ہوں مطلب یہ ہے۔ کہ آقا کریم اُمی کو نعمت دیتا ہے۔ جو نعمت کا قدر شناس ہے۔ اور دل جان سے اُس کو ہر ایک چیز پر مقدم جانتا ہے۔ اور اُس کی راہ میں مشقت کو برداشت کرتا ہے۔ اور تنگ نہیں ہوتا ہے۔ اور ہمیشہ اُس کے دروازے پر کھڑا ہو کر شکر یہ ادا کرتا رہتا ہے۔ اور حق تعالیٰ کے علم میں تھا کہ یہ ضعیف لوگ ہی ہماری نعمت

کی قدر کریں گے۔ اور اس کے شکر پر قائم رہیں گے۔ لہذا یہی لوگ تمہاری نسبت
 نعمتِ حق دار ہیں۔ لہذا تمہارے دنیاوی مرتبے اور دولت مندی کا اور تمہاری حسبِ
 نسب کا کچھ اعتبار نہیں ہے۔ کیونکہ تم دنیاوی سامان کو نعمت جانتے ہو۔ اور
 دینِ حق اور معرفتِ الہی کو کچھ نہیں جانتے ہو۔ اور تم اپنے مال اور جان کو دنیاوی
 جاہ و جلال پر قربان کرتے ہو۔ اور یہ ضعیف لوگ اپنے کو مارتے ہیں۔ اور اپنی
 جانوں کی ہماری راہ میں خرچ کرنے کی کچھ پروا نہیں کرتے ہیں۔ تاکہ تم جان
 لو کہ یہی لوگ ہماری نعمت کو جانتے ہیں۔ اور اس عظیم نعمت اور بزرگ احسان
 کے مستحق ہیں۔

اور میں بیان کرتا ہوں۔ کہ تمام لوگوں کا حال۔ جن کو کہ حق تعالیٰ نے
 اپنی نعمت کے ساتھ خاص کیا ہے۔ نعمتِ دینی ہو۔ یا علمی۔ یا عملی۔ اسی طرح
 کا ہے۔ یعنی ہر ایک کو ان میں سے۔ بزرگی نعمت کا عارف۔ اور تعظیم کرنے والا۔
 اور اس کی تحصیل میں غایت درجے کی جدوجہد کرنے والا۔ اور اس کے شکر پر
 قائم رہنے والا۔ معلوم کرو گے۔ اور جس شخص کو اس نعمت سے محروم اور نامراد
 دیکھو گے۔ تو ایسا شخص بزرگی نعمت سے جاہل۔ اور اس کے شکر سے غافل ہوگا
 کیونکہ اگر علم اور عبادت کی عظمت۔ بازاری اور عام لوگوں کے دلوں میں۔ اسی
 قدر ہوتی۔ جس قدر کہ اہل علم اور عابدوں کے دلوں میں ہے۔ تو بازاری کاروبار
 کو علم اور عبادت پر اختیار نہ کرتے۔ کیا تمہیں معلوم نہیں ہے؟ کہ اگر کسی فقہ کا
 کوئی مشکل مسئلہ حل ہو جائے۔ تو وہ کس قدر خوش ہوتا ہے۔ اور ایسا معلوم کرتا
 ہے کہ اس کو کتنے ہزار اشرفی مل گئی ہے۔ اور بسا اوقات کسی دینی مسئلہ کی فکر میں
 ایک سال گزارتا ہے۔ اور بسا اوقات دس اور بیس سال سے بھی زیادہ فکر اور
 غور کرتا رہتا ہے۔ اور اس عرصے کو زیادہ نہیں جانتا ہے۔ اور رنجیدہ خاطر
 نہیں ہوتا ہے۔ اور جب معلوم کر لیتا ہے تو احسانِ عظیم اور نعمتِ بزرگ جانتا
 ہے۔ اور اپنے آپ کو امیر الامرا تصور کرتا ہے۔ اور ایسا بھی ہوتا ہے۔ کہ بازاری
 یا سست طالب علم کو۔ کہ جس کو رغبت اور محبت علم میں۔ اپنے جیسا معلوم
 کرتا ہے۔ تو اس پر مشکل مسئلہ کہ جو حل نہیں ہوتا ہے۔ اور جس کا حق معلوم نہیں ہے

پیش کرتا ہے۔ اگر ایسے شخص سے زیادہ کلام کرے، تو وہ رنجیدہ خاطر ہو جاتا ہے اور اگر مسئلہ حل ہو جائے تو ایسا آدمی اس کو بڑا کام نہیں سمجھتا ہے۔ اور یہی حالت اس شخص کی ہے۔ کہ جو حق تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے والا ہے۔ وہ کامل کوشش کرتا ہے۔ اور بہت سی ریاضت کرتا ہے۔ اور اپنے نفس کو خواہشوں اور لذات سے روکتا ہے۔ تاکہ دو رکعت نماز۔ جیسا کہ چاہئے حاصل ہو۔ یا ایک گھڑی مناجات الہی کے واسطے خلوص اور صلاوت سے تیسرا آئے اور جب اس پر ایک ماہ میں ایک بار یا ایک سال میں ایک بار۔ بلکہ تمام عمر میں ایک بار کامیاب ہو جاتا ہے۔ تو اس کو بڑا احسان اور بڑی نعمت سمجھتا ہے۔ اور بہت خوش ہوتا ہے۔ اور حق تعالیٰ کے شکر سے ادا کرتا ہے۔ اور ان زحمات اور شب بیداریوں کو خیال میں نہیں لاتا ہے۔

اور وہ اس کے آدمی کو دیکھتے ہو یا کہ وہ بھی گمان کرتا ہے۔ کہ میں عبادت میں رغبت رکھتا ہوں۔ اگر حاصل کرنے کی ضرورت ہو۔ مثلاً اس صاف عبادت کے لئے۔ افطار کے لئے کو ترک کروں گا۔ یا بیہودہ بات کو چھوڑوں گا۔ یا ایک گھڑی کے لئے خواب کو ترک کروں گا۔ مگر اس کا نفس ان باتوں میں مدد نہیں کرتا ہے۔ اور اگر اس کو گاہے صاف عبادت میں آ بھی جائے۔ تو وہ اس کو کسی شمار قطار میں نہیں جانتا ہے۔ اور اس پر شکریہ ادا نہیں کرتا ہے بلکہ اس کا شکریہ اور خوشی اس وقت ہوتی ہے۔ کہ جب روپیہ پسیہ حاصل ہو یا کوئی کھانے کی اچھی چیز۔ یا پکی ہوئی روٹی۔ یا دیر تک سوئے رہنا۔ یا جسمانی سلامتی۔ اور مریدوں کو کہتا ہے۔ الْحَمْدُ لِلَّهِ هَذَا مِنْ فَضْلِ اللَّهِ ؕ (اللہ ہی کی تعریف ہے۔ یہ اللہ کا فضل ہے) پھر ایسے غافل اور عاجز لوگ نیک بختوں اور اجہتاؤ کرنے والوں کے برابر کس طرح ہو سکتے ہیں؟ اسی واسطے یہ مسکین لوگ ان چیزوں سے محروم ہیں۔ اور طالب لوگ ان باتوں پر کامیاب ہوتے ہیں۔ یہ حق تعالیٰ احکم الحاکمین کی طرف سے قسمت ہے۔ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُتَدِينِ۔ (اور وہ ہدایت پانے والوں کو خوب جانتا ہے) یہ علم کی تفصیل ہے جو حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے اَلَيْسَ اللَّهُ بِأَعْلَمَ بِالشَّاكِرِينَ ؕ (کیا اللہ کو

شکر گزاروں کا علم نہیں ہے) لہذا اس کو خوب سمجھو! اور اس کا حق ادا کرو! *
 اور اس بات کو جان لو! کہ جس چیز کی تم آرزو کرتے ہو۔ اُس سے ہرگز محروم
 نہ رہو گے۔ مگر تمہارا نفس رکاوٹ کرے گا۔ لہذا کمال کوشش کرو۔ تاکہ خدا تعالیٰ کی
 نعمت کی قدر کرو! اور اُس کے حق مطابق تعظیم کرو۔ تاکہ دوسری نعمت دے جانے
 کے مستحق ہو جاؤ! *

فصل

اس بات کو جان لو! کہ جو شخص خدا تعالیٰ کی نعمت کی قدر نہیں جانتا ہے۔
 اس سے نعمت چھین جاتی ہے اور اس کی دلیل حق تعالیٰ کا فرمان ہے۔ وَ
 اٰتٰنَا عَلٰیہُمْ نَبَاَ الَّذِیْ اٰتٰنَا فَا نَسِیْنَا مِنْہَا فَا تَبِعَهُ الشَّیْطٰنُ فَکَانَ
 مِنَ الْعٰوِیْنَ۔ وَ لَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنَاہَا وَ لَکِنَّا اٰخَذْنَاہَا بِالْاَرْضِ وَ اَتَّبَعْنَا
 ہُوَاہُ فَمَثَلُہٗ کَمِثْلِ الْکَلْبِ اِنْ حَمِلَ عَلَیْہِ یَلْهَثُ اَوْ تَرَکْہُ یَلْهَثُ
 ذٰلِکَ مَثَلُ الْقَوٰمِ الَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بَاٰیٰتِنَا فَاقْصِصْ الْقِصَصَ لَعَلَّہُمْ
 یَتَفَكَّرُوْنَ۔ ان آیات کا ترجمہ بمعہ حال معنی یہ ہے کہ ہم نے اس بندے کو دین
 کے بارے میں بڑی نعمت عظیم عنایت فرمائی ہے۔ اور عظیم الشان مرتبہ مرحمت کیا،
 تاکہ ہمارے نزدیک اُس کا مرتبہ اور عظمت زیادہ ہو۔ ولیکن اس نے ہماری نعمت
 کی قدر نہ جانی۔ اور دُنیا حقیقہ اور خسیس کی طرف مائل ہوا۔ اور کہنے نفس کی خواہش کو پسند
 کیا۔ اور یہ نہ جانا کہ خدا تعالیٰ کے نزدیک۔ دین کی نعمت کے مقابلے میں۔ تمام
 دُنیا چھپر کے پڑے بھی زیادہ ذلیل ہے۔ ایسا شخص کتے کے مشابہ ہے۔ کہ عزت
 اور ذلت میں فرق نہیں جانتا ہے۔ اور سب طرح کی کرامات روٹی کے ٹکڑے اور
 ہڈی میں۔ کہ جو اُس کی طرف پھینکو جانتا ہے۔ اور اُس کی تخت پر بٹھائیں۔ یا مٹی و حوٹل
 پر کھڑا کریں۔ اس کے نزدیک برابر ہے۔ لہذا اس خراب حال بندے نے جب
 ہماری نعمت کی قدر نہ جانی۔ اور کرامت کا حق نہ پہچانا۔ اور حقیر دُنیا اور اُس کی
 ذلیل لذت میں مشغول ہوا۔ پھر ہم نے اُس پر سیارست کی نظر ڈالی۔ اور ہم نے
 اُس میں ان عدل میں حاضر کیا۔ اور اُس کو جبروتی حکم کے شکنجے میں کسا۔ اور اُس سے

کرامت کے خلعت چھین لئے۔ اور اپنی معرفت اس کے دل سے نکال لی۔ اور اپنے فضائل اور کرامات سے اس کو برہنہ کر دیا۔ اور اس کو وصیت کارے کتے کی طرح۔ اور رحمت سے راندے ہوئے شیطان کی طرح کر دیا۔ نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ سَخَطِهِ (خدا کے غضب سے خدا کی پناہ!)

اب اس جگہ ایک بادشاہ کی مثال سنو! کہ جس نے اپنے نوکروں میں سے ایک نوکر کو خاص عزت عنایت کی۔ اور اپنا لباس اس کو پہنایا۔ اور اپنے نزدیک اس کو کیا۔ اور تمام خادموں اور داروغوں شاہی سے اس کا مرتبہ بلند کیا۔ اور اپنے دروازے پر اس کو ملازم رہنے کا حکم فرمایا۔ اور دوسری جگہ پر اس کے واسطے ایک عالی شان محل بنوایا۔ کہ اس میں سب طرح کے خواہنے اور غلام اور باندیاں موجود ہیں۔ جب یہ شخص شاہی خدمت سے واپس ہو تو اس جگہ بادشاہ اور مخدوم بن کر بیٹھے۔ اگر یہ شخص شاہی دربان یا داروغے کی طرف دیکھے کہ روٹی کھاتا ہے۔ یا شاہی کتے کو ہڈی چٹا ہوا دیکھے۔ اور شاہی خدمت کو ترک کر کے۔ روٹی کے ٹکڑے یا ہڈی کے واسطے ہاتھ پھیلائے۔ تو بادشاہ اس حالت میں کیا کہے گا؟ کہ یہ کیسے ہے! اس نے ہماری کرامت کا حق نہ جانا۔ اور ہمارے اعزاز کی قدر کو نہ پہچانا۔ یہ گرا ہوا سفلی آدمی نادان اور بے تمیز ہے۔ اس پر سے تمام خلعتیں اتار لو۔ اور میرے دروازے سے وصیت کار دو۔

یہ عالم کی حالت ہے کہ جب دنیا کی طرف رغبت کرتا ہے۔ اور یہ عابد کا حال ہے۔ جب خواہش نفس کی تابعداری کرتا ہے۔ حالانکہ اس سے پہلے حق تعالیٰ نے اس کو علم اور عبادت کے ساتھ مشرف فرمایا تھا۔

لہذا مرد خدا! تم پر لازم ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کی نعمت کی قدر خوب کوشش کے ساتھ پہچانو! اور جب دینی نعمت عنایت فرمائے تو دنیا کی طرف توجہ مت کرو۔ تم نے سنا نہیں ہے؟ کہ حق تعالیٰ حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو کیا ارشاد فرمایا ہے۔ **وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ سُبْحَانَ الْمَلَائِكَةِ وَالْقُرْآنِ الْعَظِيمِ ۝ لَا تَمْدَنْ عَيْنَكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَشْرَاجًا مِنْهُمْ ۝ وَكَتَحْنٰنَ عَلَيْهِمْ ۝** اس کلام کا اندازہ بیان اس طرح ہے۔ کہ

جو شخص قرآن جانتا ہے۔ اس پر واجب ہے کہ ذلیل دنیا کی طرف نظر نہ کرے اور رغبت نہ کرے۔ کیونکہ حق تعالیٰ سامان دنیاوی کو۔ کافروں اور فرعونوں اور ملحدوں اور بیدینیوں اور جاہلوں اور بدکاروں پر کہ جو ذلیل ترین مخلوق کے ہیں گراتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اسی میں ڈوب جاتے ہیں۔ اور پیغمبروں اور صدیقوں اور عالموں اور عابدوں سے کہ جو عزیز ترین مخلوق کے ہیں۔ دُور رکھتا ہے۔ یہاں تک کہ بسا اوقات روٹی کا ٹکڑا اور کپڑے کا چھتھرہ بھی نہیں پاتے ہیں۔ اور اس تنگی کے باعث حق تعالیٰ ان پر احسان رکھتا ہے۔ جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ارشاد فرمایا۔ اگر میں چاہتا تو تم کو دنیا کی زینت اس قدر دیتا کہ فرعون دیکھ کر جان لیتا۔ کہ وہ اس کی نظیر سے عاجز ہے۔ مگر میں دنیا کو تم سے دُور رکھوں گا۔ جیسا کہ مہربان شہربان اپنے اونٹ کو گم ہونے سے بچاتا ہے۔ اور یہ بات نہیں ہے۔ کہ میں دنیا ان کو اس واسطے نہیں دیتا ہوں کہ وہ ذلیل ہیں۔ بلکہ اس واسطے کہ میں ان کو قیامت کے روز پورا کامل حصہ عنایت فرماؤں گا۔ لہذا اگر تم کو بصارت ہے۔ تو اس کام میں باریک نظر کرو۔ اور حق تعالیٰ کی نعمتوں کا حمد اور شکر کرو۔ خاص کر نعمت اسلام پر۔ کیونکہ یہ بہت بڑی بھاری نعمت ہے۔ اور حقیقی طور پر جان لو! کہ اگر تم ابتدائے آفرینش میں پیدا ہوتے۔ اور اس وقت سے لیکر آج تک نعمت اسلام کا شکر یہ ادا کرتے تو اس کا حق ہرگز پورا نہ کر سکتے۔

روایت کرتے نہیں کہ جب حضرت بشیر یعقوب علیہ السلام کے پاس آئے اور ان کو یوسف علیہ السلام کی بابت بشارت دی۔ تو یعقوب علیہ السلام نے فوراً دریافت کیا۔ کہ ان کو کس دین پر چھوڑ کر آئے ہو۔ انہوں نے عرض کیا۔ کہ دین اسلام پر یعقوب علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔ کہ اب نعمت تمام ہوئی۔ لہذا نعمت اسلام پر شک یہ ادا کرنے سے کبھی غافل نہ ہوتا اور موجودہ اسلام پر بے خوف نہ رہتا۔ کیونکہ خاتمہ پر اعتبار ہے۔

روایت کرتے ہیں کہ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا ہے۔ جو شخص کہ زوالِ ایمان سے نڈر ہو جائے گا۔ تو یقیناً اس سے اسلام سلب

ہو جائے گا :

اور میرے پیر و مرشد حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب تم نے کفار کی حالت اور ان کا دوزخ میں ہمیشہ کے لئے رہنا سن لیا ہے۔ تو اپنے نفس پر نڈر نہ ہونا کیونکہ تم کو معلوم نہیں ہے کہ تمہارے کام کی عاقبت کیا ہے ؟ اور حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ ارشاد فرمایا کرتے تھے۔

اللَّهُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ رَأْسَ خَدَايَا سَلَامَتِي فِي رُكْحَةٍ جَيْسِي كَوَلِي شَخْصٍ وَوَبْتِي وَوَقْتِي كَمَا هِيَ ؟

اور میں نے ایک عارف سے سنا ہے۔ اس نے بیان کیا کہ ایک پیغمبر نے حق تعالیٰ سے سوال کیا کہ بلعم باعور باوجود اس قدر کرات اور نشانات کے تیری درگاہ سے کیوں وصتکارا گیا ؟ جواب ملا کہ جس قدر میں نے اس کو نعمتیں عنایت کیں۔ اس نے ایک دن بھی شکر یہ ادا نہ کیا۔ اگر تمام عمر میں ایک بار بھی شکر یہ ادا کرتا تو میں اپنی نعمتیں ہرگز ہرگز اس سے سلب نہ کرتا۔

لہذا مردِ خدا! شکر سے غافل نہ ہو۔ اور ہر وقت بیدار ہو۔ اور حتی المقدور نعمتوں پر شکر گزار ہو۔ تاکہ زوالِ نعمت کی بلا میں گرفتار نہ ہو جاؤ۔ کیونکہ قبول کے بعد رُو۔ اور وصال کے بعد فراق۔ نہایت مشکل امر ہے۔ اور اللہ ہی تو فائق عنایت فرمانے والا ہے۔

فصل

حاصل کلام یہ ہے کہ جب حق تعالیٰ کی نعمتوں پر نظر کر چکو! اور ان مشکل گھاٹیوں کو طے کر لیا۔ اور نیک اعمال کئے۔ اور گناہوں سے پاک ہو گئے۔ اور رکاوٹوں سے نکل آئے اور عوارضات کو دور کر دیا۔ اور باعثات پر کامیاب ہوئے اور منافعات سے سلامت رہے۔ تو تم کو بہت سی خلعتیں شریف اور مراتب بلند حاصل ہو گئے۔ پھر ان میں اپنی عقل کے ساتھ غور کرو۔ اور اپنے حسبِ طاقت شکر کرو اور اپنی زبان کو حمد اور ثنا میں مشغول کرو۔ اور اس کی نعمت کے ساتھ اپنے دل کو پُر رکھو۔ اور بقدر امکان نافرمانی سے بچو۔ جب شکر سے غافل ہو جاؤ تو فوراً شکر کی طرف رجوع کرو اور اس طرح عرض کرو! اے خداوند کریم! جیسے تو نے میرے بغیر استحقاق کے پہلے

فضل کیا! اسی طرح اپنے فضل کے اختتام کر۔ اور تضرع اور زاری کے ساتھ ہاتھ اٹھاؤ۔ اور اس طرح عرض کرو: اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْأَلُكَ اَنْ تَنْزِعَ قُلُوْبَنَا لِحَدِّكَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ (ہمارے خدا! ہمارے دلوں کو کج نہ کر! جبکہ تو ہدایت دے چکا ہے۔ اور ہم کو اپنے پاس سے رحمت بخش! یقیناً تو ہی بخش کرنے والا ہے) اور ہمیشہ زوالِ نعمت کے خوف سے بچو! کیونکہ خطرناک کام ہے۔

ایک حکیم نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ جہان میں پانچ مصیبتیں زبردست ہیں۔ ایک سفر میں بیماری۔ دوسرے بڑھاپے میں تنگی۔ تیسرے جوانانِ مرگ۔ چوتھے۔ بینائی کے بعد اندھے ہونا۔ پانچویں وصال کے بعد فراق۔

اسی طرح جو نعمت بھی تم کو حق تعالیٰ نے عنایت کی ہے۔ اس کا شکر ادا کرو جب تم نے یہ سب کچھ کر لیا۔ تو تم۔ عارفوں اور عالموں۔ اور توبہ کرنے والوں اور پاک زاہدوں۔ اور گوشہ نشینوں۔ اور نفس اور شیطان پر قہر کرنے والوں۔ اور پرہیزگاروں اور ناصحوں۔ اور صابروں۔ اور خوفِ خدا کرنے والوں۔ اور عاجزوں اور متواضعوں اور راضی ہونے والوں۔ اور امیدواروں۔ اور نجات پانے والوں میں سے ہو گئے۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ (نہیں ہے پھر ناگاہ سے اور نہ طاقت شکی کی۔ مگر ساتھ توفیق اللہ بزرگ اور بلند کے)۔

سوال اگر یہ دریافت کرو کہ جب عبادت کا کام اس قدر سخت اور دشوار ہے تو کم لوگ ہیں کہ جو عبادت کریں۔ اور مقصود کو پہنچیں۔ اور کس میں طاقت ہے۔ کہ ان بیان کردہ شرائط کو بجالائے؟

جواب اس بات کو جان لو کہ حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔ وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِىَ الشَّاكِرُوْنَ وَلكِنَّ اَكْثَرُ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ هَلْ يَشْكُرُوْنَ هَلْ يَعْقِلُوْنَ (میرے بندوں میں سے شکر گزار کھوڑے ہیں۔ اور اکثر لوگ نہیں جانتے ہیں۔ نہیں شکر کرتے ہیں۔ نہیں عقل رکھتے ہیں) باوجود اس کے یہ بات آسان ہے۔ جس پر کہ حق تعالیٰ آسان کرے۔ بندے کا فرض کوشش کرنا فرض ہے۔ اور حق تعالیٰ پر راہِ راست دکھانا ہے۔ جیسا کہ حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فَاِنَّا لَنَنْدِيْهُم مِّنْ سَبِيْلِنَا وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْخٰسِرِيْنَ (جو لوگ ہم میں جہاد کرتے ہیں۔ ہم ان کو بہت سے راستے

بتاتے ہیں۔ اور یقیناً اللہ نیکو کاروں کے ساتھ ہے) اور جب بندہ ضعیف اپنے فرائض پر قائم ہوگا۔ تو یہ کیسے گمان کرے گا۔ کہ حق تعالیٰ پروردگار قدیر غنی۔ اور رحیم اس کے عمل کو ضائع کر دے گا؟ ایسا ہرگز نہ ہوگا! اِنَّ اللّٰهَ لَا يَضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ (یقیناً اللہ نیکو کاروں کے اجر کو ضائع کرتا ہے)۔

سوال۔ اگر یہ دریافت کروا کہ عہد پھوڑی ہے۔ اور یہ گھاٹیاں سخت اور دراز ہیں۔ لہذا عمر کیسے وفا کرے گی؟ کہ انسان تمام شرائط کو بجالائے۔ اور گھاٹیوں کو طے کرے؟

جواب میری جان! اس بات کو جان لو! اگرچہ گھاٹیاں دراز ہیں۔ اور ان کی شرائط سخت مشکل ہیں۔ مگر جب خدا تعالیٰ چاہتا ہے۔ کہ کسی بندے کو برگزیدہ کرے۔ اس کے دراز رستے کو کوتاہ کر دیتا ہے۔ اور اس کی دشواری کو آسانی سے بدل دیتا ہے۔ یہاں تک کہ گھاٹیوں کو طے کرنے کے بعد کہتا ہے۔ کہ یہ راہ کس قدر نزدیک اور پھوڑا ہے؟ اور یہ کام کس قدر آسان ہے؟ اور میں اس کے خاتمہ پر ہنسی کر رہا ہوں۔ کہ کوئی آدمی ان گھاٹیوں کو ستر سال میں طے کرتا ہے۔ اور کوئی بیس سال میں۔ اور کوئی دس سال میں۔ اور کوئی ایک سال میں۔ اور کوئی ایک ماہ میں طے کر لیتا ہے۔ بلکہ ایک ہفتے میں۔ بلکہ ایک دن میں۔ بلکہ ایک گھنٹہ میں طے کر لیتا ہے۔ یہاں تک کہ کئی لوگ توفیق الہی کے ساتھ ایک پل میں طے کر لیتے ہیں؟

تہیں معلوم نہیں ہے؟ کہ صحاب کھت کے واسطے۔ ایک پل سے زیادہ وقت نہ لگا۔ کہ جب انہوں نے اپنے بادشاہ وقتیانوس کی حالت میں تغیر دیکھا۔ تو انہوں نے کہا۔ رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (ہمارا رب! آسمانوں اور زمین کا پروردگار ہے) تو ان کو معرفت حاصل ہوئی۔ اور اس راہ کے دقائق اور اتقاق معلوم ہو گئے۔ اور اس راہ کو طے کر لیا۔ اور کاموں کو سپرد خدا کرنے والوں اور سزا گلوں اور استقامت کرنے والوں میں سے ہوئے۔ اور یہ تمام راہ ان کو ایک گھنٹہ تک ایک پل میں طے ہو گئی؟

اور کیا تم نے فرعون کے جادو گروں کی طرف نگاہ نہیں کی؟ کہ ان کو بھی صرف ایک ہی لحظہ لگا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے صلوات والسلام کا معجزہ دیکھ کر

فورا بول اُٹھے۔ اَمَّا رَبِّ الطَّالِبِينَ رَبِّ مُوسَى وَهَارُونَ ؕ ہم پروردگار عالمین
موسیٰ اور ہارون کے رب پر ایمان لائے اور راہ حقانی کو معلوم کر کے ایک ہی
ساعت میں طے کر لیا۔ اور عازفوں میں سے ہو گئے۔ اور قصائے الٰہی پر راضی ہوئے
اور بلا پر صابر ہوئے۔ اور نعمتوں پر شکر گزار ہوئے۔ اور حق تعالیٰ کی ملاقات کے مشتاق
ہوئے۔ یہاں تک کہ فوراً پکار اُٹھے۔ لَا ضَيْرَ اِنَّا اِلَى رَبِّنَا مُنْقَلِبُونَ (کوئی نقصان
کی بات نہیں ہے۔ ہم تو اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں) ۛ

حکایت بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابراہیم اوہم رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ جیسے کہ
تھے۔ آپ نے دنیا کے کام سے منہ موڑا۔ اور اس صدق کے رستے پر چلے۔ آپ پر
زیادہ وقت نہ گذرا کہ آپ بلخ سے روم کو جا رہے تھے۔ ایسا ہوا کہ ایک شخص پل پر
سے پانی میں گر گیا۔ اور آپ نے ارشاد فرمایا کہ پھرو۔ وہ شخص ہوا میں بلخ کھڑا ہو گیا۔
اور اس نے نجات پائی ۛ

اور حضرت رابعہ بصریہ بڑی عمر کی باندی تھی۔ بازار بصرہ میں فروخت کرنے لگے۔ کوئی
گاہک کھڑا نہ ہوا۔ کیونکہ اپنی عمر کو پورا کر چکی تھیں۔ ایک سوداگر نے ان پر رحم کیا۔ اور پچیس روپیہ
کو خرید کر آزاد کر دی۔ پھر حضرت رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا نے یہ راہ اختیار کیا۔ اور عبادت
الٰہی کرنے لگی۔ ایک سال بھی نہ گذرا تھا۔ کہ شہر بصرہ کے عالم اور عابد ان کی زیارت کو۔ ان
کی بزرگی اور مرتبے کے باعث آنے لگے ۛ

لیکن جس پر کہ حق تعالیٰ لعنیت نہ کرے۔ اور اس کو اس کے نفس پر چھوڑ دے
تو بسا اوقات ایک ہی گھنٹی کی ایک تلخ میں ستر سال تک پڑا رہتا ہے۔ طے نہیں کر سکتا
اور رو کر فریاد کرتا ہے کہ یہ راہ کتنا باریک اور مشکل ہے؟ پھر اس بات کو جان لو! کہ تمام کام
ایک ہی اصل پر جوں کرتا ہے۔ وَذَٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ الْعَدْلِ الْحَكِيمِ (اور
یہ اندازہ عزت والے علم والے عادل حکیم کا ہے) ۛ

سوال اگر یہ دریافت کرو! کہ کیوں ہی ایک شخص تو فنیق خاص کے ساتھ مخصوص
ہوا؟ اور دوسرا شخص کیوں محروم ہوا؟ حالانکہ عبادت میں دونوں شخص برابر ہیں! ۛ
جواب اس بات کو جان لو! کہ جب یہ سوال کرو تو حق تعالیٰ کے عظمت اور
جلال کے خیموں سے آواز سنو گے! کہ ادب کو نگاہ میں رکھو! اور اسرار ربوبیت اور بندگی

کی حقیقت کو پہچاننا کیونکہ فعل حق کی بنا حکمت پر ہے۔ اُس پر اعتراض ناممکن ہے۔ چنانچہ
حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے لَا يَسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْئَلُونَ (فعل حق پر اعتراض
نہیں ہے۔ اور لوگوں کے فعلوں کی بابت سوال کیا جائے گا۔)

میں کہتا ہوں کہ یہ حالت پُل صراط کے مشابہ ہے۔ کوئی اُس پر سے بھلی کی طرح
گزرے گا۔ اور کوئی پرندے کی طرح گزرے گا۔ اور کوئی تیز رو گھوڑے کی طرح گزرے
گا۔ اور کوئی پیدل شخص کی رفتار سے گزرے گا۔ اور کوئی دوزخ کی آواز سننے ہی
اُس میں گر پڑے گا۔ اور کسی کو دوزخ کے کتے پکڑ کر لیں گے۔ یہی حالت دُنیاوی
راستے کی ہے۔ ایک دُنیا کاپل ہے۔ اور دوسرا آخرت کاپل ہے۔ دُنیا کاپل دل میں
اور اُن کے خطرات کو اہل بصیرت جانتے ہیں۔ اور آخرت کاپل نفس میں۔ اور اُن کے
خطرات کو اہل بصر دیکھتے ہیں۔ اور آخرت میں سالکوں کی حالت کا اختلاف۔ اُن کی
دُنیاوی حالت کے باعث ہے۔ اس بات میں غور کرو! اور اس کو خوب سمجھو! اور
اللہ ہی توفیق عنایت فرمائے والا ہے۔

فصل

پھر اس بات کو جان لو کہ حقیقت اس کام کی یہ ہے۔ کہ اس راہ کی درازی اور
کوٹاہی۔ اُس راہ جیسی نہیں ہے۔ کہ جس کو پاؤں کے ساتھ طے کرتے ہیں۔ بلکہ یہ روحانی
راستہ ہے۔ جس کو دل کے ساتھ عقائد اور بصیرت سے طے کرتے ہیں۔ اور اس
اصل آسمانی نور اور الٰہی نظر ہے۔ جو بندے کے دل پر پڑتی ہے۔ کہ اُس کے ذریعے
دونوں جہان کا کام یقین کے ساتھ دیکھتا ہے۔ اور اس نور کو بندہ بسا اوقات ایک سو
سال تک طلب کرتا ہے۔ اور نہیں پاتا ہے۔ اور نہ اُس کا کچھ نشان دیکھتا ہے۔ اور
اس کا باعث اُس کی طلب میں خطا ہے۔ اور کوشش میں کمی ہے۔ اور کام کی راہ میں
اُس کی ناوانی ہے۔ اور کوئی آدمی پچاس سال میں پالیتا ہے۔ اور کوئی بیس سال میں۔ اور
کوئی دس سال میں۔ اور کوئی ایک دن میں۔ اور کوئی ایک ساعت میں۔ اور ایک پل میں
حق تعالیٰ کی عنایت کے ساتھ پالیتا ہے۔ بہر حال بندے کو کوشش کرنے کا امر ہے
لہذا اُس پر واجب ہے۔ کہ جو کچھ فرمان ہے۔ وہی کرے۔ تاکہ موعود چیز کو حاصل کرے۔

اور کلام کا وار مدار مقسوم اور مقدر پر ہے۔ اور پروردگار حاکم اور عادل ہے، يَقُولُ اللَّهُ مَا يَشَاءُ وَيُحْكُمُ مَا يُرِيدُ (اللہ جو کچھ چاہتا ہے کرتا ہے۔ اور اپنے ارادے کے موافق حکم کرتا ہے)۔

سوال اگر یہ دریافت کروا کہ یہ خطر کس قدر بڑا ہے۔ اور یہ کام کس قدر دشوار ہے؟ اور بندے کو اس راہ میں کس قدر چیزوں کی ضرورت ہے؟ لہذا اتنی شرائط کی تحصیل اور اس قدر عمل کس چیز کے واسطے ہے؟

جواب اس بات کو جان لو کہ تمہاری تقدیر کے مطابق۔ کام دشوار اور بڑا خطرناک ہے۔ اور تم نے سچ بیان کیا ہے۔ اور یہی حق تعالیٰ کا ارشاد بھی ہے لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي كَبَدٍ (ہم نے انسان کو مصیبت میں پیدا کیا ہے) اسی واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ لَوْ تَقْلَمُونَ مَا أَعْلَمُ لَضَحِكُمْ قَلِيلًا وَ لَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا (اگر جانو تم جو کچھ کہیں جانتا ہوں! تو ہنسو گھوڑا۔ اور رو بہت)۔ اسی واسطے حضرت امیر المؤمنین ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا ہے۔ کاش! کہ میں سبزہ ہوتا اور مجھ کو چوپائے کھاتے؛ اور اسی باعث حضرت فضیل رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ میری یہ آرزو نہیں کہ زشتہ مقرب ہو جاؤ یا نبی مرسل بن جاؤں۔ یا مرد صالح ہو جاؤں۔ بلکہ میری آرزو یہ ہے کہ میں ایسا شخص ہو جاؤں کہ جو پیدا ہی نہیں کیا گیا ہے۔

اور اسی باعث سے حضرت عطائے سلمیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ اگر آگ جلائیں اور کہیں کہ جو شخص اپنے آپ کو اس آگ میں جلائیگا۔ وہ ناچیز اور معدوم شخص ہو جائیگا۔ مجھے خوف ہے کہ میں آگ میں گرنے سے پہلے ہی خوشی میں مر جاؤں گا۔

لہذا مسیکر بھائی! یہ کام مسیکر بیان کئے سے بھی زیادہ سخت اور مشکل ہے۔ تم کس دہم اور گمان میں پڑے ہو؟ لیکن یہ کام خدا تعالیٰ کی تقدیر پر ہے۔ اور اس پر قلم چل چکی ہے۔ لہذا بندے کے واسطے اس کے بغیر چارہ نہیں ہے۔ کہ بقدر امکان عبادت میں کوشش کرے۔ اور خدا تعالیٰ کے کرم اور فضل کے ساتھ پنچہ مارے اور گریہ و زاری کرے تاکہ اس کے فضل اور کرم کے ساتھ سلامتی میں رہے۔

اور تمہارے سوال کا یہ حصہ کہ سب کچھ عمل اور کوشش کس چیز کے واسطے

ہے؟ یہ بات عجیب ہے اور تمہاری بڑی بھاری غفلت پر دلالت کرتی ہے۔ بلکہ بہتر ہے۔ کہ اس طرح دریافت کرو کہ بندہ ضعیف جو کچھ عمل اور کوشش کرتا ہے۔ اُس ثواب اور اجر کے مقابلے میں کیا چیز ہے؟ تمہیں معلوم ہے کہ بندہ کیا چیز طلب کرتا ہے؟ پہلے یہ ہے۔ کہ انسان دو چیزیں طلب کرتا ہے۔ ایک دونوں جہان میں سلامتی اور دوسرے دونوں جہان کا ملک۔

بہر حال سلامتی دنیا میں اس قدر آفات ہیں۔ کہ مقرب فرشتے بھی اُس میں امن کے ساتھ نہ رہ سکے۔ چنانچہ تم نے ہاروت اور ماروت دو فرشتوں کی حکایت سنی ہوگی! یہاں تک کہ بعض لوگ روایت کرتے ہیں۔ کہ جب بندے کی روح کو آسمان پر لے جاتے ہیں۔ تو تعجب کے ساتھ آسمان کے فرشتے کہتے ہیں۔ کہ اس لئے کس طرح نجات پائی؟ ایسے مکان سے کہ جس میں ہمارے بہترین ہم جنس برباد اور تباہ ہو چکے ہیں!۔

اب سلامتی آخرت کا حال سنو! کہ اُس کی آفات اور دہشتیں اس حد تک ہیں کہ انبیا اور رسول علیہم الصلوٰۃ والسلام بھی نفسی نفسی پکاریں گے۔ اور عرض کریں گے کہ خداوند! ہم تجھ سے سوائے اپنی سلامتی کے اور کچھ نہیں مانگتے ہیں۔ یہاں تک کہ روایت کرتے ہیں۔ کہ اگر کسی مردِ خدا کا عمل ستر پیغمبران علیہم السلام کے برابر ہو گا۔ تو اُس کو بھی خیال ہو گا۔ کہ وہ نجات حاصل نہ کر سکے گا۔ لہذا جو شخص دُنیا سے دین اسلام کو سلامتی کے ساتھ لے جائے۔ اور روزِ قیامت کی دہشتوں سے بچ کر بہشت میں چلا جا کر کیا یہ کام تھوڑا ہے؟ پھر بزرگی دنیا اور اس کے ملک کی بابت یہ حالت ہے۔ کہ ملک نفاذ اور امر اور تصرف اور مشیت کا نام ہے۔ یہ بات بھی دُنیا میں اولیا شد ہی کو حاصل ہے۔ کہ راضی بقضائے الٰہی ہیں۔ اور تمام خشکی اور تیزی اُن کے واسطے ایک قدیم ہے پتھر اور اینٹ اُن کے واسطے سونا اور چاندی ہے۔ انسان اور جن۔ چوپائے اور پرندے اُن کے تابع فرمان ہیں۔ جو کچھ چاہتے ہیں۔ وہی کچھ ہوتا ہے کیونکہ وہ صرف خدا تعالیٰ ہی کا چلا ہوا چاہتے ہیں۔ کسی سے ڈرتے نہیں ہیں اور نہ کسی کی خدمت کرتے ہیں۔ اور سب اُن کے خدمت گزار ہیں۔ اور دُنیاوی بادشاہوں کو اس مرتبہ کا یہ بھی نصیب نہیں ہے۔

اور ملک آخرت کی بابت حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ اِذَا كُنْتُمْ تُحِبُّونَ الْوَالِدَيْنِ وَالْأَوْلَادَ ۗ ذَٰلِكَ حُبُّ آبَائِكُمْ وَأَوْلَادِكُمْ فَحُبُّ اللَّهِ ۗ وَالَّذِينَ يَحِبُّوا اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُمُ اللَّهُ رِزْقًا وَسِعًا كَمَنْ أَحَبَّهُ اللَّهُ ۗ وَاللَّهُ وَاسِعٌ ۙ

لہذا ایسے ملک کو بہت بڑا سمجھو! جس کو حق تعالیٰ بہت بڑا ارشاد فرماتا ہے تمہیں معلوم ہے کہ ساری دنیا لھوڑی ہے۔ اور ہر ایک کے نصیب میں اس لھوڑی میں سے۔ اور بھی لھوڑی ہے باوجود کمی کے اس کی طلب میں جان اور مال کو خرچ کر دیتے ہو۔ تاکہ اس پر کامیاب ہو جاؤ۔ اور اکثر ملتی بھی نہیں ہے۔ اگر ملی بھی تو بڑے عذاب اور نہایت تکلیف کے ساتھ۔ اور اس پر جانی اور مالی مصارف بہت ہیں جو تمہیں معلوم ہیں! بنا بریں ملک کبیر اور ہمیشہ کی نعمت کے حصول کے واسطے کیا کیا کچھ کرنا ہو گا؟ اور اتنے بڑے ملک کے حصول کے بالمقابل۔ دو رکعت نماز پڑھنی۔ یا دو دو صدقہ دینے کو بہت شمار کرتے ہو؟ یہ کیا عقل اور کیا جہالت ہے؟ بلکہ انسان کے واسطے اگر ہزار ہزار نفس۔ اور ہزار ہزار روح۔ اور دنیاوی عمر لچ جیسی بلکہ اس سے بھی بڑی ہزار عمر ہو۔ اور اس سب کو اس عزیز مطلب کے واسطے خرچ کرے۔ تو بھی کم ہے۔ اور اگر مطلوب پر کامیاب ہو جائے۔ تو یہ بہت بڑی غنیمت ہے۔ لہذا خواب غفلت سے بیدار ہو جاؤ! اور پھر سنو! کہ جب بندہ حق تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے۔ اور اس کی فرمانبرداری کرتا ہے۔ اور اسی پر رب عزم گزار دے۔ تو خدا تعالیٰ اس کو چالیس کرامت اور خلعت عنایت فرماتا ہے۔

بین دنیا میں اور بین آخرت میں۔ بہر حال دنیا کی کرامت اور خلعتیں یہ ہیں۔

اول یہ ہے کہ خدا تعالیٰ اس کو یاد کرتا ہے۔ اور اس کی شنایان کرتا ہے۔

کیا ہی مبارک بندہ ہے کہ جس کی حق تعالیٰ صفت و شنایان کرتا ہے۔

دوسرے یہ ہے کہ خدا تعالیٰ اس کی تعظیم کرتا ہے۔ اور شکر گزار ہوتا ہے۔ اگر تمہاری جیسی مخلوق ضعیف تمہارا شکر یہ ادا کرے۔ اور تعظیم کرے۔ تو اس کے ساتھ تم مشرف ہو جاتے ہو۔ تو ایسے شخص کی شرافت کس قدر ہوگی؟ کہ جس کا شکر یہ اور تعظیم رب العالمین کرتا ہے۔

تیسرے یہ ہے کہ خدا تعالیٰ اس کو اپنا دوست بنا لیتا ہے۔ اگر کوئی محلہ کا رئیس یا امیر تم کو دوست بنائے۔ تو اس پر خوشی اور فخر کرتے ہو۔ اور کئی طرح کے فائدے

حاصل کرتے ہو۔ لہذا پروردگار احکم الحاکمین کی محبت کے بارے میں تم کیا کہتے ہو؟
چوتھے یہ ہے کہ خدا تعالیٰ اُس کا کارساز ہوتا ہے۔ اور اُس کے تمام کاموں
کی تدبیر کرتا ہے۔

پانچویں یہ ہے کہ حق تعالیٰ اُس کے رزق کا ذمہ دار ہو جاتا ہے۔ بغیر
مشقت اور تکلیف کے عنایت کرتا ہے۔

چھٹے یہ ہے کہ خدا تعالیٰ اُس کا مددگار بنتا ہے۔ اور اُس کے ساتھ بدی
کا قصد کرنے والوں دشمنوں کو دور کرتا ہے۔

ساتویں یہ ہے کہ حق تعالیٰ اُس کا غمخوار ہوتا ہے۔ اور اُس شخص کو کسی حالت
میں وحشت نہیں ہوتی ہے۔

آٹھویں یہ ہے کہ اُس کو عزت حاصل ہوتی ہے۔ دُنیا اور دُنیا داروں کی
خدمت میں ذلت نہیں اٹھاتا ہے۔ بادشاہ غصہ نہیں کرتا ہے اور تمام دُنیاوی
بادشاہ اور جابر لوگ اُس کی خدمت کرتے ہیں۔

نویں یہ ہے کہ اُس کی ہمت بلند ہوتی ہے۔ دُنیا اور دُنیا داروں کی نجارت
میں کھیرتا نہیں ہے۔ اُن سے نفرت کرتا ہے۔ اور بلند رہتا ہے۔

دسویں یہ ہے کہ اُس کا دل غنی ہو جاتا ہے۔ لہذا دنیا میں امیر الامرا ہوتا
ہے۔ ہمیشہ خوش رہتا ہے۔ اور کسی کی بات سے غمگین نہیں ہوتا ہے۔

گیارھویں یہ ہے کہ اُس کا دل نورانی ہو جاتا ہے۔ جس کے ذریعے علوم
حقانی اور اسرار اور حکمت پر اطلاع پاتا ہے۔ اور دوسرا آدمی اُس پر سوائے سحت
کوشش اور درازی عمر کے مطلع نہیں ہوتا ہے۔

بارھویں یہ ہے کہ اُس کا دل فراخ ہو جاتا ہے کہ دُنیاوی آفات اور
مصائب سے تنگ دل نہیں ہوتا ہے۔

تیرھویں یہ ہے کہ اُس میں ہیبت حقانی ظاہر ہوتی ہے۔ کہ نیک اور بد
اُس کی عزت کرتے ہیں۔ اور سب شریر اور سرکش لوگ اس سے ڈرتے ہیں۔

چودھویں دلوں میں محبت کیونکہ خدا تعالیٰ اُس کو سب کے دلوں میں عزیز
بنا دیتا ہے۔

پندرہ صویں اس کی کلام اور نفس اور فعل اور جامہ اور مکان میں عام برکت ہو جاتی ہے۔ یہاں تک کہ جس جگہ پر وہ چلے۔ اور جس مقام پر بیٹھے۔ اور جس آدمی نے اس کو دیکھا ہے۔ لوگ اس کو تبرک سمجھیں۔
 سولہویں یہ ہے کہ اس کے واسطے خشکی اور تری مسخر ہو جاتی ہے۔ اگر چاہے پانی کی سطح پر چلے۔ اور اگر چاہے تو روئے زمین کو ایک ہی گھڑی میں طے کر ڈالے۔

سترہ صویں تسخیر تمام حیوانات درندے اور پرندے اور وحشی و غیر اس کے تابع فرمان ہو جاتے ہیں۔ وحشی جانور اس کی بات مانتے ہیں۔ اور شیر اس کے پرہ دار ہو جاتے ہیں۔

اٹھارہ صویں یہ ہے کہ حق تعالیٰ اس کو تمام خزاہن کی کی کلید عنایت فرماتا ہے۔ جدھر بھی جاتا ہے۔ خزانہ موجود ہے۔ اگر پاؤں مارتا ہے تو پانی کا چشمہ موجود ہے۔ اور جہاں مقام کرے دسترخوان حاضر ہے۔

انیسویں اس کو خدا تعالیٰ کے نزدیک مرتبہ حاصل ہوتا ہے۔ کہ لوگ اس کی خدمت کو وسیلہ ٹھہراتے ہیں۔ اور اس کے مرتبے کے باعث حق تعالیٰ سے برکت اور اپنی مرادیں مانگتے ہیں۔

بیسویں اس کی دعائیں قبول ہوتی ہے۔ جو کچھ حق تعالیٰ سے مانگتا ہے قبول ہوتا ہے۔ اگر کسی کے واسطے شفاعت کرے تو بھی قبول ہوتی ہے۔ اگر خدا تعالیٰ کے آگے قسم کھائے تو سچی ہو جاتی ہے۔ اگر کسی چیز کے زائل کرنے کا اشارہ کرے تو فوراً زائل ہو جاتی ہے۔ اور جس چیز کا دل میں خطرہ کرے۔ فوراً حاضر ہوتی ہے۔ یہ دنیاوی کرامات ہیں۔ اب آخرت کی کرامات کا حال سنو!

(۱) اللہ تعالیٰ اس شخص پر سکرات موت کو آسان کر دیتا ہے۔ یہ وہ چیز ہے۔ کہ اس سے انبیا علیہم السلام بھی کانپتے ہیں۔ ایسے شخص کے واسطے موت ایسی ہوتی ہے۔ جیسے مرنے والے کے واسطے آب سرد اور شیریں۔
 (۲) حق تعالیٰ ایسے شخص کی معرفت اور ایمان سلامت اور ثابث رکھتا

مے۔ اور کسی طرح کا خوف اور پریشانی اس کے باعث نہیں ہوتی ہے۔
 (۱۳) ایسے شخص کے پاس حق تعالیٰ اپنے فرشتوں کو قاصد بنا کر بھیجتا ہے۔ جو خوشی اور راحت اور ایمان کی بشارت دیتے ہیں۔ تاکہ آخرت کی پیشی سے نہ ڈرے۔ اور دنیاوی چیزوں کے ترک کرنے پر غم نہ کرے۔ **يَتَوَفَّوهُمْ الْمَلٰئِكَةُ طَيِّبٰتٍ** (صاف ستھرے فرشتے ان کو وفات دلاتے ہیں)۔
 (۱۴) حق تعالیٰ پروردگار عالمین کے ہمسایہ میں ہمیشہ کے لئے بہشت میں رہتا ہے۔

(۱۵) اُس کی روح کے استقبال کے واسطے آسمانی فرشتے آتے ہیں۔ ظاہر اور باطن میں اس کی روح کا اکرام اور انعام اور الطاف ہوتا ہے۔ اور اس کے جسم کی تعظیم کے واسطے جنازے پر صدیق اور شہید تشریف لاتے ہیں۔
 (۱۶) سوال کے نکتے سے امن ہوتا ہے۔ اور جواب باصواب کی تلقین کی ضرورت نہیں ہوتی ہے۔

(۱۷) قبر روشن اور فراخ ہوتی ہے۔ اُس کی قبر قیامت تک بہشت کے باغوں میں سے ایک باغ بنی رہتی ہے۔
 (۱۸) اُس کی روح کو سبز پرندوں کے گھونسلوں میں اکرام اور عزت کے ساتھ۔ صالحین پر اور ان کی ہمراہ۔ اُن کی فرحت اور سرور میں۔ جو اُن کو حق تعالیٰ نے عطا کیا ہے رکھتے ہیں۔

(۱۹) اُس کا حشر عزت اور کرامت کے ساتھ ہوتا ہے۔ اس کو خلعت اور تلج اور براق عنایت ہوتا ہے۔
 (۲۰) ایسے شخص کا چہرہ سفید اور نورانی ہوتا ہے۔
 (۲۱) روز قیامت کی دہشتوں سے امن میں ہوتا ہے۔ اُس سے دوسرے مردے بھی فائدہ حاصل کرتے ہیں۔

(۲۲) واپس ہاتھ میں نامہ اعمال عنایت ہوتا ہے۔ اور گاہے اس کا ذکر بھی نہیں ہوتا ہے۔

(۲۳) ایسے شخص کا حساب آسان ہوتا ہے۔ اور گاہے نہیں بھی ہوتا ہے۔

(۱۳) اُس کا ترازو نیکیوں کا پلڑا بھاری ہوتا ہے۔ اور گاہے وزن ہی نہیں کیا جاتا ہے۔

(۱۵) حوض کوثر کا پانی نوش کرتا ہے۔ اُس کے بعد کبھی پیاس نہیں لگتی ہے۔

(۱۶) پل صراط پر سے گذر کر آتش دوزخ سے نجات پاتا ہے۔

(۱۷) قیامت کے روز انبیا اور رسول علیہم السلام کی طرح شفاعت کریگا۔

(۱۸) بہشت میں ملک ابدی حاصل کرے گا۔

(۱۹) خدا تعالیٰ کی رضا میں رہے گا۔

(۲۰) رب العالمین۔ اولین اور آخرین کے معبود برحق کا ویدار بغیر کسی کیفیت

کے نصیب ہوتا ہے۔

اس بات کو جان لو! کہ یہ کرامات جو میں نے شمار کی ہیں۔ اپنے فہم اور علم

قاصر اور ناقص کے اندازے پر بیان کی ہیں۔ باوجود اس کے تمام اصول کو مختصر اور

مُجمل ذکر کیا ہے۔ اگر بعض کو ان میں سے مفصل بیان کرنا تو اس کتاب میں گنجائش

نہ رہتی۔ تمہیں معلوم ہے کہ میں نے ملک ابدی کو ایک ہی کرامت شمار کیا ہے۔

اور اگر اس کو میں مفصل بیان کروں۔ تو قریب چالیس اصول کے بلکہ اس سے بھی

زائد ہو جاتے ہیں۔ مثلاً حور اور قصور اور لباس وغیرہ کا ذکر۔ اور ہر ایک ان میں

سے بہت سی تفصیل پر محیط ہے۔ جس کو سوائے خدا تعالیٰ عالم الغیب والشہاد

مالک اور خالق کے کوئی نہیں جانتا ہے۔ اور میں اس کی معرفت کی جرأت کیسے

ہو سکتی ہے؟ حالانکہ حق تعالیٰ جل شانہ ارشاد فرماتا ہے لَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ

لَهُمْ مِّنْ قِسْمَةٍ آعْيُنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ۔ (کوئی شخص نہیں

جانتا ہے۔ کہ جو کچھ اُس کے واسطے آنکھوں کی ٹھنڈک چھپا کر رکھی گئی ہے۔ جو

اعمال کا بدلہ ہے)۔

نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے خَلَقَ

فِيهَا مَا لَا آعْيُنٌ رَأَتْ۔ وَلَا أذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطٌّ عَلَى قَلْبٍ يُشِيرُ

خدا تعالیٰ نے بہشت میں پیدا کیا۔ جو کچھ کہ آنکھ نے نہیں دیکھا۔ اور نہ کانوں نے

سنا۔ اور نہ کبھی کسی انسان کے دل پر خطرہ گذرا۔

لہذا میرے بھائی! اس مقصودِ عظیم اور مطلوبِ عزیز کی طلب میں اپنی
کامل کوشش صرف کرو۔ اور اس بات کو جان لو! کہ عاید کو جملہ عبادات میں چار چیز
چارہ نہیں ہے۔ اول علم۔ دوسرے عمل۔ تیسرے خلاص۔ چوتھے خوفِ خدا کیونکہ
پہلے علم ضروری ہے۔ ورنہ اندھے ہو۔ پھر اس علم پر عمل کرو اور نہ حجاب میں
رہو گے۔ پھر اس عمل کو خلاص کے ساتھ کرو۔ ورنہ شجر بے ثمر ہے۔ جس کا کچھ
فائدہ نہیں ہے۔ جلایا جائے گا۔ پھر ہمیشہ خوفِ خدا رکھو۔ اور نڈر نہ ہو۔ تاکہ
امن و امان پاؤ۔ ورنہ مغرور ہو کر تمام کوشش کو رائے گا اور نامقبول کرو گے۔
اور یہ سبقتیں ان نعمتوں کے عوض میں محفوظی ہیں:

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ نے سچ ارشاد فرمایا ہے۔ کہ علم والوں
کے سوا سب لوگ مردہ ہیں۔ اور سوائے عمل کرنے والوں کے سب علم والے
سوئے ہوئے ہیں۔ اور سوائے خلاص والوں کے سب عمل کرنے والے مغرور
ہیں۔ اور مخلص لوگ نہایت خطرناک کام میں لگے ہوئے ہیں۔
میں کہتا ہوں کہ بچے بڑھ کر چار آدمیوں سے تعجب نہ ہے۔ ایک جاہل
شخص کہ جو بغیر علم کے عمل کرتا ہے۔ دوسرا عالم کہ جو علم پر عمل نہیں کرتا ہے۔ تیسرا
عالم کہ جو بغیر خلاص کے عمل کرتا ہے۔ چوتھا۔ مخلص شخص کہ جس کو خوفِ خدا
نہیں ہے۔

اور اس بات کو جان لو! کہ سب کاموں کو تفصیل حق تعالیٰ چار آیات
شریف میں ارشاد فرمائی ہے:

(۱) أَحْسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا وَأَنْتُمْ لَا تَرْجِعُونَ

(کیا تمہارا گمان ہے۔ کہ ہم نے تم کو بیکار ہی بنایا ہے۔ اور تم ہماری طرف نہیں
لوٹائے جاؤ گے؟)

(۲) وَاللَّذُنُفُورُ تَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا
تَعْمَلُونَ (نفس کو چاہئے کہ نگاہ کرے۔ کہ اس نے کل آئندہ کے واسطے کیا چیز
تیار کی ہے۔ اور اللہ سے ڈرو! کیونکہ اللہ تمہارے عملوں سے باخبر ہے)۔

(۳) وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَإِنَّ اللَّهَ

مَعَ الْمُحْسِنِينَ۔ (جو لوگ ہماری راہ میں کوشش کرتے ہیں۔ ہم ان کو اپنے
 کئی رستے بنا دیتے ہیں۔ اور یقیناً اللہ نیکو کاروں کے ساتھ ہے)۔
 (۴) وَمَنْ جَاهَدَا فَإِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهِ إِنَّ اللَّهَ لَغَنِيٌّ عَنِ
 الْعَالَمِينَ۔ (جو شخص دوڑ دھوپ کرتا ہے۔ وہ اپنے ہی کے لئے کرتا ہے

کیونکہ اللہ تو تمام جہانوں سے بے پروا ہے)۔

ہم خدا تعالیٰ سے معافی مانگتے ہیں۔ ہر ایک چیز پر کہ جہاں ہمارا قدم پھسلا
 ہے۔ اور ہر ایک چیز پر کہ جہاں ہمارے قلم سے خطا سرزد ہوئی ہے۔
 اور ہم خدا تعالیٰ سے معافی مانگتے ہیں۔ اپنی ان گفتاروں سے کہ جو ہمارے
 کرداروں کے مطابق نہیں ہیں۔

اور ہم خدا تعالیٰ سے معافی مانگتے ہیں۔ ان چیزوں کی بابت کہ جن کا ہم نے
 دینی علم کی بابت دعویٰ کیا ہے۔ اور ان میں عملی طور پر ہم سے تقصیر ہوئی ہے۔
 اور ہم خدا تعالیٰ سے معافی مانگتے ہیں۔ اس خطرے سے کہ جو ہم کو۔ اس کتاب
 کی تحریر میں یا کسی علمی بات کے افادۂ بیان کرنے میں۔ خود پسندی کی طرف توجہ دلانے
 والا آیا ہو۔

اور ہم خدا تعالیٰ سے دعا مانگتے ہیں۔ کہ ہم کو اور تم کو۔ براہِ اور ان دین کی
 جماعت! عالم باعمل بنائے! اور ہمارے علم کو ہم پر وبال نہ کرے۔ کیونکہ وہ صاحبِ
 فضل اور کرم ہے۔ اور نہایت ہی بخشش کنندہ مہربان ہے۔

وَالسَّلَامُ خَيْرٌ خِتَامًا

رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ بِرَحْمَتِكَ

يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ

امین

اردو ترجمہ کتاب خلاصۃ العارفين

یعنی مجموعہ ملفوظات حضرت خواجہ قطب الاقطاب حضرت بہاؤ الدین ذکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت بابا فرید الدین گنج شکر و حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت اور حضرت محبوب الہی نظام الدین قدس اللہ سرہ کی زبان مبارک سے لکھے گئے ہیں خوش خط کاغذ اعلیٰ قسم قیمت چار آنہ ۲۲

اردو ترجمہ کتاب مونس حیا

یہ کتاب حضرت شاہ ابوالمعالی قادری رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف میں سے ہے۔ اس میں پانچ مقالے ہیں (۱) میں حقائق (۲) میں احادیث اور کلمات مشائخ (۳) میں محبت (۴) میں مطاببات اور ہذلیات (۵) میں ذکر شعر۔ نہایت ہی دلچسپ کتاب ہے۔ اور رموزات تصوف کو دلکش پیرایہ میں بیان کیا گیا ہے قیمت چار آنے ۲۲

اردو ترجمہ رسالہ نقشبندیہ

اس رسالہ میں نقشبندیہ طریقہ کے ذکر اور لطائف قلبی و مراقبہ وغیرہ کا بیان ہے اور اس کے ساتھ طریق مراقبہ بھی بتایا گیا ہے۔ اور دل کا نقشہ دکھلا کر ہر ایک لطیفہ کا مقام دکھلایا گیا ہے۔ طالب مولے کے لئے نعمت غیر مترقبہ ہے قیمت چار آنہ ۲۲

راحت القلوب اردو

ملفوظات حضرت بابا گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ مرتبہ حضرت محبوب الہی رحمۃ اللہ علیہ قیمت ۲۶

اردو ترجمہ کتاب شمس العارفين

یہ کتاب بھی حضرت سلطان باہو کی تصنیف سے سات بابوں پر منقسم ہے۔ اور ہر ایک باب میں ایک ایک مضمون پر دلچسپ بحث ہے۔ مسائل تصوف کو نہایت تفصیل سے بیان کیا ہے۔ قابل دیدنایاب کتاب ہے قیمت آٹھ آنہ ۱۸

اردو ترجمہ کتاب کاہد دانش

یہ کتاب تصنیف حضرت سید اشرف علی صاحب دہلوی سے ہے۔ اس میں حضرت نے تصوف کے بعض مسائل سوال و جواب کے پیرایہ میں لکھے ہیں جو دیکھنے سے تعلق رکھتے ہیں۔ تصوف میں لا جواب کتاب ہے قیمت صرف تین آنہ ۳۰

اردو ترجمہ کتاب سنات العارفین

تصنیف بطیف شہزادہ محمد وارا شکوہ قادری رحمۃ اللہ علیہ۔ اس کتاب میں شہزادہ موصوف نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کر جتنے بزرگان دین اور اولیائے اللہ گذرے ہیں جبکہ ارشادات میں سے ایک ایک بات اقتباس کر کے اس عجیب و غریب طریق سے بیان فرمائی ہے جو دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ نیز یہ بوضاحت معلوم ہو جاتا ہے کہ ان بزرگان بلند پایہ نے توحید کے متعلق کیا کیا ارشادات فرمائے ہیں۔ اس بے نظیر کتاب ہے۔ قیمت صرف پانچ آنہ ۵۰

اردو ترجمہ کتاب مجمع الاسرار

جناب پیر بہادر شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے طریقہ قادریہ کے ذکر اذکار اور اؤرا کے علاوہ سلسلہ نقشبندیہ و سلسلہ چشتیہ کے ذکر اذکار بھی تفصیل بیان فرمائے ہیں۔ بلکہ بعض عملیات بھی بوضاحت لکھے ہیں۔ اور اس کے ساتھ طریقہ ادویہ کے حالات پر نہایت عمدہ بحث فرما کر طالب کی تسلی فرمائی ہے۔ قیمت صرف دس آنہ ۱۰

لکچر امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ

یعنی امام غزالی علیہ الرحمۃ کے خیالات و تحقیق مذہب کی دلچسپ تاریخ اور قریباً ۱۰۰ صفحہ کی تصنیف ہے نہایت خوبی سے اردو زبان میں ترجمہ کیا گیا ہے اور ساتھ ہی اس کے اصل کتاب چھپی ہے قابل دید ہے۔ قیمت چھ آنہ ۶۰

اروز جمعہ لطائف خمسہ نامی مقامات مظہریہ

حضرت غلام علی شاہ صاحب قدس سرہ نے فرمایا سچا ناں رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و مقامات و ملفوظات و مکتوبات کو جمع فرمایا ہے جو اٹھارہ فصلوں پر مشتمل ہے۔ قیمت

اروز جمعہ کتاب مونس الارواح

یعنی حالات حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری رحمۃ اللہ علیہ و حالات حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رح و احوال حضرت خواجہ فرید الدین گنجشکر رحمۃ اللہ علیہ و قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ و حالات حضرت خواجہ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ یہ تفصیل درج ہے۔ ان حالات کو علیا حضرت جہان آرا سیکم بہت ثنا جہان نے نہایت خوش اسلوبی سے لکھا ہے۔ قیمت

اروز جمعہ کتاب خلاصۃ العارفین

یعنی مجموعہ ملفوظات حضرت خواجہ قطب الاقطاب حضرت بہاؤ الدین ذکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت بابا فرید الدین گنجشکر و حضرت خواجہ مخدوم جہانیاں جہاں گشت اور حضرت محبوب الہی نظام الدین قدس سرہ ازہم کی زبان مبارک سے لکھے گئے ہیں۔ قیمت

لسان العرب فی اردو

ملفوظات حضرت خواجہ عثمان ارونی رحمۃ اللہ علیہ مرتبہ حضرت خواجہ معین الدین اجیری۔ قیمت

رحمت القلوب

ملفوظات حضرت بابا فرید گنجشکر رحمۃ اللہ علیہ۔ مرتبہ حضرت محبوب الہی رحمۃ اللہ علیہ۔ قیمت

اروز جمعہ کتاب چہ اہر فیہی

اس میں جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم مع جملہ اصحاب کبار اور حالات زندگی و کرامات عالیہ مع مفصل شجرہ اولاد پاک حضرت بابا فرید گنجشکر حقیقی رحمۃ اللہ علیہ درج ہے۔ قیمت

اروز جمعہ کتاب رفیق السالکین

اس کتاب میں حضرت میر کمال رحمۃ اللہ علیہ کے پاک حالات ہیں جو دلکش پیرایہ میں نہایت محنت اور جستجو سے لکھے گئے ہیں۔ کتاب کیا ہے ایک جو ہر بے بہا ہے طالبان مولا خرید کر فیض باطنی حاصل کریں۔ قیمت صرف

نوٹ :- میری بیع شدہ کتاب پر ہر گانگی اجازت نہیں ہے ۔ ملک چین الدین

اس وقت تک کتاب

روضۃ القیومیہ

مصنفہ جناب صاحب خیرا وہ بزرگوار حضرت مولانا خواجہ کمال الدین شیخ محمد انصاری معصوم
 رحمۃ اللہ علیہ

یہ کتاب مستطاب حضرات قیوم اربع رضوان اللہ علیہم اجمعین کے حالات میں السی جامع اور مکمل ہے کہ اس کی
 مثل اور کوئی کتاب نہیں کتاب کے چار حصے ہیں ہر حصہ میں ایک ایک قیوم کے حالات تفصیل میں درج ہیں :-
 رکن اول :- حوالہ حضرت خزینۃ الرحمۃ محبوب بھائی شہباز لامکانی امام ربانی مجدد الف ثانی قیوم اول علیہ الرحمۃ
 مدہ حوالہ جملہ فرزندان و خلفائے آنجناب پیر فیصل ہلال قیومیت و مکاشفات و کرامات و حادثات زمانہ و واقعات
 سلطنت وغیرہ

رکن دوم :- حوالہ حضرت عروۃ الوثقیٰ معصوم مانی قیوم ثانی حضرت خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمۃ مع حوالہ جملہ فرزندان
 و خلفائے آنجناب پیر فیصل ہلال قیومیت و مکاشفات و کرامات و حادثات زمانہ و واقعات سلطنت وغیرہ

رکن سوم :- حوالہ حضرت امام حزب اللہ حجۃ اللہ قیوم ثالث خواجہ محمد نقشبند ثانی علیہ الرحمۃ مع حالات جملہ فرزندان
 و خلفائے آنجناب پیر فیصل ہلال قیومیت و مکاشفات و کرامات عالیہ مع واقعات و حادثات سلطنت وغیرہ

رکن چہلم :- حوالہ حضرت پیر دستگیر قیوم زمان خلیفۃ اللہ سلطان الاولیا قیوم الرابع خواجہ محمد زبیر علیہ الرحمۃ مع حوالہ
 جملہ فرزندان و خلفائے آنجناب پیر فیصل قیومیت و مکاشفات و کرامات مع واقعات و حادثات سلطنت وغیرہ

اس کتاب کو ہر ایاب کو بڑی تلاش اور جستجو کے بعد ہم پہنچا کر اردو ترجمہ کر کے چھپوایا گیا ہے امید ہے کہ عاشقان
 و بار محبذیہ و رولد و لوگان رکار معصومیہ خاکبوسان حضرت حزب اللہ فدا یان بارگاہ خلیفۃ اللہ اسے حرز جان بنائیں گے
 اور خاکساران طبع کنندگان کو دعائے خیر سے یاد فرمائیں گے

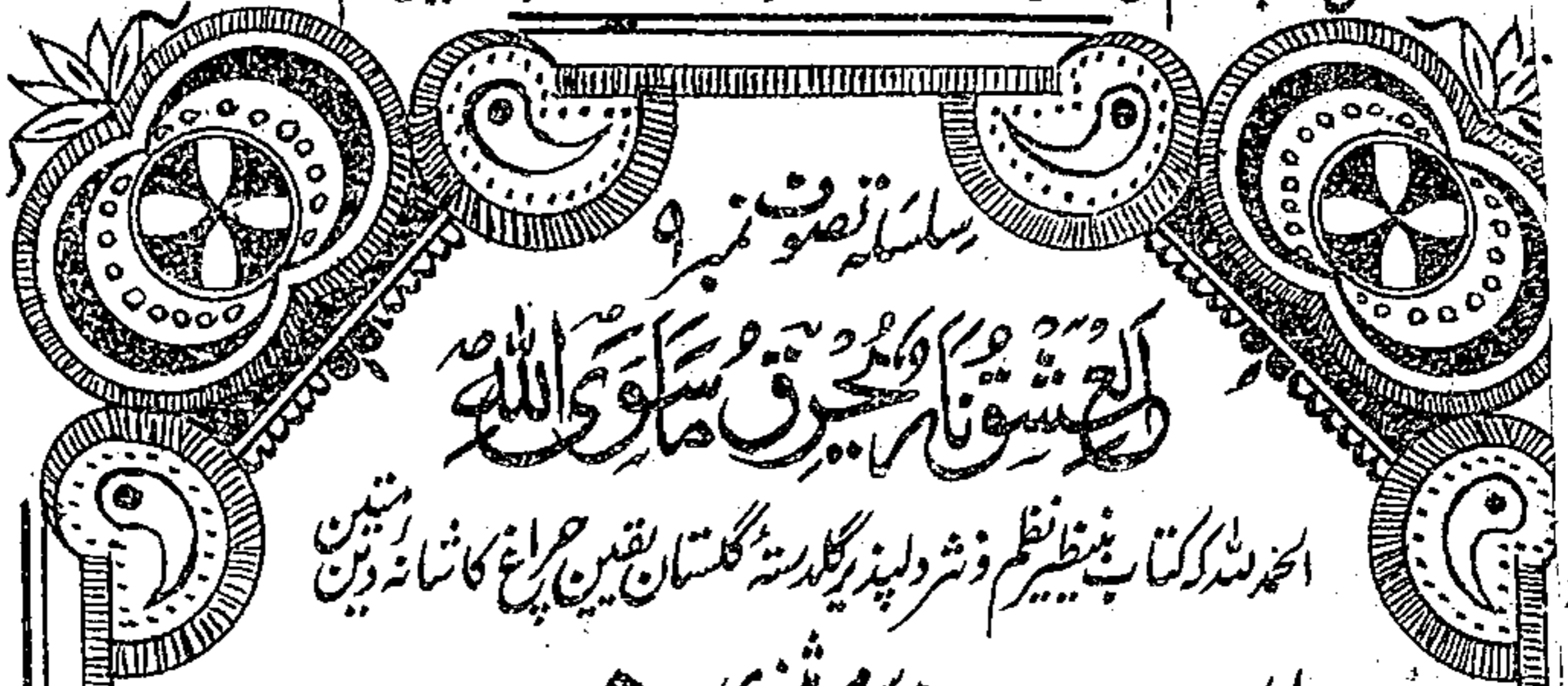
قیمت
 جلد اول ہر دو حصہ سے
 جلد دوم ہر دو حصہ سے
 قیمت مجلد معصوم

المنشور
 اللہ والے کی قومی دوکان مالک ملک چین الدین خلف ملک فضل الدین
 کے زئی تاجر کتب منزل نقشبندیہ
 کوچہ گزیاں بازار کشمیری کالہوا

(بغیر مردکان مال مردقہ تصور ہوگا)

پتہ :- رسالہ اسرار تصوف ماہوار لاہور سے طلب کر سکتے ہیں قیمت سے رعایتی ہوگی

اس کتاب کے تمام حق حقوق بموجب ایک نمبر ۳۲۷۱ء ملک جناب الدین کے نام محفوظ ہیں



سلسلہ تصویب نمبر ۹

کتابتیں کا حقیقی مسکن اور اللہ

انجمن کتاب بنظر نظم و شریعت لپیڈ ریگڈ سٹریٹ گلستان یقین پرائیوٹ لٹریچر کاشانہ دین

موسم بہ ہنوی
کتابتیں کا حقیقی مسکن

کتابتیں کا حقیقی مسکن

تصنیف لطیف سالک حق پرست بارہ دست باگاہ حضرت شاہ عبدالصمد قدس سرہ

جسے

اندولے کی قومی کان ملک جناب الدین خلف شہید ملک فضل الدین رزاقی جبران کتب پوری

منزل قشیدہ

بازار کشمیری

کوچہ زریا



کتابتیں کا حقیقی مسکن